



الحسن والحسين سيد شباب أهل الجنة

بعون خلق نشأتين ومن يد جناب رسول الثقلين مبين  
الحسين مبي وأنا من الحسين

جلد دوم

کتاب تطابح لاسرار و کشف استار المسمی

ماتین

و مقتل الحسين من كتب الفرقين

از مصنف جامع القاب کاشف غوامض اسرار مبین حقائق آثار  
و اخبار روح فضائل ائمه مصطفین شریع حضرت ابی عبدالحسین  
سلام علیهم بدوام الملون مجتهد العصر والزمان نائب امام الانس  
والجان جناب مولوی حکیم سید غلام حسنین جب کشتور دام

مفتی عام سید سید کمال هو طبع

الحمد لله الذي جعلنا من آل بيته الطيبين الطاهرين أئمة المرسلين وأوصيائه وصاروا من بعدهم إمامين بعدهم  
وآلهم الطيبين الطاهرين من بعدهم إمامين بعدهم وعلوهم على العالمين وعلوهم على العالمين وعلوهم على العالمين

الحمد لله الذي جعلنا من آل بيته الطيبين الطاهرين أئمة المرسلين وأوصيائه وصاروا من بعدهم إمامين بعدهم  
وآلهم الطيبين الطاهرين من بعدهم إمامين بعدهم وعلوهم على العالمين وعلوهم على العالمين وعلوهم على العالمين

۵۵۴  
نکاح  
۵۵۴

۵۲۲۲  
۱۲۰





اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ اَنْبِيَآئَهُ وَسَايَطٍ مَّعْرِفَةً ذَاتِهِ وَمُبَلِّغِيْ رِسَالَاتِهِ اِلَى  
مَخْلُوْقَاتِهِ ثُمَّ خَلَّمَ النُّبُوَّةَ عَلَى حَبِيْبِهِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ  
اَمْرًا يَّكُوْنُ مَفْعُوْلًا اِلَى یَوْمِ عَدْلِهِ وَمِيقَاتِهِ - بعد حمد اور صلوٰۃ کے  
خاکسار غلام حسین کنوری کہتا ہے کہ پہلی جلد اس کتاب کی جس کا نام  
مَاتَيْنَ فِيْ مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ مِنْ كِتَابِ الْفَرِیْقَيْنِ ہے جب  
چھپر مشہر ہو چکی اور ابھی صدمہ مطالب ضروریہ متعلقہ شہادت ہذا باقی تھے کہ پہر  
میں نے اُنکو لکھنا شروع کیا۔ مگر اثنائے تصنیف جلد ہذا میں ایک اور ضروری کام  
پیش آگیا جو عقلاً اور شرعاً اس سے زیادہ اہم تھا اور جس کو کتاب انتصار الاسلا  
کے پڑھنے سے ہر شخص جان سکتا ہے۔ لہذا اس جلد دوم کی تصنیف میں التوارخ اب  
مجھے حسب درخواست اکثر برادران اسلامی کے مناسب معلوم ہوا کہ جبرقہ مسودہ اسکا تیار ہے  
اُسی کو محرم تک چھپو اگر مشہر کرادوں لہذا اس کو شروع کرتا ہوں - تنبیہ - اس جلد میں اگرچہ  
مصائب کا بیان کم ہے مگر تاریخی حالات اور اسباب اختیار کرنے ان مصائب کے ہمارے نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ کو اپنے پیارے فرزند اور ذریت اطہار پر اور کیفیت صحابہ موجودین کی  
تاریخ شہادت امام حسینؑ اور انکی پیش آمد ذریت رسول سے جس کو جناب رسولؐ ان صحابہ  
کو سپرد کر گئے تھے اور جنکی مودت کو حکم خدا اپنی رسالت کا اجر قرار دیا تھا بمفاوایہ - قُلْ لَا  
اَسْأَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اَلَا الْمَوَدَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا قَوْمٌ فَاسِقُونَ - اُس کی بجا آوری جیسی صحابہ نے کی اور



بار جو اس کے خیر القرونِ قدرتی کے پورے مصداق رہے اچھی طرح بیان کر دیں گا۔ اور حدیث نبویؐ اِنَّ الْحَسَنَيْنِ بَابُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ یعنی حسینؑ دروازہ بہشت اور دوزخ ہیں اُسکی پوری تصدیق بھی ہو جائیگی اگرچہ آج تک اس واقعہ کو بارہ سو ساٹھ برس گزرے مگر امت کے بہت سے آدمی اس کے چھپانے پر اور اس واقعہ ہوش ربا کے محو کرنے پر اُسی قدر آمادہ ہیں اور بیشک اگر یہ لوگ بروز عاشورا موجود ہوتے اُسی لشکر کے اعوان و انصار میں ہوتے جس نے از روز وفات سرور کائنات ہمارے نبیؐ کا گھر تباہ اور برباد کر دیا ہے اور ضرور یہ لوگ اُسی فرقہ خیر القرون میں شمار کئے جاتے جنکی مفاہی اور مظالم کو بطیب خاطر پسند کر رہے ہیں یا دین و دانستہ اُنکے افعال بد کی تاویل کر رہے ہیں مگر انصاف پسند آدمی کسی مذہب اور مشرب کے فرض کیجئے کہی نہ انکو خیر القرون تسلیم کریں گے اور نہ ان شمنان خانوادہ رسالت کو سچا مسلمان کہیں گے۔ خیر اسکا بیان تو ابواب کتاب ہذا میں آتا ہے اب مجھے لازم ہے کہ ابواب کتاب کو شروع کر دیں اور توفیق اتمام کی خدائے بزرگ سے طلب کرتا ہوں۔

## باب اول

بطور تمہید کے جس کا سمجھ لینا تمام ابواب کتاب ہذا پر مقدم ہے

اِنَّ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ فِيْ اَمْرِ هِدَايَةِ الْعِبَادِ طُرُقًا وَ اَسْمَاءً لَا تَقْدِرُ اَنْ تُحْصِيَهَا حَقُّ تَوْ  
یہ ہے کہ خدائے حکیم کی حکمت میں اپنے بندوں کی ہدایت کی واسطے بیشمار طریقہ ہیں اور بہت سی ہدایتیں ایسی ہیں کہ ہم اپنی عقل ناقص اور علم بدتر از جہل کی نظر سے ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کہ اُن طریقوں کو شمار کر سکیں۔ بَلْ عَلٰی اَنْ يَّكُوْنَ طَرِيقٌ لِّلْهُدٰى  
فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ سُبْحٰنَهُ وَ مَخْنُ نَظَرُ الْجِبَالِ لِنَا اَضْلَاً۔ بلکہ شاید ایسا ہی کوئی طریقہ ہدایت علم الہی میں ہو کہ اُس سے بندوں کی پوری ہدایت ہو جائے مگر اپنی جہالت اور کم فہمی سے ہم اُس طریقہ کو موجب گمراہی اور ضلالت خیال کریں۔ اَلَا تَرٰى اِلٰى  
بَعْضِ الزَّوَادِقَةِ اِنَّهُ سَاَلَ عَنِ الصّٰدِقِ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ عِبَادًا كَلَمًا



مُطِيعِينَ۔ کیا تم کو نہیں معلوم ہے کہ ایک زندیق بیدین نے جناب صادقؑ سے خدا پر  
یہ اعتراض کیا کہ اپنے کل بندوں کو خدا نے مطیع اور فرمانبردار کیوں نہ پیدا کر دیا مطلب  
اُسکا یہ ہے کہ اگر سب خلق مطیع پیدا ہوتی یہ جہگڑے اور فساد اور دشمنی خدا سے  
اور خدا کے رسولوں سے کیوں دنیا میں ہوتی اور چونکہ اس دہریہ کا اعتقاد یہ بھی تھا  
کہ فطرت اور خلقت بدل نہیں سکتی لہذا اگر خدا کی فطرت اپنے بندوں کی نسبت یہی ہوتی کہ  
مطیع رہیں کوئی فرد بشر کا فرزند نہ ہوتا۔ وَلَمْ يَذَرِ ذَلِكَ الْجَاهِلُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ  
خَلَقَ كُلَّ عِبَادِهِ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَعْطَاهُمُ الْخَيْرَةَ وَلَمْ يُجِبْهُمْ  
عَلَى الدِّينِ۔ اس جاہل کو یہ معلوم نہ تھا کہ خدا نے کل مخلوقات کو فطرت اسلام پر  
پیدا کیا مگر بعد پیدا کرنے کے انکو مجبور نہیں کر دیا کہ ضرور مطیع رہیں بلکہ فاعل مختار  
کیا اور نیک اور بد سمجھنے کی عقل انکو عطا فرمائی۔ کَمَا يَقُولُ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ  
إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا۔ جیسا فرماتا ہے ہم نے آدمی کو راہ بتلادی اور اُسے اختیار  
دیا چاہے شکر گزار اور مومن رہے چاہے ناسپاس بن کر کافر ہو جائے۔ فَإِنْ كَانَ  
خَلَقَهُمْ مُجْبُورِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِي الطَّاعَةِ ثَوَابٌ اِذَا رَأَى أَنَّ كَوْنَهُ طَاعَتٍ بِمَجْبُورِيَّةٍ  
كَرْتًا ثَوَابِ عِبَادَتِ اُنْكَوْهُ بَرَكَزْ نَشَا۔ وَكَذَلِكَ سَأَلَ ذَلِكَ السَّائِلُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ  
لِمَا بَلَغَ أَنْبِيَائِهِ بِالْبَلَدِيَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ زَلَّتْهُمْ فِي كُتُبِهِ وَأَمَرَ الْأُمَمَ أَنْ  
يُحْلِنُوا بِمَصَائِبِهِمْ وَهَلْ هَذَا إِلَّا إِذْ لَا لَمْ۔ اسی طرح اس احمق نے یہ بھی سوال  
کیا کہ خدا نے جن انبیاء کو معزز نبوت سے کیا ہے کیوں انکو مصائب میں گرفتار کر کے ان کی  
لغزشوں کو اپنی کتابوں میں صاف صاف بیان کر دیا اور امت کو حکم دیا کہ انکی ذلتوں کو  
علی الاعلان خوب طرح بیان کر دیا اس طریقہ سے انکی ذلت دہی خدا نے نہیں کی۔ وَ  
أَجَابَ الصَّادِقُ ؑ وَآيَضًا مَوْلَانَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذَلِكَ السَّوَالِ  
بِاجْوَبَةٍ شَافِيَةٍ لَا تَرَى ذِكْرَهَا مُتَعَلِّقًا لِمَا نَحْنُ بِصَدِّدِهِ فِي هَذَا الْبَابِ۔  
جناب صادقؑ اور نیز جناب امیرؑ نے جو جوابات اس کے ارشاد فرمائے انکا لکھنا نہ ہو  
اس باب میں جس مطلب کے ہم درپے ہیں اُس کے مناسب نہیں ہے۔ بَلْ نَذْكُرُ مِنْهَا



مَا هُوَ إِلَّا هُمْ فَلَا هُمْ - بلکہ بطور اختصار اسی امر کو ذکر کر گئے جو اہم مطالب ہے -  
 وَهُوَ أَنَّ شَرَّ الْأُمَمَةِ أَيْضًا يُورِدُونَ عَلَى نَبِيِّنَا أَنَّهُ مَعَ كَوْنِهِ عَالِمًا بِأَعْيَانِ  
 الْمُنَافِقِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ مَا مَوَّرَ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ بِأَن يُجَاهِدَ الْكَفَّارَ  
 وَالْمُنَافِقِينَ - اور وہ امر ضروری یہ ہے کہ بدکاران امت محمدیہ بھی ہمارے نبی پر اعتراض  
 کرتے ہیں کہ باوجودیکہ حضرت منافقین صحابہ کو خوب پہچانتے تھے اور منافقین اور  
 کفار سے جہاد کرنے کا حکم خدا بھی تھا پر کیوں حضور نے ان مارا ستین کو پالا اور ان کا  
 تقرب بڑھایا اور ان کو قتل نہ کر ڈالا اور جس قدر مصائب میں آپ کے اہلیت مبتلا  
 ہوئے سب انہیں منافقین کے افعال اور کردار سے ہوئے - وَ أَيْضًا لَمْ يُجَارِبْ عَلَى  
 مَعَ كَوْنِهِ أَشْجَعَ الْقُرَسَاكِ وَصَبَرَ بِضْعًا وَعِشْرِينَ سَنَةً - اور یہ بھی وہی  
 لوگ کہتے ہیں کہ علی ابن ابیطالب باوجودیکہ بڑے بہادر بے بدل تھے اور تمام لڑائیاں  
 بزمانہ رسول انہیں کے ہاتھ سے سر ہوئیں قریب ۳۰ برس کے کیوں صبر کرتے رہے  
 اور کیوں نہ ذوالفقار آبدار کھینچی - وَ تِلْكَ الشُّبُهَاتُ وَ أَمْثَالُهَا إِنَّمَا تُعْرَضُ إِمَّا  
 لِلشُّفْهَاءِ وَ الْجَاهِلِينَ عَنْ مَصَالِحِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَوِ لِلْمُنْكَرِينَ الْمُعَانِدِينَ -  
 اور یہ شبہات اور مثل اس کے ایسے ہی شبہات یا تو محض نادان اور جاہلون کو عارض  
 ہوتے ہیں اور یا منکرین اور دشمنان خدا کو جو کہ دانستہ ہٹ دھرمی کرتے ہیں - وَ الْجَوَابُ  
 أَنَّهُ لَمَّا اعْتَقَدْنَا فِي حَقِّ اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَنَّهُ حَكِيمٌ لَا يَخْلُقُ أَكْلٌ فِخْلٍ مِنْ أَفْعَالِهِ  
 تَعْدِيًّا كَانَ أَوْ أَمَهَا لَا عَيْنَ الْحِكْمَةِ - جواب عام تو یہی ہے جب ہم نے اعتقاد کر لیا کہ  
 خدا حکیم ہے اور کوئی فعل اس کا حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہے عذاب دے یا مہلت  
 دے - وَ أَيْضًا لَمَّا مَنَّابُنُوهُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ عِصْمَتِهِ مِنْ  
 الْخَطَايَا سَيِّمًا فِي تَعْمِيلِ أَوْ أَمْرِ اللَّهِ وَ تَوَاضَعِهِ - اور یہ بھی دیکھو کہ ہم نبوت پر  
 اپنے نبی کے ایمان لائے اور انکا معصوم ہونا گناہوں سے خاص بجا آوری احکام الہی میں اور باز  
 رہنا ان چیزوں سے جن سے خدا نے انکو منع فرمایا ہمارا عقیدہ ہے - فَكَيْفَ يَحْقُ  
 بِنَا أَنْ نَشْكُ فِيمَا اخْتَارَ اللَّهُ مِنْ ابْتِلَاءِ أَنْبِيَائِهِ وَ أَوْصِيَائِهِمْ إِنَّ هَذَا



اَمْرٌ قَبِيحٌ وَارَاتَ فِيهِ اِهَانَةً لِّمَنْ سَلَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ اب کیونکر ہم کو شایان ہے سنگ  
 کرین کہ جو کچھ خدا نے انبیاء پر بلا اور مصیبت نازل کی خواہ اوصیاء برحق پر یہ امر قبیح ہے  
 اور اس میں انبیاء اور اوصیاء انبیاء کی اہانت ہوتی ہے۔ وَامَّا عَدَمُ الْجِهَادِ مِنَ  
 الْمُنَافِقِينَ مَعَ كَوْنِهِ مَأْمُورًا بِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَعَ كَوْنِهِ عَالِمًا بِاَعْيَانِهِمْ  
 فَلِكَوْنِهِمْ حَدِيثُ الْعَهْدِ بِالْاِسْلَامِ۔ منافقین سے جہاد نہ کرنا باوجودیکہ جناب سول  
 سب کو پہچانتے تھے اور حکم خدا ہی آپ کو تھا اسکی وجہ یہی ہے کہ ابھی لوگ تازہ تازہ مسلمان  
 ہوئے تھے چنانچہ قصہ غدیر خم میں یہ سب خود حضرت سے دو نو فریق روایت کرتے ہیں۔  
 وَامَّا سُكُوتُ عَلِيٍّ وَصَبْرُهُ عَلَى الْاَذَى مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَالِحِ فِيهِ اِنَّهُ صَبَرَ حَتّٰى  
 اجْتَمَعَ عَلَى نَصْرَتِهِ اَلَا فِى الْمُسْلِمِينَ وَقَدْ كَانَ مَعَهُ اشْخَاصٌ مَّعْدُودَةٌ  
 يَوْمَ تُوْفِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيهِ صَلَاحُ۔ جناب امیر کا سکوت کرنا اور مصائب پر صبر کرنا  
 اس کی بڑی بھاری مصلحت یہ ہے کہ ہزاروں آدمی آپکی نصرت پر اسی زمانہ سکوت میں  
 جمع ہوئے اور ہر وز وفات جناب رسول صلعم سوائے چند برگزیدہ صحابہ کے اور کوئی نہ تھا۔ وَاَيْضًا  
 لَا تَنْتَمُ حُجَّةٌ وَلَا يَنْقَطِعُ عُدُسُ الْاَبْلَا مَهَالٍ۔ یہ بھی وجہ قوی آپکے سکوت اور  
 صبر کی ہے کہ حجت خدا اور قطع کرنا عذر بندگان الہی کا بدو نہ مہلت کافی دینے کے نہیں  
 ہو سکتا۔ وَقَدْ اَمْهَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ عِدَّةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَعَ كَوْنِهِ  
 قَادِرًا مُّقْتَدِرًا عَلَى بَطْشِهِ وَاِهْلَاكِهِ۔ دیکھو خدا نے اپنے دشمن ابلیس کو قیامت  
 تک کی مہلت دی ہے حالانکہ ہمیشہ اُس کے ہلاک کر دینے پر قادر ہے۔ وَقَدْ تَمَّتِ الْحُجَّةُ عَلَى  
 اَعْدَائِهِمْ فِي تِلْكَ الْاَزْمَنَةِ وَزَادَتْ بُرْهَانًا وَظَهَرَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ اَوْ سَمِعَ مِمَّا جَرِىَ  
 عَلَيْهِ۔ حجت خدا دشمنان ابلیت پر اسی زمانہ مہلت میں اچھی طرح سے ظاہر ہوئی اور جو کوئی  
 مقام عدو پر موجود تھا۔ اور جس نے سنا ضرور اُس کو ان مظالم پر اطلاع ہوئی۔ اَزْدَدَعَ اَمْرُ  
 لَمْ يَزِدْ تَدْعٍ۔ دشمنوں کی ہر اسی سے جدا ہوا یا ہوا۔ وَاَيْضًا مِنَ الْمَصَالِحِ فِي الْاَمْهَالِ  
 اَنَّهُمْ مَعَ مَا كَانُوا لَا يَبَالُوْنَ فِي الْاَذَى وَمُخَالَفَةِ الْوَصِيَّةِ الَّتِي اَوْصَاَهَا  
 نَبِيُّهُمْ۔ یہ بھی مہلت دینے میں ایک مصلحت تھی کہ باوجودیکہ ایذا دہی ابلیت اظہار میں



اون ظالمین کو کچھ باک نہ تھا اور خلاف وصیت رسول جو بحق اہلبیت کی تھی اُسکے کرنے میں پورے بے خوف تھے۔ وَمَعَذْلِكَ يُخْفُونَ مَا يَأْتُونَ بِهِ أَوْ يَأُولُونَ مَا أَتَوْكُمُ اور بادجو داس کے جو گزند اور ایذا بنسبت اہلبیت نبی کے پہنچی۔ مسلمان اسکو چھپاتے تھے اور ہر ظلم کی تاویل کرتے تھے۔ وَيُنْكِرُونَ مُعَادَاتِهِم بِالْوَصِيِّ الْمَطْلُوقِ اور انکار کرتے تھے کہ ہم کو علی سے کچھ دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ یہ سبب ہے اور یہ وجہ ہے اس بات کرنے کی۔ وَكَلَّمَآ بَعْدَ الْعَهْدِ زَادَتْ غِيَهُمْ وَأَزْدَادَ طُغْيَانَهُمْ۔ اور جس قدر وفات نبی کو زمانہ زیادہ گزرتا گیا۔ اُنکی گمراہی بڑھی اور نافرمانی امام برحق کی اب تو درجہ انتہا کو پہنچی۔ جس کو معرکہ کربلا نے پورا ثابت کر دیا۔ اب میں تہید سے فارغ ہو چکا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ!

## باب دوم

سبب معجزنمائی امام حسین کی اثبات حقیقت اسلام اور نبوت قائم غیبت مہدی کو مناسبت

نَقُولُ إِنَّ أَوْصِيَاءَ هَذَا النَّبِيِّ الَّذِي خَتَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّبُوَّةَ يَجِبُ عَلَى اللَّهِ تَأْيِيدُهُمْ بِالْمُعْجَزَاتِ وَالْآيَاتِ لَوْ جَهِلِينَ۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ نبی ہمارے محمد صلعم جہنہ خدا نے نبوت کا خاتمہ فرمایا ہے اُنکے خلفا اور اوصیاء کی تائید معجزات اور کرامات سے کرنی دو وجہ سے خدا پر واجب تھی۔ أَحَدُهُمَا وَهُوَ السَّبَبُ الْعَامُّ الَّذِي يُوجِبُ تَأْيِيدَ كُلِّ نَبِيٍّ وَوَصِيِّ بِالْمُعْجَزَاتِ۔ ایک تو وہی عام سبب ہے جس کے رو سے ہر نبی اور وصی کی تائید معجزات سے واجب ہوتی ہے جیسا کہ تہیدی بابین گزرا۔ وَهُوَ تَصْدِيقُهُ وَتَقْرِيقُهُ مِنْ عَوَامِّ الْأُمَّةِ وَتَبْكِيَةُ الْكَفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ۔ اور وہ سبب یہی ہے۔ کہ اس نبی یا وصی کی تصدیق نبوت اور امامت ہو جائے اور عام خلائق سے وہ الگ اور متمیز ہو کر نبی یا وصی مانا جائے اور کفار اور مشرکین جو منکر ہوں اُن کے دم بند کر دئے جائیں اور چپ ہو جائیں۔ وَثَابِتُهُمَا وَهُوَ الْأَخْصُ بِالنَّسْبَةِ إِلَى بَعْضِ أُمَّةٍ نَبِينَا الَّتِي أَنْكَرَتْ وَجُوبَ إِقَامَةِ الْوَصِيِّ



وَالْخَلِيفَةُ عَلَى اللَّهِ - دوسرا سبب خاص یہ نسبت بعض امت محمدی کے ہے جس نے انکا  
کیا ہے۔ کہ خدا پر خلیفہ نبی کا مقرر کرنا ضرور نہیں ہے۔ - وَادْعَتْ أَنْ يَنْبِئَهُمْ لَمْ يَنْصَحْ  
وَلَمْ يُؤْصِ فِي أَمْرِ الْجَلَا فَبَلَ أَهْمَلُ كُلِّ الْأَهْمَالِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهُ اور  
جس تباہ کار امت نے دعوے کیا ہے۔ کہ اُس کے نبی نے کسی کی نسبت اپنا خلیفہ اور وصی  
ہونا صاف صاف ارشاد نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی کی نسبت وصیت کی امت کو۔ کہ اس کو  
میرا خلیفہ سمجھنا۔ پناہ بخدا ایسا جھوٹ اور یہ افترا اپنے نبی پر!!! مَعَ أَنَّهُ صَلَّحَ لَمْ  
يَتْرُكْ بَيَانَ جُزْئِيَّاتِ الْأُمُورِ حَتَّى آذَنَ الْخَدِشَ - حالانکہ اُس نبی نے چھوٹی  
چھوٹی بات بھی نہ چھوڑی۔ جس کا بیان نفرا یا ہو۔ تا اینکه ذرا بدن کسی کا چہل جائے  
کسی کے سبب سے اُسکا معاوضہ بھی بیان کر دیا ہے۔ نہ کہ ایسا امر اہم جس سے  
اتمام دین ہوتا ہے۔ - وَكَمَا يَجِبُ تَأْيِيدُهُمْ بِالْمُعْجَزَاتِ إِلَى نَرَمَانٍ وَصَايَتِهِمْ  
كَذَلِكَ يَجِبُ أَنْ يَخْتَارَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ طَرِيقًا وَاصًّا لِذَلِكَ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ  
أَيْضًا۔ اور جس طرح واجب ہے۔ کہ زمانہ حیات میں اس وصی نبی کی تائید اُنکے معجزات  
سے ہو۔ اسی طرح بعد اُنکی وفات کے بھی ایسا طریقہ خدا پسند فرمائے۔ کہ اُنکی خلافت  
اور امت کا ثبوت باقی رہے۔ - كَيْ لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ أَرَادَ الْإِهْتِدَاءَ بِدِينِ بَيْنَانَا  
طَرِيقُ الْحَقِّ وَلَا يَنْتَبِئَ إِلَى الْجَبَبِ۔ تاکہ بعد وفات اُنکے بھی جب کوئی ارادہ دین حق  
اختیار کرنے کا کرے اُس پر بنظر ملاحظہ انہیں معجزات کے دین حق پوشیدہ نہ رہے اور وہ  
ایسا طریقہ ہو۔ کہ مجبور ہو کر آدمی ایمان لائے بلکہ آزاد اور خود مختار ہو کر قبول  
اسلام کرے۔ - وَهَذَا الْغَرَضُ يَحْصُلُ بِأَنْ يَخْتَارَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَحَدًا مِنْ  
أَوْصِيَاءِ بَيْنَانَا فِي كَوْنِهِ مُظْهِرًا لِلْمُعْجَزَاتِ وَمَوْيِدًا بَعْدَ مَوْتِهِ بِالْآيَاتِ  
اور یہ غرض ہدایت خلق کی اس طرح بھی پوری ہو سکتی ہے۔ کہ ہمارے نبی کے ایک  
ہی وصی اور خلیفہ کو خدا بعد اس کے مرنے کے صاحب آیات اور معجزات اختیار کرنے  
ثُمَّ لَمَّا كَانَتْ الْأُمَّةُ الْمُتَعَوِّثَةُ مُنْكَرَةً عَنْ إِمَامَتِهِمْ وَمُبْعِضَةً لَهُمْ فِي كُلِّ  
زَمَانٍ۔ پھر چونکہ بہت لوگ امت کے ان اماموں کی امامت اور خلافت سے منکر ہوئے۔



اور ان ائمہ سے بغض اور عداوت اپنا شعار گردانا ہر زمانہ میں اور ہر وقت میں و کائنات  
 لا یترکونی بجماعتہم ماداموا فیہا۔ اور اس قدر دشمنی اور عداوت پر کمر باندھی کہ انکی  
 زندگی ظاہری چند روزہ بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ حَتَّىٰ اَنْهَا قَتَلَتْ اِثْنَيْنِ مِنْهُمْ  
 بِالسَّيْفِ وَتَسَعَتْ مِنْهُمْ بِالسَّيْفِ۔ یہاں تک تو عداوت کی کہ دو اماموں کو تلوار سے  
 شہید کیا۔ اور نو اماموں کو زہر سے شہید کیا۔ وَلَمَّا تَكَتَفَىٰ بِالسَّيْفِ اَيْضًا بَلَّ جَبَلَتُكَ  
 یَوْمَ قَتَلَ الْحُسَيْنِ یَوْمَ عِیدِ وَسُرُورٍ وَتَبَعَتْكَ رِبْدٌ۔ اور شہید کرنے پر بھی اکتفا  
 نہ کی۔ بلکہ بروز عاشور روز شہادت امام حسینؑ اور تباہی خاندان رسالت کو عید کا  
 دن اور خوشی کا مقرر کیا۔ خاص کہ معظمہ میں اللہ اللہ!!! اور یہ اعتقاد کیا۔ کہ آج  
 کی زینت اور سرور میں بڑی برکت ہے (خوب طرح خوشیاں مناؤ!) وَطَابَتْ نَفْسًا  
 اَنْ تَبْدَکَہُمْ مِنْ اٰخِرِہُمْ عَنْ جَدِیدِ الْاَرْضِ۔ اسی بات میں دلی خوشی سمجھے۔  
 کہ ان اماموں کا نام و نشان روئے زمین سے اٹھ جائے۔ وَلَا تَرْضٰی بِاَنْ یُّذْکَرُوْا  
 بِخَبَرٍ وَّاَنْ یُّظْہَرَ اَحَدٌ مِنْ کَرَامَتِہُمُ الَّتِیْ مَنَحَہُمْ اللّٰہُ تَعَالٰی اَیَّامُہُمْ۔ اور اس پر  
 بھی راضی ہوئے کہ کبھی ان اماموں کا ذکر خیر کیا جائے۔ یا کوئی شخص انکی کرامت  
 اور بزرگی خدا داد کا ذکر کرے۔ سَتِمَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَهُوَ ثَالِثُ الْخُلَفَاءِ مَعَ  
 کُوْنِہِ لَا ذِلَّاةٍ مِّنْہُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَرَاضِیًا مَّرَضِیًّا بِاَهْرَاقِ دَمِہِ وَدَمِ  
 اَعْدَائِہِ حَتَّىٰ اَصَابَ بَدْنِہِ وَهَتَّکَ حَرِیمِہِ وَنَسَاکِہِ۔ خاص کہ امام حسینؑ جو  
 تیسرے امام اور خلیفہ ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنی جان دی راہ خدا میں اور راضی اور  
 خوشنود رہے اپنی اور اپنے عزیزوں کی خون ریزی پر بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اسی امت  
 کی نجات کی غرض سے قربانی کرا دیئے۔ اپنا ناموس کی پردہ درمی امت کی پردہ داری کی  
 غرض سے گوارا فرمائی۔ وَبَرَزَ مُجَاهِدًا لِّہٰذَا اَیْرَ الْاَوْفِ مِنَ اَعْدَائِہِ  
 عَقْدًا مَّعْہُودًا مِنَ اللّٰہِ عَنْ جَدِّہِ صَلَاحُہُمْ۔ لاکھوں دشمنوں سے لڑنے کو تنہا  
 خواہ تھے چند لیکر روانہ ہوئے۔ محض بغرض ہدایت نہ براہ عداوت اور یہ جاننا حضرت  
 کا اور یہ جہاد بنظر اسی عہد و پیمان کے تھا۔ جو آپکے جدناہار سے خدا نے لیا تھا۔



كَمَا سَارَ مُوسَى وَهَارُونَ وَبَعْضُ الْمُرْسَلِينَ الَّذِينَ يَصِفُهُمُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ لِقَوْلِهِ  
 وَأَرْسَلْنَاهُمْ إِلَىٰ مِائَةِ آلَافٍ أَوْ يُزِيدُونَ۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون  
 یا اور پیغمبروں کو خدا نے تین تہا لاکھوں کی ہدایت اور سرکوبی کی غرض سے بھیجا تھا جیسا کہ قرآن  
 مجید میں فرماتا ہے کہ ہم نے انکو لاکھ بلکہ لاکھ سے زیادہ کی طرف بھیجا تھا۔ تَذَكَّرْ يَا آخِي فِي قَضِيَّةِ  
 مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ رُوِيَ لِي الْفَدَا۔ اب ذرا یاد کرو اسے براہِ ارادین دینی حضرت مسلم بن  
 عقیل کی روانگی اور شہادت اور جہاد کو۔ فَإِنَّهُ أَيْضًا أَرْسَلَهُ الْحُسَيْنُ إِلَىٰ مِائَةِ آلَافٍ  
 بَلْ يُزِيدُونَ۔ آپکو بھی امام حسینؑ نے لاکھ آدمی بلکہ لاکھوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا تھا۔  
 فَمَا أَحْسَنَ مَا آدَىٰ وَمَا أَعْظَمَ مَا تَصَدَّىٰ وَمَا أَبَيْنَ مَا لَدَخَ وَمَا أَبَدَىٰ مَا بِهِ سَمَحَ۔  
 کیا اچھی طرح سے ادا کی خدمت کی اور کیسے بڑے کام کے درپے ہوئے اور کیا ظاہر ہوا انکی  
 کوشش کا حال اور کیسی کھلی ہوئی جوانمردی کی۔ وَهَلْ تَرَىٰ فِي الْأَسْلَامِ غَيْرَهُ مُجَاهِدًا  
 بَزْدٍ وَجِدًا مِّثْلَ بَزَائِدٍ۔ دین اسلام کے مجاہدین میں سوائے حضرت مسلم کے اور کوئی ہی  
 نظر آتا ہے کہ تنہا اس طرح لاکھوں دشمنوں سے لڑا ہو۔ وَأَبْرَزَ الْبَطَالََةَ وَالسَّيَادَةَ وَ  
 النَّبَالََةَ مِثْلَ بَزَائِدٍ۔ اور جوانمردی اور شہادت اور پامردی اصالت کی ایسی کسی نے ظاہر  
 کی ہو۔ وَبِالْجَمَلَةِ فَالْحُسَيْنُ مَعَ كَوْنِهِ مُطِيعًا لِأَمْرِ اللَّهِ وَأَمْرٍ جَدِيدٍ (وَلِهَذَا أَصَارَ  
 وَجْهًا عِنْدَ اللَّهِ وَصَاحِبَ آيَاتٍ بَاهِرَاتٍ وَمُعْجَزَاتٍ ظَاهِرَاتٍ) كَيْفَ يَلُومُهُ  
 سَفَهَاءُ الْأُمَّةِ فِي جِهَادِهِ هَذَا۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام حسینؑ باوجودیکہ مطیع  
 اور فرمانبردار خدا کے اور اپنے نانا کے تھے (اور اسی سبب سے عزت یافتہ ہوئے خدا کی درگاہ  
 میں اور معجزات اور کرامات اُن سے ہوتے ہیں) دیکھو کہ نادان امت محمدیؐ کے کیسی کیسی  
 ملامت اُنکی کرتے ہیں اس جہاد کرنے میں جو آپؐ نے کر بلا میں کیا ہے۔ حَتَّىٰ أَنْتَهُمْ  
 يَرْمُونَهُ بِأَنَّهُ أَلْفَىٰ لِنَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَنِسَائِهِ عَامِدًا إِلَىٰ التَّهْلُكَةِ وَخَالَفَ  
 النَّهْيَ الْوَارِدَ فِي الْقُرْآنِ بِالْمُجِدِّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلَا تَلْقُوا بَانِدِيكُمْ إِلَىٰ التَّهْلُكَةِ  
 یہاں تک کہ اُس جناب پر الزام لگاتے ہیں کہ دیدہ و دانستہ آپکو اور اہل عیال کو ہلاکت  
 میں ڈالا اور قرآن مجید میں جو خدا نے منع فرمایا ہے کہ اپنے اختیار سے ہاتھ پاؤں چلتے



موئے اٹھو ہلاکت میں نہ ڈالو اس کے خلاف حضرت نے کیا۔ وَلَمْ يَذَرِ ذَلِكَ الْقَائِلُ أَنَّ  
 الْأَنْبِيَاءَ وَأَوْصِيَاءَهُمْ مِنْ شَائِنِهِمْ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ أَنْ يُعْرِضُوا أَنْفُسَهُمْ لِلْهَلَاكِ  
 هِدَايَةً لِعَوَامِ الْأُمَّةِ۔ اس مجھے والے کو یہ خبر نہیں ہے کہ انبیاء اور ائمتہ اوصیاء کی شان  
 سے بہ بات ہے کہ اپنے تئیں بعض اوقات ہلاکت اور مصیبت میں ڈالیں تاکہ عام امت  
 کی ہدایت پوری ہو فَكَمْ مِنْ بَنِي قَدْ قُتِلَ وَكَمْ مِنْهُمْ قَدْ أُسِرَ وَكَمْ مِنْهُمْ قَدْ أُلْقِيَ فِي  
 النَّارِ۔ بہت سے بنی ایسے گذرے ہیں کہ امت کے ہاتھ سے قتل کئے گئے اور بہت سے قید  
 ہوئے اور بہت سے آگ میں ڈالے گئے۔ وَكَمْ مِنْهُمْ قَدْ ابْتُلِيَ بِاشْتِهَارِ الْكُفَّارِ حَتَّى  
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ۔ اور بہت  
 سے بنی سے کفار نے ہٹھکا اور مذاق کیا تا اینکه خدا نے فرمایا ہے کہ جب انکی ہدایت کو نبی  
 اور رسول آتا تھا اُس سے تمسخر کیا کرتے حضرت نوح اور حضرت لوط اور حضرت شعیب  
 کے قصوں کو قرآن میں پڑھو۔ فَإِذَا عَلِمَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ طُغْيَانَ الْأُمَّةِ هَكَذَا وَكَانَ  
 لَزُومُ الْحُجَّةِ لَا يَرْفَعُ فِي حِينٍ مِنَ الْأَحْيَانِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ جب خدا نے امت  
 محمدی کی نافرمانی اور بد عنوانی ایسی جان لی کہ خلیفہ اور وصی محمد صلعم کو زندہ نہیں  
 چھوڑتے اطاعت اور فرمان پذیری کیسی اور محبت خدا کا قیام رہنا ہر وقت لازم تھا قیامت  
 تک۔ فَاقْتَضَتْ حِكْمَتُهُ الْبَالِغَةَ لِهِدَايَةِ خَلْقِهِ أَنْ يَضْطَرِّي وَصِيَّيْنِ مِنْ أَوْصِيَاءِ  
 مُحَمَّدٍ صَلَّع۔ پس اُس کی حکمت جو ہر طرح پوری ہے اسکی مقتضی ہوئی کہ ہمارے نبی کے  
 اوصیاء اور خلفائین سے دو وصی اور امام ایسے پسند کرے۔ فَيَجْعَلُ مَمَاتٍ أَحَدَهُمَا  
 كَالْحَيَاةِ وَهُوَ الْحُسَيْنُ الشَّهِيدُ۔ ایک امام اور خلیفہ کی موت کو مثل حیات کے فرمادے  
 یعنی جو کام زندگی میں آدمی کر سکتا ہے وہ بعد شہادت کیا کریں اسلئے کہ شہید راہ خدا  
 زندہ جاوید ہے۔ وَيَجْعَلُ حَيَاةَ أَحَدِهِمَا بِالْغَيْبَةِ الْمُنْتَظَرَةِ كَالْمَمَاتِ وَهُوَ  
 الْمُضِيِّ الْهَادِي الثَّانِي عَشَرَ مِنَ الْأُمَّةِ۔ اور ایک امام اور خلیفہ کی زندگی بوجہ  
 غائب رہنے کے زمانہ دراز تک مثل موت کے فرمادے۔ أَمَّا جَعْلُ حَيَاتِهِ كَالْمَمَاتِ فَلَا تَنْ  
 الْأُمَّةَ الظَّالِمَةَ غَايَةً بِغَيْبَتِهِمْ أَنْ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْ أَوْصِيَاءِ مُحَمَّدٍ حَيًّا۔



امام آخر الزمان کی زندگی مثل موت کے واسطے پسندیدہ خدا ہوئی کہ ظالمان امت کی نہایت  
 آندہ اور خواہش پسندی اور اب بھی ہے کہ خلیفہ رسول خدا اور رسول کا بنایا ہوا دنیا  
 میں زندہ رہنے پائے چنانچہ گیارہ کو تو مار چکے تیغ سے اور زہر سے۔ لَآئِنَّهُ يَبْطِلُ  
 فِي حُجَّتِهِمْ وَيَأْتِيهِمْ وَأَوَامِرُهَا وَتَوَاهِيهِ مَا أَجْمَعَتِ الْأُمَمَةُ عَلَيْهِ مِنْهَا بَاطِلٌ  
 فِي أَمْرِ الْخِلَافَةِ۔ اس لئے کہ اگر امام زندہ رہے ان میں اپنے حکم کو جاری کرے تو یہ عقیدہ  
 امت کا جو خدا کے بارے میں ہے پیچھے نہ آسکے باطل کرنا ضرور ہوگا۔ وَهُمْ يُصْرَفُونَ  
 عَلَيْهَا وَلَا يَصْتَدُونَ بِهَذَا فَتَجِبَ أَفْنَانُهُمْ عَنْ آخِرِهِمْ۔ اور یہ لوگ ایسے جمع ہوئے  
 ہیں اس عقیدہ پر کہ ہرگز اس سے جدا ہوں گے اور اسی باطل پر اصرار کریں گے چنانچہ گیارہ امام  
 پر گیارہ مرتبہ ہجرت ہو چکا پس ضرور ہوگا کہ یہ سب کے سب قتل کئے جائیں اور قیامت  
 برپا ہو۔ فَأَمَّا هَلَامُ اللَّهِ إِلَى زَمَانٍ طَوِيلٍ كَمَا أَهْلَ قَوْمِ نُوحٍ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا  
 خَمْسِينَ عَامًا۔ اب سوچنے اور سمجھنے کے واسطے انکو غیبت امام سے مہلت دی جیسے حضرت  
 نوح کی امت کو مہلت ساڑھے نو سو برس کی دی تھی۔ وَأَقَامَ لَهُمُ الْحِجَّةَ بِظُهُورِ  
 الْمُعْجَزَاتِ عَنِ النَّبِيِّ الْأَبْدِيِّ الشَّهِيدِ۔ حضرت نوح تو خود زندہ رہے تھے اس لئے  
 کہ انکے خون کی پاسبی امت نہ تھی اور یہاں اتمام حجت کا طریقہ یہ رہا کہ ایک زندہ  
 جاوید شہید مظلوم کے معجزات روزانہ پیالے ظاہر ہوتے رہیں کہ انکے ظہور سے ہدایت خلق پوری  
 ہو کرے۔ فَهَذَا الْإِمَامُ قَالَ وَإِنْ كَانَ أَمْلًا أَلَيْسَ مَعَكَ ذَلِكَ رَأْفَةً وَرَحْمَةً  
 مِنْهُ لِلْعِبَادِ۔ پس یہ مہلت وہی غیبت امام سے اگرچہ بظاہر گیسختہ عنان کر دینا ہے مگر بہر بھی  
 غور کیا جائے تو عین مہربانی اور رحمت خدا کی رحمت للعالمین کی امت پر ہے۔ كَيْ يَتَرَجَعُوا  
 إِنْ ظَنُّوا أَنَّهُمْ فِي الطُّغْيَانِ قَدْ بَلَغُوا حَدَّ الْيَسْرِ دُونَهُ حَدٌّ آخَرٌ تَاكُمُ اسْمُ مَدَتِ  
 ورازمین ہی شاید اپنی عقل فطری کی طرف رجوع کریں اگر انکے خیال میں یہ بات آجائے کہہنے  
 تو حدِ دی خدا کی نافرمانی میں اور انتہا کو پہنچا دی۔ سرکشی جو کسی امت نے ایسی کی تھی۔  
 وَلَعَلَّهُ لِهَذَا يَقُولُ سُبْحَانَهُ وَأَقْبَلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ۔ اور شاید ایسی ہی  
 مہلت وہی کی نسبت خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم انکو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اس لئے



کہ روش حکیمانہ ہماری استوار ہے۔ فَإِنَّ الْمَكِيدَةَ يَسْتَحِيلُ أَنْ تُنْسَبَ إِلَى اللَّهِ اس لئے  
 کہ مکر اور فریب کی نسبت کرنی تو خدا کی طرف محال ہے۔ بَلِ الْمُرَادُ أَنَّ إِمْلَاءَهُ غَضَبِي الظَّاهِرِ  
 وَرَحْمَةً فِي الْبَاطِنِ۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ خلائق کو اپنے حال پر چھوڑ دینا اور عذابِ انہر چھ  
 نازل نہ کرنا بظاہر تو غضبِ خدا معلوم ہوتا ہے اور باطن میں عینِ رحمت اور شفقت ہے۔  
 وَإِنَّمَا قُلْنَا أَنَّ ذَلِكَ الْإِمْتِهَالُ رَافَةٌ وَرَحْمَةٌ مَعَ أَنَّهُ وَقَعَ لِأَشَدِّ إِغْضَابِ اللَّهِ كَمَا  
 فِي الْكَافِي۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ یہ مہلت وہی بنظر رحمت اور مہربانی خدا کی ہے اگرچہ  
 شدتِ غضبِ الہی سے اس قدر طولانی غیبتِ امام مہدی کی ہوئی ہے چنانچہ کافی میں وارد ہے۔  
 عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ يَا ثَابِتُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ كَانَ وَقَّتْ هَذَا الْأَمْرَ إِلَى سَبْعِينَ  
 فَلَمَّا أَنْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَشَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَحْرَقَهُ  
 إِلَى أَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ۔ حضرت امام محمد باقر سے وارد ہے حضور نے فرمایا اے ثابت بیشک  
 خدا نے یہ امر یعنی صاحب الامر کی مدت مثلاً ستر کی مقرر کی تھی پہر جب امت نے ایسی شقاوت  
 کی کہ امام حسین صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ قتل کئے گئے اہل زمین پر شدتِ غضبِ الہی کی ہوئی اب وہ  
 ایک سو چالیس تک پیچھے ہٹا دیا گیا یعنی جو زمانہ ظہور پہلے مقرر تھا اُس سے دو چہ زمانہ  
 کے بعد اب ظہور امام زمان ہوگا۔ فَقَوْلُ إِنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ يَكُونُ عَلَى  
 نَوْعَيْنِ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ خدا کا غضب بندوں پر دو طرح سے ہوتا ہے۔ نَوْعٌ يَتَجَدَّدُ  
 عَذَابٌ وَنَفْقَةٌ وَنَوْعٌ يَكُونُ لِلتَّائِبِ وَالتَّائِبَةِ۔ ایک قسم غضب کی تو وہی ہے  
 (خدا کی پناہ) اُس کے ساتھ عذاب ہی نازل ہوتا ہے اور مہلت بھی توبہ کرنے کی نہیں  
 ملتی ہے۔ اللَّهُمَّ احْفَظْنَا اور ایک قسم غضب کی بنظر تنبیہ اور تادیب کے ہوتی ہے اس میں  
 پوری مہلت ملتی ہے۔ وَلَمَّا كَانَ سُبْحَانَهُ أَرَأَيْتَ عَلَى عِبَادِهِ وَلَا سِيَّمَا عَلَى  
 الْأَمَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنَ الْكَأْبِ وَالْأَمْرِ۔ پہر چونکہ خدا اپنے بند و نپر عمر ما اور خالص  
 امت محمد پرمان باپ سے زیادہ شفیق اور مہربان ہے۔ فَغَضَبَ عَلَيْهِمْ أَوْ لَا  
 بِالْإِمْتِهَالِ كَيْ يَتَوَبُّوا إِلَيْهِ وَيَرْجِعُوا عَمَّا أَعْتَقَدُوا۔ پس پہلے غضب الہی  
 اس طرح سے بنظر تنبیہ کے ہوا ہے کہ انکو مہلت کافی دی گئی تاکہ دلائل اور آیات اور معجزات کو



دیکھ کر توبہ کریں اور اپنے عقیدہ باطل سے حق کی طرف رجوع کریں۔ وَهُوَ يَقُولُ وَمَا  
 كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔  
 اور خود قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ خدا تمہاری امت کو اسے محمد عذاب نہ کرے گا جب تک تمہارا  
 قدم در میان میں ہے شاید مراد یہ ہے کہ جب تک تم زندہ ہو اور بعد تمہارے بھی خدا  
 اور کو عذاب نہ کرے گا اس حالت میں کہ وہ لوگ اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کریں  
 یہ پرورش برکت سے اسی نبی کے ہے جسکی خانہ بربادی امت کو رہی ہے افسوس ہزار  
 افسوس مسلمانوں اب بھی سنہلو۔ فَهَذَا الْاِخْتِصَالُ اخْتِصَالُ الْخَلَائِقِ مِنْ اَتَقَمُّ  
 هَلْ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اَمْ لَا۔ پس یہ ہمت وہی امام غائب کے زمانہ ظہور تک بنظر  
 امتحان خلافت سے کہ آیا غیب پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں پڑ ہو سورہ بقرہ کی شروع  
 آیات کو اور ایمان لاؤ۔ وَهَذَا الْاِخْتِصَالُ هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ الْحُسَيْنِ لِطَائِفَةِ  
 مُؤْمِنِي آلِهِ حَيْثُ قَالَ وَإِنْ أَقَمْتُ فِي مَكَانٍ هَذَا فَيَمَّا ذَا يَبْتَلِي هَذَا الْخَلْقُ  
 الْمُتَحَوِّسَ وَبِمَاذَا يُخْتَبَرُونَ۔ اور یہی امتحان مراد ہے امام حسین ع کے ارشاد میں جو  
 آپ نے ایک گروہ مومنین جن سے فرمایا تھا کہ اگر میں اسی جگہ ٹھہر جاؤں (اور کربلا کو  
 روانہ نہوں) پھر کس چیز سے امتحان لیا جائیگا اس خلق تباہ کا رکا اور کس طرح سے  
 یہ لوگ امتحان میں آئیں گے (دیکھو باب ۵ جلد اول اسی کتاب کو) فَإِنَّ بَيْنَنَا صُلَحٌ كَمَا  
 أَخْبَرَ بِالْكَائِنَاتِ الْعَظِيمَةِ فِي أُصْبِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ قَبْلَ وَقْعِ عَمَّا۔ اس لئے کہ ہمارے  
 نبی نے جس طرح اور بڑے بڑے واقعات کی پیشین گوئی فرمائی ہے جو امت میں بعد وفات  
 آنحضرت ہونے والے تھے۔ كَذَلِكَ أَخْبَرَهُمْ بِغَيْبَةِ الثَّانِي عَشْرٍ مِنْ خُلَفَائِهِ وَكَذَلِكَ  
 أَوْصِيَانَهُ أَخْبَرُوهُمَا۔ اسی طرح یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میرا بارہواں خلیفہ اور وصی  
 پیدا ہو کر غائب ہو جائیگا اور اسی طرح گیارہ اماموں نے بھی یہی پیشین گوئی کی تھی۔  
 فَأَخْبَرَتْ الْأُمَّةُ فِي ذَلِكَ أَيْضًا إِلَى فِرْقَتَيْنِ۔ اسی خلافت کے جھگڑے کی  
 وجہ سے اس بارہ میں بھی امت کے دو فرقہ ہو گئے۔ فِرْقَةٌ آمَنَتْ بِهِ وَقَالَتْ كَيْفَ  
 نُنْكِرُ هَذَا الْكَائِنَ الَّذِي أَخْبَرَ بِهِ بَيْنَنَا وَهُوَ أَصْدَقُ الصَّادِقِينَ۔ ایک فرقہ تو



ایمان لایا اور کہا کہ ہم کیونکر انکار کریں اُس واقعہ کا جسکی پیشین گوئی ہمارے نبی کر گئے ہیں جو سب سچوں سے زیادہ راست باز تھے۔ وَفِرَاقَةُ اُنْكَرَتْ وِلَادَتُهُ وَغَيْبَتُهُ لَا تَنْتَهُ مُبْطِلٌ لَا عَيْتَادَ هَا فِي كَوْنِ الْخِلَافَةِ مِنَ اللَّهِ۔ دوسرے فرقہ نے انکار کر دیا۔ آپ کے پیدا ہونے اور غائب ہونے سے اسلئے کہ جو عقیدہ اس فرقہ کا خلافت کے بارہ میں ہے کہ خدا کی طرف سے نہیں ہے آپکی ولادت اور غیبت کے اقرار سے وہ عقیدہ باطل ہوتا ہے۔

فَاِمَامُنَا الْمُنْتَظَرُ يُنْتَظَرُ ظُهُورُهُ طَائِفَةُ الْمُؤْمِنِينَ لَا نَفَاذَ مَوَاعِيدِ اللَّهِ مِنْ ظُهُورِ الْفَرَجِ وَتُرُؤُلِ الْقَمَةِ عَلَى الْأَعْدَاءِ قَاتِلًا بِلِسَانِهِ وَمُتَمَنِّيًا بِقَلْبِهِ اللَّهُمَّ تَجَلَّ فَرَجُهُ وَسَهَّلْ مَخْرَجَهُ۔ پس ہمارے امام مہدی کے ظہور کا انتظار کرو وہ مومنین کو اس غرض سے ہے کہ جو جو وعدہ ہائے عظیمہ خدا نے ہمارے نبی سے فرمائے ہیں سب آپ کے ظہور کے بعد پورے ہونگے ہر قسم کی فراخ حالی ہمکو ہوگی اور ہمارے دشمنوں پر عذاب نازل ہوگا یہی فرقہ زبان سے یہہ دُعا مانگتا ہے اور دل سے آرزو کر کے کہتا ہے خدا یا جلد ہی ظہور امام ۳ کر دے اور راہ اُنکے ظہور کی با سانی کہو لے۔ وَاجْعَلْهُ طَالِبًا لِنَارِ الْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ كَمَا قُلْتَ فِي كِتَابِكَ۔ خداوند ہمارے امام زمان کو طالب خون ناحق حسین مظلوم کا کر دے کہ بڑی بیرحمی سے بیگناہ شہید کئے گئے ہیں جیسا کہ قرآن میں تو نے ارشاد کر دیا ہے۔ وَمَنْ قَتَلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطَانًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا۔ جو شخص مظلوم ہو کر مارا جائیگا (کیونکہ حضرات امام حسین سے بڑھ کر کون مظلوم مارا گیا ہے) ہم نے اُس کے ولی (مثلاً پوتا) کو قدرت یا سلطنت دی ہے یعنی اُس کو انتقام لینے پر قادر کر دیا ہے لازم ہے کہ وہ ولی (یا وارث) بیش از حد واجب قتل نہ کرے اس لئے کہ وہی ولی فقیہ اور منظر اور منصور ہوگا۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ۔ وَفِرَاقَةُ مُنْكَرَةٍ بِلِسَانِهَا وَمَوْقِنَةُ بِقَلْبِهَا تَتَمَّتْ أَنْ يَخْرُجَ وَلِيُّ أَمِيرِ الْحُسَيْنِ فَتَنْقُضَهُ كَمَا قَتَلْنَا جَدَّهُ بَلْ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ أَجْدَادِهِ۔ دوسرا فرقہ زبان سے تو انکار و لاد اور غیبت امام زمان کر رہا ہے مگر دل میں خوب یقین رکھتا ہے اور آرزو اسکو یہی ہے کہ ولی قصاص حسین خروج کریں کہ ہم اُنکو بھی قتل کریں جس طرح امام حسین کو بلکہ مع



امام حسینؑ گیارہ حضرات کو شہید کر چکے ہیں۔ فالہندی الموعود منتظر لکلا  
 الفریقین من ہذین الوجہین۔ پس امام مہدیؑ جن کے ظہور کا وعدہ خدا نے  
 فرمایا ہے دونو فریق مومنین اور دشمن دینؑ آنکھ ظہور کے منتظر ہیں انہیں ونو وجہوں سے۔  
 وَإِنَّ رَبَّنَا لَإِلَٰهٌ صَادِقٌ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ الْبِدَارُ وَلَا يَخَافُ مِنْ قُوَّةِ الشَّائِرِ۔ ہمارا  
 پروردگار ٹھیک موقع وقت پر منتظر انتقام سے جدی انتقام لینے میں اُس کو شرم  
 نہیں ہے اور نہ اُس کو اس کا خوف ہے ایسا نہ ہو کہ انتقام لینے کا وقت جاتا رہے اور  
 فوت ہو جائے ہر وقت قادر ہے۔ وَهُوَ الْحَلِيمُ الْجَبَّارُ وَالْكَرِيمُ الْقَهَّارُ۔ وہی خدا  
 کسی وقت پر تو بردبار ہے اور کسی وقت غضبناک بھی پورا ہے کسی وقت بخشش اور کرم  
 کرتا ہے اور کسی وقت قہر اور غلبہ اپنا ظاہر فرماتا ہے۔ کام اُسکے غرض میں ونو خوب ہے۔

## باب سوم

امام حسینؑ کی شہادت کو حیا جاودانی کیونہ فرمائی اور بیان معجزات کا

عموماً اور خاصہ معجزہ جو گواہی راجہ پر واقع ہوا

أَمَّا جَعَلَ مَمَاتِ الْحُسَيْنِ كَالْحَيَاةِ فَلِضُرِّ وَرَدَةٍ ذَكَرْنَا هَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔  
 لیکن امام حسینؑ کی موت جو شہادت سے ہوئی اُس کو خدا نے مثل حیات دائمی جہاں کے فرمایا اسکا  
 سبب تو وہی ہے جو اوپر کے باب میں ہم لکھ چکے یعنی روزانہ معجزات اور کرامات حضرت کے  
 ظاہر ہونے سے دروازہ ہدایت کھلا رہے اور امام زمان کا غائب رہنا مانع ہدایت نہ ہو۔  
 وَهَذَا الشَّرَفُ وَإِنْ كَانَ مَتَحَهُ اللَّهُ لِكُلِّ شَهِيدٍ فِي سَبِيلِهِ مُدَّةٌ قَلِيلَةٌ لَمْ يَكُنْ لَمْ يَنْصَحْ  
 عَلَيْهِ فِي كِتَابِهِ وَلَا تَخْشَى الدِّينَ الْآيَةُ۔ اور یہ شرف زندگی جاوید کا اگرچہ  
 خدا نے ہر ایک شہید راہ الہی کو دیا ہے جو معرکہ جہاد میں اپنے خون میں لوٹا ہو جیسا کہ  
 قرآن میں فرمادیا ہے کہ جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے جائیں انکو مردہ نہ سمجھو۔ لَكِنْ خَصَّ اللَّهُ



مِنْ بَيْنِهِمُ الْحُسَيْنَ وَمَنْ مَعَهُ يَشْتَوُونَ الْحَيَاةَ الْجَسَامِيَّةَ الْكَثْرَ مِنْ كَثِيرٍ مَرَامِ  
 حسین اور اس کے ہمراہی شہداء کو خدا نے حیات جسمانی کے آثار بہت سے ایسے عطا فرمائے جو اور  
 شہداء میں نہیں ہیں۔ وَنَهَا نَكْمُ رَأْسِهِ الْمَجْدُودَ عَنِ الْقَفَا كَمَا يَسْكُمُ الْإِنْسَانُ  
 الْحَيَّ۔ ایک بڑا معجزہ انہیں سے یہ ہے کہ آپ کا سر مبارک نیزے پر چڑھا ہوا جو پس  
 گردن سے جدا کیا گیا تھا چند مرتبہ اس طرح گویا ہوا جیسے زندہ آدمی بولتا ہے۔ وَسَأَلَ  
 عَنْ بَعْضِ قَاتِلَيْهِ وَأَجَابَ لِبَعْضِ سَائِلِيهِ وَأَمَرَ وَفِيهِ وَتَلَى مِنَ الْقُرْآنِ مَرَارًا  
 كَمَا لَا يَخْفَى۔ اور گویا ہی ایسی پوری کہ بعض اپنے قاتلوں سے کچھ سوال کیا اور بعض  
 کے سوالات کا پورا جواب دیا۔ بَلْ تَخْنَعُ قَبْلَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى مَا هُوَ شَأْنُ الْكَامِلِينَ  
 فِي الْجَوْنِ كَمَا فِي رَوَايَةِ ابْنِ وَكِيعٍ۔ بلکہ قرآن پڑھنے سے پہلے ہنسنا یا رکھنا حضرت نے  
 تلاوت قرآن فرمائی جس طرح بڑے کامل اور متقی فن قرائت کا دستور ہے اللہ اکبر چنانچہ  
 ابن وکیع کی روایت میں وارد ہے۔ وَقَدْ أَقْرَدْنَا بِأَبَا بَدَّاسِهِ لِيَذْكُرَ قَلَادَةً  
 رَأْسِهِ الْقُرْآنَ وَأَوْضَحْنَا فِيهِ الْأَشْرَارَ الَّتِي كَانَتْ فِي رِثَتِهِ مِنَ الْحَيَاةِ الْكَافِيَّةِ  
 ہم نے ایک جدا گانہ باب اس بارہ میں لکھا ہے جس میں بیان سراقہ کے آیات قرآنی  
 پڑھنے کا ہے اسی باب میں اُن اصرار اور رموز کو ہم نے بیان کیا ہے جو خاص سورہ  
 کہف کے پڑھنے میں ہماری ناقص عقل میں آئے ہیں۔ وَأَثْبَتْنَا فِيهِ أَنَّ تِلْكَ الْمُجْدَرَّةَ  
 لَا تُشْبِهُ أَصْلًا بِالشَّعْبَةِ الْمُتَنَادِفَةِ فِي زَمَانِنَا هَذَا مِنْ حِفْظِ الْأَصْنَافِ وَ  
 تَقْلِيدِهَا مِنْ مَكَانٍ إِلَى مَكَانٍ الْخَرَّ۔ اسی باب میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ معجزہ  
 ہرگز مشابہ اُس شعبہ کے نہیں ہے جو آج کل کے فلسفہ سے ایجاد ہوئی ہے کہ آواز کو صندوق  
 وغیرہ میں بند کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُبْطِلُوا بِهَذَا  
 مُعْجَزَاتِ يَمِينِنَا مِنْ تَكْمُلِ الْحَصْلِ فِي يَدِ الشَّرِيفَةِ وَغَيْرِهَا۔ اس شعبہ سے  
 ارادہ ان دہریوں کا یہ ہے کہ باطل کر دین ہمارے نبی کے معجزات جو منقول ہیں کہ آپ کے  
 ہاتھ میں شکر بنہ بولتے تھے یا کہ درخت وغیرہ آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے۔ وَكَذَلِكَ  
 مَثَلُ الدَّمِ الْعَبِيطِ عَنْ وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ لَصَدْمَةِ الْحَجَرِ الْمَرْمِي إِلَيْهِ مِنْ أَمْرِ



حِجَامَ لَهَا اللَّهُ۔ اسی طرح چہرہ مبارک سے خون تازہ جاری ہونا اس پتھر کی چوٹ سے جس کو ام حجام ملعونہ نے سراقہ پر مارا تھا۔ وَبِالْجُمْلَةِ مَعْجَزَاتُ سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ يَكُونُهَا مُتَوَاتِرَةً بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ الَّذِي لَا يَخْتَصُّ بِفِرْقَةٍ مِنَ الْفِرَقِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْعَالَمِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْرِهِمْ۔ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے سرور امام حسینؑ کے معجزے چونکہ نقل متواتر سے ہر زمانہ میں ثابت ہو رہے ہیں اور کچھ فرقہ اہل اسلام کی تخصیص نہیں ہے بلکہ مشرکین اسلام بھی انکو نقل کرتے چلے آتے ہیں۔ لِيَكُونَهَا مَشَاهِدَةً لِّمَنْ أَمَى الْعَيْنُ مِنَ الشَّاطِرِينَ صَادِرَةً جَنَابًا بَعْدَ جَنَابٍ۔ اور نیز چونکہ وہ معجزات چشم دید کفار اور اور مسلمین ہو رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً اب بھی صادر ہوتے ہیں لَا يَنْقُطُ ظُهُورُهَا وَلَا يُمْنَعُ صُدُورُهَا۔ سلسلہ انکے ظہور کا قطع نہیں ہوتا اور نہ انکے صادر ہونے کو روکا جاتا ہے۔ فَلَوْلَا مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِ بِتِلْكَ الْحَيَاةِ كَيْفَ يُمْكِنُ صُدُورُهَا عَلَى ذَلِكَ الْإِعْلَانِ۔ پھر اگر خدا امام حسینؑ کو ایسی زندگی نہ دیتا کیونکر صدور ان معجزات کا اس اعلان اور شہرت سے ہو سکتا۔ وَكَيْفَ يَسْتَمِرُّ وَيَدْوَرُّ وَيَتَجَدَّدُ ذَلِكَ الْأَمْرُ الْوَاجِبُ الْمُنْتَاجُ إِلَيْهِ بَقَاءُ دِينٍ مُحَمَّدٍ صَلَّيْهِ عَلَى مَا شَاءَ اللَّهُ۔ اور کیونکر جاری رہتا اور ہمیشہ باقی رہتا اور تازہ بہ تازہ ہوا کرنا یہ امر معجز نمائی کا جسکے باقی رہنے بقاء دین محمدی محتاج ہے جب تک خدا کو اس دین کا باقی رکھنا منظور ہے یعنی تاروز قیامت۔ وَإِذْ قَدْ أَتَيْنَا إِلَى ذِكْرِ الْمَعْجَزَاتِ الصَّادِرَةِ عَنْ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ ع فَحَسْبِي بِنَا أَنْ تَذْكُرُ هُنَا مِنْهَا مَا يَشْهَدُ عَلَيْهِ الْآلُفُ مِنَ الْمَوْجُودِينَ۔ اور اب تو ہم بیان معجزات امام حسینؑ کے مقام پر آہی چکے مناسب ہے کہ اس باب نورانی میں ان معجزات میں ایسے دو معجزوں کو بیان کریں جن کے ہونے کی شہادت بحشم دید کہوں آدمی ہندو اور مسلمان آج بھی دیکھتے ہیں۔ وَهِيَ الْمُحْجَنَاتَانِ اللَّتَانِ صَدَرَتَا فِي بَلَدَةِ كَوَالِيَا بِمَحَبَّتِ لَا يُمْكِنُ لِأَحَدٍ أَنْكَارُهَا وَلَا تَأْوِيلُهَا مِنْ قَوَاعِدِ الْفَلَسَفَةِ۔ یہ وہی دونو معجزے ہیں جو بمقام گوالیار صادر ہوئے لاکھوں آدمیوں کے سامنے کہ انکار انکا کوئی نہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی قاعدہ فلسفہ سے انکی تاویل ہو سکتی ہے۔



فَالأُولَى مِنْهُمَا أَنَّ الْبَرَاهِمَةَ الْجَنُوبِيَّةَ وَهُمْ أَشَدُّ بَغْضًا وَعَدَاوَةً وَعِنَادًا  
لِلْمُسْلِمِينَ لَمَّا رَأَوْا أَنَّ رَيْثِينَ هَذَا الْبَلَدِ الْمُسَمَّى بِمَجْتَوِاجِي رَأَوْا يَعْقِدُ بِقَلْبِهِ  
كَرَامَةَ الْحُسَيْنِ وَيَتَعَدَّى بِعِزَّائِهِ فِي أَيَّامِ الْمُحَرَّمِ - پہلا معجزہ اُن دونوں

معجزات گوئیوں سے یہ ہے کہ دکنی پنڈت جو مسلمانوں سے بغض اور عداوت زیادہ  
رکھتے ہیں جب دیکھا انہوں نے کہ راجہ اس شہر کا جسکا جیوا جی راؤ نام تھا دل سے عقیدہ کرتا  
امام حسینؑ کا رکھتا ہے اور عشرہ محرم میں عزاداری بھی دہوم کرتا ہے (واضح ہو کہ) قوم  
مرہٹہ میں ہمنے خود دیکھا ہے کہ امیر غریب سب ایام محرم میں امام حسینؑ کے نام بھیک مانگنے  
کی غرض سے فقیر بنتے ہیں اور متواتر سنہا ہے کہ ہمارا راجہ وہاں کا بھی کسی روز فقیر بنتا ہے  
مگر اس کو چشم خود نہیں دیکھا۔ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّيْثِيُّ أَبْنَاءَ عَدِيْمٍ الْوَلَدِ حَرِيصًا عَلَى أَنْ  
يَكُونَنَّ لَهُ وَلَدٌ يَسْتَحْلِفُهُ - اس راجہ کے کوئی لڑکا نہ تھا لہذا اسکو بڑی آرزو اور  
حرص اس بات کی تھی کہ ایک ہی لڑکا ہو جاتا کہ وہ گدی نشین ریاست پر اس کے بعد ہوتا  
اور ریاست اُس کے خاندان سے بجاتی۔ فَاحْتَالُوا فِي ذَلِكَ حِيلًا كَثِيرَةً وَكَادُوا اِمْلِكَةً  
عَظِيمَةً - بہت سے چیلہ اور بڑے بڑے مکر اور فریب اُن برہمنوں نے اس بارہ میں کئے۔  
وَقَالُوا إِنَّ السَّابِعَ أَوِ الثَّامِنَ أَوِ التَّاسِعَ مِنَ الْحَرَمِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ يَوْمُ  
مُبَارَكٍ إِذَا جَعَلْتَهُ يَوْمَ عَرْسِكَ وَتَزَوَّجْتَ مِنْ امْرَأَةٍ فَلَا نَبِيَّةَ نَلَدُ  
لَكَ وَلَدًا يَرِثُكَ لَا مُحَالَ - یزبان ہو کر پنڈتوں نے ہمارا راجہ سے کہا کہ امسال  
محرم کی ساتویں خواہ آٹھویں تاریخ بلکہ نویں ایسی مبارک آئی ہے کہ اگر اُس روز آپ  
اپنا بیاہ فلا فی عورت سے کریں ضرور اُس رانی سے لڑکا پیدا ہوگا جو آپ کی گدی کا مالک  
ہوگا اور راج کرے گا۔ وَاجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَاقْتَمُوا جَهْدَ إِيمَانِهِمْ بِإِيمَانٍ مُخَلَّطَةٍ  
أَنَّهُ لَا يَخْلَفُ قَوْلُهُمْ فِي هَذَا الْخَبِيرِ الْبَثَّة - سب کے سب اسی پر یکجا ہو کر قسم  
مخلطہ کھا کر کہنے لگے کہ ہرگز یہ حکم ہمارا قاعدہ نجوم سے غلط نہ ہوگا اور ضرور یہ حکم صحیح  
ہے۔ وَكَانَ الرَّيْثِيُّ يَخَافُ وَيَسْتَوْفُ ذَلِكَ الْأَمْرَ لِكُونِهِ مُتَذَكِّرًا بِأَنَّهُ يَوْمُ  
حُزْنٍ وَمُصِيبَةٍ لِلْحُسَيْنِ وَأَهْلِيَّتِهِ - اُس راجہ کو خوف تھا اور شادی اُس تاریخ کر نیکی



ٹالتا تھا اس لئے اس کو یاد تھا کہ یہ روز روز مصیبت امام حسینؑ اور آنکھیں اہلبیت کا ہے۔  
 وَهُوَ أَيْضًا مِنَ الْمُتَعَزِّينَ بِعَذَابِهِمْ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ۔ اور یہ بھی اُس کو خیال تھا کہ  
 میں بھی اندون عزادار اُس جناب کا ہوتا ہوں کیونکہ شادی اور خوشی کا سامان اوس  
 تاریخ میں کر سکتا ہوں۔ (مولف کہتا ہے) کہ دنیا میں لاکھوں بیاہ اور برات نہیں  
 تاریخوں میں ہوتے ہیں اور کسی کو ضرر نہیں پہنچتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ  
 یا تو مسلمان نہیں اور ہمارے نبیؐ کے قابل نہیں لہذا فروغ دین کی مخالفت کا مواخذہ اُن سے  
 کیونکر ہو اور اگر کوئی شخص دیدہ و دانستہ براہِ عداوت اور توہینِ اہلبیت مرتکب اس فعل  
 کا ہو اور اُس کے کرنے سے کسی بڑے امر ہدایت میں خلل پڑتا ہو وہ مقامِ توحیدی کا ہے  
 آنسوقت اعجازِ نمائی ضرور ہونی چاہیے چنانچہ براہمہ نے اسی نظر سے شادی کا دن نوین  
 محرم کی مقرر کرایا۔ اور مہاراجہ مستفد کرامت امام حسینؑ ہی تھا لہذا اُسی روز سزا دہی  
 ضرور تھی۔ فَلَمَّا الْحُوَّاعِلِيَّةُ وَأَصْرُ وَأَصْطَرَّ الرَّيْثِيُّ وَأَمَرَ بِنَصَبِ الْجَنَامِ فِي  
 مَنَازِلِهِ وَبَالَغَ فِي تَزْيِينِهَا بِالشَّمْعِ وَالْكَسْرِجَةِ وَالْقَنَادِيلِ الرَّجَاجِيَّةِ وَغَيْرِهَا  
 جب برہمنوں نے اصرار حد سے زیادہ کیا راجہ بھی مجبور ہو کر آمادہ ہوا اور ایک میدان میں  
 متصل بھول باغ خیمہ کھڑے کروائے اور انکو فرش و فرش چھارہ کنول اور دیگر آرائش  
 سے خوب آراستہ کیا۔ وَلَيْسَ لِبَاسِ الْعَرُوسِ وَتَزْجِ لِبَاسِ الْحَزَنِ وَهُوَ الْأَخْضَرُ الَّذِي  
 كَانَ يَلْبَسُهُ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ۔ بیاہ کے رنگین کپڑے پہنے اور سبز لباس مانتی جو ہمیشہ  
 ان ایام میں پہنتا تھا اُتار ڈالا۔ گویا راجہ کے مرہٹے سبز کپڑا ضرور محرم میں پہنتے ہیں ۱۲۸۵ھ  
 تک تو ہم نے خود دیکھا ہے۔ وَاشْتَغَلَ بِالْمَرْأَةِ الْمَرْسُومَةِ فِي يَوْمِ الْبَرَسِ۔ اب  
 وہ رسوم گانے بجانے کے خواہ دیگر مراسم جو بیاہ کے روز کئے جاتے ہیں اُنکا چرچا ہوا اور برہمنوں  
 کی مراد برائی تعزیر دار مسلمانوں کے دل پر سانپ لوٹنے لگا۔ یا حسینؑ آئیے دو ٹوٹی ہے۔  
 وَكَانَ الْمَوْسِمُ عَدِيدَ الْمَطَرِ لَا يُرْجَى فِيهِ رَعْدٌ وَلَا بَرْقٌ وَلَا سَحَابٌ فَصَلَ بِهِ أَيْسَى عَمْدُ  
 تہی کہ بارش کا کبھی دسم و گمان ہی نہ تھا بجلی کی چمک اور بادل کی گرج کا کسی طرح خوف نہ تھا  
 مطاع بالکل صاف نہ گرد نہ غبار۔ وَإِذْ قَدْ هَاجَتِ الرِّيحُ مِنَ الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ وَغَامَتِ السَّمَاءُ



وَكَاثِمَةً رَعْدًا وَبَرْقًا يَخِطِفُ الْأَبْصَارَ وَيَزَعِدُ قُلُوبَ الْخَضَارِ - کہ یکا یک  
 پہچم طرف سے آندھی اُٹھی اور بارل گرجتے ہوئے اور بجلی چمکتی ایسی آئی کہ آنکھیں جھپکنے لگیں  
 اور دل ہلنے لگے کلیجہ تہ تہ ہلنے لگا۔ حَتَّى أَظْلَمَ عَلَيْهِمُ النَّهَارُ فَصَارَ يَوْمُهُمْ لَيْلًا أَسِيلَ  
 وَرَمَاهُمُ اللَّهُ بِالْمَطَرِ الْغَزِيرِ وَالسَّحَابِ الْبُرُودِ وَبُرِدَتِ الْأَرْضُ وَأَهْلُهَا - ایسی کالی  
 آندھی اُٹھی کہ دن کی رات ہو گئی اور خدانے بڑے زور کے پانی برسے سے اُنکو ایذا دی پانی کے  
 ساتھ اولے بڑے بڑے بھی پڑنے لگے۔ کہ زمین اور میدان میں جس قدر آدمی اور چرند پرند  
 تھے سب زخمی ہوئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پاؤں کسی کی آنکھ پھوٹی۔ وَلَمْ يُمْهِلْهُمْ  
 لِيَتَمَكَّنُوا مِنَ الْفِرَارِ - بارش باران اور تگرگ نے اتنی جہلت اُنکو ندی کہ بہاگ جاتے  
 اور چوٹ نہ لگتی۔ وَانْقَلَعَتِ الْأَشْجَارُ وَالْجَنِيمُ عَنْ أَصْوَالِهَا وَطَارَتِ الْأَنْخَامُ  
 مِنَ الثِّيَرَانِ وَالْأَفْرَاسِ وَالْأَقْيَالِ - درخت بڑے بڑے اپنی جڑوں سے ادا ہو گئے غیمہ کا  
 رنگین سب اوڑ گئے اور جانور ان زور آور جیسے گھوڑے اور بیل اور مٹھتی تک اوڑتے پھرے  
 کہیں پتہ اُنکا نہ لگا۔ وَقَدْ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبَقِيَ الرَّئِيسُ وَحِيدًا فَرِيدًا خَائِفًا  
 مَذْهَبًا مَرْغُوبًا - وہ پنڈت جنہوں نے بیاہر چایا تھا وہ بھی ایسے بہاگے کہ پیچھا پھر کے  
 پہر نہ دیکھا اور رئیس نہ کوریکہ دتہا ڈرتا ہوا مدہوش اور خوفناک وہاں رہ گیا۔ فَصَارَتِ  
 الرِّيحُ صِرَاعًا عَقِيمًا تَذْرِي الْأَشْجَارَ وَتَقْلَعُهَا - وہ آندھی اولوں کی سردی سے ایسی  
 سخت ہو گئی جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے درختہاے بزرگ کو بھی تو اکھیر کر اوڑا لیگی  
 یہ عذاب الہی اُس گروہ پر نازل ہوا۔ وَانْكَسَرَتِ الْقِمَاقِمُ وَالْقَنَادِيلُ الرَّجَاجِيَّةُ  
 الَّتِي اشْتَرَاهَا الرَّئِيسُ بِأَمْثَالِ غَالِيَةِ وَانْطَفَتِ الشُّمُوعُ وَالْأَسْرَجَةُ كُلُّهَا -  
 سب جھاڑ اور فانوس اور قمقمے مٹھیں مردنگ شیشے کے ٹوٹ کر پاش پاش اور چور چور  
 ہو گئیں جو ہزاروں روپیہ کی قیمتی تھیں اور بتی فانوس اور لمپ کی سب بجھ گئیں۔  
 ثُمَّ لَمَّا كَانَ ظُهُورُ تِلْكَ الْمَجْنَحَةِ لَاَنَّ الْبَرَاهِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَشْكَلَ الرَّئِيسُ وَ  
 تَوَاجَعَهُ فِي أَمْرِ التَّحْرِيرَةِ وَالْعَزَائِمِ لَوْلَا نَا الْحُسَيْنِ فَكَانَ وَاجِبًا عَلَى اللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ أَنْ يُظْهِرَ فِي ذَلِكَ التَّعْذِيبِ أَيْضًا أَمْرًا يَكُونُ دَلَالَةً عَلَى كَرَامَةِ ذَلِكَ



الشَّهِيد۔ پہ چونکہ ظہور اس عجزہ کا اسی سبب سے تھا کہ برہمنوں نے عزاداری امام حسین  
 میں شک ڈالنے اور لوگوں کے عقائد فاسد کرنے کی غرض سے یہ فساد برپا کیا تھا کہ راجہ کا یہی  
 عقیدہ تعزیر داری سے اُدھر جاتے اور اُس کے نوکر چاکر بھی فاسد العقیدہ ہو جاتے ہیں لہذا  
 واجب تھا خدا پر کہ خاص اسی اندھی اور طوفان عذاب میں کوئی ایسی عجیب قدرت نہائی ہی  
 فرمادے کہ جس کو خاص تعلق تعزیر داری سے ہو اور کرامت شہید کرہائی پوری اُس سے ثابت  
 ہو جائے۔ قَالَ لَهُمْ رَبُّهُمْ رَجُلًا مِّنَ الْفُقَرَاءِ السَّائِلِينَ وَقَدْ صَنَعَ شَبِيبًا صَاحِبًا لِلصَّيْحِ  
 الْمَطَهَرِ الَّذِي يُسَمُّونَهُ الْعَوَامُ بِالْعَزِيرَةِ وَآتَى بِهِ إِلَى ذَلِكَ الْمَقَامِ۔ خدا  
 نے ایک فقیر درپوزہ کر کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جو تعزیر چھوٹا سا اُسے بنایا تھا اُس کو  
 لیکر اسی ہجوم عام میں وہ بھی آہنچا۔ وَكَانَ غَرَضُهُ أَنْ يُعْطِيَهُ الْمَارَّةُ إِلَيْهِ  
 دِرْهُمًا أَوْ دِرْهُمَيْنِ كَمَا هُوَ دَنْدُهُمْ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ۔ اُس کی غرض فقط یہی تھی کہ  
 ہجوم عام ہے اور میلہ لگ رہا ہے جو کوئی میرے تعزیر کی طرف سے نکلے گا روپیہ دو روپیہ  
 تعزیر پر بھی چڑھ دینگا جیسا کہ دستور فقر کا ہندوستان میں ہی جاری ہے۔ فَاتَّخَذَ لَوْصَحِهِ  
 مَكَانًا وَرَفَعَ فَوْقَهُ سَمَكًا مِنَ الثَّوْبِ الْبَالِي فِيهِ خُرْقٌ وَثَلْبَةٌ۔ ایک تھوڑی سی جگہ  
 کو چار بہار کر اُسپر دو چار لکڑیاں گاڑ کر ایک چادر پرائی تانی جس میں جا بجا پیوند اور سوراخ  
 بھی تھے۔ وَوَضَعَ فِيهَا الشَّبِيهَ وَاسْتَجَّ بِحِدَائِهَا سِرَاجًا مَكْسُوفًا فِي الْهَوَاءِ۔  
 اسی جگہ پر اُس فقیر نے تعزیر اپنا رکھ دیا اور سامنے تعزیر کے ایک چراغ کھلی ہوئی ہوا میں  
 بے لاگ روشن کر دیا۔ فَبَحَّرَ مَتَى الْحُسَيْنِ وَجَدَهُ مُحَمَّدٍ صَلَاحًا لَمْ يَصْبِهِ الْكَذِبُ مِنَ  
 الْبُزْقِ الْخَاطِفِ وَلَمْ يَطْفِئْ سِرَاجَهُ رِيحٌ عَاصِفٌ۔ اب درود پڑھو محمد اور آل محمد پر  
 اتنی جگہ جس پر تعزیر رکھا تھا۔ نہ اُسکو اور نہ اُس فقیر کو بجلی ٹرپے والی سے ایذا پہنچی اور نہ  
 اُس اندھ بننے (جس سے کہوڑے اور ماتئی اور گمے تھے) اُس کے چراغ کو جو کھلا ہوا میدان  
 میں جل رہا تھا بجھایا۔ وَلَمْ يَقْطُرْهُ تَحْتَ مِظْلَتِهِ قَطْرَةٌ مِّنَ الْمَاءِ وَلَمْ يَبْرَمِزْهُ رِجْلٌ  
 بِالْبُرْدِ وَبَلَّ لَمْ يَضْطَرْبْ صَوٌّ سِرَاجِهِ مِّنْ شِدَّةِ الرِّيحِ۔ ایک بوند پانی کی اُس کے  
 بال میں نہ پہنچی۔ اور نہ اتنی زمین پر کوئی اولہ گرا۔ (پانی نہ گرنے کا سبب تعزیر پر تو کھلا ہوا ہے)



یہ اُسی پیاسے کی ضریح کی نقل ہے جنکو تین شبانہ روز پانی نہیں ملا تھا) بلکہ اس چراغ کی لوگت  
 ہی سید ہی جلتی رہی ہو اکی ٹندی سے لوگو حرکت بھی نہ ہوئی۔ کَانَ الْمَلَأْتُكَ کَانَتَ حَاقِقِينَ  
 حَوْلَهُ نَاشِرِينَ أَبْجَحْتَهُمْ مِنْ تَحْتِ وَقَوْقِ دَيْمِينَ وَشِمَالِ كَمَا يَطُوفُونَ لَيْلًا وَنَهَارًا  
 حَوْلَ مَذْقِدِهِ الْمُطَهَّرِ۔ ایسا خیال ہوتا ہے کہ فرشتگان رحمت گردِ اُتنی زمین کے پہر  
 رہے تھے اور اپنے بال و پر کھول دئے تھے کہ نیچے اور اوپر اور دایسے اور بائیں طرف  
 سے اُس مقام کی حفاظت کرتے تھے جس طرح کہ بلائے مُعلیٰ میں گردِ روضہ اقدس کے  
 شبانہ روز اسی طرح پہر رہے ہیں اور نثار ہو رہے ہیں۔ وَكُلُّكُمْ يَذْكُرُ تِلْكَ الْقِصَّةَ  
 إِلَى يَوْمٍ هَذَا وَهُوَ ثَلَاثَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْ شَهْرِ جُمَادِي الْأُولَى سَنَةِ ثَلَاثِمِائَةٍ  
 أَلْفٍ وَسِتَّةَ عَشَرَ مِنَ الْهَجْرَةِ وَأَنَا فِي بَلَدَةِ الْغَوَالِيَارِ يَدُهُشَ وَيَتَحَيَّرُ وَيُؤْمِنُ  
 بِقُدْرَةِ اللَّهِ وَكَرَامَةِ سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ عَلَيَّ تَارِيخُ يَوْمٍ ۲۳۔ جمادی الاولیٰ  
 ۳۱۶ ہجری ہے اور میں گوالیار محلہ بچی باڑہ میں موجود ہوں جو شخص اس قصہ فقیر  
 اور روداد مذکورہ بالا کو یاد کرتا ہے منجملہ اُن لوگوں کے جنہوں نے بچشم خود یہ ماجرا دیکھا  
 ہے مدہوش اور مبہوت ہو جاتا ہے اور حیرت زدہ ہو کر قدرتِ الہی اور کرامتِ امام  
 حسینؑ پر ایمان لاتا ہے۔ وَهَذِهِ هِيَ النَّاتِجَةُ لِاسْتِجَابَةِ دُعَائِ بَنِي مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ  
 حَيْثُ كَانَ يَقُولُ كُلَّمَا ذَكَرَ شَهَادَةَ فَرَجِهِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي قَتْلِهِ۔ اور یہی  
 معجزات نتیجہ ہیں ہمارے نبی محمد صلعم کی دُعائے مقبول کے اسلئے کہ جب حضور اپنے فرزند  
 کی شہادت کو یاد فرماتے تھے دُعایہ بَرَکَہِ خدا کرتے تھے کہ خداوند اس شہادت میں میرے  
 حسینؑ کو برکت دینا اور مبارک فرمانا اُن کے شہید ہونے کو۔ وَتَعَوَّدُ إِلَى بَقِيَّةِ  
 مَا جَرَمَ عَلَى النَّبِيِّ الْمَذْكُورِ وَفِيهَا رَوَايَتَانِ۔ اب ہم باقی ماندہ حالات ہمارے  
 گوالیار کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ بعد اس تلامطم اور طوفان کے پہر اُن کا کیا  
 حال ہوا اور اس میں دورِ واسیتین ہما کو پہنچی ہیں۔ اِحْدَاهُمَا آتَتْهُ فَرَسٌ مِنْ تِلْكَ الْبَيْدَاءِ  
 وَلَا ذِلَّ إِلَى مَعْسَكِهِ وَقَدْ كَانَ بَنَى فِيهِ بَيْتًا سَمَّاهُ بِالْحُسَيْنِيَّةِ جِدْلَانَهُ  
 وَسَقْفُهُ مِنْ صَفَائِحِ الْحَدِيدِ وَفِيهِ شَبِيهَةُ الصَّرِيحِ لِمَوْلَانَا الْحُسَيْنِ وَيُودِي



هَذَا مَرَّاسِمُ التَّغْزِيَةِ عَامًّا بَعْدَ عَامٍ۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ اُس میدان خطرناک سے جہان پر یہ عذاب الہی نازل ہوا تھا پہاگ کر اپنے لشکر گاہ یعنی کیموین آئے اور سید پہنچے اپنے امام باڑہ میں جو آہنی دیواروں اور چہت سے بنوایا تھا اور اُس میں ہمیشہ نقل مخرج جناب امام حسینؑ بماء محرم سال بسال رکھی جاتی تھی اور مراسم عزاداری اُس میں بجالاتا تھا۔ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ السَّادَاتِ مُتَوَلِّيًا لِّتِلْكَ الْأُمُورِ مُقَوِّضًا لِّلْبَرِّ كُلِّ ذَلِكَ مِنَ الرَّئِيسِ الْمَذْكُورِ۔ ایک سید بنی فاطمہ کو اسی امام باڑہ کا متولی اور مہتمم امور تعزیت اسی رئیس نے مدت سے مقرر کر رکھا تھا۔ فَجَاءَهَا رِبًّا إِلَيْهِ وَاعْتَدَتْ عِنْدَ ذَلِكَ الرَّجُلِ وَقَالَ إِنِّي جَنَيْتُ جُنَايَةً عَظِيمَةً فَاسْتَشْفِعْ لِي عِنْدَ عَبْدِكَ الْحُسَيْنِ أَنَّنِي يَغْفِرُ عَنِّي فَإِنِّي أَتُوبُ تَوْبَةً نَّادِمَةً لَا يَعُودُ إِلَيَّ مِثْلُهَا أَبَدًا۔ پہاگتے ہوئے گرتے پڑتے انہیں سید بزرگ کے پاس پہنچے۔ اور اُنکے سامنے مُعْذِر اور مُعْذِرَت یوں کرنے لگے کہ مجھ سے آپ کے جہ نامدار کی خدمت میں بُرا گناہ سرزد ہوا ہے آپ سفارش کریں میری تاکہ میرا یہ گناہ معاف کر دیں اور میں توبہ کرتا ہوں نادم اور پشیمان ہوں اب پرکھی ایسی جسارت نہ کروں گا۔ وَأَوْجِبَ عَلَيَّ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالْكَدَّانِيَّةِ مِثْلَ مَا فَاتَكَ لَتِلْكَ الْجُنَايَةِ وَبَيَّنَّ لِي كَمْ هِيَ فَاصْرِفْهَا إِلَيْكَ لِتُفَقِّهَا فِيمَا يَجِبُ صَرَفُهَا۔ مجھ پر بطور جرمانہ کے تاوان عائد کیجئے بعض اس گناہِ عظیم کے اور مقدار اُس روپیہ کی مقرر کیجئے تاکہ آپ کے ہاتھوں وہ روپیہ خرچ کر اؤں ایسے امور خیر میں جنہیں خرچ کرنا مناسب ہے۔ فَازْ تَعَدَّ مَفَاصِلُ الرَّجُلِ خَوْفًا مِنْ سَطْوَتِهِ وَلَمْ يَنْطَلِقْ لِسَانُهُ فِي الْجَوَابِ وَلَمْ يَذَرْ مَاذَا يَقُولُ۔ اُس بزرگ سید کے جوڑ بند ہونے لگے مارے خوف کے مہاراجہ کے رعب سے اور زبان چل نہ سکی جواب دینے میں اور سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دیا جائے۔ وَلَا غَرْوَنِي ذَلِكَ فَإِنَّا ذُرِّيَّةُ مُحَمَّدٍ عَشْنَا مَظْلُومِينَ مَقْهُورِينَ عَلَى أَيْدِي الظَّالِمَةِ مِنْ يَوْمٍ وَفَاتِ جَدِّ نَاوَلْنَا خَدَّ بَشَارِنَا حَتَّى يَقُومَ قَائِمُنَا۔ اور کچھ جائے تعجب نہیں ہے اُس بزرگ سید کے خوف زدہ ہونے میں اس لئے کہ ہم گروہ سادات بنی فاطمہ ہمیشہ مظلوم اور ستم رسیدہ زندگی بسر کرتے چلے آئے ہیں جس روز سے ہمارے



جدنا مدار محمد مصطفیٰ صلعم نے وفات پائی ہے اور حکام جور کے ہاتھوں سے برابر ہم پر ظلم اور ستم ہوتا رہا ہے جس کا انتقام ہم اوس وقت لینے جب ہمارے امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ فَلَمَّا رَأَى الرَّبُّ خَائِفًا مَرْغُوبًا تَرَحَّمْ عَلَيْهِ وَخَضَعَ لَهُ بِالْقَوْلِ وَ قَالَ لَا تَخَفِ الْيَوْمَ فَإِنِّي مُعْتَذِرٌ إِلَيْكَ نَادِمٌ عَلَى مَا فَرَطْتُ فِي جَنْبِ جَدِّكَ۔ جب مہاراجہ نے دیکھا کہ بچہ سید ڈر گیا ہے اور میرا رب اس پر چھایا ہوا ہے ترحم ان کے حال پر کیا اور نرم زبان یا دھیمی آواز سے کہنے لگے آج ہم سے نہ ڈرو ہم تو خود عذر کر رہے ہیں اور نادم اور پشیمان ہیں اُس گستاخی اور بے ادبی پر جو تمہارے جد کی درگاہ میں ہم سے سرزد ہوئی ہے۔ وَأَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ أَلْفًا مِنَ الدَّرَاهِمِ الْبَيْضِ أَرْبَعِينَ عَشْرَةَ أَلْفٍ وَأَمَرَ أَنْ يُصَرَّفَهَا فِي أُمُورٍ يَتَخَلَّقُ بِالْعَزَائِدِ وَتَنْثِيَةِ الْحُسَيْنِيَّةِ۔ اور خود مہاراجہ نے اقرار کیا کہ میں پچیس ہزار روپیہ اور بروایت دس ہزار روپیہ جرمانہ اپنے اوپر تجویز کرتا ہوں اور سید متولی سے کہا کہ یہ روپیہ خیرات اور مصارف عزا داری اور آرائش امام باڑہ میں خرچ کیا جائے۔ وَثَانِي الرَّوَائِيَيْنِ أَنَّهُ قَوَّضَ حَرِيمَةً وَعَرْضَةً وَكُلَّمَا كَانَ مِنْ ثَقِيلَةٍ وَرَحِيلَةٍ وَخَزَائِنُهُ إِلَى رَجُلٍ وَبَادَرَ إِلَى الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدِهِ حَدَّثَنِي بِذَلِكَ رَجُلٌ مِنْ وَلَدِ ذَلِكَ الرَّجُلِ دُوسری روایت یہ ہے کہ اس حادثہ کے بعد راجہ نے اپنی عورتیں اور کل اثاثہ مال اور جو اہرات زیور اور خزانہ سب کا سب ایک اپنے رفیق معتمد کو سپرد کر کے خود فوراً گوالیار سے نکل گئے یہ خبر مجھ سے اُسی شخص کے بیٹے نے بیان کی ہے جس کا باپ امین اور معتمد تھا اور اُسی کی سپردگی میں نے اوپر لکھی ہے۔ وَلَا تَنَاقُضَ فِيهِمَا كَمَا كَانَ الْجَمْعُ۔ اور دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے ممکن ہے کہ دونوں واقع ہوئے ہوں۔ وَاشْتَهَرَ ذَلِكَ الْأَمْرُ الْمَجْنُونِ حَتَّى نُقِلَ فِي صَحَائِفِ الْأَخْبَارِ الْمَطْبُوعَةِ۔ اور یہ معجزہ اس قدر مشہور ہوا تھا کہ اخبارات میں چپ کر مشہور ہوا۔ ثَقَلْنَا كَأَنَّا ظَهَرْنَا تِلْكَ الْمَجْنُونَةِ مِنَ الْأَمْطَارِ وَهَبُوبِ الرِّيَّاحِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مُبْطِلًا لِمَا رَحِمَهُ الْبَرَاهِمَةُ مِنْ أَتَقْنَا أَيَّامَ صَحْوٍ۔ پہرچند اظہار اس معجزہ کا بارش باران اور تگرگ سے ہر وقت



مفسر بغرض ابطال عقیدہ برہمنوں کے تھا جبکہ یہ عقیدہ ہے کہ سوائے وقت معین کے  
 خدا پانی برسانے پر قادر نہیں ہے اور اندنوں زمانہ آسمان کے پہلے رہنے کا ہے۔ لَا يَزِيدُ قَفِيعُ  
 فِيهَا مِنْ الْأَرْضِ بُخَارٌ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ السَّحَابُ وَلَا يَهْبُتُ فِيهَا الرِّيحُ الْعَوَاصِفُ  
 عَلَى أَصُولِهِمُ الْكَاذِبَةُ۔ نہ اندنوں زمین سے ایسے بخارات اُٹھ سکتے ہیں جسے ابر پیدا  
 ہو اور نہ سخت آندھی چلنے کے یہ دن ہیں بنا بر قواعد علم طبعیات کے جو بالکل غلط ہیں  
 قادر بچون و چرا کو ہر وقت ہر چیز پر اختیار ہے۔ وَالْأَمْرُ الْمُعْجَزُ هُوَ الَّذِي يَجْزِي عَلَى  
 خِلَافِ الْعَادَةِ وَالْقَوَاعِدِ الْعَادِيَّةِ۔ اور معجزہ وہی امر ممکن ہے جو خلاف عادت  
 اور خلاف قواعد معلومہ براہ عادت کے جاری ہو۔ فَكَانَ الْوَاجِبُ عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
 أَنْ يُظْهِرَ ذَلِكَ الْأَمْرَ الْمُعْجَزَ فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ أَظْهَارًا لِقُدْرَتِهِ وَإِعْزَازًا  
 لِنَبِيِّهِ وَسَبْطِ بَيْتِهِ۔ واجب تھا خدا پر کہ ایسا معجزہ ایسے ہی وقت ظاہر فرمائے  
 تاکہ اُس کی قدرت کا پورا ثبوت ہو جائے اور اُس کے نبیؐ اور فرزند نبیؐ کی عزت افزائی  
 ہی پوری ہو اور دشمن بدخواہ کی سرکوبی ہو جائے۔ وَلَقَدْ حَدَّثَنِي فِي بَلَدَةِ  
 جَيْبِي مَنْ أَتَى يَقُولُهُ أَنَّ ذَلِكَ الرَّيِّسَ قَدْ رَسَخَ إِذْ غَانَهُ بَعْدَ ظُهُورِ  
 تِلْكَ الْمُعْجَزَةِ حَتَّى أَتَاهُ كَانَ نَاصِحًا لِكُلِّ مَنْ فَزَّطَ فِي أَمْرِ التَّعْزِيَةِ۔  
 مجھ سے ایک معزز دوست نے شہر جے پور میں بیان کیا کہ مہاراجہ گوالیار کا عقیدہ  
 ایسا پختہ ہو گیا ہے بعد ظہور اس معجزہ کے کہ اب اگر کوئی شخص امور تعزیہ داری میں  
 کچھ کمی کرتا ہے اُس کو نصیحت کرتے ہیں۔ وَإِنَّهُ كَتَبَ إِلَى رَئِيسِ هَذَا الْبَلَدِ  
 كِتَابًا يَقُولُ فِيهِ يَا أَخِي إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي تَفَرُّطُكَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ فِيمَا  
 كُنْتَ بَازِلًا مِنَ الدَّرَاهِمِ لِلْمُتَعَزِّينَ بِعِزِّ الْحُسَيْنِ الشَّهِيدِ۔ اور ایک خط اسی  
 راجہ نے رئیس جیسپور کے نام لکھا مضمون یہ تھا اے برادر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اس سال  
 اُس خیرات میں کمی کی ہے جو شب دہم محرم کو ہوا محل کے نیچے تعزیہ پر روپیہ چڑھاتے ہو اور  
 تعزیہ داروں کو دیتے ہو۔ (مولف کہتا ہے) یہ قصہ طلب امر ہے اُس کی کیفیت  
 یہ ہے کہ جے پور میں شب دہم محرم کو تعزیہ ہوا محل کے نیچے لاکھ لوگ رکھتے تھے اور خود



رئیس شہر ایک روپیہ سے پانچ اور دس روپے تک ہر ایک تخریہ پر چڑھاتا تھا تب وہ تخریہ لوگ اٹھا کر اپنے اپنے چوک پر رکھتے تھے۔ ایک سال مہاراجہ رام سنگھ کے بعض مصاحبوں نے براہ عداوت بہہ بڑھکایا کہ آپ کیون اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں لہذا رام سنگھ نے تخریہ پر چڑھانے میں کمی کی اور ارادہ ہوا کہ رفتہ رفتہ یہ خیرات بالکل بند کر دی جائے اسی کو جب راجہ گوالیار نے سنا تو انکو یہ خط لکھا۔ وَبَالَغِ فِي زَجْرِهِ وَمَنْعِهِ وَذَكَرَ مَا جَرَى عَلَيْهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ وَضِيَاعِ الْأَمْوَالِ وَكَوْنِهِ مُعَذِّبًا مُبْتَلًى بِشِدَائِدِ الْأَحْوَالِ۔ بہت سختی اور درشتی سے منع کیا اور لکھا کہ یاد کرو تم جو سختی مجھ پر گزر چکی ہے اور جس عذاب شدید ہونک میں گرفتار ہو چکا ہوں اور لاکھوں کا مال و متاع میرا ضائع اور برباد ہو چکا ہے۔ فَأَنْتَصِمْهُ وَتَابَ وَآتَابَ وَجَرَى عَلَى مَا كَانَ يَجْرِي عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الْبَابِ۔ رئیس جے پور نے بھی اس کی نصیحت کو مان لیا اور توبہ کی اپنی تقصیر اور کمی کرنے میں اور پہلے دوسرے برس اپنے قدیم دستور پر اسی طرح عمل درآمد کی جیسی کہ برابر چلی آتی تھی۔ وَاتَّخَذَ اللَّهُ عَلَى إِمَامِهِ هَذَا الْبَابَ وَيَتْلُوهُ بَابُ نَذْرِهِ مَا جَرَى عَلَى ذَلِكَ الرَّئِيسِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ حَدِيثِ الصَّوْنِ الْحَمْدُ کہ یہ باب تمام ہوا اب اسکے بعد وہ باب لکھوں گا جس میں اُس بڑے معجزہ کا ذکر ہے جو مہاراجہ گوالیار کے فرزند پر جاری ہوا ہے اور ایک معجزہ طوفان سے جہاز کو بچانے کا۔

## باب چہارم

بیان اوس معجزہ کا جو ابھی چند سال گزرے ہیں بمقام گوالیار فرزند مہاراجہ

گوالیار واقع ہوا اور تہذیب میں ذکر ایک اور معجزہ جس میں کو طوفان سے بچا پن کا ذکر ہے

مَا مَرَّ فِي الْبَابِ السَّابِقِ فَلْيَكُونِ بِعَيْنِ الْعَمَلِ عَسَى أَنْ يَكُونَ مَسِيئًا عِنْدَ بَعْضِ الْجَوَاهِرِ اَوْ پَر کے باب میں گذر چکا چونکہ اُس کو بیس برس گزرے شاید بعض



لوگون کو فراموش ہو گیا ہو اور یاد نہ ہو وایضاً لکونہ من اثار الجو و امراً سماویاً  
 یتمکن ابتداء الشہات فیہ من بعض الاصول الجدیدۃ من الطبیعیات و  
 فروعہا۔ یہ بھی ایک امر قابل لحاظ کے اُس معجزہ میں ہے کہ چونکہ تعلق اسکا کائنات  
 جو (یعنی زمین اور آسمان کے درمیانی اشیاء سے ہے) لہذا جدید تعلیم یافتہ لوگ شاید اُس میں  
 یہ شبہ پیدا کریں کہ پنڈت اور نجومی لوگون نے پورانے قواعد سے حساب کرنے میں غلطی  
 کی تھی بارومیٹر وغیرہ جدید آلات جن سے ابرو باد کی قطعی جانچ ہوتی ہے انکو انہوں نے  
 دیکھا نہ تھا لہذا ایسی تاریخ مقرر کی کہ عین یوم طوفانی تھا۔ وَاِنْ اَبْطَلَهَا اللّٰهُ بِمَا  
 جَرٰی عَلٰی مَظْلَئِ السَّائِلِ الْمَحْفِیِّ وَعَدَمِ وُصُولِ الْهَوَاءِ وَالْمَطَرِ الْبُرُودِ  
 تَحْتَ مَظْلَئِہ۔ اگرچہ یہ سب شبہات خدا نے باطل کر دئے اُس فقیر کی جہونہ پڑی  
 میں پانی اور ہوا اور اولہ کے نہ پہنچنے سے اور اُس کے چراغ کے گل نہ ہونے سے۔ تَحْرِیْ  
 بِنَا اَنْ نَّذْکُرُ الْاَنَ مَعْجَزَةً جَدِیْدَةً صَدَرَتْ وَلَمْ یَمُضْ عَلَیْہَا اَزِیْدٌ مِّنْ  
 ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَلَهَا تَعْلُقٌ خَاصٌّ بِالْاُصُولِ الْجَدِیْدَةِ۔ اب ہم کو مناسب ہے  
 ایک ایسا معجزہ بیان کریں جسکو ابھی تین برس سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے اور اُس  
 معجزہ کو خاص تعلق ہے جدید اصول سے اور علوم جدید سے۔ فَقَوْلُ ثُمَّ لَمَّا نَابَ  
 وَاَنَا الرَّئِیْسُ مِنْ ذُنُبِہِ وَهَبَ اللّٰهُ لَہُ وَلَدًا ذَکَرًا سَوِیًّا۔ اب ہم کہتے ہیں  
 کہ جب مہاراجہ گوالیار جیوا جی راؤ نے اپنی اُس بے ادبی سے توبہ کی جو باب سابق  
 میں گذر چکی ہے خدا نے انکو ایک فرزند زینہ اعضاے بدنی سے درست اور صحیح عطا  
 فرمایا وَشَبَّ ذَٰلِکَ الْوَلَدُ وَكَانَ اَنْ یَّمُوْتَ اَبُوہُ فَاَوْصَاہُ بِالْمَوَاطَبَةِ  
 عَلَی النَّعِیْزَةِ وَاَدَّاءِ مَدَاسِیْمِ الْعَزَاءِ وَالْحَزَنِ وَالْبَکَاۃِ عَلٰی سَیِّدِنَا الْحَسَنِ  
 اب یہ فرزند دس بارہ برس کی عمر سے زیادہ ہوا اور زمانہ وفات اسکے باپ کا قریب  
 آٹھ سو و صیت کی باپ نے فرزند سے کہ تعزیر داری امام حسین کے مراسم کا ہمیشہ پابند  
 رہنا اور کسی طرح کسی ان امور میں کہی نہ کرنا۔ وَاِیْضًا اَوْصَاہُ بِاَنْ لَا یَتَعَلَّمَ الْعُلُوْ  
 وَالْفُنُوْنَ الَّتِیْ تُوْرِثُ الدَّهْرِیَّةَ وَالزَّیْدَۃَ وَاِنْكَارَ الْمُحْجَزَاتِ وَنَمَعَ مِنْ



اَنْ يَكُوْنَ مُعَلِّمًا اَحَدًا مِّنَ النَّصَارَى وَعَنْ تَعْلِمُ لِسَانِهِمْ - یہ بھی وصیت کی کہ  
 جو علوم اور فنون جدیدہ کہ اون کے پڑھنے سے لاندھی اور نیچریت پیدا ہوتی ہے  
 اور معجزات خاصگان بارگاہ الہی کا انکار کر دینا لازم آتا ہے اس فرزند کو نہ پڑھائے  
 جائیں اور کوئی انگریز اس کا استاد اور معلم مقرر نہ کیا جائے اور نہ زبان انگریزی کی  
 اس کو تعلیم انگریز ماسٹر سے کرائی جائے۔ فَلَمَّا مَاتَ وَقَدْ اسْتَوَلَىٰ عَلَىٰ ذٰلِكَ  
 الْوَلَدِ اقْوَامُ النَّصَارَى فَعَلِمُوْهُ تِلْكَ الْعُلُوْمَ خَاصَّةً۔ جب وہ رئیس مرگیا اور  
 یہ لڑکا نابالغ تھا انگریز اس پر مسلط ہوئے اور خاص کر وہی علوم اور فنون انگریزی  
 استاد اور معلم مقرر کر کے اُسکو پڑھائے۔ ظَنَّا مِنْهُمْ اَنَّهُ يَرْجِعُ عَمَّا اَعْتَقَدَ اَبَا  
 عَنْ جَدٍّ مِنْ كَرَامَةِ الْحُسَيْنِ فَيَشْرِكُ مَا يُودِي مِنْ مَدَائِمِ التَّعْزِيَةِ۔  
 اپنے گمان میں اونکو یہ اُمید تھی کہ اس تعلیم سے آزادی خیالات میں آجائے گی  
 اور جو عقیدہ انکا چند پشت سے تعزیه داری کے بارہ میں ہے وہ منسوخ ہو کر رسوم  
 عزاداری کی بجائے آوری بند ہو جائے گی۔ فَاَوَّلُ مَا ظَهَرَ مِنْ كَرَامَاتِ الْحُسَيْنِ  
 فِي بَعْضِ مَسِيرِهِ لِلصَّيْدِ وَكَانَ فَتْسُهُ فِي سُرْعَةِ الْعَدُوِّ وَغَيْرِهِ  
 مِمَّا جَرَى عَلَيْهِ وَهُوَ الْخَبْرُ الَّذِي لَمْ يَصِلْ اِلَيْنَا مُفَصَّلًا۔ پہلی کرامت  
 امام حسینؑ کی جو نسبت اسی فرزند کے جاری ہوئی وہ تو ایک مرتبہ کسی شکار میں  
 گئے تھے اور گھوڑا بے قابو ہو گیا تھا اسوقت اسکا سنبھالنا اور روکنا دشوار تھا خواہ اور  
 جو کچھ گذرا ہے چونکہ تنہائی کا حال ہے اور ہمکو مفصل اُسکی کیفیت معلوم نہیں ہوئی  
 ہے مگر یہ خبر بھی مشہور ہے۔ فَلَا يَتَّبِعُنِي لَنَا ذِكْرُهُ بَلْ نَذْكُرُهُ مَا جَرَى عَلَيْهِ  
 جِهَارًا فِي مَنْظَرِ النَّاسِ وَمُشَاهَدَةِ الْعِيُونِ۔ لہذا مناسب نہیں ہے کہ ہم اُس  
 خبر واحد مجمل کو ذکر کریں بلکہ ہم ایسا معجزہ کہیں جس کو صد ہا لوگوں نے دیکھا اور  
 لاکھوں آدمی اُس کے راوی ہیں۔ وَمِنْ مَصَالِحِ اللّٰهِ وَحِكْمِهِ اَنَّهُ اَظْهَرَ  
 كَرَامَةً لِّهَا تَحُلُّ خَاصًّا بِإِبْطَالِ مَزْعُومَاتِ الْمُتَعَلِّمِينَ الْوَالِهِيْنَ بِمِثْلِ  
 تِلْكَ الْكَافِطِيلِ۔ مصلحت خدا اور حکمت اُسی حکیم ہے ہمتا کی ایسی ہے کہ اسوقت وہی معجزہ



ظاہر فرمایا جس کو خاص تعلق ہے جدید تعلیم یافتہ کے عقاید کے باطل کرنے میں ایسے  
تعلیم یافتہ جو بخود ہو رہے ہیں ایسے ہی غلط امور کے اعتقاد کرنے میں۔ وَمِنْ  
أَقْوَمِ شُبُهَاتِهِمْ أَنَّ الْأَلَاتِ الدُّخَانِيَّةَ وَالْبَرْقِيَّةَ وَالْإِلَكْسِيَّيَّةَ  
وَالْكَهْرِبَائِيَّةَ الَّتِي اخْتَرَعُوهَا لَا يُؤْتِرُ فِيهَا أَمْرٌ إِلَهِيٌّ يَسْلُبُ عَنْهَا  
الْأَثَارَ الَّتِي نَجِدُهَا عَرَضًا لَا زَمَةَ لَهَا۔ ایک بڑا قوی شبہہ ان لوگوں کا یہ بھی  
ہے کہ جس قدر کلین دخانی اور برقی طاقت کی خواہ کبر بائی اور آکسیجن کے اثر سے ہم نے  
ایجاد کی ہیں اُن کے افعال اور آثار کے مخالف کوئی بات قدرت الہی کی چل نہیں سکتی ہے  
اور جو آثار اور خواص براہ تجربہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ ان کلون کو لازم ہیں وہ آثار  
الہیہ جدا نہیں ہو سکتے۔ فَلِذَا أَظْهَرَ اللَّهُ تَعَالَى تَوْسُطَ سَبْطِ نَبِيَّةٍ مُّعْجَزَةٍ  
حَارَتْ فِيهَا الْعُقُولُ وَالْأَوْهَامُ اسی نظر سے خدا نے اپنے نبی کے فرزند کے ذریعہ  
سے ایسا معجزہ کہلا ہوا ظاہر فرمایا کہ عقل اور فکر سب کی دنگ ہو گئی۔ وَثَبَتْ  
بِظُهُورِهَا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اور اُس کے ظہور سے بخوبی ثابت  
ہو گیا کہ خدا ہمارا ہر چیز پر قادر ہے۔ وَهِيَ أَنَّهُ كَانَ ذَلِكَ الْوَلَدُ الرَّئِيسُ  
مُسْتَعْلَقًا بِإِسْرَاجِ الْقَمَافِيمِ وَالْقَدَائِلِ الْمُعْلَقَةِ فِي الْحُسَيْنِيَّةِ وَغَيْرِهَا۔  
اور یہ معجزہ یوں ہوا کہ یہ فرزند جو کہ اب خود رئیس ہو چکا ہے امام باڑہ اور  
سبیل وغیرہ کی روشنی کرانے میں متوجہ تھا اور بعض لوگ ایسا کہتے ہیں کہ دلیل اور  
شبہہ ذوالجناح کے واسطے روشنی کا سامان ہو رہا تھا وَهَذَا الضَّوُّ يَتَوَلَّدُ  
مِنْ بُخَارٍ أَوْ دُخَانٍ يَشْتَعِلُ بِأَذَى لِحَرِّ أَسْرَةٍ يَلَاغِيهِ مِنَ الْكِبَرِيَّةِ۔  
اور یہ ایک جدید روشنی ہے جو بخار یا دھوئیں سے پیدا ہوتی ہے جس کو گیس  
کہتے ہیں۔ اور ذرا سی گرمی پہنچنے سے یہ بخار جل اٹھتا ہے۔ وَيَكُونُ مَبْدَأُ  
وَحَرِّ أَنْتَهَ بَعِيدَةً يُوصِلُ مَا دَنَىهَا إِلَهُ دُخَانِيَّةً تَدُورُ عَلَى مَحْوَرِهَا  
بِتَوْسُطِ الْأَنْبُوبَةِ الصَّغِيرَةِ۔ اس بخار کا خزانہ دور بنا ہوا ہوتا ہے اُسی خزانہ  
سے نلون کے ذریعہ سے دخانی انجن اس مادہ کو لپٹا اور لائٹن جہازوں کی مانند ہی



وغیرہ میں پہنچاتا ہے اور وہ انجن ایک چرخ سے لگا ہوا ہوتا ہے جو اپنے محور پر گردش کرتا ہے۔ فَاَلْبَخَارُ الَّذِي هُوَ حَامِلٌ لِلضَّوْءِ بُخَارٌ آخَرٌ وَالَّذِي يُحَرِّكُ الْآلَةَ بِالْحَرَكَةِ الدَّوْرِيَّةِ بُخَارٌ آوْدُخَانٌ آخَرٌ جس بخار سے روشنی گیس کی پیدا ہوتی ہے وہ اور چیز ہے اور جس بخار یا دُخان سے یہ انجن اور آلہ حرکت کرتا ہے وہ اور چیز ہے۔ وَهُوَ بُخَارٌ يَتَوَلَّدُ مِنْ مَاءٍ حَارٍّ لَهُ قُوَّةٌ تَقْوِي عَلَى حَرِّكَتِكَ اَجْسَامٍ ثِقَالٍ بِحَسَبِ مِقْدَارِهِ۔ اسی گردون دغانی کا دُخان آب گرم کے بخارات کا نام ہے اس میں قوت حرکت دینی بہارے اجسام کی بقدر اس کے مقدار کے ہوتی ہے۔ وَكَانَ تِلْكَ الْآلَةُ فِيْهَا بُخَارٌ قُوَّتُهَا تَعْدِلُ قُوَّةَ عِشْرِينَ اَقْرَاسٍ۔ یہ انجن جو روشنی کے واسطے درست کیا گیا تھا اس میں اتنا زور تھا کہ بیس گھوڑوں کی طاقت اسیں تھی۔ وَاتَّفَقَ اَنَّ الْعَمَلَةَ بَعْدَ اَصْلَاحِهَا وَاعْدَادِ مَا يَجِبُ اِعْدَادُهُ لِذَلِكَ الْعَمَلِ اِسْتَعْلَوْا بِأُمُورٍ آخَرَةٍ مِنْ حَوَائِجِهِمُ السَّيِّئَةِ وَتَرَكُوْهَا سَائِكِنَةً بِحَالِهَا۔ اتفاق اور ناگہانی امر ایسا ہوا کہ انجن پر کام کرنے والے قلی مزدور اُس کو درست کر کے اور پوری قوت اُس میں بھاپ کی بہر کر اپنے اپنے ضروری حوائج کے رفع کرنے میں چل گئے تھے۔ وَإِذَا قَدْ خَرَجَ الْوَلَدُ الرَّئِيسُ مِنْ قَصْرِ أَمَارَتِهِ وَارَادَ أَنْ يَحِلَّ هُوَ بِنَفْسِهِ عَمَلَ الْعَمَالِ لِكَوْنِهِ مَاهِرًا مُتَدَرِّبًا فِي تِلْكَ الصَّنْعَةِ۔ ناگاہ یہ نوجوان رئیس اپنی قصر امارت سے نکل آیا اور دیکھا کہ ابھی کام بند ہے اسکو منظور ہوا کہ میں خود ہی اسکو چلاؤں اسکو کہ مشاقتی اور مہارت اسکو بھی اس کام میں بزم خود پوری تھی۔ وَلِأَنَّ مِنَ الْخَوَاصِّ الدَّلِيلَةَ لِتِلْكَ الْآلَةِ أَنَّهَا إِذَا قَامَ شَخْصٌ بِبَعْضِ أَجْزَاءِ جِسْمِهِ أَوْ بِمَا يُشَقِّلُ عَلَيْهِ جِسْمُهُ مِنَ الثَّوْبِ وَغَيْرِهَا فَإِنَّهَا تَجِدُ بِقُوَّتِهَا ذَلِكَ أَوْ جَوْدَ اس کل کا خاصہ یہی ہے کہ جب کوئی آدمی اُس کو چلتے ہوئے زمانے میں اپنے کسی عضو سے چم جائے خواہ کوئی کپڑا کٹڑی وغیرہ اسے آدمی کے کل سے مس کرے اپنی قوت سے وہ کل اُسی شخص کو کینچ لیتی ہے اور کسی طرح رُک نہیں سکتا ہے۔ فَاتَّفَقَ أَنَّ إِزَارَةً



مِنْ طَرَفِ اِبْرٰهِيْمَ قَدْ مَسَّ بِتِلْكَ الْاَلَةِ فَجَذَبَتْ اِلَيْهِ ذَلِكَ الْوَلَدَ الرَّئِيسَ  
 ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ دھوتی یا تنگی رئیس انجل کی جو یہ رئیس اوڑھے ہوئے تھا اسی  
 گلے سے چلاتے وقت جا پٹی اور گلے نے اپنی قوت سے اس فرزند کو بھی کھینچا۔ وَكَادَ اَنْ  
 يَدْوَسَ مَعَهَا وَيَرْصَصَ عَظْمَهُ وَلَحْمَهُ فَيَمُوتُ۔ اب یہ رئیس قریب تھا کہ گلے کے  
 پتے کے ساتھ گھوم جائے اور ہڈی گوشت پسکر قیمہ اور سرمہ ہو جائے۔ وَصَرَخَ الْوَلَدُ  
 صَرَخَةً عَظِيمَةً ذَابَتْ قُلُوبُ النَّاطِرِينَ وَتَهَلَّجَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ بِالْبُكَاءِ  
 وَالْحَنَنِ۔ یہ فرزند رئیس چلایا کہ میں مرا اور اس کی آواز سُنکر دل حضار کے  
 پگھل گئے اور شور فریاد و زاری کا زن و مرد میں بلند ہوا۔ وَتَحَدَّثَتِ الْعُقُولُ  
 وَحَادَّتِ الْفُؤُولُ فِي تَخْلِيصِهِ۔ سب کی عقل و نگ ہو گئی تھی اور بڑے بڑے  
 سمجھ دار آدمی متحیر ہو گئے۔ وَاِذَا بِرَجُلٍ نُوْرَانِيٍّ وَمُوَيَّدٍ رُوْحَانِيٍّ وَ  
 شَهِيدٍ عَمْرَانِيٍّ قَدْ اَتٰهُ۔ یکایک ایک مرد نورانی اور تائید یافتہ روحانی اور  
 شہید راہ خدا جو علی عمرانی کے فرزند ہیں آہی تو پہنچے فدا ہوں اُنکی تشریف آوری  
 پر جانیں ہاری۔ وَاطْنُ بَلِّ اَتَقِنُ اَنَّهُ عَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ فَاِنَّهُ هُوَ الْمَأْمُورُ  
 بِالْحَاكِمَةِ الزُّوَّارِ وَالْمُتَعَزِّزِينَ بِعِزِّ اَخِيهِ الْحُسَيْنِ۔ اور مجھے گمان غالب بلکہ یقین  
 کامل ہے کہ ہون نہ ہوں وہ حضرت عباسؓ تھے اسلئے کہ زائران امام حسینؑ اور عزاداران  
 شہید کربلا کی حفاظت کی خدمت حضور ہی سے متعلق ہے۔ اے آمدنت باعث آبادی  
 ذکر تو بود زمزمہ شادوی ما + مارا چہ بود کہ تا نثار سازیم + قربان سر تو باد آزادی ما +  
 فَلَطَمَ الْوَلَدُ بِيَدِهِ الشَّرِيفَةَ لَطْمَةً لَمْ يُصِبْهُ اَذًى مِنْهَا وَاسْتَخْلَصَهُ عَنْ  
 حَذَبِ الْاَلَةِ وَالْحَزَنَةِ الدَّوْرِيَةِ مَعَهَا۔ آئے ہی حضرت نے ایک طمانچہ سبک ہاتھ  
 سے اسی رئیس کو مارا کہ مطلق ایسا سکونہ ہوئی (یہ وہی ہاتھ ہیں جو شانہ سے جدا  
 کئے گئے تھے) اور کشش آہ سے رئیس کو بچا لیا اور گھومنے سے ہمراہ انجن کے پیہ کے  
 روکا۔ وَقَالَ لَهُ اِسْتِرْحَ هُنَاكَ فَقَدْ اَرَحْتَكَ مِنْ جَذْبِهَا وَكَبُوتِ عَيْنِ  
 الْهَلَاكِ۔ اور فرمایا کہ اب اسی جگہ آرام سے ٹہر جا میں نے تجھ کو جذب اور کشش سے



کل کے بچا لیا اور ہلاکت سے تو نے نجات پائی۔ یَقُولُ الْوَلَدُ رَأَيْتُهُ بَعِثْنِي وَسَمِعْتِ  
 صَوْتَهُ وَكَانَ لِبَاسُهُ أَخْضَرَ ثُمَّ غَابَ عَنِّي وَلَمْ يَرْجِعْ۔ رئیس کا بیان ہے  
 کہ میں نے اچھی طرح سے اُنکو دیکھا اور اُنکی آواز سُنی ہے سبز لباس پہنے ہوئے تھے اور  
 مجھکو آہستگی سے کل سے الگ کر کے نظر سے غائب ہو گئے اور معلوم نہیں کہ ہر گئے قَتَّاهِجِ  
 النَّاسُ رَجَالَهُمْ وَفِئَاؤَهُمْ ثَانِيًا بِتَقْدِيرِ اللَّهِ وَتَرْكِهِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
 الشَّهِيدِ الْمَظْلُومِ۔ اب دوبارہ آدمیوں نے نعرہ بلند کیا خدا کی پاکی اور بزرگی پر  
 اور درود اور سلام حسین شہید پر بھیجنے لگے۔ وَقَدْ ادَّعَى بَعْضُ مَوَالِيهِ وَخَدَمِهِ  
 أَنَّهُ نَجَّاهُ مِنَ الْجَذْبِ وَالْهَلَاكِ۔ طرفہ ماہر یہ ہے کہ راجہ کا ایک کرشمہ کار  
 وغیرہ میں سے کہنے لگا کہ میں نے اُنکو بچا پایا ہے اور انجن سے جدا کیا ہے۔ فَقَالَ لَهُ  
 أَسْكُتْ يَا لَكْعَ الرِّجَالِ مَا لَكَ وَهَذَا كَذِبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ۔ رئیس نے کہا چپ  
 رہ اے فرومایہ اور خراب آدمی تجھ سے اور ایسے کار نمایاں سے کیا نسبت جو طاقت انسانی  
 سے باہر ہے جھوٹ بولتا ہے تو اے دشمن خدا۔ اَنَا رَأَيْتُ بَعِثْنِي وَبَاشَرَنِي بِجَنَمِهِ  
 الْمَطْهَرِ اعْرِفْهُ لِمَا اعْرِفْتُ نَفْسِي وَجَسَدِي مِمَّنْ اَبْنَى بَحَانِي وَالْأَلَى كَوْبِشْتُمْ خُودَ  
 دِيكُمُ هِيَ اَوْرَاهُنُونَ لَمْ اَبْنَى جِسْمَ بَاكٍ سَ مَحْمَسَ كِيَا هِيَ يَعْنِي اَبْنَى اَبْنَى اَبْنَى سَ مَحْمَسَ  
 هِيَ مِمَّنْ اُنْكَو اِيَسَا بَحَانَا هُونِ جِسْمِ طَرَحِ اَبْنَى ذَاتِ اَوْرَا بَحَانَا هُونِ وَهَلْ  
 اَنْتَ عَلَى ضَعْفٍ بِنَيْتِكَ تَقْدِرُ عَلَى اَنْ تَمْنَعَ الْجَاذِبَةَ مِنَ الْاَلَةِ دُخَانِيَّةٍ  
 فِيهَا مِنَ الْقُوَى الْمُحَرِّكَةِ الَّتِي تَقْوَى قُوَى عِشْرِينَ اَفْسِ۔ اور کیا ممکن ہے کہ  
 تو اس ناتوانی اور کم زوری پر قادر ہو سکتا ہے روکنے اور ٹھہرا لینے پر اُس کل کے جس میں زوریں  
 گہوڑوں کا بہا ہوا ہے فَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا فِي دَعْوَاكَ فَهَذَا اَنَا لَصِيقُ ثَوْبِ رَجُلٍ  
 اَخَرٍ بِمَحْوَرِهَا فَاِذَا جَذَبْتَهَا فَخَلَصَهُ لِمَا خَلَصْتَنِي بِزَعْمِكَ۔ پہر اگر تو اپنے دعوے  
 میں سچا ہے اب میں ایک دوسرے آدمی کا کپڑا اُسی کل سے لگا دیتا ہوں جب یہ انجن  
 اُسکو جذب کرے تو اُسکو چوڑا دے جس طرح اپنے زعم باطل میں تو نے مجھے چوڑا پایا ہے۔  
 فَسَكَتَ الرَّجُلُ الْكَاذِبُ كَانَهُ الْقَسَمُ حَجْرًا۔ یہ سن کر وہ چوڑا ایسا چپ ہو گیا جیسے



پتھر گلے میں اٹکا ہے قَتَبَتْ اَنَّهُ اِنَّمَا نَجَّاهُ اللهُ بِتَوْسِطِ رَجُلٍ قُوَّتُهُ رُوحَانِيَّةٌ وَهُوَ  
 يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءُ۔ اب بخوبی  
 ثابت ہو گیا کہ خدا نے اس رئیس کی جان بچائی ہے ایسے بزرگ کے ذریعہ سے جبکہ روحانی  
 قوت دی ہے چنانچہ خود قرآن میں فرماتا ہے کہ جو لوگ راہِ خدا میں قتل کئے گئے اور شہید  
 ہوئے ہیں اُنکو مردہ نہ سمجھو بلکہ زندہ ہیں۔ وَمِنْ هَذَا الْيَوْمِ تَضَاعَفَ اخْلَاصُ  
 اَوْلَادِ وَاَزْدَادِ يَقِينُهُ بِاَنَّ الْحُسَيْنَ اَيَّةٌ مِنْ اَيَاتِ اللهِ۔ اب اُسی روز سے  
 دوچند ہو گیا خلوص اعتقاد رئیس کا اور یقین کامل ہو گیا کہ امام حسینؑ ایک نشانی ہیں  
 خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے۔ وَيَقُولُ جَهَارًا اَنْ صَاحِبَ التَّعْزِيَةِ لَهُ اِقْدَارٌ  
 وَقُدْرَةٌ لَا مَحَالَةَ۔ اور اب تو بارہا کہتے ہیں کہ تعزیه والے بزرگ (امام حسینؑ) اُنکو  
 ضرور قدرت اور اقتدار ہے اور سچے معجز نما ہیں۔ وَيَكْثُرُ الْبَذَلُ وَالْاِنْفَاقُ وَيُقَسِّمُ  
 الْاَمْوَالَ وَيُطْعِمُ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اِلَى اٰخِرِ الْعَشْرِ الْاَوَّلَى  
 مِنَ الْمُحَرَّمِ۔ اب جس کا جی چاہے چلا آئے اور دیکھ لے کہ پہلی تاریخ سے محرم کی  
 آخر عشرہ تک نوروز کس قدر خیر خیرات مہاراج کرتے ہیں اور کس قدر کھانا فقرا اور  
 مساکین کو نام حسینؑ پر کھلاتے ہیں۔ وَيَهْتَمُّ اِهْتِمَامًا شَدِيدًا بِنَفْسِهِ لَا يَشِقُ  
 فِي ذَلِكَ اَلْمَرَّةِ عَلَى اَعْزِ اقَارِبِهِ وَاَزْدَانِهِ۔ بذات خاص اہتمام تقسیم  
 طعام وغیرہ کرتے ہیں اور کسی اپنے عزیز یا مصاحب خاص پر اس بارہ میں وثوق  
 اور اعتماد اُنکو نہیں ہے۔ هَذَا اللهُ اِلَى سَبِيلِ الْهُدَى وَحِفْظُهُ عَنِ الْغَوَايَةِ  
 وَالرَّدَى۔ اب ہماری دعا یہ ہے کہ خدا اُنکو پوری ہدایت کی راہ دکھلا دے اور  
 گمراہی اور ہلاکت سے اُنکو بچاتا رہے۔ هَذَا مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ خَبَرٍ مُتَوَاتِرٍ لَا  
 يُمْكِنُ اِنْكَارُهُ لِاحَدٍ تَهَرِّيًا كَانَ اَوْ عَلَى دِينٍ مِنَ الْاَذْيَانِ۔ یہ معجزہ  
 انجنِ دغائی کے جذب کے روکنے کا جو میں نے بیان کیا ہے متواتر ہے کسی دہریتہ  
 بیدین کی اور نہ کسی اور مذہب والے کی مجال ہے جو اس کا انکار کر سکے۔ وَلَا يُمْكِنُ  
 تَاْوِيلُهَا وَلَا يَخْتَرِعُ الشُّكُّ فِيهَا۔ نہ اس میں کسی قسم کی تاویل فلسفی چل سکتی ہے اور



نہ اس میں کسی طرح کا شک پیدا ہو سکتا ہے وَلَا بُدَّ لِي الْآنَ بِذِكْرِ مُعْجَزَةِ آخِرَةِ  
 الَّتِي أُخْبِرْتُ بِهَا بِخَيْرٍ وَاحِدٍ مُوْتَوًى۔ اب اس متواتر معجزہ کے کہنے کے بعد  
 مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے کہ ایک معجزہ ایسا ہی لکھوں جو مجھ کو ایک معتد کے بیان سے  
 معلوم ہوا فَإِنَّ الْخَبَرَ الْوَاحِدَ الْمَحْفُوفَ بِالْفَرَائِنِ حُجَّةٌ أَيْضًا۔ اس لئے کہ خبر واحد  
 یعنی ایک شخص کی بیان کی ہوئی بھی۔ جب اُس کی سچائی کے قرینہ موجود ہوں وہ یہی  
 حجتہ اور دلیل ہونے کے قابل ہوتی ہے۔ وَعَرُوضٌ لَا سِتْبَعَادٍ قَدْ قَطَعْنَا  
 بِذِكْرِ الْخَبَرِ الْمُتَوَاتِرِ۔ اور ناقص عقول کے آدمیوں کو جو شبہ استبعاد کا عار  
 ہوتا ہے اور سمجھتے تھے کہ عقل کی راہ سے تو ایسا ہونا دور معلوم ہوتا ہے مثلاً  
 انجن کی طاقت کو روکنا پس ایسے تو ہم کو تو اسی خبر متواتر معجزہ سابقہ سے ہم نے قطع  
 کر دیا ہے۔ فَقَوْلُ حَدَّثَنِي بَعْضُ ثِقَاتِ الْأُمَرَاءِ وَأَفْخِمِ الرُّؤَسَاءِ مَلَأَ ذُ  
 الْمُؤْمِنِينَ وَكَهَفَ الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ۔ میں کہتا ہوں شہرِ پٹنہ عظیم آباد میں  
 بیان کیا مجھ سے بعض راست گو اور معتبر امرا اور بزرگترین رؤسا ایشیت پناہ موئین  
 اور جہ پناہ فقراء اور سائل کی الصَّدْرُ الْكَبِيرُ وَالْأَمِيرُ بْنُ الْأَمِيرِ الْحَاجِّ  
 السَّيِّدِ وَلَايَتِ عَلِيَّ خَانَ بِالْقَابِیَةِ رَئِیسِ کبیر امیر ابن امیر حاج نواب سید ولایت  
 علی خان بہادر بالقابہ خبر یہ ہے۔ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ لَهُ فِي بَعْضِ أَشْفَاءِ الْإِلَی  
 الْمَشَاهِدِ الْمُقَدَّسَةِ أَمْرٌ عَجِيبٌ وَسَائِحَةٌ غَرِيبَةٌ۔ کہ بعض سفریات میں  
 اُن پر ایک عجیب غریب سانحہ گذرا وَهِيَ أَنَّهُ لَمَّا رَكِبَ الْمَرْكَبَ الدُّخَانِيَّ مِنَ  
 الْبَنْدَرِ الْمُسَمَّى بِبَهْمِيٍّ فَمَرَضَتْ ابْنَتُهُ قَدْ عَرِضَ لَهَا الذَّبُّ أَوِ الْخِلْفَةُ  
 وَالتَّهْوَعُ الْمُتَوَاتِرُ۔ وہ قصہ یہ ہے کہ جب نواب صاحب بندر بمبئی سے بقصد  
 زیات سوار ہوئے دخانی جہاز پر اُنکی دختر جو ہمراہ تھیں دستوں کی مرض میں مبتلا  
 ہوئیں اور او بکائی یا تسلی پے در پے انکو شروع ہوئی حَتَّى اشَارَتْ الْمَوْتَ۔  
 بیمار سی کو اس قدر طول ہوا کہ اب وہ دختر قریب موت کے ہو گئی تھی وَكَانَ  
 ذَاتَ يَوْمٍ أَنَّهُ تَمَوَّجَ مَاءُ الْبَحْرِ وَظَهَرَ الطُّوفَانُ وَتَلَا طَمَتِ أَمْوَاجُهُ



وَاضْطَرَّ ابْنُ الْمَرْكَبِ وَرَأْسُ الْبُؤْسِ - ایک روز کا یہ اتفاق عجیب ہے کہ دریا کے پانی میں جنش پیدا ہوا اور طوفانی آثار نمایاں ہوئے اور موجھارے دریا میں تلاطم پیدا ہوا جہاز کو جنبش اور اضطراب ہونے لگا مسافروں کو جنبش جہاز سے صدمہ پہنچا۔ وَجَدُوا جَهْدًا فِي تَخْلِيصِهِ عَنِ الْاضْطِرَابِ الْعَمَلَةِ فَلَمْ يَنْجِ عَمَلُهُمْ وَلَمْ يَتَمَتَّ تَذْيِيرُهُمْ - جہاز کے کام کرنے والے ناصدا سے لیکر مزدور تک سبھوں نے اپنی کوشش کو حد تک پہنچا یا مگر کچھ بھی کسی کی نہ چلی اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور نہ توئی نظر آئی۔ حَتَّى اَيَقْنُوا بِاصَابَةِ الْغَرَقِ فَصَاحُوا وَصَرَخُوا وَبَكَوْا بُكَاءً عَالِيًا - اب ظاہری اسباب سے تو یقین ہو گیا کہ ہم سب مع جہاز کے ڈوب جائیں گے سب چلائے اور چیخنے لگے اور باداز بلند رونے لگے۔ وَقَالُوا اَلْكَلُّ مَنْ كَانَ فِي السَّفِينَةِ اَنْ يَرْجِعَ بِقَلْبِهِ وَيَتَّهِلَّ اِلَى خَالِقِهِ الَّذِي يَعْبُدُ بِحَسَبِ عَقْدِهِ مُسْلِمًا كَانَ اَوْ نَصْرَانِيًا - اور ہر ایک مسافر سے پکار کر کہہ دیا کہ اپنے اپنے رجوع قلب سے ہر ایک اپنے خالق کو پکارے اور اسی کی طرف دھیان دھرے جبکہ اپنے عقیدہ کے رو سے اپنا خالق جانتا ہو مسلمان ہو خواہ نصرانی وغیرہ۔ وَبَاتُوا عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ الْمَشْوُمَةِ اِلَى اٰخِرِ اللَّيْلِ - اور اسی خراب حالت اور پریشانی میں آخر شب تک سب رہے۔ قَالَ الْاَمِيْرُ الْغُرَقِيُّ اَلَيْسَ اَنْ بِنْتَهُ الْمَرْيُضَةُ كَانَتْ مَعْشِيَةً عَلَيْهَا وَكُنْتُ عَلَى اَيْقَانٍ مِنْ اَنْهَا اٰخِرُ لَيْلَةٍ مِنْ حَيَوَتِهَا الدُّنْيَوِيَّةِ - امیر مذکور الصدر کہتے ہیں کہ میری دختر عشی کی حالت میں پڑی تھی اور مجھے یقین ہو گیا تھا آج اس کی زندگی کی یہ آخری رات ہے اب نہ بچے گی۔ فَانْتَبَهَتْ وَنَادَتْ بِاَعْلَى صَوْتِهَا وَقَالَتْ يَا اَبَتِ تَعَالِ اِلَيَّ فَاِنِّي بَرِيْثٌ مِنْ عَلِيٍّ - دغٹہ غش سے وہ لڑکی چوٹی اور باواز بلند پکاری اے بابا جان میرے پاس چلے آؤ چلے آؤ میری بیماری جاتی رہی اور میں اچھی ہو گئی۔ وَنَجَّى الْمَرْكَبُ اَيْضًا مِنَ الْغَرَقِ وَسَكَنَ تِلْكَ طُمُ الْاَمَوَاجِ فَطُوبَى لِلنَّاسِ اَفْرَيْنِ الزَّائِرِينَ - جہاز بھی ڈوبنے سے بچ گیا تلاطم دریا کا بھی بند ہو کر ٹھیر گیا خوشحال زائران امام حسین۔ قَالَ الْاَمِيْرُ طَمَنَنْتُ اَنْهَا اَنْتَجَدَ



وَعَرَضَ لَهَا الْاِخْتِلَاطُ وَالْهَذْيَانُ وَهِيَ تَمُوتُ اَلْاَنَ - نواب صاحب کہتے ہیں مجھے  
گمان غالب ہوا کہ یہ لڑکی ہذیان بک رہی ہے اور اختلاط عقل اور ہذیان جو آخر مرض  
میں ہوتا ہے وہی اسکو عارض ہوا ہے اور اب تھوڑی دیر میں مر جائے گی۔ فَبَكَيْتُ وَ  
اَعْلَنْتُ صَوْتِي بِالْحَيْبِ - میں زور زور سے رونے لگا اور مہر پردہ کے جوش نے  
مجھے بیتاب کر دیا۔ فَجَاءَتْ عِنْدِي عَاجِلَةً مَعَ اَنْتَهَا كَانَتْ لَا تَقْدِرُ عَلَى اَنْ  
تَقْلِبَ عَلَى فِرَاشِهَا مِنْ جَنْبِ اِلَى جَنْبِ اُخَرَ - مجھے روتا ہوا دیکھ کر بے ساختہ  
دوڑ کر میرے پاس آئی حالانکہ اس قدر نحیف اور کمزور تھی کہ بستر مرض پر ایک کروٹ سے  
دوسری کروٹ بدل نہ سکتی تھی۔ فَتَحَيَّيْتُ مِنْ عَذْوِهَا حَتَّى اَعَانَتْنِي وَقَالَتْ  
اَلْتُنُّ اِنِّي مُخْطِطَةٌ اَوْ مُسْرَمَةٌ - مجھے اُس کے دوڑنے سے تعجب ہوا اور وہ اگر مجھ  
سے لپٹ گئی اور کہا اے باباجان آپ کو یہ گمان ہے کہ میں ہذیان بک رہی ہوں یا مجھے سلام  
ہو گیا ہے۔ لَا وَاللّٰهِ بَلْ اِنِّي صَيِّحَةٌ قَدْ عُوِفْتُ عَافِيَةً تَامَّةً - یہ میرا حال نہیں  
قسم بخدا بلکہ مجھے پوری صحت مرض سے ہو چکی ہے۔ قَالَ فَبَكَيْتُ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ وَكَلَّمْتُ  
اَنْ اُنْعِمَ عَلَيَّ فَلَمَّا سَكَنَ وَجْدِي وَاطْلُتْ فَوَادِي وَثَبَتَ عَقْلِي - نواب صاحب  
کہتے ہیں اب مجھے مارے خوشی کے رونا آیا اور قریب تھا کہ یہوش ہو جاؤں پھر جب  
میری طبیعت ٹھہری اور اطمینان قلب اور ثبات عقل ہو گیا۔ سَأَلْتُ عَنْهَا يَا بَنِيَّةُ  
فَصَيَّحَتْ عَلَيَّ مَا جَرَى عَلَيْكَ وَاَنَّهُ كَيْفَ عَافَاكَ اللّٰهُ مِنَ الْمَرَضِ - اب میں نے  
اُس سے پوچھا اے نور دین اپنی سرگزشت کو بیان تو کرو اور یہ بیان کرو تمکو اس  
مرض سے خدا نے کیوں صحت بخشی۔ ثُمَّ كَيْفَ عَلِمْتُ اَنَّ الطُّوفَانَ قَدْ فَنَى اَوْ  
تَمَوْجُ الْبَحْرِ وَتَلَاطُمُ الْاَمْوَاجِ قَدْ اَنْقَضَتْ اَنْتِ فِي غَشْوَتِكَ مَدَّةً سَاعَاتٍ -  
پھر یہ بھی تو کہو تمکو طوفان کے فرو ہونے کی اور تلاطم کے دور ہونے کی کیوں خبر ہوئی۔  
حالانکہ بہت دیر سے تم پر غشی طاری تھی کہ جب تک طوفان کا نام و نشان بھی نہ تھا۔  
قَالَتْ اِنِّي كُنْتُ مَغْشِيَةً عَلَى فِرَاشِي وَاِذَا رَأَيْتُ رَاكِبًا عَلَى فَرَسٍ وَفِي يَدِهِ  
رُمْحٌ طَوِيلٌ يُمِجُّ السَّيْرَ حَتَّى جَاءَ اِلَى قُرْبِ الْمَرْكَبِ كُنْتُ لِكِي بَابَا جَان مِّنْ تَوَعُّشِي



میں اپنے بستر پر پڑی ہوئی تھی ناگاہ دیکھتی کیا ہوں ایک سوار بگہٹ گھوڑا دوڑائے  
 ہوئے چلے آتے ہیں اور آتے ہی جہاز کے پاس پہنچے۔ وَجَعَلَ سِنَانٌ رُفْجَہ تَحْتَ  
 السَّفِينَةِ فَاسْتَقَرَّ الْمَرْكَبُ عَنِ الْأَضْطِرَابِ كَأَنَّهُ قَالَ لِمَاءِ الْبَحْرِ وَلَا مَوَاجِہ  
 الْمَتَلَاطِمَةِ إِنَّ تَقَرُّا عَلٰی مَكَانِهِمَا۔ نیزہ اپنا جہاز کے نیچے لگا دیا بس فوراً جہاز  
 نہکان سے رُک گیا اور مجھے ایسا گھمان ہے کہ دریا کی موج اور پانی کی لہروں سے ارشاد  
 فرمایا کہ اب ٹھہر جاؤ اور ہلنا موقوف کرو فَخِیضَ الْمَاءُ مِنْ فَوْتَرِهِ وَعَدِمَتِ  
 الْأَمْوَاجُ وَسَكَنَ الرِّيحُ وَصَحَّ السَّمَاءُ وَتَفَشَّحَ السَّحَابُ وَاسْتَقَرَّتِ السَّفِينَةُ  
 اُنکے حکم کی دیر تھی کہ فوراً پانی کی افزونی کم ہو گئی اور بہرین دریا کی مٹ گئیں آسمان  
 بالکل صاف ہو گیا بادل سب چھٹ گئے آسمان کھل گیا اور جہاز بھی سیدھا ٹھہر گیا۔  
 ثُمَّ جَاءَ عِنْدِي وَقَالَ قَوْمِي أَيُّهَا الرَّائِدَةُ فَقَدْ عَافَاكَ اللَّهُ مِنَ الْمَرَضِ  
 وَالضَّعْفِ۔ طوفان کو مٹا کر اور جہاز کو ٹھہرا کر میرے پاس تشریف لا کر فرمایا اٹھ  
 کہڑی ہو اے زائرہ حسینؑ خدائے تجھے مرض اور ضعف دونوں سے نجات دی ہے  
 اب اچھی ہو گئی۔ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ أَنْتَ يَا مَوْلَايَ وَمَا اسْمُكَ۔ میں نے عرض کی  
 آپ کون ہیں اے میرے آقا اور آپ کا نام مبارک کیا ہے یہ تو ارشاد کیجئے۔ قَالَ  
 أَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ أَخُو الْحُسَيْنِ الشَّهِيدِ الَّذِي تَنَوَّيَ زِيَارَتَهُ مَرَّةً قَدِيمَةً۔  
 فرمایا میں تو ہوں عباس بن علیؑ بہائی امام حسینؑ شہید کا جسکی قبر کی زیارت کرنے کا  
 تو نے قصد کیا ہے۔ وَأَنَا مُتَكَلِّفٌ لِّصِيَانَةِ زَوَارِعِهِ وَاسْتَقْبَالِهِمْ وَأَصْوَابِهِمْ  
 حَتَّى أَوْصِلَهُمْ إِلَى الْمَرْقَدِ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ فَإِنَّهُ لَا يُعْلَبُ عَلَى أَمْرِهِ۔ میرے سپرد  
 زائرین کی حفاظت کرنی اور انکی پیشوائی کر کے بحفاظت انکو روضہ اقدس تک  
 لیجاتا ہوں مان مگر خدا کی مشیت اگر کسی کی نسبت اور کچھ جاری ہو او سہیں کیا چارہ ہے  
 اور اُنکے حکم پر کون غالب آسکتا ہے۔ مؤلف کہتا ہے یہ جو اکثر قافلہ زائرین کے  
 گٹ جاتے ہیں خواہ اُنہیں وبائی امراض پیدا ہوتے ہیں خواہ جہاز ڈوب جاتا ہے خواہ  
 اور کسی قسم کی آفت زائرین کو پہنچتی ہے راہ میں خواہ علین کر بلائے معنے امین اس کے اسباب



اور مصالح کے بیان کا ایک جدا گانہ باب ہم لکھیں گے جس طرح خانہ کعبہ جو مبص قرآن جاے  
امن و امان ہے دمان کی بے امانی کی تاویل بھی اُسی طرح کیجاتی ہے۔ ثُمَّ غَابَ عَنِ  
وَ اَيَقُظْتُ بَلْ اَسْتَهْنِئْتُ عَنْ غَشَوَاتِي فَوَجَدْتُ نَفْسِي وَبَدَنِي وَجَوَارِحِي وَ  
وَ اَزْكَائِي كُلَّهَا صَحِيحَةً۔ یہ فرما کر حضرت میری نظروں سے غایب ہو گئے اور میں  
جاگ پڑی بلکہ غش سے مجھے افاقہ ہو گیا اب دیکھا تو آپکو ہر طرح سے صحیح اور تندرست پایا  
اعضائے بدنی اور جو اس باطنی سب درست ہو گئے کَافِيَ لَمْ اَكْ مَدْرِيضَةً قَطُّ اِيسَا  
معلوم ہوتا ہے کہ میں ہرگز بیمار ہی نہ تھی۔ وَ اَنْظُرْ اِلَى سَكُونِ الْمَاءِ وَالْهَوَاءِ وَ  
سَلَامَةِ السَّفِينَةِ وَ اَهْلِهَا۔ دیکھئے تو ہوا کیسے ٹہر گئی ہے اور پانی کو کہیں جنبش بھی ہے  
جہاز کی سلامتی اور مسافروں کی خوشحالی پر نظر کیجئے۔ قَالَ ثُمَّ بَادَرَتْ اِلَى مُعَلِّمِ  
السَّفِينَةِ قَرَأَتْهُ فِي الْحَيْرَةِ وَالنَّشَاشَةِ وَقَالَ لِي اَيُّهَا الْاَمِيرُ اُنْشُرْ بِسَلَامَةِ  
نَفْسِكَ وَ نَفُوسِ كُلِّ الْمُسَافِرِينَ۔ نواب صاحب کہتے ہیں میں جلدی گیا پاس  
ناخدا کے دیکھا کیا ہوں کہ متحیر اور ہشاش ہو رہا ہے اور مجھ سے کہنے لگا بشارت  
ہو آپکو کہ آپکی اور کل مسافر و سبکی جان بچ گئی۔ فَقَدْ عِدِمَ الطُّوفَانُ وَ اَعْتَدَلِ الْهَوَاءُ  
لِطُوفَانٍ مَثْنِيَا اور ہوا درجہ اعتدال پر آگئی۔ قُلْتُ كَاَنَّهُ تَحْيِيْسٌ لِمَا رَأَيْتُ اِلَى دَرَجَاتِ  
مُقْيَاسِ الْهَوَاءِ الْمُسْتَمَيِّ بِبَارُوْمِيْتَرِ وَ هِيَ الْاَلَاةُ الَّتِي تُعَلِّمُ مِنْهَا حُدُوثُ  
الطُّوفَانِ وَ الرِّيَاحِ الشَّدِيدَةِ قَبْلَ حُدُوثِهَا۔ میں کہتا ہوں ناخدا کی حیرت کا  
سبب یہی ہو گا کہ اُس نے اَلْمُقْيَاسِ الْهَوَاءِ جِسْمِ بَارُوْمِيْتَرِ دیکھا ہو گا کہ دفعۃً  
اُس کی درجہ طوفانی گھٹ گئی اور یہ وہ آلہ ہے جس سے اندہی اور طوفان کی آمد پہلے  
سے معلوم ہوتی ہے فَقُلْتُ لَهُ هَلْ تَقْيِسُ بِرَأْسِكَ قِيَاسًا اَوْ تَقْدِرُكَ تَجْرِبَةً اِلَى  
اِذْرَاكِ سَبَبِهِ۔ میں نے اس سے کہا کچھ تمہارا قیاس اور تجربہ بتلا سکتا ہے کہ دفعۃً یہ  
درستی ہوا کی اور فرو ہو جانا طوفان کا کیوں ہوا قَالَ بَلْ هُوَ اَمْرٌ عَجِيبٌ لَا يَصِلُ  
اِلَى كُنْهِهِ اِذْرَاكَ الْبَشَرِ۔ ناخدا بولا ہرگز نہیں اور یہ ایسا امر عجیب ہے کہ عقل بشری  
اس کا سبب نہیں جان سکتی ہے۔ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ مَا اَخْبَرْتَنِي بِتَنِي قَالَ صَحِيحٌ مَا



قَالَتُ - میں نے سارا حال جو اپنی دختر سے سنا تھا اُس سے بیان کیا کہنے لگا کہ ہاں  
 صحیح یہی ہے جو اُس نے کہا ہے۔ وَتَمَّ هَذَا الْبَابُ بِعَوْنِهِ وَيَتْلُوهُ بَابُ  
 قِرَاءَةِ رَأْسِ الْحُسَيْنِ سُورَةِ الْكَهْفِ وَبَيَانِ أَسْرَارِهِ - یہ باب بحمد اللہ تمام  
 ہوا اب اس کے بعد وہ باب لکھونگا جس میں بیان اسکا ہے کہ سراقہ سے امام حسینؑ نے  
 سورۃ کہف کیوں پڑھی اور کیا کیا اسرار اس میں تھے ۔

## باب پنجم

بیانِ اون اسرار کا جو امام حسینؑ کو سراقہ سے سورۃ کہف اور دیگر  
 آیات قرآن کو پڑھا ہے جس سے تصدیق اس حدیث نبویؐ کی بھی ہوتی ہے  
 کہ قرآن اور اہلبیتؑ ساتھ قیامت تک جو جسکو امام حسینؑ نے شہادت بھی کہلایا

لَمَّا كَانَ مِنْ مَصَاحِبِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ اِبْقَاءُ دِينِ الْاِسْلَامِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ وَرَضِيَ  
 لَنَا بِالْاِسْلَامِ دِينًا - چونکہ مصلحت ہمارے آپہی مقتضی اسی کے ہیں کہ دین اسلام قیامت تک  
 باقی رہے اور کوئی نبی ہمارے نبیؐ کے بعد نہ آئے اور اسی دین کو ہمارے واسطے خدا نے پسند فرمایا  
 اور اسی دین پر ہم تمام مخلوقات کا رہنا اپنی خوشنودی کا باعث قرار دیا۔ وَلَيْسَ وَلَا  
 يَتَصَوَّرُ ذَلِكَ اِلَّا اَنْ يَخْتَارَ مِنْجُمَةً هُدَاتِيهِ اِلَيْهِ وَاحِدًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ  
 فَيَجْعَلَهُ مَظْهَرًا لِلْاَيَاتِ وَمَصْدَرًا لِلْمُعْجَزَاتِ اِلَى يَوْمِ بَقَائِهِ اور اس طرح  
 باقی رہنا دین اسلام کا بدون اس کے خیال میں نہیں آسکتا تھا کہ منجملہ اون حضرات کے  
 جو اصالتہ خواہ نیابتہ ہدایت دین اسلام کی اون سے متعلق ہو ایک ہادی خواہ ایک سہیاد  
 ایسا برگزین کر دے جن سے ظہور کرامات اور معجزات کا ہمیشہ ہو کر تصدیق ہمارے نبیؐ اور  
 اثبات حقیقت دین اسلام ہو کرے۔ فَاخْتَارَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِذَلِكَ الْاَمْرِ الْجَمِيلِ السَّبْطَ



الْأَصْفَرُ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ كَأَسْبَابٍ وَدَوَاجِ عَدِيدَةٍ ذَكَرْنَا هَافِي الْأَبْوَابِ أَخْرَجَ - خدائے اس  
 امر جلیل کی بجا اور ہی کے لئے ہمارے نبی کے چھوٹے فرزند امام حسین کو پسند فرمایا اور اس  
 کے حضور درتین جس قدر ہم اپنی عقل ناقص کے رو سے سمجھ سکتے ہیں اُنکو ہم نے  
 اسی کتاب کے اور ابواب میں بیان کر دیا ہے۔ وَأَمَرَ نَبِيَّهِ بِأَنْ يَقُولَ إِشْبَاثًا لِذَلِكَ  
 الْفَرْحِ مِنَ الْحُسَيْنِ مَتَّى وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ - اور ہمارے نبی کو حکم دیا کہ امت سے بلکہ  
 تمام مخلوقات سے کہتے رہیں کہ حسین میرا فرزند ہے اور میں حسین کے ذریعہ سے تاقیات  
 نبی اور صاحب آیات پہچانا جاؤں گا۔ ثُمَّ لَمَّا كَانَ صُدُورُ الْمُعْجَزَاتِ مُثْبِتًا  
 لِكُلِّ أُمَّةٍ مُضْطَرِّبًا هَافِيَةً فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ مَزِيدٍ إِلَّا اسْتِحْقَاقُ لِدَالِكَ  
 پھر چونکہ معجز نمائی سے بزرگی معجز نما کی بقدر صدور معجزات ثابت ہوتی ہے اب ضرور  
 ہوا کہ امام حسین میں استحقاق بھی اس بزرگی کا حاصل ہو۔ فَلَمَّا رَضِيَ مُحَمَّدٌ بِإِسْلَامِهِ  
 مَعَ أَهْلِيَّتِهِ وَلِسَائِدِهِ بِالْمَصَائِبِ الْعَظِيمَةِ - اسی سبب سے ہمارے نبی راضی  
 ہوئے کہ امام حسین مع اپنے اہلیت اور عورات کے بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوں  
 گئے لَا يَكُونُ تَشْرِيفُهُ بِذَلِكَ الشَّرَفِ مُحَالًا لِقَضِيَّةِ الْعَدْلِ - تاکہ امام حسین  
 کا اس مرتبہ بزرگ معجز نمائی پر پہنچنا بخلاف سائر انبیاء اور اوصیاء کے مقتضای عدل  
 خدائے مخالف نہ ہو۔ وَمِنْجُمَةٍ مَا يَجِبُ تَصْدِيقُ نَبِيِّنَا فِيهِ قَوْلُهُ صَلَّعَ فِي أَهْلِيَّتِهِ  
 وَهُوَ حَدِيثُ الثَّقَلَيْنِ حَيْثُ قَالَ فِيهِ أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ -  
 اور بخند ان پیشین گوئیوں کے جن میں ہمارے نبی کی تصدیق ضرور تھی ایک بڑی پیشین گوئی  
 وہ ہے جو حضرت نے اپنے اہلیت کی نسبت فرمائی ہے کہ قرآن اور اہلیت میرے ہمیشہ ساتھ  
 رہیں گے اور کبھی جدا نہ ہوں گے تا آنکہ بروز محشر حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ وَهُوَ  
 حَدِيثٌ مُتَوَاتِرٌ قَدْ أَفْرَدَ لِدَلِيلِ طَرُقِهِ أَخُوْنَا الْحَبِيبِ لِسُنَّةِ أَحَدِ آيَةِ حَامِدِ  
 بْنِ مُحَمَّدٍ طَابَ اللَّهُ ثَرَاهَا مَجْلَدَيْنِ مِنْ كِتَابِهِ الْمُسَمَّى بِعِصْقَاتِ الْأَنْوَاسِ  
 فَاتَّبَعَتْ فِيهِ أَهْلًا تَزِيدُ عَلَى ثَلَاثَةِ طُرُقٍ مِنْ طُرُقِ الْعَامَّةِ - یہ حدیث ثقلین  
 وہ متواتر حدیث ہے جس کے اسناد راویت کے طرق کو میرے بہائی مولوی سید حامد حسین نے



خدا انکی اور انکے والد کی قبروں کو بڑے بہشت سے خوشبو کرے تین سو سے زیادہ سلسلہ  
 روایت اہل سنت کے راویوں سے ثابت کر دیا ہے کتاب عبققات الانوار میں - وَهُوَ الْحُجَّةُ  
 الْقَاطِعَةُ لِثَبَاتِ إِمَامَةِ الْأَمَّةِ الْأَطَهَارِ - یہی حدیث تنہا دلیل یقینی ہے ہمارے  
 ائمہ اطہار کے اثبات امامت کی فَكَانَ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ الَّتِي سَمِعَهَا جَمْعٌ كَثِيرٌ عَنْ  
 رَأْسِ مُحَمَّدٍ لَا نَا الْحُسَيْنِ مُصَدِّقَةً لِمَا قَالَ جَدُّهُ فِي أَهْلِيَّتِهِ أَنَّهُمْ لَا يَفْتَرِقُونَ  
 عَنِ الْقُرْآنِ بَعْدَ مَوْتِهِمُ الظَّاهِرِيَّةِ أَيْضًا - پس سراقہ سے امام حسین کا تلاوت  
 قرآن کرنا جسکو جماعت کثیر نے خود سنا ہے یہ بھی ایک بڑی تصدیق اپنے نانا کے  
 ارشاد کی حضرت نے فرمائی کہ اہلبیت نبیؐ جن سے مراد ائمہ اطہار ہیں بعد موت ظاہری  
 بھی قرآن سے جدا نہیں ہوتے پہراون سے زیادہ کون ہے جو تفسیر قرآن کو جانتا ہو اور  
 ہم انکی تفسیر کو چھوڑ کر ابن مسعود خواہ ابن عباس کی طرف رجوع کریں - وَهَذَا  
 الَّذِي ذَكَرْتَهُ سَيِّدُ جَلِيلٍ وَسَبَّيْكَ عَامَرٌ لِتِلَاوَةِ الرَّأْسِ الْقُرْآنِ - یہ بات جو  
 میں نے بیان کی کہ قرآن اور اہلبیت کی محبت کی تصدیق کرنی منظور تھی سراقہ سے کے  
 تلاوت قرآن میں یہ ایک بڑا راز ہے اور عام سبب ہے آیات قرانیہ کی تلاوت کا -  
 أَمَّا السَّبَبُ الْخَاصُّ لِكُلِّ آيَةٍ تَلَاهَا رَأْسُهُ الْمَجْدُودُ عَنِ الْقَفَا وَلَا سَيِّمًا كَلَامُهُ  
 سُورَةُ الْكَهْفِ مَرَارًا فَاسْتَبَابَ مَا يَأْتِيكَ نَبَأٌ فِي هَذَا الْبَابِ - لیکن  
 سبب خاص ہر آیت کے پڑھنے کا جسکو سراقہ نے نیزہ پر چڑھے ہوئے پڑھا ہے  
 اور خصوصاً تلاوت سورہ کہف کی جو کمر حضرت نے فرمائی ہے اس کے اسباب تو ہم  
 اسی باب میں کہیں گے انشاء اللہ وَتَقَدَّمَ ذِكْرُهَا لِيَكُونَ أَجَامِعَةً لَا غَرَضًا  
 سُورَةُ الْكَهْفِ کے پڑھنے کے اسباب کو پہلے بیان کریں گے اسلئے کہ ہماری جو عرض اس  
 کتاب کے کہنے سے ہے وہ اثر ایسے ہی اسباب کے بیان سے پوری ہوتی ہے - وَقَدْ  
 وَصَلَ إِلَيْنَا سَبْعَةُ رَوَايَاتٍ مُتَضَمِّنَةٍ عَلَى ذَلِكَ الْحَالِ يَوْحِي هَذَا - آج  
 کے دن تک سات روایتیں اسی مضمون کی پہنچی ہیں - رَوَاهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ  
 مِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ حَبِيبٍ الشَّهْدُورِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ وَهَامِنْ أَصْحَابِ



رَسُولِ اللَّهِ بِالْمَعْنَى الْأَعْلَى الْمُصْطَحَّةِ عِنْدَ أَزْكَى الرِّجَالِ چار آدمی اُنکے راوی ہیں  
 زید بن ارقم اور سہل بن حبیب شہر زوری اور یہ دونوں اصحاب رسول اللہ سے تھے بنظر  
 عام اصطلاح علمائے رجال کے۔ وَمِنْهُمْ نَالُ بْنُ عَمْرٍو وَحَارِثُ بْنُ وَكِيدَةَ وَكَانَ  
 قِيَمٌ حَمَلُ رَأْسِ الْحُسَيْنِ ۱۲ تیسرے سہل بن عمرو اور چوتھا حارث بن وکیدہ ہے یہ  
 شخص اُن اشقیاء میں سے ہے جو سراقہ سے کوئے ہوئے پرتے تھے وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ أَنَّ  
 ذَلِكَ الْأَمْرَ الْمُعْجَزَ صَدَّرَ عَنِ الْأَمَامِ فِي الْكُوفَةِ وَدِمَشْقَ كُلَّيْهِمَا یہ بھی مخفی نہ ہے  
 کہ تلاوت قرآن کا معجزہ سراقہ سے کوفہ اور دمشق دونوں جگہ برابر صادر ہوا ہے۔  
 فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ لِنَبِيِّكَ الْمَدَّةَ اللَّهُامِ وَتَشْيِيدِ مَبَانِي الْأِسْلَامِ۔  
 یہ دونوں جگہ کی معجزہ نمائی دونوں بڑی دلیلیں ہیں خدا کی طرف سے اُن بدکاروں کے چپ  
 کر لے کی اور اسلام کی تائید اور استواری اسے پوری ہوتی ہے۔ ثُمَّ لَمَّا قَرَأَ الْحُسَيْنِ ۱۳  
 سُورَةَ الْكَهْفِ بِتَمَامِهَا لَمَّا فِي رَوَايَةِ سَهْلِ الشَّهْرِزُورِيِّ بِالْكُوفَةِ وَهُوَ قَوْلُهُ  
 پھر چونکہ سراقہ نے پورا سورہ کہف کوفہ میں پڑھتے جیسا کہ روایت سہل شہر زوری  
 میں حالات کوفہ یوم ورود اہلبیت کے منقول ہے فَوَقَفُوا بَابَ بَنِي خُدَيْمَةَ وَالرَّاسِ  
 عَلَى قَنَاطَةِ طَوِيلَةٍ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ۔ پھر گئے لشکریان زید باب بنی خدیجہ  
 پر اور سراقہ امام حسین ایک لمبے نیزہ پر چڑھا ہوا سورہ کہف کو پڑھ رہا تھا اِلَى أَنْ  
 بَلَغَ أَمْرَ حَبِيبَتِ أَنْ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيقِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا۔ تا ایسکہ  
 اس آیت کو پڑھنے تک پہنچا کیا تجھے گمان ہے کہ اصحاب کہف اور رقیق ہماری آیات میں  
 عجیب ہیں۔ قَالَ سَهْلٌ فَكَيْتُ وَقُلْتُ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ رَأَيْتُكَ أَعْجَبُ ثُمَّ  
 وَقَعْتُ مَعْشِيَةً عَلَيَّ فَلَمَّا أَفْتَحْتُ حَتَّى خَلَمْتُ السُّورَةَ۔ سہل کہتے ہیں میں حضرت کا ہاتھ  
 قرآنی سنکر اور بلند نیزہ پر سر کو اور اہلبیت اظہار کو بندھی دیکھکر رونے لگا اور میں نے  
 کہا اے فرزند رسول آپکا سراقہ تو کہیں زیادہ ہی تعجب خیزی میں ہے اصحاب کہف سے  
 پہنچے غش آگیا اور افاقہ غش سے اسوقت ہوا کہ حضرت نے سورہ کہف ختم کر لیا تھا فَلَمَّا  
 بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ غَرَضُ الْأَمَامِ بِتَخْلُقِ آيَاتِ السُّورَةِ كُلِّهَا۔ پس ضرور ہے کہ غرض



امام کی متعلق ہو تمام آیات سورہ کہف وَاِنْ لَّمْ تَقْنَمْهَا اَكْرَهَ بِهَامِي سَجْمِهٖ مِّنْ ذَا آتٰ وَ  
 اَيْضًا مَنَعَ الْحُسَيْنَ فِي الْكُوفَةِ اِنَّ وَكِيدَةً مِّنْ اَنْ يَشْرِقَ رَاسُهُ لَمَّا رَوَاكَ الدَّرْبُ  
 عَنْ مُسْنَدِ سَيِّدَةِ الْبُتُولِ بِاسْنَادٍ - اور یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت نے کوفہ میں  
 ابن وکیدہ کو سر اقدس کے چرنے سے منع فرمایا جیسا کہ ملا در بندہ نے مسند سیدہ بتول سے  
 اُسی کے اسناد سے روایت کی ہے عَنْ الْحَارِثِ بْنِ وَكِيدَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ حَمَلَ رَاسَ  
 الْحُسَيْنِ فَتَمَعْتُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ فَجَعَلْتُ أَشْكُ فِي نَفْسِي وَآنَا أَسْمَعُ نَغْمَةَ  
 آتِي عَبْدَ اللَّهِ - حارث بن وکیدہ کہتا ہے میں اون لوگوں میں تھا جو سر اقدس امام حسین کو  
 میں لائے تھے اور میں خود سننا تھا کہ وہ جناب سورہ کہف کی تلاوت کر رہے ہیں دل میں  
 ضرور میرے شک پیدا ہوا حالانکہ میں نغمہ اور لہجہ امام حسین کا بعینہ سننا تھا (ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ یہ شقی حضرت کی آواز کو خوب پہچانتا تھا اور یہ بھی شک اُسکو دامنگیر ہوا کہ سر ہوا  
 کیا ہوا بدن سے بھلا کیونکر بول سکتا ہے - فَقَالَ لِي يَا بَنُ وَكِيدَةَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَا مَعَشَرَ  
 الْاَيْمَةِ اَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّنَا تُزْرَقُ ادھر شک مجھے ہوا اور اودھر حجت خدا امام حسین نے  
 فرمایا اے ابن وکیدہ شک تو کیوں کرتا ہے کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ ہم گروہ ائمہ  
 یعنی دوازدہ امام سب زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ساتھ قرب میں ہم کو رزق  
 ملتا ہے - قَالَ قُلْتُ فِي نَفْسِي اَشْرِقَ رَاسُهُ - ابن وکیدہ کہتا ہے اپنے دل میں اُسوقت  
 مینے کہا کہ انکا سر میں چورالون اور چھپا دوں (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن وکیدہ کو جب  
 اس معجزہ کا یقین ہوا اُس نے چاہا کہ اس بزرگ سر کی امانت اب نہ تو ہترے یا یہ  
 غرض تھی کہ یہ معجزہ نمائی اپنی عام خلائق پر ظاہر نہ ہو - فَنَادَى يَا بَنُ وَكِيدَةَ لَيْسَ  
 لَكَ اِلَى ذٰلِكَ سَبِيلٌ فَاِنْ سَفَلَتْ دِمْنِي اَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ تَسْيِيرِهِمْ رَاسِي -  
 اب پہر بچار کر سر اقدس گویا ہوا اے ابن وکیدہ یہ تیری طاقت نہیں ہے کہ میرے  
 سر کو جو رائے میری خونریزی جو انہوں نے کی ہے اُسکا منظر ان ظالموں پر زیادہ ہے  
 پیش خدا بنسبت اسکے کہ میرے سر کو کوچہ کوچہ پھرا رہے ہیں (کیا سچ فرمایا ہے امام نے  
 رُوْحِي رُ الْفَدَا) قَدْ رَهْمُ فَوَتْ يَخْلَوْنَ اِذَا اَغْلَالٌ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ



يَتَحَبُّونَ۔ انکو اسی حال پر چھوڑ دے اب قریب ہے وہ دن قیامت کا کہ انکو اپنی بکداری کا حال معلوم ہوگا جس روز بیڑیاں اور زنجیر انکی گردن اور پاؤں میں پڑے ہوں گے اور اسی حال سے بظرف دوزخ کے کہنچے جائیں گے۔ مؤلف کہتا ہے یہ روایت کسی طرح اس شعبہ سے مشتبہ نہیں ہو سکتی ہے جو آج کل نقل صوت کا مسئلہ ایجاد ہوا ہے اسلئے کہ اس میں تو دو باتیں ایسی کہلی ہوئی ہیں کہ ہرگز نقل صوت کا شبہ ممکن نہیں ہے اولاً تو رفع شک قلبی حضرت نے فرمایا اور دل کے حال پر سوائے معجز نما کے اور کون مطلع ہو سکتا ہے دوم جو جو باتیں حضور نے کیں وہ اس وقت کی ہیں پہلے اس وقت سے یہ امور نہ کہیں واقع ہوئے تھے اور نہ یہ کلام آپ سے سرزد ہوا تھا۔ جس کی نقل کا احتمال ہو۔ اب جو الفاظ اس روایت میں ہیں انکی شرح کرنی ہی ہلکو ضرور ہے۔ قُلْتُ اَمَّا قَوْلُهُ لَابْنٍ وَكِيدَةٌ لَيْسَ لَكَ اِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ يَعْنِي لَا تَقْدِرُ عَلَى سَرْقَةِ الرَّاسِ مِمَّنْ كَتَمْتَهُمْ کہ حضرت نے جو ابن وکیدہ سے ارشاد فرمایا کہ تیری مجال نہیں کہ میرے سر کو چھپائے غلہ عندی اسباب عیدۃ اَحَدُهُمْ اَنْتَ عَمَّا يَرِيدُ بِذَلِكَ جَنَائِي الْقَضَاءُ الْمُبَرَّرُ فِي امْرٍ سَلَسِهِ اَنْ يُدَارَ عَلَى الْقَنَاطَةِ وَاِنَّهُ مِنَ الْعَهْدِ الَّتِي عَهْدَهَا جَدُّكَ صَلَّيْكَ عَلَيَّ۔ میری سمجھ میں اس کے چند اسباب آتے ہیں ایک سبب یہ بھی ہے کہ ایسا ارادہ یہ ہے کہ قضاے حتمی خدا کی آپکے سر کی نسبت یہی جاری ہوئی ہے کہ شہر بہ شہر اور جا بجا پھرایا جائے اور یہ عہد اور پیمان داخل ہے انہیں عہدوں میں جو آپ کے نانا محمد صلعم نے خدا سے کر لیا ہے۔ وَفِي اخْفَائِهِ يَفْقُوتُ الْغَرَضُ الَّتِي لَا جِلَّهَا رَضِيَ نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ بِهَا۔ اس سر کے چھپانے میں وہ غرض فوت ہو جائیں گی جن کے پورے ہونے کے واسطے ہمارے نبی صلعم نے اس اہانت ظاہری کو گوارا فرمایا ہے۔ وَتَابَتْ لَهَا اَنْ اَهْلِيَّتَهُ وَنِسَائَهُ وَهُمْ الْمَشْدُودُونَ الْغُلَّوْنَ يَرَوْنَ اِلَى رَاسِهِ الْمَجْدُ وَذِكْرُ اَنْ فَيَجِدُوْهُمْ اَلْخَزَانُ فَتَشَقُّ صُدُورُهُمْ وَتَفْتَشُّ اَلْبَادُ هُمْ جِيْنًا بَعْدَ حَيْنٍ۔ ہمارے ایک بڑے بیماری غرض دوسری یہ ہے کہ یہ لٹا ہوا قافلہ اہلبیت کا جو ہمراہ سراقہ س کے چلا آتا ہے اور جناب زینب اور ام کلثوم کے دل دکھانے کی غرض سے نیزہ داروں کو تا کید تھی کہ قریب اون خوزادیوں کے کوہی



نیزہ جس پر سراپہ چڑھا ہوا ہے بار بار تکان دیا کرو اب ذرا سوچنے کی جا ہے اور خاک اڑانے کا مقام ہے کہ ہر مرتبہ جب ان خوزادیوں کی نظر سیرا قدس پر پڑتی ہوگی کیا انکو جگر شق ہونے اور سینہ چاک ہونے کی نوبت نہ آتی ہوگی اور ہر وقت صدمہ تازہ ان پر نگذرتا ہوگا

فَيُصِيبُوْنَ عَلَىٰ مَا يُصِيبُهُمْ وَلَا يَشْكُوْنَ إِلَى اللَّهِ وَيَرْحَمُونَ بِقَضَائِهِ الْمَاضِي فِيهِمْ فَيُوجِرُونَ أَجُورًا غَيْرَ مُتَنَاهِيَةٍ - لاکھوں صدمہ دلون پر گزریں اور کیوں نگزریں بہن کی محبت بھائی سے اور پرکون بہن زینب اور کون بھائی امام حسین جن دونوں کی محبت کا کیا ذکر کروں اُسی بہن کے سامنے اُسی پیارے بھائی کا سر نیزہ پر تکان دیا جاتا ہے اور بہن چپ رہے۔ اگر آنسو نکلے تو نیزہ کی نوک سے آنکھ کو ایذا پہنچائی جائے۔ الغرض ان متواتر صدمات پر جس قدر اہلیت صبر کریں اور کسی قسم کی شکایت درگاہ الہی میں نہ کریں قضاے الہی جو آنکھ حق میں بنظر مصالح جاری ہوئی ہے اُسی پر راضی رہیں اور اسی رضا پر ثواب دے بشمار انکھ ملین۔ وَيُصِيبُهُمْ ذَٰلِكَ فِي بَلَدٍ كَانَ آبَاؤُهُمْ عَلَىٰ مُمْتَكِنَاتٍ فِيهِ عَلَىٰ سِرِّ الْخِلَافَةِ وَلَهُمْ وَجْهٌ وَجْهِيَّةٌ فِيهَا لَا يَكُنْ فِي الْمَدِينَةِ وَلَا فِي الْكَعْبَةِ وَلَا فِي دِمَشْقٍ - اور یہ ایذا اور ذلت ظاہری ان بزرگواروں کو کہاں پہنچی شہر کوفہ میں جہاں انکھ پر بزرگوار تخت سلطنت ظاہری پر بیٹھے تھے اور جناب زینب اور ام کلثوم کا جاہ و چشم جیسا کہ کوفہ میں تھا مکہ اور مدینہ اور دمشق میں ایسا نہ تھا اُسی جگہ یہ سخت امتحان انکا لیا جائے اللہ اکبر۔ فَقَالَ تَرَىٰ أَحَدًا مِنَ الرُّوَاةِ أَنَّهُ رَوَىٰ فِي أَخْبَارِ صَبْرِهِمْ إِلَى الْكُوفَةِ وَرُودِهِمْ فِيهَا أَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ مَنَعَ الْحَاكِمِينَ لِلرَّاسِ أَنْ يَبْعِدَهُ عَنْهُمْ - پر کسی ایت میں کہی تم نے سنا ہے کہ اہلیت میں سے کسی نے کوفہ کی آمد میں اٹاے راہ میں خواہ شہر کوفہ میں پہنچ کر کسی نیزہ دار کو جو سیرا قدس لے ہوئے تھا منع کیا ہو کہ اس کو ہم دور الگ لے لے۔ أَلَيْسَ فِيهِ مَا ذَكَرْنَاكَ - کوفہ میں منع نہ کرنا اہلیت کا اس میں یہی رمز ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ وَأَمَّا فِي يَوْمٍ دُرُودِهِمْ بِدِمَشْقٍ وَكَانَتْ هَمَّةُ جَمِيعِ الْحَرَمِ وَالسَّبَا مُتَوَجِّهَةً إِلَى أَنْ يَبْعِدُوا الشُّرُوسَ الْمُطَهَّرَةَ



عَنِ الْحَامِلِ حَتَّى الْإِمَامِ فَقُلْتُ سَبَابٌ نَذَرْتُهَا فِي بَابِهِ - لیکن جس روز داخلہ  
 اہل حرم کا دمشق میں ہوا تھا اور جملہ اہل حرم کی ہمت اسی میں مصروف تھی کہ سرگامے  
 شہداء محمولوں سے دُور رکھے جائیں تا اینکه جناب امام زین العابدینؑ نے بھی سہل شہزوری  
 سے یہی درخواست فرمائی تھی اس کے اسباب اور رموز کو ہم اُسی باب میں لکھیں گے جس میں  
 داخلہ دمشق کا حال ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وَالثَّالِثُ مِنَ الْأَسْبَابِ مَنَعَ الْحُسَيْنِ  
 ابْنُ وَكِيدَةَ عَنْ اسْتِرَاقِ رَأْسِهِ أَنَّ أَهْلِيئَتَهُ وَنِسَائَهُ لَمَّا يَرُونَ مِنْ  
 تَكَلُّمِهِ وَقِرَائَتِهِ الْآيَاتِ فِي نَعْمَتِهِ الْخَاصَّةِ قَيُّوْنُ ذَلِكَ تَسْلِيَةً عَظِيمَةً  
 لَهُنَّ - تیسرا سبب آپ کے منع کرنے کا ابن وکیدہ کو سراقہ چورانے سے یہ ہے  
 کہ اہلبیت اطہار جب آپ کو کلام کرتے ہوئے اور تلاوت آیات قرآنیہ کرتے ہوئے دیکھیں گے  
 اُسی لمحہ سے جو زمانہ حیات ظاہری میں تھا انکی کسی قدر تسلی اور تسفی ہوگی اور جس  
 طرح زمانہ حیات میں امید و ارشفقت اور محبت کے ہو کر درخواست امور کذائی کے  
 کرتے تھے اب اُنکو حضرت کے زندہ ہونے کا پورا یقین ہوگا ویسا ہی برتاؤ کریں گے  
 اور وہی درخواست کریں گے - أَمَّا سَمِعَتْ مِنْ أَبْنَاءِ زَيْنَبَ سَلَامٌ اللَّهُ عَلَيْهَا  
 فِي رَوَايَةِ مُسْلِمٍ الْجَصَّاصِ وَهِيَ تَقُولُ مُخَاطَبَةً لِرَأْسِ أَخِيهَا يَا أَخِي  
 فَاطِمَةُ الصَّغِيرَةُ كَلَّمْنَاهَا فَقَدْ كَادَ قَلْبُهَا أَنْ يَذُوبَا - کیا تم نے نہیں سنا  
 ہے اُن اشعار کو جو حضرت زینب نے سراقہ کو دیکھ کر ارشاد کیا ہے جسکو مسلم  
 کچھ کارروایت کرتا ہے اُنہیں سے چند اشعار یہ ہیں - اے بہائی فاطمہ صغیرہ  
 (سکینہ) سے کچھ پیار کی باتیں کرو آپکی جدائی سے اب تو قریب ہے کہ اُس کا دل خون  
 ہو کر بہ جائے یہ پہلی درخواست جناب زینب کی تھی اسلئے کہ + سکینہ کو حضرت  
 بہت پیار کرتے تھے اور سکینہ پر اسی پیار سے ہونے سے بڑی بڑی سختیاں ٹھمنان  
 دین کرتے تھے اسلئے پہلے سفارش اُسی یتیم کی فرما رہے ہیں - اگر سوچو حضرت  
 تو یہی مقام ہے کہ ہم روتے روتے اپنی جان فدا کر دین اور پھر ہم سے حق تعزیت  
 ادا ہنو - اب دوسری سفارش اپنے بھتیجے اور امام چہارم کی فرمائی ہیں -



یا اِخْنِ لَوْ تَرَى عَلَيَّ الدَّيْ اَلْاَسْسَ + مَعَ اَلتَّيْمِ لَا يَطِيقُ وَجُوبًا - اے بہائی ذرا  
 زین العابدین کی طرف تو اُنکی یتیمی اور اسیری پر خیال کیجئے جب اُنکو قیدی بنا رہے  
 تھے اور طوق و زنجیر پہنا کر اونٹ پر بٹھانا چاہتا تھا اُنمین طاقت نہ تھی کہ زمین پر  
 سیدھے ہو کر بیٹھیں - قُلْتُ فِي رِوَايَةِ سُلَيْمَةَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَقُولُ وَ اِخْنِ  
 عَلَيَّ بَنُ الْحُسَيْنِ مَكْبُوبٌ عَلَى وَجْهِهِ لَا يَطِيقُ الْجُلُوسَ مِنْ كَثَرَةِ الْجُوعِ وَ  
 الْعَطَشِ وَ الْاَسْقَامِ فَجَعَلْنَا بَنِي عَلِيٍّ وَ بَنِي عَلَيْنَا - میں کہتا ہوں جناب سید  
 کی روایت ہے جب نیمہ حرم میں لوٹ چکی تھی اور میرے بہائی زین العابدین سرنگ  
 زمین پر تھے بھوک اور پیاس اور مرض کی شدت سے بیٹھنے کی طاقت انہیں نہ تھی  
 ہم سب اُنکو دیکھ کر رونے لگے اور وہ ہکودیکھ دیکھ روتے تھے اب بقیہ سفارش  
 جناب زین کی سنئے - ۱ کَلَّمَا اَوْجَعُوهُ بِالضَّرْبِ نَادَاكَ + بِذُلِّ يَفِيضُ  
 دَمْعًا مَسْكُوبًا - جب زین العابدین کو مارنے کی ایذا پہنچاتے تھے اُسے بہائی یہ  
 آکھو پکارتے تھے کہ اس ذلت اور خواری میں امداد کیجئے اور آنسو برابر آنکھوں سے  
 جاری تھے حضرات ذرا غور کی جگہ ہے کہ بحقیق کے مارے جانے کا ذکر تو کر رہی ہیں  
 مگر اپنی پشت سیاہ شدہ کا کچھ شکوہ نہیں ہے ۲ یا اِخْنِ ضَمَّهِ اِلَيْكَ وَ قَرِيبُهُ  
 وَ سَكِنَ فَوَادِكُ الْمَرْعُوبَا + اے بہائی اپنے پاس اُنکو بلا کر لپٹا لو اور اُن کی  
 تسکین قلب کرو کہ انکا دل خوف سے بھرا ہے ۳ مَا اَذَلَّ اَلتَّيْمَ حَيْنَ مِيَاثَا  
 بِاَبْنِيهِ وَ لَا يَزَالُ مُجْبِبًا + اُس یتیم کی ذلت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے کہ اپنے باپ  
 کو پکارے اور فریاد کرے اور باپ اُس کو جواب نہ دے - یعنی قرآن کی تلاوت تو  
 آپ کر رہے اور اپنے فرزند کی فریاد کا جواب آپ نے اسوقت کیوں نہ دیا جب یہ  
 آپ کو پکارتے تھے - یہ باب تمام ہوا ۴

## باب ششم

خاص کر سوئے کہف پڑھنے کے اسباب بیت اصبی کہف کے



سیر اقدس نام کو کیا تھے جو کوفہ اور مشق ہر جگہ اسکی تلاوت فرمائی۔

أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ فِي هَذَا الْبَابِ هُوَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ۔ پہلے سب باتوں سے ابتدا اس باب کے میں حمد خدا سے کر کے درود محمد اور آل محمد پر پڑھتا ہوں فَإِنَّهُ بَابٌ لَمْ يَسْبِقْنِي أَحَدٌ يَشْرَحُ مَا شَرَحْتُهُ فِيهِ بِعَوْنِ اللَّهِ وَتَأْيِيدِهِ۔ اس لئے کہ یہ باب ایسا ہے کہ شاید مجھ سے پہلے آج تک کسی نے ان امور کی شرح اور تفصیل نہیں کی ہو جہاں تک کہ مجھے نظر کتب پر ہے اور گویا خدا کی مدد سے میں نے پہلے ہی پہل ان اسباب اور اغراض حجت خدا کو ظاہر کیا ہے عمر بھر کی محنت میں فَقَوْلُكُمْ أَنَّا نَبْغِ السَّامِعِينَ لِقَرَاءَةِ رَأْسِ الْحُسَيْنِ قَالُوا رَأْسُكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ أَعْجَبُ مِنَ الْعَجَبِ كَمَا فِي رَوَايَةِ سَهْلِ الشَّهْرِزُورِيِّ۔ اب ہم کہتے ہیں جس طرح بعض حضار جنہوں نے حضرت کو سورہ کہف پڑھتے ہوئے سنا اور بیباختہ کہنے لگے کہ آپ کا سر انور اے فرزند رسول کرامات میں اصحاب کہف سے بدرجہ ما عجیب تر ہے چنانچہ روایت سہل میں گذر چکا۔ وَهَكَذَا قَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ اُورِيبِي لَفْظُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ نَعَمْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ شَيْخٌ مُفِيدٌ حَرَكٌ قَالَ الْحُسَيْنُ اَيْضًا كَمَا يَأْتِي۔ اسی طرح امام حسین نے بھی فرمایا ہے چنانچہ حالات و مشق میں اس کا ذکر آتا ہے۔ وَلَنْقُلُ أَنَّهُ كَيْفَ كَانَ أَعْجَبُ وَمَاذَا أَرَادَ الْحُسَيْنُ مِنْ قِيْلَ وَتِلْكَ السُّورَةُ اب ہم کو لازم ہے بیان کریں کہ امر امام حسین کا اصحاب کہف کے امر سے کیوں عجیب تر تھا اور کن اغراض سے حضرت نے سورہ کہف کی تلاوت کی تھی۔ وَهِيَ أُمُورٌ عَدِيدَةٌ لَا تَطْلُعُ عَلَيْهَا إِلَّا بَعْدَ الْوُقُوفِ عَلَى تَفْصِيلِهَا۔ اور یہ چند اغراض ہیں جن پر تم کو اطلاع بدون انکی تفصیل جاننے کے نہوگی۔ أَمَّا بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَصْحَابِ الْكَهْفِ خَاصَّةً فَهُوَ مَا وَفَّقَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَاحُ مِنْ حَدِيثِهِمْ۔ خاص اصحاب کہف کے قصہ سے جو امام حسین کی غرض اسوقت متعلق ہے وہ تو یہی ہے کہ جناب رسول خدا کے زمانہ حیات میں اصحاب کہف کا کیا حال گذرا ہے وَنَذْكُرُهَا مَا رَوَاهُ بَعْضُ







فَقُمْنَا لِرَجُلٍ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِمْ فَسَلَّمْنَا فَلَمْ يَرُدُّوْا عَلَيْنَا۔ ایک ایک آدمی نے ہم میں سے اٹھ کر  
اصحاب کہف پر سلام کیا کسی کے سلام کا جواب اُنہوں نے نہ دیا۔ فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ  
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَعَاشِرَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔ سب کے بعد علیؑ کھڑے ہوئے  
اور کہنے لگے سلام ہو تم پر اے گروہ صدیقین اور شہدا قال فقالوا وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ انس کہتے ہیں اصحاب کہف نے جواب سلام دیا کہ تم پر ہی سلام  
ہو اور رحمت خدا اور برکات خدا تم پر نازل ہو۔ قَالَ فَقُلْتُ مَا بَالُهُمْ رَدُّوْا عَلَيَّ  
وَلَمْ يَرُدُّوْا عَلَيْنَا۔ انس کہتے ہیں میں نے علیؑ سے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے  
سلام کا جواب اُنہوں نے دیا اور ہم سب کے سلام کا جواب نہ دیا۔ قَالَ فَقَالَ مَا بَالُكُمْ لَمْ  
تَرُدُّوْا عَلَيَّ اِخْوَانِي۔ انس کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اصحاب کہف سے کہا کیا سبب ہے  
جو تم نے ہمارے ان اسلامی بھائیوں کے سلام کا جواب نہ دیا۔ قَالُوا اِنَّا مَعَاشِرَ الصِّدِّيقِينَ  
وَالشُّهَدَاءِ لَا نَكْمُرُ بَعْدَ الْمَوْتِ بِالْاَنْبِيَاءِ اَوْ وَصِيَّائِهِمْ۔ اصحاب کہف بولے کہ ہم گروہ  
صدیقین اور شہدا کا یہی طریقہ ہے کہ بعد موت ظاہری کے سوائے نبی یا وصی نبی کے اور  
کسی سے کلام نہیں کرتے (مطلب یہ ہے کہ تم وصی نبی ہو تمہارے سلام کا جواب ہم نہ دیا)  
ثُمَّ قَالَ يَا رِجُلُ اِحْمِلْنَا فَحْمَلْنَا ثُمَّ اَتَدُقُّ بِنَادٍ فَاسْتَمَدَّ قَالَ يَا رِجُلُ خُصِّعِنَا اِذَا مَخَّنُ بِالْحَرَّةِ۔  
پھر فرمایا علیؑ نے اے ہوا اب اٹھا لیجیل ہم کو ہوانے بساط کو اٹھایا اور اُسی طرح پھٹ پھٹ  
آواز کرتے ہوئے لیجلی کہ حضرت نے فرمایا اب ہم کو اتار دے اب تو ہم دیکھتے ہیں کہ مقام  
حرہ جو مدینہ کے قریب ہے پہنچ گئے قَالَ فَقَالَ عَلِيُّ نَذِيرُكَ الْبَنِيَّ صَلِّمْ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ  
انس کہتے ہیں علیؑ نے کہا کہ ہم رسول خداؐ کے پاس پہنچ جائیں گے آخر رکعت نماز میں۔  
فَطَوُّوْا نَا وَ اَتَيْنَا وَ اِذَا بِالْبَنِيِّ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنَّ اَصْحَابَ  
الْكُهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اِيَّا تَنَا عَجَبًا۔ حرہ سے لیکر مدینہ تک گویا زمین  
ہمارے واسطے کچ گئی اور ہم سب مدینہ میں پہنچے اسوقت کہ جناب رسول خداؐ آخر  
رکعت نماز میں یہ آیہ تلاوت فرما رہے تھے کیا تجھ کو گمان ہے کہ اصحاب کہف ہماری  
آیات میں سے عجیب نشانی قدرت ہیں روایت انس کی تمام ہوئی قُلْتُ وَ لَا بُدَّ



عَلَى ذَلِكَ الْفَرَضِ مِنْ أَنْ تَكُونَ الصَّلَاةُ جَهْرِيَّةً لَمَا قَالَ بَنُ شَهْرَاشُوبَ  
 أَنَّهَا كَانَتْ أَوَّلَ رَكْعَةٍ مِنَ الْخَدَاةِ - مِنْ كَهْمَا هُوْنَ اِگر یہ بات صحیح مانی جائے  
 کہ یہ لوگ واپس آئے اور جناب رسول خدا نماز پڑھ رہے تھے پہر تو ضرور ہے کہ ایسے  
 وقت کی نماز ہو جو باواز بلند پڑھی جاتی ہے چنانچہ ہمارے علما میں سے جناب شہر آشوب  
 نے روایت کی ہے کہ صبح سے نماز کی پہلی رکعت تھی - وَ يَكُونُ الْمَرَادُ مِنَ الْخِرَالِ رَكْعَةٍ  
 اخْرَجَ الرَّكْعَةَ الْاُولَى لَا اخْرَجَ الرَّكْعَاتِ مِنَ الصَّلَاةِ - اور آخر رکعت سے مراد آخر رکعت اول  
 ہو گا ز آخری رکعت نماز کی - وَمَا رَوَاهُ اشْعَدُ اَزْ بِلَالٍ وَكَذَلِكَ عَنْ بَنِ الْحُسَيْنِ الْمَعْرُوفِ  
 بِابْنِ دَجِيسٍ فِي اَرْبَعِيْنِهِ فِي الْحَدِيثِ الثَّالِثِ فَفِيهِ اخْتِلَافٌ كَثِيْرٌ مِنْ تِلْكَ  
 الرَّوَايَةِ - اور ملا اسعد اربلی نے اپنے اربعین میں یا ابن دجیہ نے اپنے اربعین میں جو  
 روایت ابی الجعدہ سے نقل کی اُس میں اور اس روایت میں بہت بڑا اختلاف ہے وَ  
 هَذَا يَدُلُّ عَلَى تَعَدُّدِ الْوَاقِعَةِ لَمَا فِي حَدِيثِ الطَّيْسِ وَغَيْرِهِ - اور اس اختلاف  
 مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ نمائش اصحاب کہف کا چند مرتبہ واقع ہوا جیسے  
 کہ حدیث طیسر کو بھی انس بن مالک نے چند طور سے بیان کیا ہے - وَلَا غَرْوَ فِيهِ فَإِنَّ  
 النَّسَبَ بَنَ مَالِكٍ لَمَّا كَانَ غَرْضُهُ اخْتِفَاءُ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ فَمَا كَانَ يَمْنَعُهُ مِنْ  
 أَنْ يَقُولَ تَأْسِرَةً كَذَا أَوْ تَأْسِرَةً كَذَا لِإِقْبَاعِ الْإِسْتِْبَاهِ فِي قُلُوبِ السَّامِعِينَ -  
 اور کچھ جملے تعجب نہیں ہے اس اختلاف بیانی میں اسلئے کہ انس بن مالک کی جب یہی  
 غرض تھی کہ یہ بزرگی علی کی چھپی رہے پس اختلاف بیانی سے یہی انکی غرض پوری ہوتی  
 ہے کہ سننے والوں کے دل میں ضرور شبہ پیدا ہو گا کہ کہی کچھ کہدیا اور کہی کچھ کہدیا  
 ثُمَّ لَمَّا كَانَ الْحَدِيثُ الثَّالِثُ مُشْتَمِلًا عَلَى فَوَائِدَ عَدِيدَةٍ لَا سِيَّمَا الْفَائِدَةَ  
 الَّتِي مَوْلَانَا الْحُسَيْنُ فِي صَدُورِ اثْبَاتِهَا لِكُونَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ حَاضِرًا بِمَحْضٍ  
 ابْنِ زِيَادٍ قَلَابَدًا لَنَا أَنْ نَذْكُرَهُ بِالْفَاطِمَةِ - پہر چونکہ تیسری حدیث اربعین اربلی  
 کی چند فوائد پر شامل ہے خصوصاً جس غرض سے امام حسینؑ سورہ کہف کو پڑھ رہے  
 ہیں اور اُسی کا اثبات فرما رہے ہیں اسلئے کہ یہی انس بن مالک و بار بن زیاد میں بروایت



بخاری وغیرہ حاضر ہے لہذا ہم کو لازم ہے کہ پوری حدیث اربعین کی نقل بھی کر دین۔ **الْحَدِثُ**  
**الثَّالِثُ بِرُوَيْهِ عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدَةِ قَالَ حَدَّثَنَا**  
**أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ مَكْفُوفُ الْبَصَرِ وَفِيهِ وَصْفٌ -** تیسری حدیث کو ثوری سے  
روایت کرتا ہے اور ثوری نے اعمش سے اور اعمش نے سالم بن ابی جعدہ سے روایت کی ہے  
سالم کہتا ہے میں ایک روز انس بن مالک کے پاس گیا وہ اندھے ہو چکے تھے اور سپید داغ  
میں مبتلا تھے فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ كَانَتْهُ بَيْنَتُهُ وَبَيْنَهُ أُخْتُهُ وَقَالَ يَا صَاحِبَ  
رَسُولِ اللَّهِ مَا هَذِهِ السِّمَةُ الَّتِي أَرَاهَا بِكَ - ایک شخص انس کے سامنے کھڑا ہوا  
تھا شاید کہ وہ بھانجا نکا تھا اور کہنے لگا اے یا رسول اللہ کے یہ سپید داغ  
جو تمہارے بدن پر ہیں دیکھ رہا ہوں کیا چیز ہے یعنی برص ہے یا کہ جلنے خواہ پھوڑا  
پھنسی اچھے ہونے کا داغ ہے - وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
إِنَّ الْبَرَصَ وَالْجَذَامَ مَا يَبْتَغِي بِهِنَّ مَوْتٌ - حالانکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے  
کہ برص حقیقی اور جذام غیر مادی سے امتحان مومن کا نہیں لیا جاتا ہے - مؤلف کہتا ہے  
اگر یہ قول ہمارے نبی کا صحیح ہے کہ مومن جذام اور برص میں گرفتار نہیں ہوتا تو مراد یہ  
ہے کہ مرض ابتلا یا مرض مجازات سے جو قسم برص اور جذام کی ہے وہ مومن کو نہیں ہوتی  
اور مرض طبعی مادی جو لوازم جسم انسانی سے ہے اس کی نفی ہونگی ورنہ قول مجبر صادق مسلم  
میں خلاف لازم آتا ہے - فَاطْرَقَ أَنَسٌ وَعَيْنَاهُ تَذَرُّقَانِ يَهْمُ سَكَرَ أَنَسُ فِيهِمَا  
جھکا لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے وَقَالَ أَمَا الْوَضْعُ فَإِنَّهُ دَعْوَةٌ دَعَاَهَا  
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَسَأَلَهُ جَمَاعَةٌ أَنْ يُحَدِّثَهُمْ - کہنے لگے کہ یہ  
سپید داغ تو اثر بد دعا کا جو امیر المؤمنین علی بن ابیطالب نے مجھے دی تھی ایک جماعت  
حاضرین نے درخواست کی کہ اس قصہ کو بیان کرو فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ الْكَهْفِ  
سَأَلَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ أَنْ يُرِيَهُمُ الْكَهْفَ فَوَعَدَهُمْ ذَلِكَ - انس کہتے ہیں  
جب سورہ کہف نازل ہوئی بعض صحابہ نے درخواست کی کہ ہم کو کہف دکھلا دیجئے -  
جناب رسولؐ نے وعدہ فرمایا کہ اچھا دکھلا دیں گے - مؤلف کہتا ہے - بعض صحابہ کا



نام جو چھاپا ہے یہ ابو بکر اور عمر اور عثمان تھے چنانچہ سید مرتضیٰ نے عیون المعجزات میں اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں تصریح فرمائی ہے اور حدیث بساط کے مصنفوں کو محدثین اہل سنت نے بہت بدل دیا ہے پھر اگر کوئی یہ شبہ پیدا کرے کہ خدا نے تو سورہ کہف میں گویا منع فرمایا ہے اصحاب کہف کے دیکھنے سے اُس آیت میں لَوِ اُطْلُحْتَ عَلَيْهِمْ لَوَيَّئْتْ مِنْهُمْ فِرَارًا وَكَلِمَاتٍ مِنْهُمْ رُعبًا۔ اگر اے محمد تم اُنکے سامنے جاؤ مارے خوف کے بہاگو کے اور رعب اُنکا دل پر بہتا رہے چہا جائیگا پھر نبی نے خلاف حکم خدا کیونکر وعدہ اُنکے دکھانے کا فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ اس آیت سے یہی ثابت ہوتا ہے تو مراد یہ ہے کہ محض بطور سیر و تماشا کے اُن کے دیکھنے سے منع فرمایا ہے اور اگر کوئی ضرورت اعجاز نمائی کی ہدایت خلق کے واسطے ہو جیسے اثبات وصی ہونا جناب امیر کا تو ایسے وقت ہا دئے برحق کو واجب تھا اور سب سے بڑھ کر جواب یہ ہے کہ نبی کا کوئی فعل ہمارے عقیدہ میں خلاف وحی کے نہیں ہوتا ہے پھر جب حضرت نے خود وعدہ کیا ہم کو جائے گفت باقی نہ رہی اور قرآن کا سمجھنا ہی تو اُسی جناب سے خاص ہے جن پر نازل ہوا ہے پس نبی نے جب وعدہ فرمایا حرام فعل کا وعدہ معصوم نہیں کر سکتا ہے۔ فَاهْدِيْ لَهُمْ سَبَاطًا لَهُمْ فَذَكَرَ الْعَصَا اَنَّهُ وَعْدُهُ فَقَالَ اُخْضِرُوْا عَلِيًّا۔ ایک بساط حضور کو بطور ہدیہ کے آگئی انہیں صحابہ نے آپ کو یاد دہی اُس وعدہ کی فرمائی (مجھے تعجب ہے کہ اُس بساط کا وہ وصف یہ لوگ کیوں چھپاتے ہیں جس کی وجہ سے صحابہ قبل از ارشاد نبوی سمجھ گئے تھے کہ اسی بساط پر سوار ہو کر ہم اصحاب کہف کو دیکھ سکتے ہیں یہ ہی ایک غور طلب امر ہے اور اخفائے معجزہ نبی لازم آتا ہے۔ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ علی کو بلا لاؤ۔ فَلَمَّا احْضَرَا قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ اَلْبَسِ السَّاطِ فَبَسَطْتُهُ وَاَمَرَ الصَّحَابَةَ اَنْ يَجْلِسُوْا عَلَيْهِ۔ جب علی آگئے مجھ سے رسول خدا نے ارشاد کیا اے انس اس بساط کو پہنا دے میں نے پہنا دی اور صحابہ کو حضرت نے حکم دیا کہ بساط پر بیٹھو۔ فَلَمَّا جَلَسُوْا رَفَعَ السَّاطِ وَسَارَ فِي الْهَوَاءِ اِلَى الظُّهْرِ۔ جب سب صحابہ بساط پر بیٹھ چکے بساط اٹھی اور ہوا میں



اور نے لگی ٹہر کے وقت نماز تک۔ فَوَقَّفَ الْبَسَاطُ شَقْرًا قَمْنَا تَمَشِي عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى  
 شَاهَدْنَا الْكَهْفَ۔ پہر بساط ایک جگہ ٹہر گئی اور ہم سب اُس پر سے اتر کر زمین پر  
 چلنے پر نہ گئے تا ایک غار اصحاب کہف کو ہم نے دیکھا وَرَأَيْنَا قَوْمًا نِيَامًا قِصِيُّ  
 وَجُوهَهُمْ كَالْقَنَادِيلِ وَ عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ بَيْضٌ۔ اور ہم نے ایک گروہ کو سوتا ہوا دیکھا  
 اُنکے چہرہ مثل قندیلوں کے چمکتے ہوئے تھے اور سپید کپڑے وہ لوگ پہنے ہوئے تھے۔ وَ  
 كَلِمَتُهُمْ بِاسِطِ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ فَمَلَيْنَا رُغْبًا۔ کتہ اصحاب کہف کا دونوں اگلے  
 پاؤں پھیلائے ہوئے آستانہ غار پر بیٹھا ہوا تھا یہ دیکھ کر ہم پر رعب طاری ہوا فَقَدَّمَ  
 أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدُّوا عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ امیر المؤمنین آگے  
 ہم سب سے بڑھے اور اُن پر سلام کیا اُنہوں نے جواب سلام دیا۔ وَتَقَدَّمَ الْقَوْمُ وَ  
 سَلَّمُوا فَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِمُ السَّلَامَ۔ پہر اور سب لوگوں نے آگے بڑھ کر اُن پر سلام  
 کیا اُنکے سلام کا جواب اُنہوں نے نہ دیا۔ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ لِمَ لَا تَرُدُّونَ السَّلَامَ عَلَى صِحَابَةِ  
 رَسُولِ اللَّهِ تَبِ عَلِيٌّ نَعَمْ اَوْنِ سَعِ كَمَا كَصَحَابِهِ رَسُولِ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ  
 دیتے ہو فقال اَحَدُهُمْ سَلِّ ابْنَ عَمِّكَ وَنَبِيَّكَ۔ اُن میں سے ایک بولا کہ تم اپنے چچا زاد بھائی  
 اور اپنے نبی سے اسکو پوچھنا ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لِلْجَمَاعَةِ خُذُوا مَجَالِسَكُمْ فَلَمَّا اخَذُوا۔ پہر  
 علی نے سب لوگوں سے کہا کہ اب اپنی اپنی جگہ بساط پر بیٹھ جاؤ جب سب ہم بیٹھ چکے فقال  
 عَلِيٌّ يَا مَلَائِكَةَ اللَّهِ ارْفَعُوا الْبَسَاطَ فَرَفَعُوا۔ پہر علی نے کہا اے ملائکہ فرستادہ خدا بساط  
 کو اٹھاؤ۔ اب بساط اٹھی۔ وَبَيْنَ نَافِيِ الْهَوَاءِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ صَعُونَا لِلْصَّلَاةِ  
 الظُّهْرِ اور ہم لوگ ہوا پر چلے جیسا کہ خدا کو منظور تھا پہر علی نے کہا کہ اب ہم کو زمین پر رکھو  
 تاکہ نماز ظہر کی پڑھ لیں۔ فَاِذَا نَحْنُ فِي أَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مَاءٌ نَشْرِبُ وَلَا نَتَوَضَّأُ۔  
 اب ہم ناگاہ ایسی زمین میں اترے کہ نہ اُس میں ہمارے پینے کو پانی تھا اور نہ وضو کرنے  
 کو فَوَكَرْنَا الْأَرْضَ بِجَلْبَتِهِ فَنَبَعَ الْمَاءُ الْعَذْبُ۔ علی نے دونوں پاؤں سے زمین  
 کو ٹھوکرا یا آب شیرین برآمد ہوا۔ فَتَوَضَّأْنَا وَشَرَبْنَا فَقَالَ سَتَذْكُرُونَ  
 صَلَوةَ الْعَصْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ہم سبہوں نے وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پیا اور علی



نے کہا نازِ عصرِ نم سب کو ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے ملیگی و سَارَ بِنَا الْبَسَاطِ إِلَى الْعَصْرِ وَإِذَا  
تَحَنَّنَ عَلَى بَابِ السَّجْدِ - اور بساط ہم کو عصر کے وقت لے پہنچی اب دیکھتے کیا ہیں کہ دروازہ  
مسجد نبوی پر ہم کھڑے ہوئے ہیں - فَلَمَّا رَأَيْنَا قَالَ اتَّخَذَ ثَوْبِي أَوْ أَحَدُكُمْ وَجَعَلَ  
يُحْدِثُ أَكَاكِيَةً كَانَ مَعَنَا جِبْ رَسُولِ خَدَّائِهِمْ كُو دیکھا فرمایا اب تم مجھ سے اپنی سرگزشت  
کہو گے یا میں بیان کروں پھر حضرت نے ساری کیفیت بیان فرمائی گو یا آپ بھی ہمارے ساتھ  
موجود تھے - فَقَالَ لَهُ عُمَيْرٌ لِمَ رَدُّوا عَلَيَّ السَّلَامَ وَلَمْ يَرُدُّوا عَلَيَّ أَصْحَابِي - علی  
نے حضرت سے عرض کی میرے سلام کا جواب اصحاب کہف نے کیوں دیا اور میرے ہمراہیوں  
کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا - فَقَالَ إِنَّهُمْ لَا يَرُدُّونَ إِلَّا عَلَى نَبِيِّ أَوْ وَصِيِّ نَبِيِّ - حضرت  
نے فرمایا کہ ایسے لوگ سوائے نبی یا وصی نبی کے اور کسی کے سلام کا جواب نہیں دیتے ہیں - ثُمَّ  
قَالَ أَشْهَدُ لِعَلِّي يَا نَفْسُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ يَوْمِ السَّقِيفَةِ اسْتَشْهَدَنِي عَلِيٌّ بِيَوْمِ  
الْبَسَاطِ فَقُلْتُ إِنِّي لَيْسْتُ - پھر مجھ سے مخاطب ہو کر جناب رسول نے فرمایا اے  
انس علی کے واسطے گواہی دینا اسی خبر بساط کی - پھر جب سقیفہ میں خلافت کا نقشہ  
اور کچھ جم گیا اور بعد روز حقیفہ کے علی نے مجھ سے اس قصہ کی جو بروز بساط واقع ہوا  
تھا گواہی طلب کی جس کا حکم رسول خدا نے ہی دیا تھا میں نے کہا بھول گیا ہوں مجھے مطلق  
یاد نہیں ہے (یہ سچے صحابی رسول کے ہیں جنکی مدح میں دفتر کے دفتر سیاہ ہو رہے  
ہیں) قَالَ أَنْكُتُ كَثْمَهَا بَعْدَ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ فَرَمَّاكَ اللَّهُ بَيِّنًا صِدْقِي وَجْهِكَ  
وَلَطْفِي فِي جَوْفِكَ وَعَمِّي فِي بَصِيرِكَ علی نے میرے اس چہانے پر  
کہا کہ اگر تو اس واقعہ کو چہا تا ہے بعد وصیت کرنے رسول اللہ کے تو خدا تیرے چہرہ  
پر سپید داغ پیدا کرے گا اور پیٹ میں آگ سی بڑھے گی اور آنکھیں تیری کور ہو جائیں گی  
فَبَرِصْتُ وَتَلَطَّيْتُ جَوْفِي وَكَمِيتُ - اسی بد دعا کے اثر سے مبروص بھی ہو گیا ہوں  
اور پیٹ میں آگ سی بڑھ رہی ہے اور اندھا بھی ہوں - وَكَانَ النَّاسُ لَا يَطِيقُونَ  
الصِّيَامَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ مِنْ حَرِّ أَرَاةِ بَطْنِيهِ - صاحب کتاب اب سعد  
ار بلی کہتے ہیں انس روزہ رکھنے کی تاب نہ لےتا تھا نہ ماہ رمضان میں اور نہ اور کسی مہینے میں



گرمی شکم کے سبب سے وَكَانَ يُطْعِمُ كُلَّ يَوْمٍ مَسْكِينًا عَنْ يَوْمٍ يُفْطِرُ مِنْ رَمَضَانَ وَ  
مَاتَ بِالْبَصْرَةِ - کفارہ ہر روز کا جو روزہ ماہ رمضان کو نہ کہتا تھا مسکین کو ایک (مد)  
دیا کرتا تھا اور بصرہ میں انس کی وفات ہوئی قُلْتُ وَقَدْ قَالَ ابْنُ اثِيرٍ الْجَدْرِيُّ فِي تَابِخِهِ  
اِنَّهُ مَاتَ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ اَوْ اِحْدَى وَثَمَانِينَ اَوْ ثَلَاثَةَ وَثَمَانِينَ مِنَ الْهَجْرَةِ  
میں کہتا ہوں ابن اثیر الجدری نے اپنی تاریخ میں سنہ خواہ ۱۳۰ یا ۱۳۱ میں وفات انس  
کی لکھی ہے - فَعَاشَ ثَمَانِينَ سَنَةً اَوْ اَزِيدَ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُولِ اللَّهِ - پس انہی  
برس خواہ زیادہ بعد وفات جناب رسول کے زندہ رہا - وَهَذِهِ سَنَةٌ اِحْدَى وَثَمَانِينَ  
وَتَنَزَّلُ بِالرَّسُولِ مَا تَرَوْنَ وَيَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ كَانَهُ يُذَكِّرُ  
النَّاسَ اَيْضًا عَسَى اَنْ يَشْتَمِدَ عَلَى مَا رَأَى بِمَحْضَرِ بْنِ زِيَادٍ وَلَكِنَّهُ لَا يَرْجِعُ عَنْ  
كُتْمَانِهِ الْحَقِّ - اور یہ ۱۳۰ ہجری ہے اور جو کچھ خاندان رسالت پر تھا ہی اسی خلافت  
اور وصی نبی ہونے کے انکار سے آئی ہے سب تم دیکھ رہے ہو آج ہی نواسہ رسول سورہ  
کہف کو پڑھ رہے ہیں گویا یاد وہی فرماتے ہیں انس کو کہ آج ہی شاید ابن زیاد کے سامنے  
گو اہی دیدے کہ وصی نبی علیؑ تھے مگر انس پہلا کب حق پوشی سے باز آئیں گے ان تلون میں  
تیل کہاں ہے - وَذَكَرَ الثَّعْلَبِيُّ خَبْرَ الْبَسَاطِ وَزَادَ فِيهِ عَلَى مَا فِي مَدِينَةِ الْمَعَاجِزِ  
قَالَ وَسَارُوا اِلَى رُقْدَتِهِمْ اِلَى اَخْرِ الرَّمَّانِ عِنْدَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ - ثعلبی نے  
بھی حدیث بساط کو نقل کیا ہے اور اُس میں اتنا اور زیادہ کیا ہے بقول صاحب مدینۃ  
المعاجز راوی کہتا ہے کہ بعد کلام کرنے کے جناب امیرؑ سے اصحاب کہف اپنی اُسی نیند میں  
سو گئے اخیر زمانہ تک سوتے رہیں گے جب تک امام مہدیؑ خروج کریں - يُقَالُ اِنَّ  
الْمَهْدِيَّ يَسْكُمُ عَلَيْهِمْ فَيُخَيِّبُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ يَرْجِعُونَهُ اِلَى رُقْدَتِهِمْ فَلَا يَقُومُونَ  
اِلَى الْقِيَمَةِ - لوگ کہتے ہیں کہ مہدیؑ اُن پر سلام کریں گے خدا انکو زندہ کرے گا۔ پھر اپنی  
نیند سے سو جائیں گے اور قیامت تک پھر نہ اُٹھیں گے ثعلبی کا کلام تمام ہوا - وَتَرْجِعُ  
اِلَى مَا كُنَّا بِصَدَدِ اثْبَاتِهِ بَلْ اِلَى بَيَانِ مَا كَانَ الْحُسَيْنُ بِصَدَدِ اثْبَاتِهِ فِي  
تَلَاوَتِهِ سُورَةَ الْكَهْفِ - اب ہم اپنے مطلب کی طرف رجوع کریں بلکہ جس چیز کے



اثبات کے ورپے امام حسینؑ اپنی سورۃ کہف کے تلاوت کرنے میں اُسکو ہم بیان کریں سو قد ظہرت من ذکرنا حدیث الساطع ان الحسینؑ یذکرہم بانہ من احد اوصیاء جدہ الی المہدیؑ وھو اول الاغراض و آھمہا۔ انا تو معلوم ہو چکا حدیث ساطع کے بیان کرنے سے کہ امام حسینؑ سورۃ کہف کی تلاوت سے یا وہی فرماتے ہیں کہ وہ بھی اور کل ائمہ تا امام مہدیؑ اوصیاء نبی ہیں اور یہ غرض حضرت کی سب اغراض سے زیادہ لائق اہتمام کے ہے جو معلوم ہو چکی۔ والثانی تذکرہ زید بن ارقم فی الکوفۃ جہا کا نوا اخفوه۔ دوسری غرض حضرت کی کوفہ میں تلاوت سے یا وہی زید بن ارقم کی جو صحابہ رسول میں تھے۔ فائتہ لما حاذی الراس یخرفہ فیہما زید بن ارقم تلی ہدیہ الایۃ فقف شعر زید بن ارقم وقادی راسک واللہ اعجب۔ اسکو کہ جب سراطھ اس جہر وکھے کے سامنے پہنچا حسین زید بن ارقم بیٹھے تھے اسی آیت کی تلاوت فرمائی زید بن ارقم کے بال کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہنے لگے آپکا سر اقدس آیت آہی ہونے میں کہیں زیادہ تر عجیب ہے بہ نسبت اصحاب کہف کے۔ والثالث من الاغراض انہ انما قال امری اعجب من امر اصحاب الکہف۔ اور تیسری غرض آپ کے فرمانے کی یہ ہے جو بعض روایات سے معلوم ہوا ہے کہ خود حضرت نے فرمایا کہ میری حالت اصحاب کہف سے زیادہ عجیب ہے۔ لان القوم قد امنوا ولم یروا منهم امرا ینید انھم لم یدروا الجواب علی العشرۃ۔ اسلئے کہ قوم نے جو اصحاب کہف کے آیات الہی پر ایمان لائے ہیں انکی کوئی بات عجیب اور نہیں دیکھی بجز اس کے کہ عشرہ یعنی دس اصحاب کے سلام کا جواب انہوں نے ندیا اور ہمارے پدر بزرگوار کے سلام کا جواب بھی دیا اور انھیں وصی نبی ہونے کا اقرار بھی کیا۔ واما نحن اوصیاء محمدؐ فتح اقرار انھم بوصایہ ابی وقد ظہر منی امور معجزۃ من یوم شہادتی و یظہر الی ما شاء اللہ لکن لایؤمنون بکونی من اعظیم الایات۔ لیکن ہم اوصیاء نبی اللہ کے باوجود یکہ اصحاب کہف میرے پدر بزرگوار کے وصی ہونے کی گواہی دے چکے اور خود مجھ سے از روز شہادت کیسے کیسے معجزات صادر ہو رہے ہیں ہمارے آیات



خدا ہونے پر ایمان نہیں لاتے والے رابع اَنَّا اَصْحَابُ الْكَهْفِ اِنْ لَمْ يَتَّخِذْ اَبَدَانَهُمْ  
 فِي كَهْفِهِمْ فَلَمْ تَكُنْ اَجْسَادُهُمْ مَلَطْنَةً بَدَنًا رُؤُسُهُمْ مَجْدُودَةً مَرْفُوعَةً  
 عَلَى الْقَنَاطَةِ۔ چوتھی بات زیادہ تر تعجب کی یہ ہے کہ اصحاب کہف کے بدن اگر متغیر ہوئے  
 غار میں تو کچھ اُنکے بدن خون آلودہ نہ تھے اور نہ اُنکے سر جدا بدن سے ہو کر نیزوں پر چڑھائے  
 گئے تھے اور نہ بدن اُنکے ریگ گرم پر پڑے ہوئے تھے۔ بَلْ حَرَّ الشَّمْسُ لَا يُصِيبُهُمْ اَصْلًا  
 لِيَكُونُوا فِي فُجْوَةٍ مِّنَ الْجَبَلِ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ  
 الْيَمِينِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ بلکہ دھوپ اُنکے بدن تک کبھی پہنچتی  
 نہ تھی ایسے کہ وہ شکاف میں پہاڑ کے محفوظ جگہ میں ہیں دھوپ بروقت طلوع آفتاب  
 کے پہنچ جاتی ہے اُنکے کہوہ سے داہنے کو اور جب دن ڈھلتا ہے غروب آفتاب تک اُن کے  
 بائیں طرف دھوپ ہٹتی رہتی ہے۔ اَمَّا اَجْسَادُ اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ وَرُؤُسُهُمْ فَقَدْ  
 تَعَلَّمُوا اَنْتَاهَا مَلَطْنَةً بَدَنًا مَّا يَهْمُ مَطْرُوحَةً فِي الْبَيْدَاءِ فَهَاتِيكَ اَجْسَادُهُمْ  
 مَجْدُودَةً وَرُؤُسُهُمْ مَرْفُوعَةً وَخُدُودُهُمْ مَحْفُورَةً۔ اب دیکھو اصحاب حسین اور  
 خود امام حسین کی لاشیں اور اُنکے سر دن کو اور تم سب کو معلوم ہے کہ اُنکی کیا صورت  
 ہے خون میں بہرے ہوئے ریگ گرم پر میدان میں پڑے ہیں کپڑے سب کے اتار لئے ہیں اور  
 جو کوئی کپڑا سائر عورت باقی ہے خون شرابور ہے رخسارہ گرد و غبار سے آلودہ ہیں۔  
 ہاے ہاے کس زبان سے بیان کروں تھم تھم الشمس نهاراً و لُشْفِي عَلَيْهِمُ الرِّيحُ  
 زَوَّارُهُمُ الْعَقَبَانِ وَالرَّخْمُ بِقَاعٍ سَبَبٌ دَنُودُهُمْ سَخَتْ اَوْنٌ پَر پڑتی ہے کہ اگر  
 دانہ زمین پر گرے بہن جائے تمام دن کی لون میں وہ اجساد مظہر گویا جل رہے ہیں  
 درندہ جانور اور مردار خواروں کا اُنکے گرد ہجوم ہے چٹیل میدان ہوا کا مقام ہے  
 اور اُنکی لاشیں ہیں وَفِي اللَّيْلِ تَقَطَّعُ اَوْصَالُهُمْ عَسَلَانُ الْفَلَوَاتِ، اور رات کو  
 اُنکے جوڑ بند کوشنم ڈھیل کر کے جدا کر دیتی ہوگی۔ اَمَّا سَمِعْتَ مَا يَقُولُ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ  
 جَعَلْتُ اَنْظُرَ اِلَيْهِمْ صَرَخِي وَلَمْ يُوَارَوْا فَعَظَمَ ذَلِكَ فِي صَدْرِي وَاسْتَقَدَّ  
 لِمَا اَرَى يَتَلَقَّى فَكَادَتْ تَخْرُجُ نَفْسِي۔ کیا تم نے جناب سید الساجدین کا قول نہیں سنا ہے



فرماتے ہیں جب قتل گاہ میں قافلہ گزر رہے ہیں اُن اجساد کی طرف دیکھنے لگا زمین پر کس مکیسی  
 سے پڑے تھے ایک مشت خاک بھی تو کسی نے اُن پر نہیں ڈالی تھی سینہ میں میرا کھٹنے لگا اور قلن  
 میرا دیکھنے سے زیادہ ہوا قریب تھا کہ میری جان تن سے نکلی جائے۔ فَهَذِهِ الْأَجْسَامُ  
 الْمَضْرَجَةُ مَعَ كَوْنِهَا لَكَ لَمْ تَتَّعَفَنَّ وَلَمْ تُتَيْنَنَّ وَلَمْ تُبَلَّ بَلْ كَأَنْتَ تَفْوَحُ مِنْهَا وَمِنْ  
 رُؤُسِهَا قَوَارِجُ الْمُسْكِ وَالْعَنْبَرِ۔ پس یہ اجسام خون آلودہ باوجودیکہ بظاہر ایسی خراب  
 حالت میں تھے مگر نہ سڑے اور نہ انہیں بد بو آئی اور نہ کھنکی نے انہیں ہرایت کی اور اگر وہ روایت  
 صحیح ہے کہ چہلم کو دفن ہوئے تو چالیس روز اسی طرح پڑے رہے۔ حُرَّاسُهُمُ الذِّیَابُ  
 وَالْأَسْوَدُ وَزَوَّارُهُمُ الْمَلِیْکَةُ وَالْجِنُّ وَذَلِكَ أَدَلُّ دَلِیْلِ عَلَى نَوْمَانِیَّتِهِمْ۔ بہرے  
 اور شیران درندہ نے انکی حفاظت کی بلکہ شیر لاش اطہر امام حسینؑ پر اس طرح روتا تھا  
 جیسے کسی مان کا بچہ مر گیا ہو۔ فَإِنْ عَجَبْتُمْ مِنْ عَدَمِ تَطَرُّقِ الْبِلَادِ وَالْفَسَادِ وَالْأَهْلِ  
 إِلَى أَبْدَانِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ فَلْيَكُنْ ذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى أَبْدَانِ هَؤُلَاءِ السَّادَةِ  
 الْعَجَبِ۔ پس اگر تمکو اصحاب کہف کے بدن میں عفو نہ آئے سے اور جوڑ بند جدا ہونے  
 سے تعجب ہو پس ان شہدائے کربلا کے ابدان کی تازگی اور خوشبودار رہنے پر ایسی غیر  
 محفوظ جگہ پر زیادہ تر تعجب کرنا لازم ہے وَهَذَا أَحَدُ الْوُجُوهِ الَّتِي يَقُولُ  
 الْحُسَيْنُ بِالنَّظَرِ إِلَيْهَا إِنَّ أَمْرِي عَجَبٌ۔ اور یہی ایک سبب منجمد اسباب کے ہے  
 جس کی راہ سوامام حسینؑ نے کہا تھا کہ میرا حال اصحاب کہف سے زیادہ تر عجیب ہے۔  
 وَالْخَامِسُ مِنَ الْأَسْبَابِ الدَّاعِيَةُ لِقِرَاءَةِ تِلْكَ السُّورَةِ مَا رَوَاهُ بَنُ شَهْرَ اشْوَبَ  
 عَنْ أَبِي مُخَنَّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ طِيفَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بِالصَّيَّارِ فِي الْكُوفَةِ۔  
 پانچواں سبب سراقس کا تلاوت سورہ کہف میں یہ تھا یعنی اس آیت کا پڑھنا حضرت  
 کو مرکوز تھا جبکہ ابن شہر آشوب نے ابی مخنف سے بروایت شعبی ذکر کیا ہے کہ جب سر  
 اقدس صرافہ بازار کوفہ میں پہرایا جاتا تھا۔ فَتَخَنَّمُ الرَّأْسَ وَقَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ  
 إِلَى الْقَوْلِ۔ اب یہاں پر بڑا اہتمام قرأت حضرت نے فرمایا کہ پہلے مثل قاریان خوش  
 الحان کے آپ نے کھنکھارے اور کھنکھارنے کے بعد سورہ کہف کو شروع کر کے اس آیت تک



پہنچے۔ اِنَّهُمْ فِتْنَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ فَرَزْنَاهُمْ هُدًى فَلَمَّ يَنْدُهُمْ اٰمَنُوا اَهْلُ الْكُوفَةِ  
 وَاتَّبَعَتْ زِيَادٌ ذَلِكَ الْاَصْلَاحَ۔ یہ سب جو ان مرد لوگ ہیں جو اپنے پروردگار  
 پر ایمان لائے پس ہم نے انکی راہنمائی زیادہ کی پس باوجود زیادہ راہنمائی کے (یعنی  
 ظہور معجزات اور کرامات کی شہدائے کربلا سے اور خاص مجاہد سے) کو فیون کو اور تابان  
 ابن زیاد کو سوائے گمراہی کے اور کچھ زیادہ ہوا یعنی جس قدر اسباب ہدایت بڑھتے  
 گئے انکی گمراہی بڑھتی جاتی ہے قُلْتُ وَظَاهِرُ الرَّوَايَةِ يُعْطَى اَنَّهُ قَطَعَ التَّلَاوَةَ  
 اِلَى هَذِهِ الْآيَةِ وَهِيَ مَحَلُّ اسْتِدْلَالٍ لِّزِيَادَةَ اصْحَابِهِ فِي كَوْنِهِمْ مُؤْمِنِينَ  
 وَمُتَّبِعِينَ۔ میں کہتا ہوں ظاہر اس روایت کا یہی ہے کہ حضرت نے تلاوت سورہ  
 کو اسی جگہ قطع فرمادیا اور یہی آیت مقام استدلال امام ہے اس امر پر کہ آپ کے  
 اصحاب کا ایمان اور ہدایت یافتہ ہونا اصحاب کہف کے ایمان اور ہدایت یافتہ ہونے سے  
 بدرجہ زیادہ ہے۔ وَلِثَبُوتِ تِلْكَ الزِّيَادَةِ دَلَائِلٌ وَاصِحَةٌ ذَكَرْنَا بَعْضَهَا فِيمَا  
 مَضَى وَلَا نَقْدِرُ عَلَى اَنْ نَذْكُرَهَا مُسْتَوْفًى۔ شہدائے کربلا کی زیادتی ایمان اور  
 زیادہ ہدایت یا بی پر بے شمار دلیلیں ہیں جن سے انکو اصحاب کہف پر ترجیح ہوتی ہے  
 کچھ اُمینین سے تو ابھی اسی باب میں ہم لکھ چکے اور ہماری کیا مجال ہے کہ انکا پورا پورا  
 بیان ہم کر دیں۔ وَكَفَانَا حُجَّةً وَبُرْهَانًا قَوْلُ اِمَامِنَا وَسَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ يَوْمَ  
 تَأْسُو عَاثِرِيهِمْ اِنِّي لَا اَرَى اصْحَابًا خَيْرًا مِنْ اصْحَابِي۔ اور ہم کو فقط اُن  
 شہدائے کربلا کی فضیلت اور بزرگی پر ہمارے امام حسین کا قول کافی ہے جو نوین تاریخ محرم کی  
 کی حضرت نے فرمادیا کہ میں اپنے اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا ہوں وَ  
 كَيْفَ لَا يَكُونُ كَذَلِكَ فَإِنَّ اصْحَابَ الْكُهْفِ لَمَّا هَدَاهُمُ اللّٰهُ قَامُوا وَفَرَّوْا  
 عَنْ خَوْفِ سُلْطَانِهِمْ صِيَانَةً لِّدِمَائِهِمْ وَعِزِّضِهِمْ وَلَا ذَوَّا اِلَى الْكُهْفِ اور  
 کیون نہ ہو انکو فضیلت اصحاب کہف پر اسلئے کہ جب خدا نے انکو ہدایت کی اور ایمان  
 لائے و قیافوس کے خوف سے اپنی جان بچا کر بھاگے اور آبرو بچانے کی غرض سے پہاڑ کی  
 گھو اور کھائی میں جا چھے وَاصْحَابُ الْحُسَيْنِ لَمَّا اٰمَنُوا وَهَدُوا اَبْرَدُوا



إِلَىٰ مُجَاهَدَةِ الْكُفَّارِ وَقَامَ وَاحِدًا وَاحِدًا مِنْهُمْ إِلَىٰ مُحَارَبَةِ الْآفِ مِنَ الْأَشْرَارِ  
 اور اصحاب امام حسین روحی لہم الفدا جب ایمان لائے اور ہدایت الہی سے موقف ہوئے جہاد  
 کرنے کفار سے نکلے اور ایک ایک بزرگ نے ہزاروں بدکاروں سے بہرہ آزمائی کی۔  
 لَيْسُوا الْقُلُوبَ عَلَى الدُّرُوعِ كَأَنَّهُمْ + يَتَهَافَتُونَ إِلَى ذَهَابِ الْأَنْفُسِ + اپنے  
 دل کو سینہ سے گویا نکال کر زرخیز ہون پر بہن لیا تھا اور ایک بہادر دوسرے بہادر پر سبقت  
 کر کے یہی چاہتا تھا کہ پہلے میں رسول مقبول کے حق سے ادا ہو جاؤں اور آنکھ فرزند  
 پر جان اپنی نثار کروں۔ فَأَيْنَ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ وَ أَيْنَ الْكَوْكَبُ مِنَ الشَّمْسِ الْقُلُوبُ  
 کجا پانی کی مچھلی اور کجا آسمان کمان چھوٹا سا تارہ اور کمان آفتاب نیروز کس چیز سے میں  
 اصحاب کہف کو تشبیہ کروں اصحاب حسین سے ۛ

## باب ہفتم

سوائے قصہ اصحاب کہف کے اور کو لنسی مناسبت کا اظہار  
 جناب امام حسین علیہ السلام کو سورہ کہف کے پڑھنے میں منظور تھا۔

مَا مَرَّ فِي الْبَابِ السَّابِقِ كَانَ مُتَعَلِّقًا بِقَضِيَّةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ فَقَطُّ اُوپر کے باب میں  
 جو گذرا وہ فقط بیان ان مناسبات کا تھا جو قصہ اصحاب کہف سے مناسبت قصہ امام حسین  
 کو تھی آماتی ہذا الباب فَذَكَرُ مَا يَزِيدُ عَلَيْكَ اب اس باب میں ہم اور امور زائد جنکی  
 غرض سے سراقہ نے سورہ کہف کی تلاوت فرمائی ہے کہتے ہیں۔ فَقَوْلُ السَّادِسِ  
 أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ ذَكَرَ فِي تِلْكَ السُّورَةِ الْأَخْوِينَ الَّذِينَ أَحَدُهُمَا كَافِرٌ (مِثْلُ يَزِيدُ)  
 وَثَانِيَهُمَا مُؤْمِنٌ (بَلْ إِمَامَ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ الْحُسَيْنُ) اب ہم کہتے ہیں چٹی مناسبت  
 سورہ کہف سے امام حسین کو یہ کہلانی منظور تھی کہ خدا نے اس سورہ میں دو بہائیوں کا  
 ذکر فرمایا ہے ایک تو کافر ہے (جیسے یہاں پر یزید ملعون) اور دوسرا مومن (بلکہ یہاں پر



امام المؤمنین (امام حسینؑ) وَقَالَ فِيهِمَا وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا  
 جَنَّتَيْنِ (وَقَفَرْنَا فِي الْمَقَامِ الْكُوفَةِ وَدَمَشَقَ) اور خدا نے اُن دونوں پہاڑوں کی  
 نسبت سورہ کہف میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ بیان کرو تم اسے محمدؐ آدمیوں سے ایک  
 مثال اُن دو آدمیوں کی (جو دونوں پہاڑی تھے) ایک کو انہیں سے ہم نے دو باغ عطا کئے  
 تھے۔ (اور یہاں پر کوفہ اور دمشق دارالامارۃ ہم سجائے دو باغ کے فرض کرتے ہیں)  
 فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ + اِنِّي قَالَ يَزِيدُ الْحُسَيْنِ وَادْكُرُوا مَا قَالَا ابْنُ  
 زِيَادٍ وَزَيْدُ مَخَاطِبًا لِرَأْسِ الشَّرِيفِ۔ باغ والے بھائی نے اپنے ساتھی سے کہا جس  
 وقت کہ وہ کا فر باتیں کرنے لگا۔ یعنی یزید نے امام حسینؑ کے سر مبارک سے کہا خواہ  
 ابن زیاد نے کہا سید الساجدین اور جناب زینب سے۔ اَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَا لَا  
 وَاعْتَنُ نَفَرًا + میں تم سے مال اور دولت میں اور جمعیت سپاہ خواہ اولاد اور  
 کنبہ میں زیادہ ہوں وَدَخَلَ جَنَّتَهُ (اِنِّي جَلَسَ عَلَى سَرِيرٍ خِلَافَةٍ) (وَهُوَ  
 ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا۔ وہ کا فر اپنے باغ میں  
 داخل ہوا جیسے یزید اپنے دربار میں تخت خلافت پر بیٹھا اور اپنے ہی نفس پر ظلم کر رہا  
 تھا یعنی اپنی دولت اور سلطنت کی بیخ کنی ہمارے قتل کرنے سے کر رہا تھا اور کہنے لگا وہی  
 وہی ظالم کہ مجھے اپنی خلافت اور سلطنت کا اپنی نسل یعنی بنی امیہ سے مٹ جانے کا  
 کبھی گمان نہیں ہے بلکہ اب ہمیشہ یہ خلافت ہماری قوم میں رہے گی۔ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ  
 قَائِمَةً۔ اور مجھے قیامت کے آنے کا بھی گمان نہیں ہے۔ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَ الطَّبْرَسِيُّ  
 مِنْ مَشَائِخِ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِ مَا مُحْصَلُهُ اَنْ يَزِيدَ كَانَ يَضْرِبُ ثَنَاءً يَا الْحُسَيْنِ لِمُحَضَّرِهِ  
 وَيَقُولُ لِعَبْتِ هَاشِمٍ بِالْمُلْكِ فَلَا + خَبَرُ جَاءَهُ وَكَأَوْحَى نَزَلَ۔ میں کہتا ہوں  
 انکار خدا اور رسول و قیامت کرنے پر یزید کی طبرسی رح کی روایت دلاتی ہے جو  
 معزز بنی ہاشم وغیرہ سے نقل کی ہے کہ یزید دند ان مبارک امام حسینؑ پر کوڑے کے  
 ڈانڈ سے بے ادبی کرتا ہوا یہ کہتا جاتا تھا کہ بنی ہاشم نے ملک گیری اور سلطنت کی غرض سے  
 رسول اللہؐ کی نبوت کا ایک کھیل بنایا تھا نہ کوئی خبر آسمانی آئی تھی اور نہ کوئی وحی محمدؐ پر



نازل ہوئی تھی یہاں تک تو یزید کے کافر ہونے کی حالت کی تطبیق ہو چکی اب اگر مسلمان  
 اور خلیفہ تھا تو گویا یون کہتا ہوگا وَلَئِنْ رُدِدْتُ عَلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا  
 یعنی بالفرض اگر قیامت کا آنا برحق ہے اور میری بازگشت پروردگار کی طرف ہوگی تو بروز  
 حشر قتل حسین کے صلہ میں دنیوی سلطنت سے زیادہ اور بہتر مقام بہشت کی طرف میں  
 پہنچا یا جاوے گا یعنی اِنْ كَانَ مَا يَقُولُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ حَقًّا هُوَ اَنَّ خِلَافَةَ النَّبِيِّ  
 تَصِيرُ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ اَوْ بِالِاسْتِخْلَافِ اَوْ بِالْخَلْبَةِ۔ مطلب یزید کا یہ ہے کہ اگر  
 وہی بات سچی ہے جو اصحاب محمدؐ نے قرار دی تھی کہ نبی کی خلافت مسلمانوں کے اجماع  
 سے خواہ خلیفہ سابق اپنے بعد کسی دوسرے کو خلیفہ کر جائے خواہ قہر اور غلبہ حاصل ہو  
 صحیح ہوتی ہے وَقَدْ اجْتَمَعَتْ فِي الثَّلَاثَةِ فَاَنَا خَلِيفَةُ رَسُولِهِمُ وَالْحُسَيْنُ قَدْ  
 بَعِيَ عَلَىٰ خِلَافَةِ رَسُولِهِ فَقُتِلَ بِسَيْفٍ جَدِيدٍ۔ اور چونکہ مجھ میں تینوں شرطیں  
 خلافت کی پائی گئیں ہیں اجماع تو باپ کے سامنے ہو چکا اور باپ جو خلیفہ تھا اس نے  
 مجھے اپنا جانشین میں حیوۃ میں کر دیا اور غلبہ بھی مجھے حاصل ہے اب تو میں خلیفہ نبیؐ  
 ہو چکا اور امام حسینؑ نے خلیفہ نبیؐ سے گویا سرکشی کی پہر پہ تلوار جو اُن پر مجاہدین  
 کی تھیں جو اُن کے نانے جارہی کیا ہے پس میں نے تو انہیں کے نانہ کی سنت کی بجا آوری کی  
 ہے فَقَالِي هَذَا الْفَرَضُ اَيْضًا اِذَا احْشَرْتُ وَرُدِدْتُ اِلَىٰ رَبِّي لَا ذَخْلَنَ الْجَنَّةَ  
 الَّتِي هِيَ خَيْرٌ مِنْ جَنَّتِي اَلَّتِي هِيَ مُمْلَكَةٌ۔ اب اس فرض کرنے پر بھی اگر قیامت میں میرا  
 حشر ہوگا اور اپنی پروردگار فرضی کی طرف پھیرا جاؤں گا ضرور بہشت میں داخل ہوں گا  
 جو میرے ملک اور سلطنت سے کہیں بہتر اور پائدار ہے۔ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ (م) اَيُّ قَالَ  
 الْحُسَيْنُ لِيَزِيدَ (ا) اَكْفَرْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ سَوَّاهُ رَجُلًا۔ اُسکی کافر  
 سے اُس کے بہائی لے کہا یعنی یزید سے امام حسینؑ یون کہیں گے ارے یزید تو کافر ہو گیا  
 انکار کرتا ہے اُس خدا سے جس نے تجھ کو مٹی سے بنا کر پہر تجھ کو مرد یعنی نرینہ اولاد آدم  
 بنایا۔ لَكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي وَلَا اُشْرَكَ بِرَبِّي اَحَدًا۔ مگر ہم لوگ تو یہی عقیدہ رکھتے ہیں  
 کہ اللہ وہی بے شک ہمارا پروردگار ہے اور کسی کو اُسکی خدائی میں شریک نہیں مانتے۔



وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتِكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ - اور اے یزید جب تو اپنے تخت سلطنت پر بیٹھا کیوں نہ کہا تو نے کہ خدا نے چاہا تب مجھے سلطنت ملی اور مجھ میں جسدِ رقت اور ثروت ہے خدا ہی کی دی ہوئی ہے - إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقْلُ مِنْكَ مَا لَكَ وَدَلَاءً - اگر تجھے یہ خیال ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں لَعَدِمَ تَمَكُّنِي عَلَى الْأَمْرَةِ الظَّاهِرِيَّةِ مال اور دولت کی کمی تو بسبب نہونے سلطنت اور امارت ظاہری کے ہے وَلَقَتْنَاكَ وَلَدِي وَعَشِيرَتِي وَأَصْحَابِي فَلَمْ يَخُجْ مِنْهُمْ مُعْتَبِرٌ وَلَدِي هَذَا الْمَغْلُولُ عُنُقُهُ الْمَشْدُودُ دِيْدَا الْمُقَيَّدُ رِجْلَاهُ اور اولاد اور کنہ اور شکر کی کمی اس جہت سے ہے کہ تو نے میری اولاد اور کنہ کو اور میرے اصحاب کو قتل کر دیا اور سوائے اس فرزند زین العابدین کے کسی کو نہ چھوڑا سو انکی گردن میں طوق - ہاتھوں میں زنجیر - پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہیں - فَصَلَّى رَبِّيَ أَنْ يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِنْ جَنَّتِكَ - امید قلعی ہے کہ میرا پروردگار تیری سلطنت سے بہتر دینا اور آخرت میں سلطنت مجھے دیگا - كَمَا وَعَدَنِي فِي سُورَةِ الذَّهَرِ + وَفِي الدُّنْيَا بَعْدَ رَجْعَتِي جِيسَا کہ سورۃ دہر میں خدا نے وعدہ فرمایا ہے سلطنت اخروی کا اور جیسا کہ زمانہ رجعت میں سلطنت دنیوی ہم کو ملیگی وَلَمَّا لَمْ يَكُنْ فِي تِلْكَ الْآيَةِ ذِكْرُ كَثْرَةِ الْأَوْلَادِ فَكَأْتُمُهَا بِالْحَنَّةِ لِلْحُسَيْنِ أَوَّلِ صِبْيَانَةٍ كَوْلِدَهُ مِنَ الْقَتْلِ - اور چونکہ اس آیت میں خدا نے ذکر کثرت اولاد میں مذکور نہیں فرمایا ہے لہذا تمہیل میں امام حسین کو اسی کثرت ملک کا ذکر انب ہے بنظر حفظ اور بچانے اپنے فرزند کو قتل سے - ثُمَّ عَطَتْ سُبْحَانَهُ فَذَكَرَ مِنْ خَرَابِ جَنَّةِ الْكَافِرِ إِلَى قَوْلِهِ وَيَقُولُ (يَزِيدُ) يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا - پھر خدا نے پلٹ کر کافر کے باغ کی خرابی کا ذکر فرمایا اور بعد خرابی کے کافرا کا یہ قول ہوا - اور کہتا تھا یا کہیگا (یزید) اے کاش کہ میں نے خدا کا شریک اور سہم کسی کو نہ کیا ہوتا قُلْتُ وَكَانَ يَزِيدُ يَقُولُ مَا لِي وَلِ الْقَتْلِ الْحُسَيْنِ - میں کہتا ہوں یزید بھی کہتا تھا مجھے کیا ضرورت تھی حسین کے قتل کرنے کی ثُمَّ لَمَّا نَزَلَ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَاتَ فِي أَشَدِّ الْأَذَى - پھر جب عذاب الہی یزید پر نازل ہوا اور شدید ایذا میں اسکو موت آئی وَلَمْ يَنْجُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ



مِنْ دُونِ اللَّهِ - نہ بچا عذاب الہی سے اور نہ تھے ہمراہ اُس کے وہ گروہ جسکی کثرت پر ناز ان تھا کہ  
 وہ لوگ یزید کی یارمی اور مدد کر کے خدا سے شکر ہو کر اُسکو بچائیں - مِنْ ابْنِ زِيَادٍ وَعُمَيْرِ بْنِ  
 سَعْدٍ وَشَمِيرِ بْنِ غَيْرِهِمْ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا - نہ ابن زیاد نہ عمر بن سعد نہ شمر اور نہ  
 کوئی اور یزید کے ہوا خواہ ہونین سے اور نہ کوئی اسکا داد خواہ نظر آیا - هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ  
 الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا - ایسے وقت حکومت اور ملکیت خداے برحق کی ہے  
 وہ بہتر پاداش دینے والا ہے اور انجام کار بھی اُسکا بہتر ہے - وَقَدْ وَقَعَ فِي قَضِيَّةِ يَزِيدَ  
 وَالْحُسَيْنِ كُلَّمَا ذَكَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي مَثَلِ ذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ - ان سب باتوں کو جو خدا نے  
 دونوں بہائیوں کے مثل میں ذکر کیا ہے یزید اور امام حسین کے حالات سے پوری مطابقت  
 ہوتی ہے - وَ السَّابِعُ مِنَ الدَّوَاخِي أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ ذَكَرَ فِي تِلْكَ السُّورَةِ مَا  
 وَقَعَ بَيْنَ مُوسَى وَخُضْرٍ سَاوَأَنْ سَبَّ امَامَ حُسَيْنٍ كُوسُوْجُ كَهْفٍ كِي تِلَاوَتِ فَرْمَانِ  
 كِي يَهِي هِي كِي خُدْنِي اِس سُوْرِه مِيْن قِصَّةِ حَضْرَتِ مُوسَى ؑ اور حضرت خضر ؑ کا بیان کیا ہے  
 وَكَانَ مَا صَدَرَ عَنِ الْخُضْرِ جَائِرِيًّا عَلَى خِلَافِ الْعَادَةِ بَلْ خَائِرًا قَالَهُمَا - اور جو جو  
 باتیں جناب خضر سے سرزد ہوئیں وہ سب عادت کے خلاف بلکہ خارق عادت ضرور تھیں  
 وَمَا كَانَ يَقُولُهُ مُوسَى ؑ جَرِيًّا عَلَى الْعَادَةِ وَلِذَا كَانَ الْخُضْرُ ؑ يَقُولُ اِمَانًا  
 لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا اور جو کچھ حضرت موسیٰ ؑ کہتے تھے وہ بنا بر ظاہر عقل اور مطابق  
 عادت کے تھا اور اسی سبب سے خضر فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ نبھ نہیں سکتے ہو - فَلَمَّا كَانَ  
 اَنَّ الْاَفْعَالَ الصَّادِرَةَ عَنِ الْخُضْرِ ثَلَاثَةٌ كَانَ بِنَايُهَا عَلَى دَقَائِقِ الْإِهْمَةِ وَمَصَالِحِ  
 تَبَيَّنَتْ لَمْ تَذَرِكُ الْعُقُولَ الْبَشَرِيَّةَ حَتَّى عَقِلُ النَّبِيِّ - پہر جس طرح وہ افعال  
 سے گانہ جو حضرت خضر سے ظاہر ہوئے انکی بنا باریک دقایق الہیہ اور مصالح خداوندی پر  
 تھی جسکو عقل بشری کی نظر سے کوئی آدمی بلکہ نبی اللہ حضرت موسیٰ ؑ ہی نہیں سمجھ سکتے تھے  
 كَذَلِكَ الْأُمُورُ الْخَائِرَةُ لِلْعَادَاتِ الْمُدْهَشَةِ لِلْعُقُولِ الَّتِي صَدَرَتْ عَنْ مَوْلَانَا  
 الْحُسَيْنِ مِنْ يَوْمِ خُرُوجِهِ عَنِ الْمَدِينَةِ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا كَانَتْ تَابَاةً الْعُقُولِ  
 النَّاقِصَةِ مِنَ الْآفَارِيبِ وَالْأَبَاعِدِ - اسی طرح جو باتیں خلاف عادت اور عقل ظاہری کو



حیرت میں ڈالنے والی امام حسینؑ سے سرزد ہوئی مین از روز روانگی مدینہ تا روز ورود کو ف  
وہ بھی ایسی ہی تھیں کہ عقل ناقص بشری اپنی اور بیگانہ دونوں کی انکو قبول نہیں کرتی  
وَهَذَا الْإِبَاءُ وَالْإِنْكَارُ وَالشَّدُّ وَالنَّكَارُ عَلَى أَفْعَالِهِ وَرُصْبُهُ بِسَخَافَةِ الرَّايِ فِي  
الْأَصْرَارِ عَلَى أَنَّهُ يُبَايِعُ يَزِيدَ وَيُصَالِحُ مَعَهُ وَلَا يَفْرِقُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ - اور  
یہ انکار اور اعتراض کرنا حضرت کے افعال پر اور معاذ اللہ کج راہی اور ضد اور ہٹ کی طرف  
آپ کو نسبت دینی اور یزید سے بیعت اور صلح کرنے پر آپسے اصرار کرنا اور اس کی دلیل یہ  
پیش کرنی کہ اجماع مسلمانوں کا جو یزید پر ہو گیا ہے اس کو آپ برہم فرمائیں۔ کُلُّ  
ذَلِكَ نَشَاءُ مَا جَهْلًا أَوْ تَجَاهُلًا۔ یہ سب امور یا تو بنظر جہالت اور نہ معلوم  
ہونے نتائج عظیمہ کے تھے جو آپ کی شہادت سے ہونے والے تھے اور یا بنظر تجاہل غارفانہ  
تھے کہ جانتے سب کچھ تھے اس لئے کہ رسول اللہ صلعم نے پیشین گوئی فرمادی تھی مگر محض براہ  
اخلاص حق اور عیب پوشی اپنے اور دیگر فراعنہ کے حضرت کو روکتے تھے کہ ادھر شہادت  
ہوئی اور ساری قلعی کھل جائے گی۔ اَذْ لِكُونِمْ عَلَى غَيْرِ يَقِينٍ بِمَا أَخْبَرَ بِهِ نَبِيِّنَا مِنَ  
النَّاتِجِ۔ یا یہ بات ہے کہ انکو فرمودہ نبی پر پورا یقین نہ تھا کہ بعد شہادت ایسا  
ہو جائیگا۔ وَكَيْفَمَا كَانَ فَإِنَّ الْحُسَيْنَ أَرَادَ بِقَوْلِهِ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ  
بِهِ خَبْرًا إِلَى قَوْلِهِ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۔  
اور کوئی بات صحیح کیوں نہ ہو امام حسینؑ کا اس آیت کا پڑھنا کہ تم کیونکر صبر کر سکتے ہو اس  
امعجب خلاف عقل ظاہری کے استفسار سبب میں جس کی تمکو بالکل خبر نہیں ہے کہ خدا کیوں  
ہماری شہادت اور ہٹ حرمت گوارا فرمائی ہے۔ پھر اگر تم کو ہماری پیروی منظور ہے  
تو اٹھا ٹھہرو اور جلدی نہ کرو کہ ہم خود اسکو بیان کر دیں اِنَّ النَّاتِجَ لِتِلْكَ الْأَفْعَالِ  
تَظْهَرُ بَعْدَ شَهَادَتِي بِلَا تَرَاجُحٍ وَلَا مُشْكَلَةٍ۔ مراد حضرت کی یہی تھی کہ نتائج میری  
شہادت کے بعد اثبات حق اور الظہار اور اعلان میں اُن امور سے جسکو خوب چھپایا ہے اور  
مسلمانوں کو شبہ میں ڈال دیا، فوراً ظاہر ہونگے ثُمَّ لَمَّا كَانَ فِي قَضِيَّةِ مُوسَى وَ  
الْحَضَرِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثَلَاثُ أُمُورٍ دَهَى قَضِيَّةَ السَّفِينَةِ وَالْخَلَامِ وَالْجِدَارِ۔



پہر جو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے قصہ میں کل تین باتیں عجیب اور غریب خدا نے بیان  
 فرمائی ہیں اور وہ کشتی اور غلام اور دیوار کا قصہ ہے وَفِي قِصَّةِ مُوَلَانَا الْحُسَيْنِ ؑ وَ  
 اِنْكَانَتْ قِصَايَا كَثِيرَةً لِّكِنْ اَعْجَبَهَا اَيْضًا ثَلَاثُ اُمُورٍ حَادِرَاتٍ اِمَامِ حُسَيْنٍ ؑ مِّنْ اَزْ  
 وَرِزِ وَلَادَتِ تَارُوزِ شَهَادَتِ اِگَرِ چہ بنے شمار امور عجیبہ کا ظہور ہوا ہے مگر تین باتوں پر  
 تعجب ضعفائے عقول کو زیادہ ہے اَحَدُهَا تَقْرِيقُهُ جَمَاعَةَ الْمَجَاهِدِيْنَ بَعْدَ وُرُودِ  
 خَبَرِ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَالتَّانِي عَدَمُ سُلُوْكِهِ طَرِيقًا نَصْفًا مَعَ رِضَاءِ الْحَرِّ وَعَدَمِ  
 اخْتِيَارِ الْقِيَامِ فِي مَآمِنٍ مِّثْلِ جَبَلِ اَجَاءَ وَقَدْ ذَكَرْنَا هَآفِي بَابَيْنِ۔ پہلی بات  
 تعجب انگیز یہ ہے کہ اپنی جماعت مجاہدین کو اپنے ہمراہ سے الگ کر دیا بعد ورود خبر شہادت  
 مسلم رح کے اور دوسری عجیب بات یہ ہے کہ باوجودیکہ حر بن یزید راضی ہو گیا تھا کہ آپ  
 ایسی راہ اختیار کریں جو مدینہ اور کوفہ دونوں تک نہ پہنچتی ہو اور پھر اپنے جبل اجاء کو  
 اپنا جگہ پناہ نکر دانا اگرچہ طراح بن حکم نے اصرار بھی کیا تھا۔ اور ان دونوں کے وجوہ تو  
 ہم نے دو باب میں لکھ دیے ہیں۔ وَالتَّالِثُ اَنَّهُ سَاسَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسِيْرِ مَعَ نِسَائِهِ  
 وَاَوْطَالِهِ مَعَ كَوْنِهِ عَلٰى وَجَلٍ شَدِيْدٍ۔ اور تیسرا امر عجیب یہ ہے کہ ایسے خطرناک  
 سفر میں اپنے اہل حرم اور بچوں کو بھی آپ نے ہمراہ رکھا جس کی نسبت اقربا اور عزیز  
 خالوادہ سب باصرار منع کرتے رہے اور حضور نے کسی کی بات نہ مانی فَلَا بُدَّ لَهُ  
 مِنْ سَبَبٍ قُوِيٍّ وَسَبَبٍ خَفِيِّ عَنِ الْاَسْبَابِ الَّتِي ذَكَرْتُ فِي الْكُتُبِ۔  
 پس اس امر عجیب کی واسطے کوئی بڑا سبب قوی اور راز خفی ایسا ہونا ضرور ہے جو  
 علما وہ اُن اسباب کے ہو جنکو کتب مقاتل میں ذکر کیا ہے۔ فَقَوْلُ اِنَّ اَحْسَنَ  
 التَّأْوِيْلَاتِ وَاَقْوَى الدَّوَاعِي رَفْعُ الْاِشْتِبَاحِ عَنِ كَافَّةِ النَّاسِ عَمَّا جَرٰى  
 مِنْ اَيْدِي الظَّالِمَةِ عَلٰى اُمِّهِ فَاِطْمَئِنَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔ پس میں کہتا ہوں  
 کہ بہت اچھی تاویل اور بڑا قوی سبب اہلبیت اطہار کے ہمراہ لیجانے کا یہ ہے کہ جو  
 شبہ آدمیوں کے دلوں میں پڑا تھا اور پڑ سکتا ہے کہ جناب فاطمہ و دختر رسول پر پہلا  
 کوئی ستمان ظلم کر سکتا ہے وہ شبہ اب رسول کی نواسیوں پر ظلم ہونے سے تاقیامت



اُچھ گیا فان تردد فيه احد واستعظم ذلك لان صحابة النبي كانوا احياء  
 فكيف يمكن ان يوذى احد بنت رسولهم ولا يعتريهم الخسة والحسنة  
 لحرمة رسولهم۔ اس لئے کہ اگر کسی شخص کو تامل ہو اور اس کو بہت بڑا امر معلوم  
 ہو کہ باوجودیکہ صحابہ جان نثار نبی کے موجود تھے کیونکہ انکی دختر پر ظلم اور ستم کوئی  
 کر سکتا تھا کیا صحابہ کو غیرت اور حمیت ذرا بھی نہ تھی فلما هتك حریم رسول الله  
 وفيهم زينب وامر كلثوم والصيابة يومئذ احياء ايضاً وفيهم  
 انس بن مالك وبراء بن عازب وابو سعيد الخدري وجابر بن عتيك و  
 ابو الطفيل عامر بن واثلة الذين يقرب عداهم من مائة۔ پھر جب اہلبیت  
 رسول اللہ بلکہ نواسیان رسول کی جناب زینب اور ام کلثوم اس طرح در بدر پرائی  
 جائیں اور صحابہ رسول زندہ موجود ہوں جن میں ایسے ایسے جان نثار جیسے انس  
 بن مالک کہ ابن زیاد کے دربار میں موجود تھے اور براء بن عازب جسکو خود جناب امیرؓ  
 نے کہہ دیا تھا کہ تم حسین کی نفرت نہ کرو گے اور ابو سعید خدری اور جابر بن عتیك جن کا  
 شمار اصحاب بدر میں ہے اور ابو الطفیل عامر بن واثلة اور ایسے ہی قریب ایک سو کے ہیں  
 (جنکے نام اور حالات ایک جداگانہ باب میں ہم لکھیں گے) فھل سمعت احداً منهم  
 اتته منع ابن زياد اذ يذعن سبيهم وهتك حریمهم۔ کسی ایک صحابی کی  
 نسبت بھی سنا ہے اس نے ابن زیاد کو خواہ یزید کو زبان ہی سے منع کیا ہوتا کہ حرمت  
 رسول اللہ کی ہے انکو قید نہ کرو در بدر نہ پراؤ وھل فدے احد منهم نفسه اذ  
 ماله اذ عن حنه صيانة لعرض نبیہم۔ اور کیا کسی ایک صحابی نے ہی اپنی جان خواہ  
 اپنا مال یا آبرو فدا کر دیا ہو اپنے نبی کی آبرو بچانے میں وھل غامر احد من  
 مشي الكوفة غير عبد الله بن عفيف اذ في دمشق مجاورة حریم رسولهم  
 كما غامر اشخاص من النصارى وغيرهم۔ اور کیا کسی مسلمان کو کوفہ میں سوائے  
 عبد اللہ بن عفيف رحمۃ اللہ کے خواہ دمشق میں اپنے نبی کی حرمت بچانے پر جوش غیرت  
 ہوا تھا جیسے چند انگریز دن وغیرہ کو جوش آیا اور اہل حرم کی ذلت نہ دیکھ سکے اور مسلمان



ہو کر درج شہادت پر فائز ہوئے۔ ہزار حیف مسلمان کیوں ہوئے تھے یہ لوگ یہ جنہوں نے نام ہی  
 اسلام کا خراب کیا۔ قَدْ أَفْعَلْنَا لِمَنْ يَنْتَبِ وَأَمَّا كَلْتُمُ هَكَذَا أَوَلَمْ تَحْزَنْ لِلصَّاحِبَةِ  
 الْحَبِيبَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ وَكَامِنَايَةِ بَنِيهِمْ۔ پھر جب مسلمانوں نے دخترانِ فاطمہ جنابِ نبی  
 اور امِ کشوم کے ساتھ ایسی ایسی بے ادبی اور اس قدر ظلم شدید کئے اور کسی صحابی کو غیرت  
 اسلام اور حمایت پر جوش نہ آیا۔ قَدْ أَفْعَلْنَا لِمَنْ يَنْتَبِ فِي أَنْتُمْ كَانُوا يَرَوْنَ الْمَطْلَمَةَ الَّتِي وَقَعَتْ عَلَى  
 بَنَاتِ بَنِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ وَبَنَاتِ الْإِنْسَانِ فِي ذَلِكَ شَرٌّ سَوَاءٌ يَكُونُ بِعِيدٍ أَوْ قَرِيبٍ  
 میں کہ یہی صحابہ خواہ شل شو اور صحابہ اون ظلموں کو بھی دیکھتے ہوں جو کہ جنابِ سیدہ پر  
 گزرے ہیں اور اسی طرح چپ رہتے ہوں اسلئے کہ ایذا وہی اور پردہ داری میں تو نبی کی  
 دختر اور نواسیان دونوں برابر ہیں۔ قَدْ أَفْعَلْنَا لِمَنْ يَنْتَبِ بِفَعْلِهِ ذَلِكَ اسْتِغْنَاءُ النَّاسِ  
 بِأَنَّهُ كَيْفَ يُمْكِنُ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَدٌ أَوْ يَتَحَرَّشَ بِنَبَاتِ رَسُولِ اللَّهِ وَاصْطَبَابِهِ وَ  
 أَحَدِ قَائِلِهِ وَأَهْلِ الْوَقَائِ الْأَنْبَاءِ۔ اہل حرم کو ساتھ لے کر امام حسین نے تاقیامت باطل  
 کر دیا اس سوسہ کو جو آدمیوں کے دل و زمین پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبی کی دختر  
 اور نواسیوں کو کوئی ایذا پہنچائے خواہ کوئی انکی نسبت گستاخی کرے اور اصحاب جان نثار و فداوار  
 زندہ موجود ہوں۔ اور اپنی جان فدائے دین اب قصہ دو القرنین سے جو مناسب ہے اسکو لکھتا ہوں

## باب ششم

بیان اس امر کا کہ انبیا اور اولیاء اللہ کو مصایب میں گرفتار

ہونے و ذلت نہین ہوتی اور ورود الہیت نبی کا کوفہ میں

وَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ كَلَّمَ نَبِيَّهِ بِرِسَالَتِهِ ثُمَّ بَيَّنَّ لَهُ بِبَلَاءٍ مُّصْطَلِحٍ  
 عِبَادَهُ فَلَا يَكُونُ إِبْتِلَاءُهُ مِدْلَالًا لَهُ بَلْ جَانَا اس امر کا ضرور ہے کہ خداے پاک جبکو  
 اپنی نبوت اور رسالت سے سرفراز فرماتا ہے اور پر کسی صلت سے جو متعلق بہدایت بندگان



آئی ہو اپنے رسول کو کسی بلا میں مبتلا فرماتا ہے یہ بات اُس نبی کی ذلت اور توہین کی نہیں  
 ہوتی ہے فَإِنْ صَارُوا أَذِلَّةً كَالْفُسَّاقِ وَالْكَفَّارِ الْمُحَدِّثِينَ فَاتَّأَمَّرُوا  
 الَّذِي لَا جَلِيلَ لِنَبِيِّهِمْ اللَّهُ بِذَلِكَ الْبَلَاءِ - پھر اگر اس بلا میں گرفتار ہونے سے  
 انکی امانت ہو اور نظر خلافت میں ذلیل اور رسوا ہو جائیں جس طرح بلا تشبیہ عذاب  
 الہی میں گرفتار ہونے سے فاسق لوگ اور کفار ذلیل اور خوار ہوتے ہیں پھر وہ امر ہدایت  
 فوت ہو جائے جس کی غرض سے خدا نے انکو مبتلا کیا بلا کیلئے جیسے کفار اور گناہگاروں  
 پر جب عذاب خدا نازل ہوتا ہے اور وہ رسوا اور ذلیل ہو جاتے ہیں وَهَذَا هُوَ  
 الْفَرْقُ بَيْنَ الْإِبْتِلَاءِ وَالتَّعْذِيبِ - اور یہی فرق ہے اولیاء اللہ کے مبتلا سے  
 بلا ہونے میں اور کفار اور شرار کی عذاب دہی میں وَهَذَا بَرْهَانٌ عَقْلِيٌّ لَا  
 يَنْتَقِصُ بَعْدَ اثْبَاتِ التَّوْحِيدِ وَالرِّسَالَةِ لَا خِطَابِيَّ وَلَا فَيْدِيَّ جَدَلٌ وَ  
 لَا سَفْسَاطَةٌ - اور یہ دلیل برہان عقلی ہے کہ توحید خدا اور نبوت انبیاء کے ثابت  
 ہونے کے بعد پھر کسی طرح یہ دلیل بگڑ نہیں سکتی ہے اس میں خطابت اور جدل  
 اور سفسطہ نہیں ہے - فَعَلَيْكَ بِالنَّظَرِ إِلَى الْكِتَابِ الْكَلَامِيِّ - تم کو لازم ہے  
 کہ علم کلام کی کتاب میں دیکھو اُمین اس دلیل کی تفصیل کی گئی ہے - أَمَّا النَّقْلُ فَيَدُلُّ  
 عَلَيْهِ مَا حَكَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِي كِتَابِهِ الْمُنَشَّرِ لِعَلَى أَنْبِيَائِهِ وَحُجَّجِهِ وَمِنْهَا  
 الْقُرْآنُ الْمَجِيدُ - یہی نقلی دلیل اس کے ثبوت میں پس قصص انبیاء و احوال آسمانی  
 کتب میں خدا نے بیان فرمائے ہیں اور قرآن مجید بھی انہیں کتابوں میں سے ہے انکو  
 پڑھو - فَإِنْ ابْتَلَا ثَمَّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ لَوْ كَانَ مَدَلًّا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ  
 يَذْكُرُهُ فِي كِتَابِهِ وَلَمْ يَأْمُرْ أَنْبِيَائَهُ بِنَشْرِهِ - اسلئے کہ اگر ان حضرات کا بلا  
 میں مبتلا ہونا موجب ذلت اور رسوائی ہوتا کہی اُس کو خدا بیان فرماتا اور نہ  
 اُن حالات کے بیان کرنے اور مشہر کرنے کا حکم اپنے پیغمبروں کو دیتا وَلَمْ يُخْبِرْ بَيْنَنَا  
 مُحَمَّدٌ صَلَّيْهُمُ مَا كَانَ يَقَعُ عَلَى أَخْصَانِ هَلِيسِيَةٍ وَلَمْ يَأْمُرْنَا بِنَشْرِهِ وَلَمْ يَنْبَشِرْ  
 بِالْمَثُوبَاتِ الَّتِي يُتَرْتَّبُ عَلَى ذِكْرِهَا - اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ بھی اپنی خاص اولاد



پر جو مصائب گزرنے والے تھے انکو کبھی بیان نفرماتے (اور پھر اس کثرت سے متواتر) اور  
 نہ ہم کو اس کے اعلان اور اشتہار کا حکم دیتے اور ذکر مصائب پر جو ثواب ہے غیر متناہی  
 کی ہم کو بشارت دی ہے وہ بھی نفرماتے جس طرح تلاوت قرآن کا ثواب ہم کو ملتا ہے جنہیں  
 مصائب انبیاء کا بھی اعلان ہوتا ہے - اَمَّا اَنْتَ كَيْفَ يَجْعَلُ اللّٰهُ اَمْرًا مِّثْلًا  
 مَعْزِرًا لِّهَمَّكَ جَعَلَ الْقَاءَ بَيْنَنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي النَّارِ التَّمَرُّوْدِيَّةِ سَبَبًا لِّكُوْنِ  
 النَّارِ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَيْهِ حَيْثُ يَقُوْلُ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ الْاٰخِسِيْنَ  
 وَصَلَبَ عِيْسٰى رَفَعَالَهُ اِلَى السَّمَاءِ - اب رہی یہ بات کہ وہی بات جس سے کفار کی  
 ذلت ہوتی ہے ادلیا را اللہ کے واسطے سبب عزت اور عظمت کا کیونکر اُسکو خدا کر دیتا  
 ہے جس طرح حضرت عیسیٰ کے بظاہر سولی دینے کو سبب اُنکے چرخ چہارم پر چڑھنے کا  
 فرمایا حَيْثُ قَالَ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ  
 اِلَيْهِ - قرآن میں فرمایا کہ نہ حضرت عیسیٰ کو اُن لوگوں نے قتل کیا اور نہ سولی دی  
 بلکہ صورت مثالی بمنزلہ شبیہ کے یہودیوں کو دکھائی گئی اور خدا نے اپنی ساحت قرب  
 میں اُنکو اٹھایا - وَلَا غَرْ وَفِيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَا  
 اور کچھ اس میں مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ خدا کے عزوجل دلوں کے خطرات اور آئینوں کے  
 نظارہ اور لحظات کا بدلنے والا ہے - وَهٰذَا الشَّبِيْهُ يَدْفَعُ اِسْتِغَاذَ النَّاسِ  
 فِيْ قُضِيَّةٍ اَمْ كُنْتُمْ سَلَامٌ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَمِنْ اَنْتَ جَنِيَّةٌ شَبِّهَتْ بِهَا وَلَوْ لَمْ نَقُلْ  
 بِوَقُوْعِهَا دُرِيَّةٌ قَصْدُ شَبِيْهِ حضرت عیسیٰ کا اُس استبعاد و عوام کو دفع کرتا ہے جو بعض  
 روایات میں وارد ہوا ہے کہ زمانہ عمر خطاب میں ایک جتنیہ بشل جناب ام کلثوم بن کر  
 آئی تھی اگرچہ ہم اس قصہ کو بنظر اور دلائل کے صحیح نہ مانتے مگر حفظ ناموس پیغمبر اور اولاد  
 پیغمبر کے واسطے ایسا امر واقع ہونا بسند قرآن ثابت ہو چکا ہے اور چونکہ اس باب میں جناب  
 ام کلثوم کا ذکر ضرور ہے لہذا بطور یاد دہی کے اشارہ کر دینا مناسب تھا دَمَا جَعَلَ رَقِيَّةَ  
 يُوْسُفَ وَمَسْجُوْدِيَّتَهُ ذَرِيْعَةً لِّسُلْطٰنَةِ الدُّنْيٰوِيَّةِ وَالْاٰخِرِيَّةِ - اور جس  
 طرح غلامی حضرت یوسفؑ کی اور اُنکا قیدی ہونا اسکو خدا نے ذریعہ اُنکی بادشاہی دنیوی



اور دینی کا گردانا ولایتاً یکنون ذلک ائی تبدیلی الذل بالحق لا قامة امارات  
و معجزات تدل علی کرامۃ المصابین بالبکایا و البتلین بالنرایا۔ اور یہ الہی  
بات جو واقع ہوتی ہے کہ ولت اور رسوائی عزت اور وقار سے بدل جائے اسکا سبب یہی ہوتا  
ہے کہ خدا عادل حکیم ان اوقات میں ایسے ایسے آیات اور معجزات اور کرامات قایم کر دیتا  
ہے کہ اگر بندگان خدا و راسا بھی انکار قدرت چھوڑ دیں وہی معجزات اون اولیاء اللہ  
کی بزرگی پر دلیل ہوتے ہیں جو مبتلائے معائب ہوں کما یقول فی کتابہ اللہ  
وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا یُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا ہے کہ خدا  
مالک اور سرپرست مومنین ہوا انکو تاریکھا سے بشار سے نکال کر بطرف نور کے لیجا یگا یا لیجاتا  
وَكَانَ مَا تَلَوْنَ عَلَیْكَ فِی الْاَبْوَابِ السَّابِقَةِ مِنْ تِلَاوَةِ رَاسِ الْحُسَيْنِ ؑ سُوْرَةَ الْكَهْفِ  
و غَیْرُهَا مِنْ الْمُعْجَزَاتِ فِی الْكُوفَةِ وَ دِمَشْقَ وَ اَهْلَبِیْتِهٖ مُشْرِدُوْنَ مُخَلَّلُوْنَ اَيْضًا  
مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ۔ اور یہ جو ہم نے ابواب گذشتہ میں سراقس امام حسین کا تلاوت  
قرآن کرنا لکھا ہے اور آئندہ بھی اور معجزات لکھیں گے ایسی حالت میں کہ اہل حرم سر بازار  
کوفہ پہنچے تھے اور جس حالت سے پہنچے تھے وہ تو معلوم ہے الغرض ایسے معجزہ ہائی ہوش رہا  
کا ایسے ضروری وقت میں صادر ہونا یہ بھی اسی غرض سے تھا کہ دل سب کے ہل جائیں اور  
حیران اور خائف ہو کر دختران فاطمہ کے دیکھنے سے باز رہیں اور وہی ہوا وَلِیُصَوِّرْ ذٰلِكَ  
لِقٰوْمٍ اِبَالِیَّانٍ کَاَنَّكَ حَاضِرٌ فِیْ ذٰلِكَ الْمَشْهَدِ مِنَ الْكُوفَانِ۔ اب ہم تصویر اور  
مرقع اسوقت کا اپنے بیان سے ایسا کھینچ کر دکھائیں جیسے کہ حاضرین اور سامعین خواہ  
ناظرین کتاب ہذا اسی کوفہ میں حاضر ہیں اور بچشم خیال دیکھ رہے ہیں اس قدرت مائی  
کو جو ہوئی تھی فَاَنْظُرْ کَانَ الْبُوقَاتِ تُضْرِبُ وَالرَّایَاتِ تَخْفَقُ وَاِذَا بِالْحَسْرِ قَدْ  
دَخَلَ اب بچشم خیال دیکھو کہ جنگی باجای رہا ہے اور پہریرے نشان ہائے لشکر نیرید کے  
لہرا رہے ہیں وَ اَرْبَعُوْنَ شَقَّةً مَّحْمَلٌ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ جَمَلًا فِیْهَا الْحَرَمُ وَالنِّسَاءُ  
وَ اَوْلَادُ فَاطِمَةَ۔ اور چالیس اونٹوں پر چالیس شبنخ یا محل آگے سے کھکے ہوئے جنہر  
اہل حرم اور اولاد فاطمہ سوار ہیں وَ الْكُوفَةُ تَضِیُّ بِاِبْنِهَا الْاَسْوَاقُ مُعْطَلَةٌ وَ الدَّكَالِیْسُ



مَقْفَلَةٌ وَالنَّاسُ بَيْنَ بَاكِ وَضَاحِكٍ كَوْفِ كِي دُرُودِ یَوارِ گونج رہے ہیں بازارین سب  
 بند اور دو کانون میں قفل پر گئے آدمی کچھ تو رو رہے ہیں اور کچھ ہنس رہے ہیں کہ عید  
 کا شبہ ہوتا ہے وَاجْتَمَعَ أَهْلُهَا لِلنَّظَرِ إِلَيْهِنَّ۔ آدمی جوق جوق فراہم ہو رہے ہیں کہ  
 دختران جناب فاطمہ کو دیکھیں وَإِذَا بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَى قَنَاطَةِ طَوِيلَةٍ يَسْطُحُ مِنْهُ  
 النُّورُ الْمُحَمَّدِيُّ أَنْطَقَهُ اللَّهُ فَجَعَلَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ۔ اسی حالت میں خدا نے  
 سراقہ س امام حسینؑ کو (جو ایک طولانی نیزہ پر نور محمدیؑ کو چمکا رہا تھا) گویا کر دیا کہ آپ  
 سورۃ کہف پڑھنے لگے وَإِذَا ابْنُ نَبِّ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهَا أَوْمَتْ إِلَيْهِمْ بِالسُّكُوتِ  
 فَأَرْتَدَّتِ الْأَنْفَاسُ وَاسْكَنْتِ الْأَجْرَاسُ۔ اور ادھر جناب زینب خاتون نے اشارہ  
 فرمایا سب کی طرف کہ چپ رہو یہ کرامت ہمارے نبی کی ہے کہ سانس آدمیوں کے تلوے کے  
 تلوے اور اوپر کے اوپر رہ گئے اور جنگی باجون کا شور بھی موقوف ہو گیا۔ سُرُک گیا  
 ایک اشارہ ہی میں قرنا کا خروش ہو گیا جوڑ کے ہاتھوں کو جلاجل خاموش۔ اور  
 یہ معجزہ تین مرتبہ واقع ہوا ہے اوّل روز عاشورہ جب امام حسینؑ نے خطبہ پڑھا دوم  
 کوفہ میں حضرت زینب کے خطبہ میں۔ سوم قریب مدینہ پہنچ کر جب جناب سید الساجدینؑ نے  
 خطبہ پڑھا ہے۔ ثُمَّ خَطَبْتُ بِخُطْبَةٍ كَأَمَّا قَرَأْتَ مِنْ لِسَانِ آبَائِهَا۔ پھر جناب زینب  
 نے ایسا خطبہ پڑھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب امیر المؤمنینؑ کا لب و لہجہ ادا ہو رہا ہے  
 قَالَ الرَّادِيُّ قَوْلَ اللَّهِ رَأَيْتُ النَّاسَ يَوْمَ مَيْدِنِ حَيَا سَمِعْتُهُ وَكَانَ شَيْخًا إِلَى جَنْبِهِ  
 يَقُولُ يَا بَنِي أَنْتُمْ وَأُمِّي كُفُّوا لَكُمْ خَيْرُ الْكُفُولِ وَشَبَابُكُمْ خَيْرُ الشَّبَابِ وَ  
 لِنَاكُمْ خَيْرُ النِّسَاءِ وَكُنْ لَكُمْ خَيْرُ نَسْلِ الْيَمْنَى وَلَا يَنْزِي۔ راوی کہتا ہے قسم  
 سجد امین نے آدمیوں کو دیکھا کہ حیران کہڑے ہوئے تھے (نظارہ پر دو گیان عصمت حیران  
 کیا کر سکتا ہے) اور ایک مرد ذی عزت راوی کے پہلو سے پکار رہا تھا میرے ماں باپ تم پر  
 خدا ہوں اسے خاندان محمد صلعم تمہارے امیر اور جوان سب ادھیڑ اور جوانوں سے بہتر  
 ہیں اور تمہاری عورات سب اور عورتوں سے بہتر ہیں اور تمہاری نسل سے بہتر کو نسی  
 نسل ہے نہ وہ نسل ذلیل اور خوار ہو سکتی ہے اور نہ اُسپر کوئی چڑھائی کر کے غلبہ پاسکتا ہے



ثُمَّ خَطَبَتْ سَكِينَةُ - اِنکے خطبہ پڑھنے کے بعد جناب سیکینہ نے وہ پراثر خطبہ پڑھا  
 اللہ اکبر فاترَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ بِالْبِكَاءِ وَقَالُوا احْسِبْكِ يَا ابْنَتَ الطَّاهِرِينَ  
 فَقَدْ أَحْرَقَتْ قُلُوبَنَا وَأَنْضَجَتْ نُحُورَنَا وَأَصْرَمَتْ أَعْيُنَنَا فَسَكَتَبَ -  
 چلانے اور رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اور اہل کوفہ کہنے لگے بس کراہے دختر پاک پاکیزہ  
 لوگوں کی تو نے تو ہمارے دل جلادئے اور ہمارے گلے پک گئے اور آگِ حزن اور اندوہ کی  
 ہمارے اندرونی اعضا میں بہر کا وہی یہ سُکر جناب سیکینہ چپ ہوئیں اور خطبہ پڑھنا  
 موقوف کر دیا۔ اَمَّا بَعْدُ خُطْبَتِ امِّ كَلثُومٍ فَمَتَعَ ضَرْبُهَا النَّاسَ بِالْبِكَاءِ نَشَرَتْ  
 النِّسَاءُ شَعُورَهُنَّ وَوَضَعْنَ الذُّرَابَ عَلَى رُؤُسِهِنَّ وَخَشَشْنَ وُجُوهُهُنَّ -  
 مگر جناب ام کلثوم کے خطبہ کا اس قدر اثر پڑا کہ رونے کی آواز بلند ہونے کے علاوہ عورتوں  
 کوفہ نے بال اپنے سروں کے کھول دئے اور سروں پر خاک اوڑانے لگیں چہرہ پر ناخونوں  
 خراش ڈال دئے وَبَكَى الرِّجَالُ وَنَفَقُوا لِحَاظِهِمْ فَلَمْ تَرَبَاكِ وَلَا بَاكِهَةَ الْكُثْرِ  
 مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ - مرد بھی رونے لگے اور اپنی ڈاڑھی کے بال انہوں نے فوج ڈالے  
 ایسا کہرام تھا کہ اس روز سے زیادہ کوفہ میں مرد اور عورت کے رونے سے ایسی حالت  
 کہی نہیں دیکھی گئی تھی۔ وَأَشَدُّ الْإِمَامِ الرَّابِعُ بَعْدَهُ هُنَّ فَقَالُوا اللَّهُ بِأَجْمَعِهِمْ فَعَنْ  
 كُلَّنَا يَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ سَامِعُونَ إِلَى قَوْلِهِمْ لَنَأْخُذَنَّ بِزَيْدٍ وَنَبْرَاءٍ مِمَّنْ ظَلَمَكَ  
 وَظَلَمْنَا - اور جب امام چہارم سیدالاجدین نے خطبہ پڑھا سب لوگ یک زبان ہو کر بولے  
 کہ ہم سب اے فرزند رسول آپ کے مطیع اور فرمان بردار ہیں حکم دیجئے ابھی اُس کی تعمیل کریں  
 تا ایک یہ بھی کہنے لگے کہ یزید سے ہم قصاص لینے کو تیار ہیں اور آپ کے دشمنوں سے بیزار  
 ہیں فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ أَيُّهَا الْخَدْرَةُ الْمَكْرَةُ حَيْثُ لَبَّيْكُمْ وَبَيْنَ شَهَوَاتِ  
 أَنْفُسِكُمْ حضرت نے فرمایا اب بہت دُور ہے اے گروہِ مکار اور بے وفا کہ ہم تمہارے قریب  
 مین آجائیں أَتُرِيدُونَ أَنْ تَأْتُوا إِلَيْنَا لَمَّا أَتَيْتَهُمْ إِلَى أَبَائِي - تم کو منظور ہے کہ میرے  
 ساتھ ہی وہی قریب کرو جو میرے باپ دادا سے کہ چکے اِلَى قَوْلِهِ دَضِينَا مِنْكُمْ دَأْسًا  
 بِرَأْسٍ فَلَا يَوْمَ لَنَا وَلَا يَوْمَ عَلَيْنَا - تا ایک حضرت نے فرمادیا کہ ہم تم سے اسی بات پر راضی



ہیں کہ ہمارا بیچا چھوڑ دو نہ کسی دن ہمارے مدد کرو اور نہ کسی دن ہم سے لڑنے پر آمادہ ہو  
یہی اگر کرو تو ہزار غنیمت ہے وَاعْجَبْ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ إِنَّ أَقْوَالَ الْهَمِّ وَدَعَاوِيهِمْ بِكُونِ نَصِيصِ  
خُرَّانٍ وَحْيِ اللَّهِ وَعَيْبَةِ عُلُومِ جَدِّهِمْ كَانَتْ مُصَدِّقَةً بِأَفْعَالِهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ  
عَلَيْهِمْ۔ اور ان سب امور معجزہ اور سوانح غریبہ کے بعد یہ بھی تو خیال کرو کہ اقوال ان  
بزرگان دین کے اور وعوے ان کے کہ ہم لوگ خزانہ وحی الہی اور مخزن علوم اپنے جد نامدار  
محمد صلعم کے ہیں انہی تصدیق ان کے افعال سے ہی ساتھ ساتھ ہو رہی ہے فَإِنَّ ذَلِكَ الْأَسَاسُ  
الَّتِي قَدْ مَضَتْ عَلَيْهِنَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ أَوْ خَمْسَةٌ فِي الْجُوعِ وَالْعَطَشِ وَقَدْ وَصَلَ إِلَيْهِمْ  
مِنَ الْمَاءِ وَالْغِذَاءِ۔ اس لئے کہ یہ وہی بھوکے پیاسے قیدی ہیں جن پر تین شبابہ روز  
خواہ پانچ روز بھوک پیاس میں گزر چکے ہیں اَمَّا فِي حَيَاةِ الْحُسَيْنِ فَقَدْ تَعْلَمُ أَنَّ  
الْمَاءَ كَانَ مَمْنُوعًا عَنْهُمْ مَنَعًا شَدِيدًا۔ جب تک امام حسین زندہ تھے ساتویں تاریخ  
سے تو ایک قطرہ پانی کا ان بیماروں کو نصیب نہ ہوا تھا اور کھانا کیسا وَ اَمَّا بَعْدَ شَهَادَتِهِ  
فَهَلْ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرِبُ أَحَدٌ وَيَرَى رُؤُوسَ أَقَابِرِهِ مَرْفُوعَةً عَلَى الْقَنَاقَةِ وَ  
أَجْسَادَهُمْ مُضْطَرَّجَةً بَعَضَاءِ الْفَلَوَاتِ۔ اور بعد شہادت امام حسین کے ذرا خیال  
کیجئے کہ آب و طعام اُس آدمی کے گلے سے اتر سکتا ہے جو اپنے بہائی اور بیٹے کے سروں  
کو نیزہ پر چڑھا ہوا دیکھے اور انہی لاشیں خون آلودہ ریگ گرم صحرائے کربلا کی زمین پر بے  
غسل اور کفن پڑے ہوئے پچشم خود ملاحظہ کرے وَ كَفَانَا فِي ثُبُوتِ جُوعِهِمْ وَعَطَشِهِمْ  
مَا رَوَاهُ أَهْلُ نَقْلِ الْأَسْلَامِ مِنْ حِكَايَةِ رَبَابِ سَلَامٍ اللَّهُ عَلَيْهَا مِنْ أَتْهَارِدَتْ وَلَمْ  
وَلَمْ يَقْبَلْ هَدِيَّةَ الْحَيَاتِ مِنَ الْأَطْحَمَةِ وَقَالَتْ فُحْنٌ فِي مَجْلِسِ عَزَاءٍ وَلَسْنَا  
فِي عَيْنٍ۔ ہکو وہی روایت کافی کلینی کی اِنْ خُزَادِيُونِ كَيْهِي سِيَا سِيَا رِيْنِي  
کافی ہے کہ ہمارے محدث معتبر نے جناب رباب مادر سکینہ کے حالات میں بلفظ امراة كَلْبِيَّةٌ  
کے لکھا ہے جس سے مراد بقول ابن حجر کتاب اصحابہ حضرت رباب بن ہائے ہائے کیسی  
مجلس عزاء امام حسین برپا فرمائی تھی تا ایکنہ بال کے جوڑے چوہاے خیمہ سے باندھ کر ماتم  
کر رہی تھیں جیسا کہ بعض روایات میں سماعت سے گزرا ہے کہ جوڑے ٹوٹ ٹوٹ کر چوہاے



خیمہ میں رہ گئے تھے اور کسی کتاب میں یہ روایت دیکھی ہی گئی ہے مگر اس وقت نام کتاب کا یا نہیں  
ہے۔ الغرض اسی مجلس میں عورات جن نے کچھ کہا ناخوان یا طبق میں بطور ہدیہ کے بھیجا تھا  
حضرت رباب نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم لوگ سوگ میں اپنے وارث کے ماتم کی مجلس کر رہے  
ہیں شادی اور بیاہ کی مجلس نہیں ہے کہ ہدیہ اور تحفہ قبول کریں۔ وَأَشَدُّ مِنْ جُوعِهِمْ  
وَعَطِشِهِمْ جُوعُ الْأَطْفَالِ فَإِنَّهُمْ لَا كَثِيرَ صَبْرٍ لَّهُمْ عَلَيْهِ۔ اور ان بزرگواروں کی بہوکھ  
پیاس سے زیادہ بچوں خور و سال کی بہوکھ پیاس تھی اس لئے کہ جوان سمجھ دار تو پہر ہی کچھ  
سوچ سمجھ کر صبر کر سکتا ہے ان نادان اور نا سمجھ کو تو کسی قدر برداشت ہو کہ پیاس کی  
نہیں ہوتی۔ فَمَعَ تِلْكَ الْهَالِ وَشِدَّةُ الْأَذَى أَنْظَرِ إِلَى وَرَعِيَّتٍ وَاتِّبَاعِيَّتٍ لِسُنَّةِ  
جَدِّهِمْ أَنَّهُ لَمَّا صَارَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يُنَاوِلُونَ الْأَطْفَالَ بَعْضُ التَّمْرِ وَالْخُبْزِ  
وَالْجَوْنِ۔ پس ایسی حالت میں اور ایسے ایسے شدید میں بہوک اور پیاس کے دیکھو  
ان خوزادیوں کی پرہیزگاری اور خیال کرو کہ انکو کس قدر پابندی اپنے نام کے حکم کی تھی  
جب کو فیون نے ترس کہا کہ بچوں کے بلبلانے اور بہوک پیاس پر بیقرار ہونے کو دیکھ کر  
چوہارے خواہ روٹی یا خروٹ اُنکی طرف پہنکے اور بچوں نے بے تابئی سے اُن کو منہ  
میں رکھا فصاحتْ أَمْ كُلْتُمْ؟ قَالَتْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ الصَّدَقَةُ عَلَيْنَا حَرَامٌ  
پہلے تو میری خوزادی ام کلثوم نے چلا کر مسئلہ شرعی بیان فرمایا کہ اے اہل کوفہ صدقہ ہم  
اہلبیت پر حرام ہے ثُمَّ صَارَتْ تَأْخُذُ مِنْ أَيْدِي الْأَطْفَالِ وَمِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَ  
تَرْمِي بِهَا إِلَى الْأَرْضِ وَفِي رِوَايَةٍ تَقُولُ كَلَّحَتْ۔ پر بچوں کے ہاتھوں سے اور  
موہنہ سے انکو نکال کر زمین پر پھینک دیتی تھیں اور بعض روایات میں ہے کہ فرماتی تھیں  
تہوک دو پہر بری چیز تمہارے کھانے کی نہیں ہے فَأَظْهَرَتْ بِفَعْلِهَا هَذَا أَنََّّهُمْ  
مِنْ دُرَرِي رَسُولِ اللَّهِ وَأَنَّ صَغِيرَهُمْ وَكَبِيرَهُمْ وَمُضْطَرُّهُمْ وَمُخْتَارَهُمْ  
فِي الدِّيَانَةِ وَالنَّقْوَى وَالطَّهَارَةِ وَذَهَابَ الرَّجْسِ شَرٌّ سَوَاءٌ۔ اس خوزادی نے  
ایسے وقت اضطرار میں اس فعل کے اظہار سے بخوبی ثابت فرمادیا کہ یہ معزز قیدی خاص  
اولاد رسول سے ہیں انکے چھوٹے نابالغ اور بڑے اور انکے مضطر اور پریشان حال اور



مختار ذی اقتدار دینداری اور پرہیزگاری اور طہارت اور گناہ سے دور ہونے میں سب برابر ہیں  
 فَإِنِ اعْتَصَمَ الرَّبِيبُ أَذْنَفَتْ فِي رُفْعِكَ نَفَاتُ أَنْ حُرْمَةَ الْحَرَمَاتِ مَشْرُوطَةٌ  
 بِالْبُلُوغِ وَالْإِخْتِيَارِ۔ پھر اگر تمکو کچھ شبہ ہو خواہ دلیں شیطان و سوسہ ڈالے کہ حرام  
 ہونا استعمال اشیا کا بشرط بلوغ اور اختیار کے شرع میں ہے وَالْأَطْفَالُ الَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا  
 الْحُلُمَ قَدْ سَفَحَ عَنْهُمْ الْقَلَمُ۔ اور لڑکے بچے جو ابھی نابالغ تہ وہ تو غیر مکلف ہیں۔ وَ  
 الْأَضْطَرَّ أَمْرٌ يُرْخِصُ الْمُكَلِّفِينَ عُمُومًا فَمَا ظَنُّكَ بِالْأَطْفَالِ الضَّغَارِ۔ اور اضطرار  
 تو ایسی حالت ہے کہ مکلف بالغ اور عاقل پر بھی تبادل محرمات کو جائز کر دیتا ہے فَكَيْفَ  
 يَصِحُّ قَوْلُهُمَا وَقَعْلَاهَا عَلَى ظَاهِرِ الشَّرِيعَةِ مُطْلَقًا أَوْ بِالْخُصُوصِ۔ پھر یہ فرمانا جناب  
 ام کلثوم کا کہ صدقہ ہم اہلبیت پر حرام ہے کیونکہ صحیح ہو گا نہ مطلقاً یعنی بہ نسبت بالغ اور  
 نابالغ کے بنظر اضطرار کے اور خاص کر بہ نسبت بچوں کے بسبب اضطرار اور نابالغ ہونے کے اسی  
 طرح بچوں کے منہ سے نکال کر پھینک دینا وہ بھی درست اور جائز نہ تھا اسلئے کہ اُکو کھانا اُن  
 چیزوں کا جائز تھا فَتَقُولُ فِي رَدِّ تِلْكَ الشُّبُهَةِ أَوَّلًا بِالْعُمُومِ وَهُوَ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ قَذِيرٍ  
 بِحَرْمِ أَكْلِهِ فَيَحْرُمُ إِطْعَامُهُ لِلْغَيْرِ أَيْضًا حَتَّى كُلِّ ذِي رُوحٍ عَلَى الْأَحْوَاطِ۔ اب ہم  
 کہتے ہیں اس شبہ کے رد میں پہلے تو عموماً بہ نسبت کل امت کے جو چیز کہ اُس کا کھانا حرام ہے  
 اُس کا کھانا بھی حرام ہے تاہم کہ جانوروں کو منع فرمایا ہے کہ نہ کھلائی جائے بنا بر قول احوط۔  
 فَمَا ظَنُّكَ بِالْأَطْفَالِ الْمُؤْمِنِينَ جب حیوانات کو کھلانا منع ہے پھر مومنین کے لڑکے بچوں کو  
 اُس کا کھلانا خواہ کھاتے ہوئے دیکھ کر منع کرنا کیونکہ جائز ہو سکتا ہے۔ وَهَذَا هُوَ الْحُكْمُ  
 الْعَامُّ الشَّامِلُ لِلْأُمَّةِ۔ اور یہ حکم عام ہے جو شامل ہے کل افراد امت کو وَ أَمَّا  
 تَخْصِصُ حُرْمَةِ الصَّدَقَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمْ فَهُوَ حُكْمٌ خَاصٌّ وَتَكْلِيفٌ مُخْتَصٌّ فَهُوَ مِنْ  
 خَوَاصِّهِمُ الْخَاصَّةِ۔ اب یہی تخصیص حرام ہونے صدقہ کی ان حضرات پر پس یہ ایک حکم خاص  
 ہے اور تکلیف خاص ہی جو انہیں حضرات کے خواص میں سے ہے فَمَنْ أَعْرَفَ بِهِ وَبِمَتَعَلَّقَاتِهِ  
 لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُنَازِعَهُمْ فِي ذَلِكَ بِالْعُمُومَاتِ۔ اس حکم خاص کی اور اُس کے متعلقات اور  
 جزئیات کی شناخت انہیں کو خوب ہے کسی کو نہ چاہئے کہ عام احکام شریعت پر بنا کر کے اُنہیں معترض



ہوا کہ ذلک حدیث الاضطراب فهو ايضا يختلف افرا ذل بالنسبة الى كل فرد  
 منا والاشان على نفسه بصيرة۔ اسی طرح اضطراب کی کیفیت ہے کہ وہ بھی ہر فرد  
 بشر کی نسبت جدا جدا درجہ پر ہوتا ہے ہر ایک آدمی اپنی حالت کو خوب جانتا اور سمجھتا ہے  
 اس میں تو اور بھی گنجائش چون و چرا کی نہیں ہے۔ ولیت شعری کیف ینتاب ذلک  
 القائل بالنسبة الى قوم ترفعهم في ذلة الا سیر هكذا وقد رأین وترین  
 اقاربهم مقتولين وروؤسهم على القناہ مدرین۔ تعجب تو مجھے اس شبہہ کرنے  
 پر آتا ہے کہ ایسے گروہ صابر اور مستقل مزاج کی نسبت اسکو کیا یہودہ خیال ہوا ہے کہ باوجود  
 دشمنوں نے انکو ذلت دینے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور قید ہونے کے علاوہ سارا کنبہ انکا  
 ابھی پر سون قتل ہو چکا اور انہیں کے عزیزوں کے سر نیزوں پر انکے سامنے پھرائے جا رہے  
 ہیں۔ وَمَعَذْلِكَ يَنْطِقُونَ بِدَقَائِقِ التَّوَجُّيدِ وَيُفَرِّقُونَ بَيْنَ الصَّدَقَةِ وَالْهَدْيَةِ  
 فَيَقْبَلُونَ الْهَدَايَا مِنَ الْاَثَوَابِ لَيْسَتْ رَابِعًا بَعْضُ الْاُمَامِ مَتَّكِاتِ السُّنَنِ الْوَالِجِ  
 الشَّيْخِ ع اور باوجود اس مصیبت اور تباہی ظاہری کے جو کلام کرتے ہیں وقائق توجید  
 اور معرفت الہی پر شامل ہے اور صدقہ اور ہدیہ میں اسوقت بھی انکو پوری تمیز محض قرآن  
 سے ہو رہی ہے پس بطور ہدیہ جو کوئی کچھ پیشکش کرتا ہے یا خمس اموال میں انکو کچھ کپڑا  
 وغیرہ نذر کرتا ہے اسکو قبول فرماتے ہیں تاکہ بعض لونڈیان وغیرہ جکی بے پروگی شرعی کا  
 خیال ہوتا ہے انکو اور ہدینا دین فانک ان فی الدنیا مضداقا لقولہ تع والصابرین  
 فی البأساء والضراء وجین البأس فاولئک هم المفلحون پھر اگر دنیا میں کچھ لوگ ایسے  
 ہیں جن پر قول خدا سے عز وجل کا صادق ہے کہ وہ لوگ صابر ہوتے ہیں زبون حالی اور  
 خشکی پریشانی اور خوف زدہ ہونے کے وقت جب کہ آدمی کے ہوش و حواس باختہ ہو جاتے  
 ہیں پس یہ اہلبیت رسول وہی صابر اور شاکر لوگ ہیں۔ فَكَيْفَ يَشَوْنُ مَا يَخْشَوْنَ  
 بِهِمْ اِعْزَازًا وَكَرَامَةً لَّهُمْ۔ پھر ایسے برگزیدہ اور سنجیدہ فہمیدہ لوگ وہ مسئلہ کیونکر  
 بھول سکتے ہیں جو انہیں کے اعزاز اور اکرام سے خاص ہے اور جس سے خدا نے انکو تمام امت  
 پر ممتاز فرمایا ہے یعنی حرمت صدقہ اور اضطراب کا موقع انکو معلوم نہوگا اور ہیکو معلوم ہے



لَا وَاللَّهِ فَلَيْسَ هَذَا ظَنًّا فِيهِمْ وَلَا ظَنُّ مَنْ لَمْ أَذْنِ دِيَامِيَّةٍ وَبِضْفِيَّةٍ - نہین قسم بخدا  
ہم کو ایسا گمان انہی طرف ہرگز نہین بلکہ جسکو ذرا ہی عقل اور منصف مزاجی ہے اور واقعات  
یوم و رود کو فہ پر اسکو اطلاع ہے کہی وہ ایسا شبہ نہین کر سکتا ہے - رَجَعْنَا إِلَى مَا هُوَ  
الْمَقْصُودُ وَنَقُولُ اب ہم اصلی مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں - إِنَّ الْأُمُورَ الَّتِي  
مَعْنَى ذِكْرِهَا إِذَا تَصَوَّرْنَا هَآ بِحَيْثُ الْاجْتِمَاعِ نَحْكُمُ جَزْمًا بِأَنَّ مَا أَرَادَ  
اتِّبَاعُ يَزِيدُ فِي إِدَارَتِهِ مِنَ الدَّلِيلِ وَالْهُوَ أَنْ فَقَدْ عَكَسَ الْأَمْرُ مِثْلِيَّةَ  
اللَّهِ - کہ یزید کے ہوا خواہوں نے اہلیت کی در بدری سے جو ارادہ انہی ذلت اور  
رسوائی کا کیا تھا خدا کی مشیت اور قدرت نمائی سے وہ اولٹ گیا وَظَهَرَ عَنْ هُنَّ  
وَشَرَفَهُنَّ عَلَى مَنْ كَانَ يَعْرِفُهُنَّ وَمَنْ لَا يَعْرِفُهُنَّ ظُهُورًا بَيْنَنَا لَا مَزِيدَ عَلَيْهِ -  
اور اس اعجاز نمائی اور ظہور خوارق عادات سے انہی عزت اور بزرگی عام طور پر ظاہر ہوئی  
کہ جو شناسا تھا اور جو نہین پہچانتا تھا سب پر بخوبی ظاہر ہوا کہ یہ بزرگ صاحب اعجاز  
اور کرامات بزرگ خانوادہ کے ہیں کسی حال میں انہی بزرگی اور عزت میں فرق نہین  
آ سکتا ہے وَهَذَا هُوَ الْمُدَّعَى اور اسی کا دعوے اس باب میں ہم نے کیا تھا - وَ  
نَتَمَّهَا فِي الْبَابِ الْآتِي اور اسی مطلوب کو باب آئندہ جو دربار ابن زیاد کے حالات  
کا حصہ تمام کریں گے - اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

## باب خاص

دربار ابن زیاد میں ورود اہلیت کا اور صبر اور استقلال کی کیفیت

اور ظہور بعض معجزات کا جن سے اعزاز اور حضرات خدا کو منظور تھا -

إِنَّ مِنْ أَكْظَمِ النَّبَايَا وَآشَدِّ الْبَلَايَا فِي الدُّنْيَا هُوَ أَنْ بَصِيرَ الْمَرْءِ ذَلِيلًا  
فِي مَكَانٍ عَزِيزٍ وَمِثْلُنَا فِي بَيْتِ إِمْرَةٍ - بہت صحیح اور درست یہ بات ہے کہ



سخت ترین مصائب اور شدید ترین امتحان آدمی کا دنیا میں یہی ہے کہ جس جگہ اُس نے عزت سے بسر کی ہو اور جس گھر میں حکومت اور سلطنت کے تخت پر بیٹھا ہو اُسی جگہ ذلیل اور خوار ہو کر کسی وقت اُس کو جانا پڑے وَلَا سِيَّمَا إِذَا كَانَ الْحَاضِرُونَ فِي ذَلِكَ الْمَشْهَدِ هُمُ الَّذِينَ رَأَوْا ذَلِكَ الْمَبِينِ فِي حَالِهِ عِزِّهِ وَإِقْدَارِهِ ثُمَّ يَدْرُوْنَهُ بِعَكْسِ مَا رَأَوْا - خصوصاً اگر اُس جگہ پر وہ لوگ بھی حاضر ہوں جنہوں نے اُس شخص کو جو بظاہر آج ذلیل اور خوار ہے چند روز ہوئے کہ بڑی عزت اور حرمت سے دیکھا تھا اور اب اُس کو برعکس ایام سابق دولت اور خواری میں دیکھیں۔ وَأَشَدُّ الْأَذَى فِي تِلْكَ الْحَالِ إِذَا كَانُوا أَعْدَاءَ شَامِتِينَ بِهِ - اور پھر سب سے زیادہ ایسی جگہ اس حالت اسیری اور خرابی سے پہنچو میں اُس وقت ہوتی ہے کہ جب حضار مجلس دشمن ہوں اور شہادت کرنے پر طیار ہوں سَوَمَّا كَانَتْ الْكُوفَةُ صَدْرَ الْأَمَارَةِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَمَجْلِسَ قَضَائِهِ وَإِمَاصَاتِهِ لِأَحْكَامِ الدِّينِ وَفَضْلِ الْقَضَايَا - اور ہر گاہ کہ شہر کوفہ صدر مقام سلطنت اور حکومت جناب امیر المؤمنین کا مدتوں رہا ہے اور اسی جگہ حضرت حد شرعی جاری فرماتے تھے اور حکم ناطق شریعت کا اور فیصلہ مقدمات کا کرتے تھے وَالْيَوْمَ تَرَاهُ وَلَدًا وَبَنَاتَهُ أُسَارَى كَانَتْهُنَّ مِنْ أُسَارَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَلَا حِلَّ ذَلِكَ أَظُنُّ مِنْ أَشَدِّ الْمَصَائِبِ أَيْتِلَّا تَمُّ بِتِلْكَ الْمَصَائِبِ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ - اور آج مشیت الہی یوں جاری ہوئی ہے کہ اُسی جناب کی اولاد اور دختران جناب زینب اور ام کلثوم قید ہو کر دربار بن زیاد میں اس طرح سے آ رہے ہیں جیسے یہود اور نصاریٰ کے قیدی آتے تھے۔ اسی نظر سے کوفہ میں داخلہ دربار بن زیاد کو ایسا خیال کرتا ہوں کہ جن مصائب سے خدا نے اہلبیت کا امتحان لیا تھا اُن سب میں یہ بڑی بھاری مصیبت ہے وَأَمَّا مَا رَوَى عَنْ سَيِّدِنَا السَّجَّادِ مِنْ أَنَّهُ اسْتَعْظَمَ رِزْقَتَهُ وَرَوْدَهُ بِدَمِشَقٍ فَلَهُ وَجْهٌ آخَرٌ نَفَصَلُهَا فِي بَابِهِ - لیکن جو بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ جناب سید الساجدین نے اپنی مصیبت عظیم کو دمشق میں پہنچنے کو ارشاد فرمایا ہے اُسکے وجہ اور اسباب اور میں جنکو ہم اُسی باب میں لکھیں گے جو داخلہ دمشق کا باب ہم نے



بعد ازاں لکھنا خیال کیا ہے و ملخص المقال ان عظم الرزق تارة يتصور بالنسبة  
 الى امور ظاهرة دنيوية بعظم الناس كلهم - خلاصہ کلام یہ ہے کہ مصیبت کا زیادہ  
 اور ذلت اور رسوائی کا از حد گزر جانا کہیں تو بنظر امور ظاہری دنیاوی کے ہوتا ہے جو تمام  
 آدمیوں کو شامل ہے وقد يكون بالنسبة الى امور دنيوية او دنيوية مخصوصة  
 بأشخاص مخصوصين بعينهم - اور کہیں عظیم ہونا مصیبت کا بنظر ایسے امور دینی خواہ  
 دنیوی کے ہوتا ہے جو کسی خاص معزز سے اُس کا تعلق ہوتا ہے عام نہیں ہوتا و ايضا  
 قد يكون بالنظر الى البداية والنهاية - ايضا کہیں ایسا ہی ہوتا ہے کہ مصیبت  
 اٹھاتے اٹھاتے جب زیادہ دن گزر جائیں بس وہی ایذا اور مصیبت جو ابتدا میں تھی انتہا  
 میں برواشت اُسکی باقی نہیں رہتی ہے اور زیادہ ناگوار ہوتی ہے - ولينذكر من بعض  
 حالاتهم في يوم ورودهم بمحضرين زياد وهو اشقى الاشقياء واقسى قلباً  
 بالنسبة الى محمد واهل بيته اب ہم چند حالات اُن بزرگواروں کے مجلس ابن زیاد  
 میں آنے کے لکھیں اور یہ شقی بڑا دشمن ہے محمد اور آل محمد صلعم کا اور اس کے دل میں رحم  
 اور نرمی چھو نہیں سکتی ہے جیسا کہ اب معلوم ہو گا - وكلما ذكرته من خواير العادات  
 وصدور المعجزات في ذلك اليوم كانت قد تبلغ اليه من اخبار الخبرين ساعة  
 فساعة - اور صبح سے لیکر اسوقت تک جس قدر معجزہ اور کرامات سرسے شہر اسے ظاہر ہو  
 گہری گہری کی خبر اُسکو پہنچ رہی ہے - ومعذلك لايزداد الا طغيانا وكفرا - باوجود  
 ظہور آیات الہی اور کرامات کے اُس کی نافرمانی اور کفر اور شقاوت بڑھتی جاتی ہے و كان قد  
 اذن اذنا عاماً للناس ان يخصروا في مجلسه ذلك كما في الاسرار عن المفيد  
 ابن زياد نے اذن عام دیا تھا کہ آج اُس کے دربار میں جس کا بچا ہے بے روک ٹوک چلا آئے  
 جیسا کہ جناب شیخ مفید رحمہ سے منقول ہے - وهذا الخبر متفق عليه بين الرواة و  
 يوثقه الدرر - ايضا - اور یہ خبر اذن عام دینے کے بالاعتناق لوگوں نے لکھی ہے اور خط  
 حالات بعض اور کینہ ابن زیاد بھی اسکی کید کرنا ہے کہ اسلئے اہلبیت المہار کی توہین جس قدر  
 مجمع زیادہ ہو گا اس کے گمان میں زیادہ ہوگی و اما القضاء والاخر والحوادث



الْمُنَاقِضَةُ الَّتِي يَرَوْنَ فِيهَا ذَلِكَ الْقَامُ فَلَيْسَ عِنْدِي لَهَا تَأْوِيلٌ صَحِيحٌ وَلَنْ كُنْتُ  
 أَزْعِمُ فِيهِ مَدَى الْأَنْهَارِ مَرَّ اور قصہ اور سوانح جو باہم متناقض اسوقت کے لوگ  
 روایت کرتے ہیں اور ایسے بے سرو پا امور ہیں جنکو سنکر حیرانی اور تعجب ہوتا ہے انکی آج تک  
 کوئی تاویل صحیح میری سمجھ میں نہیں آئی اگرچہ ساری عمر سوچا رہا نَعَمْ لِمَا دَرَسْتُ أَنَّ  
 ذَلِكَ التَّحْلِيلَ مِنَ الْإِقْبَاعِ التَّنَاقُضِ فِي قِصَصِ الشَّهَادَةِ إِنَّمَا هُوَ صَنِيعُ الْأَعْدَاءِ  
 النَّوَاصِبِ لِإِخْفَاءِ مَطَالِبِ الظُّلْمَةِ۔ مان جب مجھے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ اختلاف اور  
 تناقض بیان قضیہ شہادت میں کام انہیں دشمنان اہلبیت کا ہے جو ظلم اور ستم ظالمین  
 حق محمد اور آل محمد کا چھپانا چاہتے ہیں فَزَالَ الشَّكُّ عَنِّي وَصِرْتُ الْكَفَى مِنْهَا عَلَى قَدَرِ  
 مُشْتَرِكٍ بَيْنَهَا وَهُوَ الْمُتَيَقَّنُ اب میرا شک دور ہو گیا اور جس قدر مضمون بطور قدس شریک  
 کہے اُسی پر اکتفا کرنا مجھے پسند ہوا ہے فَقَوْلُ لَيْسَ مِنْ أَخْرَاجِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
 أَنَّ أَعْدَاءَ نَبِيِّهِ كَلَّمَا أَرَادُوا مِنْ هَذَا وَفَكَرْتُ وَسَبَّيْتُ وَتَشَرُّعْتُ وَنَظَرْتُ  
 فَقَدْ تَمَّ مَا أَرَادُوا۔ پس اب ہم کہتے ہیں کہ خداے حکیم اور عادل کی یہ غرض  
 ان واقعات کے پیش آنے سے نہیں تھی کہ جو کچھ ان ظالموں نے ابتداء سے انتہا تک  
 اہلبیت اور اوصیائے محمد سے کیا ہنسک عزت اور فریب سے قتل کرنا مشہور ہو لیا خواہ  
 باعلان شہادت جہری خواہ ایک قید کرنا در بدر پھر ان کلمات سخت اور ناسزا کہنے  
 ان سب کاموں سے جو غرض اُن اشقیاء کی تھی وہ پوری ہو گئی۔ بَلِ الْمُرَادُ مِنْهَا  
 مَا يَقُولُهُ سُبْحَانَهُ فِي كِتَابِهِ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَكِيدٌ كَيْدٌ أَفْمَلِ  
 الْكَافِرِينَ أَمْ يَلْمُزُوكَ رَوَيْدًا۔ بلکہ غرض خداے پاک کی وہی ہے جو قرآن مجید میں  
 فرما چکا ہے کہ یہ کفار اور شرار اپنا مکر بھیل کر حجت خدا کو چھپانا چاہتے ہیں اور ہم  
 اپنی حکمت اور دانائی سے اپنا کام اظہار حق اور اعلان حجت کا کر رہے ہیں پس کافروں  
 کو اے محمد مہلت کافی دید و کہاننگ وہ اخفای حق کریں گے حجت خدا تو ہر وقت اور  
 ہر لحظہ تمام ہوتی جاتی ہے فَتَجِبَ عَلَيْنَا إِذَا ذُكِرْنَا مَا جَاءَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ كَيْسَانَا فِي  
 ذَلِكَ الْمَجْلِسِ أَنْ نَذْكُرَ أَيْضًا مَا وَقَعَ مِنْ أَخْرَاجِ زَيْدٍ عَنْهُمْ إِنَّمَا اللَّهُ بِمَا هُمْ بِهٖ



ہے کہ جب دربار بن زیاد بن ابیہ دین داخلہ المحرم کا بیان کریں چونکہ بڑی سختی اور سخت امانت سے وہ ملعون پیش آیا ہے جس کے بیان سے دل بہار کباب ہوا جاتا ہے اور کہے کو ایسا دن کوئی دنیا میں کسی معزز دیندار پر گزرا ہے چہ جا کہ پیشوایان دین پر پس اُس کے ساتھ ہی ساتھ ہم اُن کرامات اور آیات الہی کو بھی ذکر کریں جن سے اتمام حجت خلافت پر ہوتا ہے۔ فَقُولُ اِنَّ اَلْاُمُوْرَ اَلْهَادِیَّةَ اَلَّتِیْ وَفَّقْتَ بَعْدَ دَخُوْلِہِیْ فِیْ قَصْرِہِیْ زَیَادٍ خَمْسَةَ عَشْرَ مَارَ وَوْہَا وَکَذٰلِکَ اَلْاُمُوْرَ اَلَّتِیْ اَثَبْتَ اللّٰہُ سُبْحٰنَہُ بِہَا اِعْزَازَہُمْ فِیْ مَجْلِسِ الذُّلِّ اِیضًا خَمْسَةَ اَب مِیْن کہتا ہوں کہ جو امور بطاہر تو ہیں اور ہتک حرمت کے دربار بن زیاد بن ابیہ کے داخل ہونے کے وقت واقع ہوئے وہ پانچ تھے اور اسی طرح جو امور انکی عزت افزائی کے اسی وقت خدا نے اپنی قدرت نمائی سے واقع کرائے وہ بھی پانچ ہیں۔ اَلْاَوَّلُ قَوْلُہِ زَیَادٍ مُّخَاطِبًا لِزَیْنَبٍ سَلَامٌ اللّٰہُ عَلَیْہَا وَکَانَ تَمَنُّکَیْ فِیْ جُلُوْسِہَا بَعْدَ قَوْلِہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ بِالْفَضِیْحَةِ وَ اِلْکَذَابِ اَلْاُخْدُوْدِیْنِ بَعْدَ جَوَابِہَا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہَا اِنَّمَا یَقْضِیْہُ الْفَاسِقُ وَ یُکَذِّبُ الْفَاجِیُّ وَہُوَ غَیْرُ نَا۔ پہلا امر تو یہی ہے کہ جب ابن زیاد نے مخاطب ہو کر جناب زینب سے جو الگ دگرگون حالت میں بیٹھی تھیں بد زبانی کی کہ معاذ اللہ خدا نے تم کو رسوا کیا اور تمہاری جھوٹی بناوٹ اور افسانہ کو دربارہ خلافت وغیرہ کے غلط ظاہر کر دیا۔ اور حضرت زینب نے جواب دیا کہ خدا فاسق کو رسوا کرتا ہے نہ ہم لوگ فاسق ہیں مثل تیرے اور نرید کے اور نہ ہم نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے اس کے بعد جو ارشاد حضرت زینب کا ہے اُس کو تائید می اور الہامی جواب سمجھنا چاہئے۔ فَانَّ زَیَادٍ لَّمَّا رَدَّ قَوْلَہَا لِقَوْلِہِ کَیْفَ رَأَیْتَ صُنْعَ اللّٰہِ بِاَخِیْکَ وَ اَهْلِ بَیْتِکَ اسلئے کہ ابن زیاد نے جب حضرت کا یہ قول رد کرنا چاہا اور کہنے لگا کیسا دیکھا تم نے خدا کے اجراءِ مشیت کو جو تمہارے بھائی اور اہلبیت سے خدا نے کیا ہے کہ سب شہید ہو گئے اور مارے گئے اور دنیا سے اٹھ گئے فَقَالَتَ مَا رَأَیْتُ اِلَّا جَمِیْلًا۔ دیکھو اس کمال الہامی کو اور اس حالت کو بھی خیال کرو جس میں اس وقت وہ معظمہ ہیں اور جواب یہ ارشاد

نیز کہ



فرمایا کہ میں نے تو خدا کا جو فعل اپنے بھائی اور اپنے اہلبیت کی نسبت دیکھا وہ اچھا ہی اچھا  
 دیکھا ہے اور جو اس کی مصلحت جاری ہوئی وہ ہر طرح سے بہتر ہے۔ **هَؤُلَاءِ قَوْمٌ**  
**كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ قَبْرًا إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ**۔ یہ میرے بھائی اور ان کے ہمراہی  
 جس قدر شہید ہو گئے یہ وہی لوگ تھے جن پر خدا نے انہما حق کی غرض سے قتل ہو جانا  
 واجب فرمایا تھا پس وہ لوگ گہروں سے اگر اپنی خوابگاہ کو پہنچ گئے۔ **تُرِيدُ لِقَوْلِنَا**  
**أَنَّهُمْ قَتِلُوا فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَامْتَسِلُوا أَمْرًا فَكَيْفَ يَفْضَحُونَ وَكَيْفَ يَكْذِبُونَ**  
 مراد حضرت زینب کی یہ ہے کہ یہ بزرگوار اطاعت حکم خدا میں شہید ہوئے اور حکم خدا  
 جو انکی نسبت صادر ہوا تھا اس کو بجالائے پھر یہ لوگ پیش خدا رسوا کیونکر ہو سکتے  
 ہیں اور انکا دعوے کیونکر غلط کیا جاسکتا ہے **إِنَّمَا يَفْضَحُ الْفَاسِقُ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرُ**  
**الَّذِي يَعْصِي اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَلَا يُطِيعُ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ** رسوا تو فاسق ہوتا ہے اور جھوٹا  
 بدکار بھاجاتا ہے جو خدا کی نافرمانی کرے اور حکم خدا جو اس کو ہوا ہے اسے بجا نہ لائے۔ **وَهُوَ**  
**غَيْرُكَ** اور فاسق سوائے ہمارے اور کوئی ہوگا۔ **تَعْنِي يَقُولُهَا إِنَّمَا مَعْصُومُونَ**  
**أَوْ ثِقَاتٌ عُدُولٌ**۔ مراد جناب زینب کی یہ ہے کہ ہم لوگ جنکی تو اس وقت تو میں  
 کر رہا ہے اور جن کی نسبت بد زبانی کرتا ہے میرے بھائی اور ان کے اہلبیت اور اصحاب  
 انہیں کوئی تو معصوم ہے اور اگر معصوم نہیں تو ثقہ اور عادل تو ضرور ہیں۔ **ثُمَّ**  
**لَمَّا كَانَ كَلَامُهَا هَذَا فِي مَقَامِ الْإِحْتِجَاجِ وَهِيَ أَيْضًا عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلِّمَةٍ كَمَا**  
**نُصِّ عَلَيْهِ الْإِمَامُ الرَّابِعُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا** پھر چونکہ یہ کلام جناب زینب کا  
 مقام احتجاج اور اثبات حقیقت امامت اور خلافت میں ہے اور خود جناب زینب  
 کا علم امام ربانی سے ہے جیسا کہ جناب امام چارم نے انکے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔  
**وَالْيَوْمَ تَهْرُجُ بِلِسَانِ آبَيْهَا كَمَا مَرَّ أَوَّجٌ** وہ جناب ایسی تقریر فرماتی ہیں  
 جیسے کہ جناب امیر مقام احتجاج میں فرماتے تھے چنانچہ باب سابق میں گذر چکا۔  
**فَلَا بُدَّ لَنَا فِي شَرْحِ كَلَامِهَا هَذَا فَضَّلَ الْإِنْيَاةَ بِقَدْرِ الْإِسْتِطَاعَةِ وَمَا قَدَّرَ**  
**فَهَمَّنَا فِي حَتَبِ عَلِيمَا**۔ پس ہم کو ضرور ہے کہ اس کلام کے شرح اور بیان میں پوری



توجہ کریں جس قدر ہم کو طاقت سمجھنے کی ہے اور ہماری سمجھ کی کیا حقیقت ہے اُس جناب کے علم ربانی کے سمجھنے میں۔ وَأَوَّلُ مَا يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نَقْضِيَ قَوْلَ اللَّعِينِ ابْنِ زِيَادٍ وَهُوَ أَنَّهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَكُمْ وَالْكَذِبَ أَحَدُكُمْ - اور پہلے تو ہم پر واجب ہے کہ ابن زیاد ملعون کی غرض بیان کریں جس کی بنا پر جناب زینب نے جواب دیا ہے فَالْمُرَادُ مِنْهُ أَنَّهُ يَقُولُ فَضَّلَ اللَّهُ فَأَكْثَرُ الْهُوَانِ وَالذِّلَّةِ وَكُلَّمَا أَصَابَكُمْ مِنَ الْمَصَائِبِ فَضِيعَةً لَكُمْ عِنْدَ الْخَلَائِقِ وَأَكْذَبَ اللَّهُ أَحَدُكُمْ تَكْمَلَةُ الْفِي دَعَاؤِكُمْ وَأَسْمَارَكُمْ فِي الْفَضَائِلِ وَالْمَنَاقِبِ كَاذِبَةٌ - مراد ابن زیاد کی یہ تھی خدا اُسکا مونہ توڑے کہ جس قدر ذلت اور خواری مصائب کی تم کو پہنچی ہے وہ خلائق کے نزدیک بھی رسوائی ہے اور خدا نے تمہارے دعوے اور افسانہ کو جو اپنے فضائل میں بیان کرتے پھرتے ہو سب جھوٹھے پائے پس گویا خلائق کے نزدیک اور خدا کے نزدیک دونوں کے سامنے رسوائی ہوئی۔ وَجَعَلَ ابْنُ زِيَادٍ الْكَذَّابَ الْأَحَدُوثَةَ سَبَبًا لِلْفُضُوحِ وَعَطَفَ السَّبَبَ عَلَى الْمُسَبَّبِ اور ابن زیاد نے دروغ یا بے افسانہ کو سبب رسوائی کا قرار دیا اور سبب کا مسبب پر عطف کیا وَإِنَّمَا لَمْ يَقُلْ كَذِبٌ لِأَنَّهُ يُفِيدُ الْفُضُوحَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَطْ - اور تکذیب کی لفظ ابن زیاد نے اسلئے نہ کہی کہ اُس سے فقط رسوائی نزد خلائق کی ثابت ہوتی۔ وَهُوَ غَيْرُ مَا هُوَ بِصَدِيدِ إِفْتِرَائِهِ اور یہ ملعون درپے افتراء عند اللہ اور عند الناس دونوں کے ہے ثُمَّ لَمَّا كَانَتْ زَيْنَبُ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا تَذَعُّتْ بِأَنَّ كُلَّمَا وَقَعَ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ الرَّسُولِ بِمَشِيئَةٍ وَخَيْرَةٍ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى كَانَ جَمِيلًا وَخَيْرًا مُحَضًّا - یہ چونکہ جناب زینب کو صحیح طور سے یقین اس کا تھا کہ جو کچھ اہلبیت نبی پر گذر رہے وہ مشیت الہی اور پسندیدہ امر خدا کا ہے اور سب بہتر اور خیر محض ہے فَلَمَّا قَالَتْ أَوْ لَا إِنَّمَا يَقْضِيهِمُ الْفَاسِقُ إِنِّي إِنَّمَا يَنْكُشُ السَّائِقُ مِنَ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْخَارِجُ عَنْ أَمْرِ مَوْلَاةٍ - اسی غرض سے پہلے تو حضرت نے یہ کہا کہ رسوا فاسق ہوتا ہے یعنی بُرائیان اُسی کی ظاہر پیش خلائق ہوتی ہیں جو اپنے مولا



اور خداوند کے حکم سے باہر ہو جائے۔ ثُمَّ إِذَا سَأَلَ عَنْهَا اللَّعِينُ يَقُولُ كَيْفَ رَأَيْتَ  
 صَنَعَ اللَّهُ بِأَخِيكَ وَأَهْلِيَّتِكَ فَقَالَتْ ثَانِيًا أَشْبَأْتُ لِقَوْلِهِمَا الْأَوَّلِ مَا  
 رَأَيْتُ إِلَّا جَمِيلًا۔ پھر جب ابن زیاد نے کہا کیسا دیکھا تم نے خدا کے پیش آمد کو بہ نسبت  
 اپنے بھائی اور اہلیت کے حضرت زینب نے اپنے قول اول کی تائید میں فرمایا کہ میں نے تو  
 اچھا ہی اچھا دیکھا ہے۔ هُوَ لَا قَوْمَ لَمْ يَخْلُجْ اور پھر فرمایا کہ اس گروہ نے اپنے آقا اور مولا  
 یعنی خدا کے حکم کی بجا آوری کی تھی جن پر شہید ہو جانا خدا نے واجب کر دیا تھا پھر یہ  
 مطیع فرمان خدا فاسق کیونکہ ہوئے جو رسوا ہوتے اور انکی کوئی بُرائی حلیق پر ظاہر  
 ہوتی۔ وَلَمَّا كَانَ الْإِفْصَاحُ وَهُوَ ظُهُورُ الْمَسَاوِي أَمْرًا عَامًّا وَالْفُجُورُ أَيْضًا  
 عَامٌّ فَصَحَّرَ نِسْبَةُ الْعَامِ إِلَى الْعَامِّ۔ پھر چونکہ اِفْصَاحُ یعنی بُرائیوں کا ظاہر ہونا  
 بھی امر عام ہے اور حکم سے آقا یا خدا کے باہر ہو جانا یعنی فسق بھی امر عام ہے لہذا  
 نسبت اِفْصَاحُ کے بطرف فاسق کے درست ہوئے۔ وَآمَّا فِي جَوَابِ الْكَذِبِ الْكَذِبُ  
 فَقَالَتْ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرُ۔ لیکن جواب دوسری بد زبانی اور سخت کلامی ابن زیاد  
 کا جو اُس نے کہا تھا کہ تمہاری افسانہ گوئی کا دروغ خدا کو معلوم ہو گیا اُس کے  
 جواب میں حضرت نے یہ فرمایا کہ فاجر کا فجور خدا پر شکستہ ہوتا ہے۔ وَالْفَاجِرُ  
 يُطْلَقُ بِحَسَبِ اللَّغَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ مَعَانٍ وَهُوَ الْمَائِلُ وَالْكَاذِبُ وَالْعَاصِي  
 مِنَ الْعَصِيَانِ وَالْمُسِيءُ اور فاجر کے معنی لغت میں چار ہیں (۱) میل کرنے والا  
 حتیٰ سے (۲) دروغ گو (۳) نافرمان (۴) تباہ کار و یَحْتَمِلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا فِي  
 قَوْلِهِمَا اور چاروں معنوں کا احتمال اس قول میں ہے لَيْكِنَّ الْكَذِبَ الْأَخْذُوثِيَّةَ  
 يَنْأَسِبُ الْمَعْنَى الثَّانِيَّةَ۔ مگر کذاب کے لفظ سے مناسب دوسرے معنی ہیں بَقِيَّتَيْنِ  
 الْمَرْجِعُ فِي قَوْلِهِمَا وَهُوَ غَيْرُ نَا۔ اب یہ باقی رہا کہ ضمیر هُوَ کی حضرت کے قول میں  
 کس طرف پڑتی ہے وَفِيهِ إِحْتِمَالَانِ اس میں دو احتمال ہیں أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ  
 هُوَ لَفْظَةُ الْفَاجِرِ لِقُرْبِهِ وَالثَّانِي أَنْ يَعُودَ إِلَى الْفَاسِقِ۔ پہلا احتمال تو یہ ہے  
 کہ لفظ فاجر کی طرف پڑے اور یہی مرجع براہ لفظ قریب بھی ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے



کہ لفظ فاسق کی طرف پھرے کہ وہ مرجع مستحقِ اول ہے لکن لَمَّا جَعَلَ بَنُ زِيَادٍ الْكَذَّابَ  
 الْاُخْدُوْتَةَ سَبَبًا لِلْفُضُوْحِ كَمَا مَرَّ لِيْكَنْ جُوْنَةُ ابْنِ زِيَادٍ نَفْسًا كُوْنِيْ كَا جُوْثَا  
 ظاہر ہونا اسکو سببِ فضیحت کا گردانا ہے وَ نَفِي الْمُنْصِفِ بِالسَّبَبِ اَعْنِي الْفَاجِرَ الْمَكْذِبَ  
 يَسْتَلِيزُ مَرْفِي الْمُنْصِفِ بِالسَّبَبِ اَعْنِي الْفَاسِقَ الْمُفْتَضَحَ فَيَرْجِعُ عَوْدًا هَذَا لِكَ  
 اَيْضًا اِلَى الْفَاجِرِ - اور جو مرجع کہ موصوف بہ سبب ہے یعنی فاجر مکذب اُس کے نفی  
 کرنے سے اور اُسکو اپنا غیر ٹھہرانے سے لازم آتا ہے کہ نفی فاسق مفتضح کی یہی ہو جائے  
 ہذا ضمیر کا مرجع لفظ فاجر کو قرار دینا اسی کو براہِ معنی بھی ترجیح ہے وَلِهَذَا لَمْ تَقُلْ  
 صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَهِيَ اَعْيُنًا بِصَمِيْمِ التَّشْبِيْهِ - اسی وجہ سے جنابِ زینب نے  
 ضمیر تشبیہ کی نفرائی یعنی یہ نہ کہا کہ یہ وہ فاسق اور فاجر ہمارے سوا اور  
 لوگ ہیں بِاِحْكَامِهَا بَانَ نَفِي الثَّانِي يَسْتَلِيزُ مَرْفِي الْاَوَّلِ بِنْظَرِ اعْتِمَادِ اِسى  
 قَاعِدَةٍ بِرْكَ دُوْسَرِ كَيْ نَفِي سِى اَوَّلِ كِي نَفِي ضَرْوَرِ هُوْجَائِي كِي وَ اَيْضًا الْفَاجِرُ اِنْ جَعَلْنَا  
 بِالْمَعْنَى الْاَوَّلِ اَعْنِي الْمَآئِلَ وَهُوَ اَعْتَمُ مِنَ الثَّلَاثَةِ بَلْ مِنْ الْفَاسِقِ اَيْضًا  
 اَيْضًا دُوْسَرِى تَرْجِيْحِ بَرَاهِ مَعْنَى كِي اَسِيْنِ يِهِي هِي كِي لَفْظِ فَاجِرِ كِي پِيْلِي مَعْنَى جُوْا مَائِلِ  
 كِي ہِيْنِ وَہ تِيْنُوْنِ مَعْنَى بِاَقِيْمَانْدَہ سِى عَامِ ہِيْنِ اُوْر نِيْزِ مَعْنَى فَاسِقِ سِى بِيْہِي عَامِ ہِيْنِ -  
 فَتَنَفِي الْاَعْتَمُ يَسْتَلِيزُ مَرْفِي الْاَخْصِ بَسْ نَفِي عَامِ كِي مُسْتَلْزَمِ نَفِي خَاصِ كُوْہِي مَطْلَبِ  
 يِهِي هِي كِي جَبْ فَاجِرِ كُوْہِي حَضْرَتِ زَيْنَبِ نِيْ اِيْنَا مَغَاثِرُ تَحْصِيْرَا يِعْنِي ہِيْمِ لُوْگِ مَائِلِ حَقِ سِى ہِيْنِ  
 ہِيْنِ اِسِ سِى لَازِمِ آيَا كِي ہِيْمِ لُوْگِ دُرُوْغُوْا اُوْر نَا فَرَا نِ اُوْر فَاسِقِ يِهِي ہِيْنِ ہِيْنِ بَلْ كِي  
 عَادِلِ اُوْر ثَقَّةِ بِمَعْصُوْمِ ہِيْنِ وَ اِذَا جَعَلْنَا الْفَاجِرَ بِالْمَعْنَى الثَّلَاثَةِ اَعْنِي الْعَاصِيَ  
 وَهُوَ الْمُرَادُ مِنَ الْفَاسِقِ فَاتَّخَذَ اِنْفِي الْمَعْنَى وَ تَسَاوِيَا فَرَفَعَ الْمُنْسُوْبِ اِلَى  
 اَحَدِهِمَا يَسْتَلِيزُ مَرْفِي الْاٰخِرِ اُوْر اِگَرِ ہِيْمِ فَاجِرِ كُوْہِي تَسِيْرِ مَعْنَى بِرْ لِيْنِ يِعْنِي نَا فَرَا نِ  
 اُوْر حُكْمِ سِى بَا ہِيْرِ ہُوْنِے وَ اَلَا ابْ تُوْ فَاسِقِ اُوْر فَاجِرِ دُوْنُوْ اِيْكَ يِهِي مَعْنَى پَرِ ہُوْنِگِے اُوْر مَفْهُوْمِ  
 مِيْنِ دُوْنُوْنِ كِي تَسَاوِيِ ہُوْگِي پَسْ جِسْ چِيْزِ كِي اِيْكَ سِى نَفِي كِي جَاوِے دُوْسَرِے سِى يِهِي  
 اُسِ كِي نَفِي ہُوْگِي ابْ بِيْہِي اِفْتَضَلَحِ اُوْر اَلْكَذَابِ كِي نَفِي ہُوْجَائِي كِي - وَ اِنْ جَعَلْنَا الْفَاجِرَ

بَلْ كِي



بِالْمَعْنَى الرَّابِعِ وَهُوَ الْمُسِيءُ وَهُوَ أَيْضًا يَعْصِي الْفَاسِقَ فَهُوَ كَمَا مَرَّ فِي الْمَعْنَى الْأَوَّلِ  
 اور اگر فاجر کے چوتھے معنی تباہ کار کے لین تب بھی فاجر عام ہے فاسق سے اور نفی  
 عام کی مستلزم نفی خاص کو ہے اور یہی سب احتمال اس میں تھے اور مطلب اسکا یہی ہے  
 ہم لوگ ثقہ عادل یا معصوم ہیں فاسق اور فاجر اور لوگ ہیں جنکی رسوائی پیش خدا  
 اور خلایق ہوتی ہے۔ بَقِيَ هُمُنَا التَّوَالِي لِقَوْلِهَا الْمَرْوِي عَنِ السَّيِّدِ رَحْمَةً وَغَيْرِهِ۔  
 باقی رہی اب اس جگہ تاویل اُس قول جناب زینب کی جس کو ہوف میں جناب سید  
 نے اور دیگر مورخوں نے درج کیا ہے۔ اِنَّهَا قَالَتْ لَا بَنَ زِيَادٍ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَيْنَكَ  
 وَبَيْنَهُمْ فَتَحَاجُّ وَتُخَاصِمُ فَانْظُرْ لِمَنْ يَكُونُ الْفَلَحُ يَوْمَئِذٍ هَبْ لَكَ اُمَمٌ  
 يَا بَنَ مَرْجَانَةَ کہ جناب زینب نے بعد اثبات کرامت شہداء کے بلکہ یہ فرمایا کہ  
 قریب ہے دن قیامت کا جس میں خدا تجھے اور ان شہداء کو یکجا کرے گا پس دعوے اور  
 خصومت اور جھگڑا پیش ہوگا دیکھ اور سوچ کہ اُس روز کس کو رستگاری ہوگی اور  
 کون فتحیاب ہوگا تو مرجعے اور تیری ماں بے فرزند ہو اے پسر مر جانہ۔ قَالَ الرَّابِعِي  
 فَغَضِبَ ابْنُ زِيَادٍ كَاَنَّهُ هَمَّ بِهَا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کلام کے سُننے سے ابن زیاد  
 پر غضب طاری ہوا اس قدر کہ جس سے حضرت زینب کے قتل کا قصد کیا ہے۔ فَقَالَ  
 لَهُ عُمَرُ بْنُ حَرْبٍ اِنَّهَا امْرَاَةٌ وَالْاَمْرُ لَا تُوْخَذُ بِمَنْطِقِهَا۔ عمر بن حرب  
 نے کہا کہ یہ عورت ہیں اور عورت جو بروقت مصیبت کہے اُس سے مواخذہ کرنا چاہیے  
 قُلْتُ اِنَّمَا كَانَ غَضَبُهُ جَنَيْنًا لَوْ جَمَعَيْنِ احَدَهُمَا بِهَيْئَتِهِ مِنْ اِحْتِجَاجِهَا فَلَمَّ  
 بِحَبْلِ جَوَابٍ فَاسْتَشَاطَ۔ میں کہتا ہوں غضبناک ہونے کے اُس کے دو سبب تھے اول  
 تو جناب زینب نے اُس کا دم بند کر دیا تھا اور کچھ بھی جواب آپکا نہ دے سکا لہذا  
 غصہ سے برا فروختہ ہوا والثانی مَا ذَكَرْتُمْ مِنْ اَمِيرٍ يَحْضُرُ مِنَ الدِّينِ  
 كَانُوا الْمَنَسُو مَا جَعَلْتُمْ عَلَيْهَا وَادْكُرُوا جَنَيْنًا بِذِكْرِهَا۔ دوسرا سبب  
 اس کے غصہ کا یہ تھا کہ ابن زیاد کی ماں کا ذکر برسر جمع جو اپنے فرمایا اور اکثر لوگ  
 حاضرین جلسہ سنجولی واقف تھے اُس کے حالات سے اور اب اسوقت تازہ یاد دہی ہوئے



گو کہنا یہ اور بشارہ تھے اسوجہ سے ابن زیاد کو اور بھی طیش آیا وَكَمَا أَنَّ الْحُسَيْنَ  
 ذَكَرَتْ أُمُّ الْحَرِّ يَوْمَ لِقَائِهِ لِمَصَالِحِ عَدِيدَةٍ ذَكَرَتْ تَهَا فِي الْبَابِ الثَّانِي  
 وَالْعِشْرِينَ مِنَ الْمَجْلِدِ الْأَوَّلِ وَقَالَ لَهُ فَكَلِّتَكَ أُمُّكَ وَلَمْ يَقُلْ يَا بَنَ فُلَانٍ  
 اور جس طرح کہ امام حسینؑ نے بروز ملاقات حر بن یزید ریاحی مادر حر کا ذکر فرمایا تھا اور  
 یہی کہا تھا کہ تیری مان بے فرزند ہو یعنی تو مرجلے اور حر کے باپ خواہ مان کا نام  
 حضرت نے نہیں لیا تھا اور اُس کے فوائد اور مصالح کو ہم نے باب بست و سوم جلد اول  
 میں لکھ دیا ہے وَ سَبَبُ تَذْكِيرِ ذِكْرِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ أَنَّ الْحَرَّ رَحِمَ كَانَ طَبِيبَ الْمُؤَلَّدِ  
 صَحِيحِ النَّسَبِ مِنْ آبَائِهِ - جناب امام حسینؑ کو سبب نہ ذکر کرنے نام پدر یا مادر حر کا  
 یہی تھا کہ حر اپنے مان باپ کی طرف سے صحیح النسب تھے کچھ اُنکے نسب میں فرق نہ تھا  
 كَذَلِكَ أُخْبِرُهُ زَيْنَبُ ذَكَرَتْ حِينَئِذٍ أُمَّ ابْنِ زَيْدٍ مَعَ زِيَادَةَ صُورِيَّةٍ  
 وَ تَغْيِيرِ الشَّكْلِ بِالْهَبْلِ - اسی طرح اسوقت جناب زینب نے ابن زیاد کی مان کا  
 ذکر فرمایا اور ایک لفظ ضروری بھی بڑا دیا یعنی مرجانہ کا نام بھی لیا اور شکل کی جگہ  
 حبل کا لفظ فرمایا - وَ تَفْصِيلُ الْفَوَائِدِ الَّتِي رَاعَتْهُ فِيهِ مَوْكُولٌ إِلَى بَابِ  
 مَخْصُوصٍ - تفصیل اُن فوائد کی جنکی رعایت جناب زینب نے مرجانہ کے نام لینے  
 سے فرمائی ہے اُسی باب میں کرونگا جس میں ابن زیاد کے حسب اور نسب کو لکھو لگا -  
 وَأَمَّا هَهُنَا فَيَكْفِي الْإِشَارَةُ كَمَا فِي كَلَامِهَا سَلَامٌ اللَّهُ عَلَيْهَا - مگر یہاں پر  
 تو اسی قدر اشارہ کافی ہے جیسا کہ جناب زینب نے یہی فقط نام ہی لینے پر اکتفا  
 فرمائی ہے اور مثل مشہور ہے کا نا ہو تو کر کے اسی پر ابن زیاد کے ہوش یا خستہ  
 ہو گئے - وَ كَذَلِكَ يَنْتَشِطُونَ بَلْ يَمُوتُونَ بِغَيْظِهِمْ أَتْبَاعُ يَزِيدَ وَابْنِ  
 مَرْجَانَةَ وَ يَقُولُونَ أَنَّهَا سَبَّتْ ابْنَ زَيْدٍ وَلَا يَلِيْقُ بِأَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ  
 السَّبُّ وَالسُّتْمُ - اسی طرح برا فروختہ ہوتے ہیں بلکہ اپنے غیظ میں آپ ہی مرے  
 جاتے ہیں پیروان یزید اور ابن مرجانہ اس روایت کو سکر اور کہہ اُٹھتے ہیں کہ جناب  
 زینب نے شقی ابن زیاد کو برا کہا اور گالی دی اور اہلبیت نبیؐ کی شان سے برا کہنا

بنو ابن زیاد



اور گالی دینا نہ تھا ولا یدرّونَ هُوَ لَا الْعَصَاةُ الْمَرَدَّةُ اِنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَانَ  
 اَمِيْنًا اَمْرًا مَنْ كَانَ يَدْعُوْهُ خِلَافَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ اَيْضًا يُعْلِنُ بِكَوْنِ  
 يَزِيْدٍ اَمِيْرًا مُّؤْمِنِيْنَ اور یہ نہ ہنجارشیاطین شاید نہیں جانتے ہیں کہ ابن زیاد و آج  
 کون ہے اور کس جگہ تخت امارت پر بیٹھا ہے یزید نے اسکو امارت کو فہ اور بصرہ کی دی  
 ہے جو آپکو علیہ رسول کہہ رہا ہے اور ابن زیاد بھی امیر المؤمنین یزید کو پکار پکار  
 کہ کہہ رہا ہے فَاطْهَارُ مَثَالِيهِ وَلَا سَيِّئًا كِنَايَةً كَيْفَ يَكُوْنُ قَبِيْعًا بَلْ فِيْهِ  
 اِظْهَارُ الْحَقِّ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ - پس ایسے شخص کے عیوب ذاتی اور صفاتی  
 کا ظاہر کرنا اور وہ یہی بطور کنایہ کے کیونکہ قبیح ہو سکتا ہے - بلکہ عین اظہار حق  
 اسی میں ہے اور خدا امر حق کے کہنے سے نہیں شرماتا ہے - ثُمَّ لَمَّا سَكَنَ عُيْظُهُ بَعْدَ  
 قَوْلِ عُمَرَ بْنِ حَرْثٍ رَوَى السَّيِّدُ رَحَ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَفَى اللّٰهُ  
 مِنْ طَاعِنِكَ وَالْعَصَاةُ الْمَرَدَّةُ مِنْ اَهْلِيْنَتِكَ قَلْبِي - یہ جب کسی قدر غصہ  
 ابن زیاد کا فرو ہوا ابن حرث کے سمجھانے کے بعد جناب سید رحم فرماتے ہیں ابن زیاد  
 نے حضرت زینب سے اب یہ کہا کہ میرے دل کو خدا نے نجات دی یا آرام اور راحت دی  
 تمہارے اور تمہارے گھر والوں کی (جو نا فرمان اور متمرّد تھے) اُنکے حد سے گزر جانے اور  
 سرکشی کرنے سے - مطلب شقی کا بہہ ہے کہ جتنی دلیری اور شجاعت سے خوف تھا وہ سب  
 شہید ہو گئے اور جو جو اندیشہ مائے بے شمار مجھے تھے اب سب مٹ گئے اب تمہاری  
 بدزبانی سے کیا ہوتا ہے قُلْتُ وَانْظُرْ اِلَى طَلَاقَةِ لِسَانِهَا فَاِنَّهَا كَيْفَ تُجِيبُهَا فِي  
 تِلْكَ الْمَقْوَلَةِ وَكَيْفَ تُثَبِّتُ مَا اَشَارَتْ اِلَيْهِ بِذِكْرِ اُمِّهِ اب ذرا خوش بیانی  
 جناب زینب کی قابل دید ہے کہ اس کلام کا کیسا عمدت جواب دیتی ہیں اور جو مطلب  
 آپ کا ذکر ماور ابن زیاد میں تھا اُس کو کس پیرایہ بلاغت میں ادا فرماتی ہیں فَقَالَتْ  
 لَعَمْرِي لَتَدَّ قَلْتُ لَهْلِيْ وَقَطَعْتَ فَرْعِيْ وَاجْتَشْتِ اَصْلِيْ فَاِنْ كَانَ هَذَا شِقَاؤُكَ  
 فَقَدْ اسْتَفَيْتَ - فرمایا حضرت زینب نے کہ تو نے اپنے زعم باطل میں ہمارے کیا سال  
 یعنی اوصیٹر مردوں کو قتل کر دیا اور ہماری شاخ یعنی بچوں کو بھی کاٹ ڈالا اور ہماری



جڑ کو ہی اکھاڑ ڈالا اگر اسی میں تیری شفا تھی تو ضرور تجھے شفا اور نجات ملگئی۔ وَهَذَا  
 كَلَامُهُ عَلَى الظَّاهِرِ اَعْتَرَاكَ بِكُونِهِ مَقْضِيًّا الْمَرَامَ وَالِكَمَّةُ تَقْرِئُصٌ وَتَشْيِخٌ  
 عَلَيْهِ بَالِغٌ مَا يَكُونُ اور یہ فرمایا جناب زینب کا اگرچہ بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا  
 ہے کہ ابن زیاد اپنے مقصد کو پہنچ گیا لیکن دراصل یہ ایک بڑی تشیع اور طعنہ زنی  
 ابن زیاد پر ہے خصوصاً اور تمام بنی امیہ پر ہے عموماً اَمَّا عَلِيُّ بْنُ مَرْجَانَةَ فَلِكُونِهِ  
 مُشْتَبِهٌ النَّسَبِ مِنْ جَانِبِ الْأَصْلِ وَهُوَ الْأَبُ فَيَكُونُ مُجْتَنَسًا بِأَصْلِهِ خَاصُّكَ  
 ابن زیاد پر طعنہ زنی تو یہ تھی کہ باپ کی طرف سے اس کے نسب کا پتہ ہی نہیں ہے پس  
 یہ خود ایسا ہے کہ جڑ اس کی اکھڑی ہوئی ہے وَمَنْ كَانَ مُجْتَنَسًا الْأَصْلَ يَكُونُ  
 مَقْطُوعَ الْفَرْعِ لَا مُحَالَةً۔ اور جس کی جڑ اکھڑی ہوئی ہو اس کی شاخ ہی مقطوع  
 ہوگی۔ فَقَوْلُكَ إِنَّكَ هَذَا شِفَاءُكَ فَقَدْ اسْتَقْنَيْتَ وَتَشَقَّيْتَ مِنْ غَضَبِكَ  
 فرماتی ہیں کہ اگر اسی بدنہی میں تو دلچسپ ہے اور اسی بیچاٹی پر راضی ہے پھر  
 تو تیرا غصہ فرو ہو گیا ہے بیچا باش ہرچہ خواہی کن +  
 وَامَّا بِالنَّبْتِ إِلَى بَنِي أُمَيَّةٍ عُمُومًا وَفِيهِمْ يَزِيدٌ أَيْضًا فَشَبَّهَا الْمَثَلُ شَجَرَةً  
 خَيْشِيَّةً اجْتَنَسَتْ فَوْقَ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ لَيْكِنْ بِسَبْتِ بَنِي أُمَيَّةٍ كَيْ  
 عموماً کہ جس میں یزید بھی داخل ہے پس بنی امیہ کی مثال خدا نے قرآن میں یہ دی ہے  
 کہ وہ شجرہ خیشہ ہے او کہا را ہوا زمین پر پڑا ہے کچھ اس کو قرار اور ثبات نہیں  
 ہے نہ جڑ کا اور نہ شاخ کا واضح ہو کہ شجرہ خیشہ سے مراد بنی امیہ ہیں حسب  
 تفسیر جناب صادق کے جیسا کہ ہم نے باب جلد اول میں نقل کر دیا ہے تو اب  
 خیال کیجئے کہ بنی امیہ شجرہ خیشہ اور شجرہ ملعونہ بنص قرآن اسکا ثبات اور قرار  
 تو یوں ثابت ہوا اَمَّا الشَّجَرَةُ الثَّانِيَةُ الَّتِي أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ  
 وَهِيَ شَجَرَةُ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِيهِ۔ اب دوسرا درخت جس کی جڑ ثابت ہے گویا تحت  
 الثرے کو پہنچ گئی ہے اور شاخ اس کی آسمان میں لگ گئی ہے۔ یہ درخت محمد اور آل  
 محمد کا فہل یقیدر احد ولا یتما من هو مقطوع الاصل والنسب عموماً



وَحُصُوصًا أَنْ يَقْطَعَ فَرَعُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَ يَجْتَنِّقَ أَصْلَهَا۔ پس اسے ابن زیاد  
کسی کی مجال ہے اور خاص کر اُس شخص کی جس کی خود اصل اور نسل دونوں کٹی ہوئی  
اور ناپائیدار ہوں کہ ایسے درخت کی شاخ کاٹے اور جڑ کو اوکھڑے جس کی پادری اور  
بندی خدا نے اس درجہ کی فرمائی ہو ہَذَا مَا تَرِيدُ لِقَوْلِهَا إِنَّهُ الطَّيِّبِينَ سَلَّمَ اللَّهُ  
عَلَيْهَا وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔ یہی مراد جناب زینب کی ہے اصل اور فرع کے ذکر کرنے  
سے جو دختر پاکیزہ بزرگان دین کی ہیں سلام خدا ان پر اور ان سب بزرگواروں پر ہو  
وَلَا يَبْعَدُ أَنْ يَكُونَ بَنُ زَيْدٍ قَدْ فِيهِمْ تَعْرِضُهُمَا حَيْثُ قَالَ لَمَّا رَوَاهُ السَّيِّدُ  
هَذِهِ سَجَاعَةٌ وَلَقَدْ كَانَ أَبُو هَا سَجَاعًا شَاعِرًا اور کچھ دور نہیں کہ ابن زیاد بھی اپنی  
اس تعرض کو سمجھ گیا ہوا سئلے کہ بیساختہ اُس کی زبان سے نکل ہی تو گیا جیسا کہ جناب سید  
نے روایت کی ہے کہ ابن زیاد نے کہا کہ یہ بی بی تو بڑی قافیہ گو معلوم ہوتی ہیں اور کتنے  
باپ بھی تو بڑے قافیہ گو اور شاعر تھے۔ قُلْتُ وَلَيْسَ فِي كَلَامِهَا سَجَعٌ غَيْرَ مَا يُطَنُّ فِي  
كَلِمَتِي الْكَمَلِ وَالْأَصْلِ مِینَ كَمَا هُوَ جَسْ قَدْ رَكَّامُ جَنَابِ زَيْنَبِ كَا اسوقت ابن زیاد  
سے منقول ہے کسی جگہ متفقے اور مسجع نہیں ہے بجز دو لفظوں یعنی کمل اور اصل کے  
فَكَيْفَ تَكُونُ سَجَاعَةً پھر سَجَاعَةٌ جو بڑے قافیہ گو کے معنوں میں ہے کیونکہ ہوں گے  
نَحْمُ يَحْقُوبُهَا أَنْ تُوصَفَ بِالْبَلَاغَةِ الَّتِي هِيَ أَرْفَعُ شَأْنًا مِنَ الْبَدِيعِ مَا ن  
شایان بحق جناب زینب یہ ہے کہ انکی بلاغت کی شان کجاسے جو بدیع سے زیادہ  
رتبہ میں ہے اس لئے کہ سجع تو ایک لفظی اور ظاہری صنعت ہے فَإِنَّهَا ظَهَرَتْ كَلَامُهَا  
هَذَا عَلَى نَظْمِ الْإِلْفَاتِ كَقَوْلِهِ تَعَالَى وَمَالِي لَا أَعْبُدُ إِلَّا الَّذِي قَطَرَتْ فِي وَالْيَهُ تَرْجَعُونَ  
اسئلے کہ اُس جناب نے اپنے اصل اور فرع پر ڈھال کے ابن زیاد کو یوں کہا جن طرح خدا نے  
قرآن میں فرمایا کہ مجھے کیا ہوا جو میں اُس خدا کی پرستش نہیں کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا  
کیا ہے مراد یہ ہے کہ تم کو اے مخاطبین کیا ہوا ہے اور اُسی خدا کی طرف تمہاری بازگشت  
ہے فَكَمَا أَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى وَالْيَهُ تَرْجَعُونَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ قَوْلِهِ وَمَالِي لَا  
أَعْبُدُ إِلَّا اللَّهَ لَا تَعْبُدُونَ پس جس طرح قول خدا کہ تم سب کی بازگشت اُسی خدا کی طرف ہے



دلالت کرتا ہے کہ مجھے کیا ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مٹو کیا ہوا ہے لَکَّ قَوْلُهَا  
فَانْكَرَتْ هَذَا شِفَاءً لَّكَ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ أَصْلِي وَفَرَعِي أَصْلُكَ وَ  
فَرَعُكَ اسی طرح قول جناب زینب کا کہ میری اصل اور میری فرع سے مراد ہے تیری  
اصل اور تیری فرع وَهِيَ الصَّنْعَةُ الْعُلْيَا مِنَ الْبِلَاغَةِ اور یہ طرز کلام یعنی التفات  
خطاب کا طرف منکلم کے ایک اعلیٰ درجہ کی صنعت علم بلاغت کی ہے۔ وَلِذَا قَالَتْ يَا بَنَ  
زِيَادٍ مَا لِلرَّأَةِ وَالسَّجَاعَةِ اسی واسطے حضرت زینب نے ارشاد کر دیا کہ اے ابن زیاد  
عورت سے اور قافیہ گوئی سے کیا نسبت ہے اور اب حضرت نے اُس کا غصہ فرو کر کے  
ابن مرجانہ نفرمایا سبحان اللہ یہ رمز بھی کیسا ہے جس نے پہلے کلام کی تعرض کو ظاہر کر دیا

## باب دوم

ابن زیاد سے احتجاج جناب سید الساجدین کا اور ظہور بعض آیات

الہی بقیل نزول عذاب اور ظہور کفر ابن زیاد اور اختلاف اوسکی قول میں  
لَيْسَ غَرَضًا مِنْ ذِكْرِ تِلْكَ الْحَالَاتِ التَّحَرُّشُ بِأَهْلِيَّتِكَ رَسُولَ اللَّهِ  
وَشَيْعَتِهِ۔ ہماری غرض ان حالات کے بیان کرنے سے معاذ اللہ یہ نہیں ہے  
کہ دل خراش امور کا ذکر کر کے اہل بیت نبیؑ اور دوست اور رُکنی پیروان کے دل  
دکھائیں۔ وَإِنَّمَا الْغَرَضُ إِظْهَارُ فَضْلِهِمْ وَكَرَامَتِهِمْ فِي حَالَةِ يَحْسِبُهَا الْجَاهِلُ  
وَالْحَيْدُ أَنَّهَا حَالَةٌ ذِلَّةٍ وَهُوَ إِنْ۔ بلکہ غرض ہماری یہ ہے کہ اُنکی بزرگی اور  
کرامت ظاہر کریں ایسی حالت میں جس کو جاہل اُنکے مراتب سے خواہ دشمن براہ عداوت  
مقام ذلت اور خواری سمجھ رہا ہے۔ وَلْيَعْلَمْ أَوْ لَا أَنَّ زَيْنَبَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا  
وَكَذَلِكَ أُمَّ كُنْتُمْ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا وَكَذَلِكَ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ إِنَّمَا كَلَّمُوا  
الْعَيْنِ ابْنَ زِيَادٍ بِكَلِمَاتٍ مُشْعِرَةٍ بِكُفْرِهِ وَزَنْدَقَتِهِ لِيَكُونَ مَتَفَوِّهًا بِمِثْلِ



تِلْكَ الْأَمْثِلُ الْجَاءَ آمِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ۔ اور پہلے اس کو جانا ضرور ہے کہ جناب  
 زینب یا ام کلثوم یا جناب سید الساجدین علیہم السلام نے جو ابن زیاد سے خطاب  
 کر کے ایسے کلمات ارشاد فرمائے جن سے اُس کا کفر اور ارتداد ثابت ہوتا ہے اُس کی  
 وجہ یہی ہے کہ خود اُس شقی کو خد نے ملجا اور مضطر کر دیا تھا کہ اپنے منہ سے آپ کا فر اور محمد  
 بن رہا تھا۔ قَارَةٌ كَانَ يَقُولُ إِنِّي قُلْتُ وَهَكَتُ بِكُمْ مَا عَمِلْتُ لَأُنَكِّمَنَّ أَرَدْتُمْ  
 أَخَذَ الْخِلَافَةَ عَنْ يَزِيدَ كَمَا فِي رِوَايَةِ أَبِي مُخَنِفٍ۔ کہی تو آپ کو مسلمان اور نائب خلیفہ  
 رسول یعنی یزید کا کہہ کر یوں کہتا تھا کہ میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا اسی وجہ سے کہ تم چاہتے  
 تھے کہ یزید سے خلافت چھین لو۔ وَتَارَةً يَكُونُ ذِي شَارِعَتَانِ كَمَا فِي قِصَّةِ عَبْدِ اللَّهِ  
 بْنِ عَفِيفٍ رَحِمَہُ اللہ اور کہی عثمان کے عوض کا حید مسلمانوں کو فریب دینے کو کرتا تھا  
 جیسا کہ واقعہ شہادت عبد اللہ بن عقیف میں منقول ہے۔ وَتَارَةً يَقُولُ مُخَاطَبًا  
 لِابْنِ كَلْثُومٍ لَقَدْ كَذَبْتُمْ وَكَذَبَ جَدُّكُمْ وَأَبُو مُخَنِفٍ أَيْضًا اور کہی کفر صریح کا  
 کلمہ جناب ام کلثوم سے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ تم سب جو مجھے ثابت ہو گئے اور تمہارے  
 نانا بھی معاذا اللہ جو مجھے تھے وَ عَنْ بَعْضِ الْمُقَاتِلِ رَوَى الدَّرْبُ بَنَدِي رَحِمَہُ اللہ  
 قَالَ حِينَ وَضَعَ قَضِيبَهُ عَلَى شَايَا الْحُسَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ۔ اور بعض مقاتل  
 سے ملا اور بندہ می نے نقل کیا ہے کہ بروقت اُس بے ادبی کے جو چٹری رکھنے کے دند ان مبارک  
 امام حسین سے کی تھی کہا تھا کہ یہ دن انتقام میں روز بدر کے مجھے ملا ہے۔ كَمَا قَالَ يَزِيدُ  
 أَيْضًا ۝ كَيْتَ أَشْيَاخِي بِبَدْرٍ قَدْ شَهِدُوا ۝۔ چنانچہ یزید ملعون نے بھی جب خوب  
 خیزران سے دند ان مبارک سے یہی بے ادبی کی تھی اور ابو بروہہ اسلمی نے روکا تھا یزید  
 یہی کہنے لگا کہ آج کاش میرے بڑے بزرگ جو بدر میں واصل جہنم ہوئے زندہ ہوتے اور  
 دیکھتے۔ وَ أَيْضًا لَمَّا قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ لِمَ أَشْرَ بِالنَّاسِ فَصَحَّكَ وَقَالَ إِنَّ صُرْتُ إِلَى  
 النَّاسِ فَقَدْ شَفِيتُ صَدْرِي مِنْكُمْ۔ اَيْضًا جب جناب ام کلثوم نے اسکو دوزخی ہونے  
 کی خبر دی ہنسنا اور کہنے لگا اگرچہ دوزخ میں جاؤ لگا مگر آج نو میں نے اپنے دل کے پھسولے  
 تمہارے قتل اور ہتک سے چھوڑ لئے ہیں۔ یہی روایت ابو مخنف کی ہے وَ تَارَةً



يُنْكِرُ كَوْنَهُ أَمْرًا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ ۚ وَثَبَّتْ أَنَّهُ عَمْرٌ مِنْ سَعْدٍ كَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ  
اور کہی انکار کرتا تھا کہ میں نے کب حکم دیا تھا قتل امام حسین کا اور عمر سعد کو قاتل بنانا  
تھا اور اپنا خط دربارہٴ حرب و ضرب کے عمر سعد سے طلب کرتا تھا جیسا  
کہ صحیح بخاری میں درج ہے۔ وَهَذَا هُوَ الْأَمْرُ الثَّانِي مِنَ الْأُمُورِ الْخَمْسَةِ الَّتِي  
وَعَدَ نَاهَا فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔ اور یہ وہی دوسرا امر قدرت نمائی خدا کا ہے منجملہ  
پانچ امور کے جسکا ہم نے باب سابق میں وعدہ کیا ہے۔ وَعَلَيْكَ أَيُّهَا النَّاطِرُ  
فِي كِتَابِي هَذَا بِحَقِّ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَكَ أَنْتَ الْحُسَيْنُ ۚ وَلَوْ كَانَ يُبَايِعُهُ ثُمَّ يَخْضَرُ  
عِنْدَهُ وَهُوَ مِنْكَ لِحِدْبِهِ وَشَاَفٍ لِيَصْدِرَ بِقَتْلِهِ فَكَيْفَ يَأْتِي إِلَيْهِ۔ قسم تم کو  
اپنے خدا کی اسے ناظرین کتاب ہذا اب خیال کرو کہ جب ابن زیاد اور یزید دونوں منکر  
رسالت جناب محمد صلعم کے تھے اور اپنے کینہ بدر اور حنین کے نکالنے کی غرض سے یہ  
افعال کر رہے تھے اگر امام حسین بیعت بھی کر لیتے اُس کے بعد بھی تو اُنکے پیش آمدی ہی  
ہوتے جو آج ہو رہے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ وَلِذَا كَانَ الْحُسَيْنُ يَقُولُ لَا اسْتَسْلِمُ  
اسْتَسْلَامَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ هَذَا يَهِ خِيَال کر کے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میں کبھی مثل  
غلام خوار کے مطیع یزید کا نہوں گا یہ جملہ معترضہ تو ہو چکا۔ وَلَمَّا تَنَاقَضَ كَلَامُ  
ابْنِ زِيَادٍ بِالْكَفْرِ وَالْإِسْلَامِ فَلَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ وَتَوَقَّى أَصْلًا عِنْدَ الْفَرِيقَيْنِ لِقَضَاءِ  
بِالْكَذِبِ وَالْمَلِينِ۔ جب ابن زیاد کا قول متناقض ہوا کہی مسلمان اور کہی کافر ہو نہیں  
اب اُس کے اوپر نہ مسلمان کو اعتماد رہا اور نہ کافر کو اور یہی قدرت نمائی خدا کی تھی کہ کذب  
و دروغ سے دونوں کے سامنے رسوا ہو گیا۔ وَالثَّالِثُ مِنَ الْآيَاتِ الَّتِي ظَهَرَتْ  
فِي ذَلِكَ الْمَخْضَرِ مَكَلَمَةُ اللَّعِينِ ابْنِ زِيَادٍ بِالْإِمَامِ الرَّابِعِ وَخَمْسَةِ تَبْسِري  
آیات الہی میں سے دربار ابن زیاد میں گفتگو ابن زیاد کی امام چہارم سید الساجدین سے  
ہے اور حضرت کی تقریر سے اُسکا مبہوت ہو جانا قَالَ السَّيِّدُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَفَتَّ ابْنُ زِيَادٍ  
إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ مَنْ هَذَا۔ سید بن طاووس رحمہ فرماتے ہیں کہ بعد رد و بدل  
منکور بالا کے جو حضرت زینب سے تھی ابن زیاد متوجہ ہوا جناب سید الساجدین کی طرف



اور کہنے لگا یہ کون ہیں اس تجاہل عارفانہ اور شرارت کو دیکھنا چاہئے اور یہی طریقہ تمام خلفائے جور کا رہا ہے کہ جب کسی امام کا سامنا ہوا ہے جان بوجھ کر یوں ہی پیش آتے تھے (فَقَتِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ) لوگوں نے کہا یہ علی فرزند حسین ہیں (اب جس شرارت سے جان بوجھ کر جاہل بنا تھا اسکو ظاہر کرتا ہے) فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ قَتَلَ اللَّهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ۔ کہنے لگا کیا یہ خبر صحیح نہیں ہے کہ علی بن حسین کو خدا نے قتل کر دیا ہے۔ قُلْتُ وَلَمَّا كَانَ كَلَامُهُ هَذَا مَوْدِيًّا إِلَى الرَّنْدَقِ صَرِيحًا فَإِنَّ نِسْبَةَ الْقَتْلِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ أَغْلَظُ وَأَشَدُّ أَيْلَامًا بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الْحُسَيْنَ قُتِلَ بِسَيْفٍ جَدِيدٍ۔ میں کہتا ہوں یہ کلام ابن زیاد کا چونکہ صریح زندہ اور الحاد کا ہے اس لئے کہ قتل کی نسبت خدا کی طرف کرنی اُس سے زیادہ درویشان ہے جو یزید اور مروان یزید کہتے تھے کہ امام حسین اپنے نانا کی تلوار سے شہید ہوئے۔ فَلَمْ يَمَلِكْ سَيِّدُنَا السَّجَّادُ لِيَكُونَ لَهُ حُجَّةٌ مِنْ حَجَجِ اللَّهِ تَعَالَى۔ اب نہ ضبط رہا جناب سید الساجدین کو اس لئے کہ امام اور حجت خدا تھے خدا کی طرف فعل قبیح کی نسبت کب سن سکتے تھے۔ فَقَالَ قَدْ كَانَ لِي أَخٌ يَقَالُ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَتَلَهُ النَّاسُ۔ آہ آہ حضرت نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی تھے اُن کا نام بھی علی بن حسین تھا آدمیوں نے اُن کو قتل کر دیا قُلْتُ وَتَأْمَلْ يَا أَخِي فِي لَيْسَةِ قَوْلِهِ لِمَا هُوَ شَأْنُ الْهَدَايَةِ حَيْثُ لَمْ يَقُلْ قَتَلَهُ بَعْضُ أَهْوَانِكَ وَأَهْلُ عَسْكَرِكَ۔ میں کہتا ہوں دیکھو اے بھائی نرمی کلام کو حضرت کے اور بیانی ہے نبی اور امام کی کہ نرم زبانی سے کلام کرتے ہیں حضرت نے یہ فرمایا کہ میرے بھائی کو تیرے لشکر کے لوگوں نے قتل کیا ہے بلکہ ایسے لفظ فرمائے کہ آدمیوں نے اُن کو قتل کر دیا۔ وَكَانَ غَرَضُهُ أَنَّهُ عَسَى أَنْ يَنْدَمَ مِنْ لَيْسَةِ قَوْلِهِ وَيَقُولُ قَوْلًا لَيْسًا غَرَضُ امام کی یہ تھی شاید یہ شقی آجی نرم زبانی سے کچھ شرمندہ ہو اور نرم زبان سے کچھ کہے لَيْسَتْ أَصَحُّ وَاسْتَكْبَرَتْ فَقَالَ بَلْ قَتَلَهُ اللَّهُ۔ مگر ابن زیاد نے اصرار کیا اور اپنی بزرگی علم کی ظاہر کی یا گردن کنشی سے پہر کہنے لگا آدمیوں نے نہیں بلکہ خدا نے اُن کو قتل کیا۔ ثُمَّ تَحَمَّلَ الْإِمَامُ نَارِيًا وَلَمْ يَقُلْ فِي حَقِّهِ شَيْئًا وَاسْتَدْلَكَ فِي تَكْلِيفِهِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى



پہر دوبارہ امام نے تحمل فرمایا اور اُس کے حق میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اس عوے باطل کی  
 تکذیب آیہ قرآنی سے فرمائی۔ فَقَالَ اللَّهُ وَيَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ فِي مَنَامِهَا وَأَلْقَى لَمْ تَمُتْ رَفِي  
 مَنَامِهَا۔ خدا کا یہ کام ہے کہ غصہ یا بیدار آدمی کی قبض روح فرماتا ہے قتل کرنا خدا کا کام  
 نہیں ہے بلکہ یہ کام آدمی کا یا اور مخلوقات الہی کا ہے جنہیں قوت ارادی ہے۔ قُلْتُ  
 وَهَذَا تَنْزِيهِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَاثْبَاتٌ لِاخْتِيَارِ الْعِبَادِ وَنَفْيٌ لِلْجَبْرِ۔ میں کہتا ہوں  
 یہ فرمانا حضرت کا خدا کی پاکی ثابت کرنے کی غرض سے ہے اور اثبات اس امر کا ہے کہ بندہ  
 اپنے فعل کا مختار ہے اور مجبور نہیں ہے۔ قُلْتُ لَمْ يَكُنْ لِزَيْنٍ زِيَادٌ أَنْ يُجِيبَهُ  
 بِجَوَابٍ آخَرَ اِغْتَاظَ۔ جب ابن زیاد سے اس ارشاد امام کا کچھ جواب نہ ہو سکا  
 اب اُس کا غصہ بڑھا۔ فَقَالَ وَلَكَ جُرْأَتُكَ عَلَى جَوَابِي إِذْ هَبُوا إِلَيْهِ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ  
 کہنے لگا تمہاری یہ طاقت ہے اور تم کو یہ جرأت ہے کہ میرے کلام کا جواب دیکر رو کرو  
 لیجاؤ اٹکو اور اسکی گردن مارو۔ ثُمَّ ذَكَرَ السَّيِّدُ رَحْمَةً قَالَتْهُ زَيْنَبُ لِبَنِّ زِيَادٍ  
 وَعَنِ الْمُفِيدِ وَابْنِ نَمَانَ أَنَّهَا تَعَلَّقَتْ بِهِ وَرَضِيَتْ بِأَنْ تُقْتَلَ مَعَهُ۔ پھر جناب  
 سید نے بقراری حضرت زینب کی اور اسکی گفتگو ابن زیاد سے نقل کی ہے اور شیخ مفید  
 اور ابن نمانے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں اور اُنکے ہمراہ مقتول ہوئے  
 پھر راضی ہوئیں لکن اُخْتَلَفَ الرَّوَاةُ فِي بَيَانِ الْأَمْرِ الْمَانِعِ عَنْ قَتْلِهِ حِينَئِذٍ  
 فَبَعْضُهُمْ قَالَ وَاعْتَقَدَ أَنَّ اِمْتِنَاعَهُ لِمَا قَالَهُ الْإِمَامُ مگر حضرت کے قتل سے باز  
 رہنے کا سبب اس کے بیان میں راویوں کا اختلاف ہے کسی کا تو یہ قول ہے بلکہ شاید  
 عقیدہ یہی ہے کہ جناب سید الساجدین نے اس کے بعد جو گفتگو ابن زیاد سے کی وہی سبب  
 اُس کے باز رہنے کا ہوا۔ وَهُوَ قَوْلُهُ أَيْ الْقَتْلِ تَهْدِي دُنِي يَابْنَ زِيَادٍ أَمَا عَلِمْتَ  
 أَنَّ الْقَتْلَ لَنَا عَادَةٌ۔ یہ ارشاد حضرت کا تھا قتل کرنے سے تو مجھے دھمکا تا ہے تجھے  
 معلوم نہیں ہے کہ مقتول ہو جانا ہم سب اماموں کی عادت ہے۔ وَكَرَامَتُنَا الشَّهَادَةُ  
 اور شہید ہو جانا ہمارے خاص بزرگی ہے۔ قُلْتُ وَإِنَّمَا صَحَّ كَوْنُ الْقَتْلِ عَادَةً بِقَوْلِهِ  
 لَنَا حَيْثُ جَعَلَ الْمُسْتَشْهِدِينَ الثَّلَاثَةَ مِنْ جَدِّهِ وَعَمِّهِ وَأَبِيهِ كَفْسٍ وَاحِدَةٍ



فَعَادَ الْقَتْلَ وَتَكَرَّرَ - میں کہتا ہوں کہ مقتول ہونے کا امر عادی ہونا اسی وجہ سے صحیح  
ہوا کہ حضرت نے اپنے دادا اور چچا اور باپ کو بمنزلہ ذات واحد کے قرار دیا اب اس راہ سے  
تکرار قتل صادق آیا اور عادت ثابت ہو گئی۔ وَغَضُّهُ أَنَّهُ لَا يَخَافُ مِنَ الْقَتْلِ فَيَلْخُو  
تَهْدِيدَهُ بِهِ فَلِذَا امْتَنَعَ مِنْ قَتْلِهِ اور غرض حضرت کی یہ تھی کہ جس بات کا آدمی  
خو گرتہ ہوتا ہے اُس سے خوف نہیں کرتا ہے پس ڈرانا ابن زیاد کا لغو ہے اور یہی سمجھ کر  
آپ کے قتل سے باز رہا۔ وَبَعْضُ الرِّوَايَاتِ يُعْطِي أَنَّهُ لَمَّا تَعَلَّقَتْ بِهِ زَيْنَبُ سَلَامُ اللَّهِ  
عَلَيْهَا وَقَالَتْ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَأَقْتُلْنِي مَعَهُ قَالَ الْمَقْنِدَحِيُّ وَنَظَرَ إِلَيْهَا وَالْيَتِيمَةُ سَاعَةً -  
اور بعض روایات سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب جناب زینب اپنے بیٹے سے لپٹا گئیں  
اور کہنے لگی اگر انکو تو قتل کرتا ہے انکے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے اس محبت کو ذرا خیال  
کرنا چاہئے پس ایک گہری بہرنگ ابن زیاد و دونوں کو دیکھتا رہا۔ ثُمَّ قَالَ عَجَبًا لِلرَّحِمِ  
وَاللَّهِ لَا ظَنُّهَا وَذَتْ أَخِي أَقْتُلَهَا مَعَهُ دَعْوَاهُ فَإِنَّهُ لَمَّا بِهِ مَشْغُولٌ پھر کہنے  
لگا مجھے تعجب ہے اس جوش خون پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زینب پسند کرتی ہیں کہ  
میں انکو بھی ہمراہ زمین العابدین کے قتل کراؤں چوڑ دو انکو کہ یہ اپنی مصیبت میں آپ ہی  
مگر قمار ہیں یعنی موت سے زیادہ ناگوار وہ مصائب ہیں وَعَنِ الْمُنْتَخِبِ عَنْ بَعْضِ  
مَنْ حَضَرَ مَجْلِسَ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَأَيْتُ نَارًا قَدْ خَرَجَتْ مِنَ الْقَصْرِ كَادَتْ تُخْرِقُهُ  
اور منتخب میں بعض حضار مجلس ابن زیاد سے یہ منقول ہے بروایت ملا در بندمی وہ  
شخص کہتا ہے میں نے دیکھا کہ ایک آگ کا شعلہ قصر ابن زیاد سے نکلا اور قریب تھا کہ ابن  
زیاد کو جلا دے۔ فَقَامَ ابْنُ زِيَادٍ عَنْ سِرِّيَّةٍ هَارِبًا وَدَخَلَ بَعْضُ بُيُوتِهِ -  
ابن زیاد اپنے تخت پر سے اٹھ کر بھاگا اور بعض کمروں میں قصر کے جا چھا۔ وَهَذَا  
تَخْوِيفُ اللَّهِ إِنْ وَقَعَ بَعْدَ امْرِئٍ بِالْقَتْلِ فَهُوَ السَّبَبُ التَّامُّ لَا مِتْنَاعَ عَنْهُ - اور  
یہ ڈرانا خدا کا اگر بعد حکم دینے قتل امام کے واقع ہوا ہے تو سبب واقعی یہی ہے جو آپ کے  
قتل سے باز رہا خَوْفًا لِمَلَكَ نَفْسِهِ لَخَوْفَا مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ اپنی ہلاکت کا خوف اُسکو  
ہوا کچھ خدا و رسول کا خوف یہ نہ تھا۔ وَالْأَلَا تَدْعُ عَنْ غِيهِ بَعْدَ ذَلِكَ - ورنہ بعد ازاں



اس کرامت کے کچھ تو اپنے ظلم اور بدعت سے باز رہتا۔ وَالْاَرْبَاعُ مِنْ الْاَيَاتِ مَا رَوَى  
 عَنْ ابْنِ حَجْرٍ فِي صَوَائِقِهِ أَنَّهُ لَمَّا جِئْتُ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ إِلَى دَائِرِ بْنِ زِيَادٍ سَأَلْتُ  
 حِطَّانَهَا دَمًا - وَفِي يَنْابِيعِ الْمَوْدَةِ لَمَّا جِئْتُ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى دَائِرِ  
 ابْنِ زِيَادٍ صَارَ لَوْ أَنَّ حِطَّانَهَا دَمًا - جو بھی قدرت نائی خدا کی یہ ہے جو کہ ابن حجر  
 مکی عالم اہل سنت نے کتاب صواعق محرقة میں لکھی ہے کہ جب سر اقدس امام حسینؑ کا ابن زیاد  
 کے گھر میں لایا گیا دیواروں سے اُس گہر کے خون بہ نکلا۔ فَمَعَ ظُهُورُ تِلْكَ الْاَيَةِ  
 فَقَالَ بِرَأْسِهِ مِنَ السَّكَنِ بِالْقَضِيبِ وَلَمْ أَرَ فِي رِوَايَةٍ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْحَضَارِ  
 قَدْ مَنَعَ اللَّعِينِ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ فَإِنَّهُ قَالَ إِسْفَعَ قَضِيبُكَ إِنْ خُ  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَاضْعًا شَفِئْتُهُ عَلَى مَوْضِعِ قَضِيبِكَ ثُمَّ انْتَحَبَ بِاَلِكَا -  
 باوجودیکہ یہ نشانی قدرت الہی کی سر اقدس کی عزت افزائی کی غرض سے ظاہر ہوئی تھی  
 پھر بھی مردود نے وہ بے ادبی چھڑی رکھنے کی بہا سے مبارک سے کی اور میں نے تو  
 کسی روایت صحیح میں نہ دیکھا کہ مسلمانوں نے دربار ابن زیاد میں سے کسی نے اُس کو  
 منع کیا ہو سوائے زید بن ارقم کے انہوں نے تو اہل بیت کہا کہ اُٹھالے چھڑی کو میں نے جناب  
 رسول خداؐ کے دونوں ہونٹوں کو اسی مقام پر رکھے ہوئے دیکھا ہے اور یہ کہ ہر جلا جلا  
 رونے لگے اور حضار کو بھی بہت کچھ ملامت کی۔ وَمَا أَشْتَبَهُهُ عَلَى بْنِ مَعَارِخَ  
 حَيْثُ رَوَى أَنَّ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ مَنَعَ بَنَ زِيَادٍ عَنْ ذَلِكَ فَبَدَّاهُ مَا رَوَى عَنِ ابْنِ  
 وَابْنِ الْحَارِثِ فِي صَحِيحِهِمَا وَشَتَعَ عَلَيْهِ الْعَيْنُ كَمَا ذَكَرْتَهُ فِي بَابِ مِنَ الْمَجْلَدِ الْأَوَّلِ -  
 اور ابن معارخ کو جو شبہہ ہوا ہے کہ النس بن مالک نے ابن زیاد کو منع کیا تھا اس روایت  
 کی رو صحیح ترمذی اور صحیح بخاری میں موجود ہے اور عینی شارح بخاری نے النس پر اسی  
 امر میں تشیع بھی کی ہے چنانچہ ہم نے باب خاص جلد اول میں اسکو لکھا ہے۔ وَهُمْ  
 أَعْرَفُ بِحَالَاتِ ابْنِ مَنَا إِذْ يَدْعُونَ لَهُ دَائِمًا يَقُولُ لِمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَعَ  
 إِخْفَائِهِ كَرَامَةً بَيْنَهُمْ وَتَرْكِهِ وَصِيَّتَهُ فِي قَضِيَّةِ الْبَسَاطِ كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ -  
 اور علماء اور محدثین اہل سنت النس کے حالات سے زیادہ واقف ہیں بہ نسبت ہمارے کہ



باوجود ایسے ایسے قبیح امور کے جو انس سے واقع ہوئے (دیکھو عبقات الانوار مجلد ۱۱  
 طیر کو) پھر بھی انس پر جان دیتے ہیں اور خدا کی خوشنودی کی دعا ہمیشہ انس کے واسطے  
 کیا کرتے ہیں باوجودیکہ انس نے کرامت نبی کی چھپائی اور وصیت رسول اللہ پر قطعہ بساط  
 میں عمل نہ کیا جیسا کہ باب خاص میں گذر چکا۔ وَقَدْ بَلَّيْتُ مِنْ بَعْضِ هَؤُلَاءِ فَلَمَّا  
 ذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ الْمَذْكُورِ قَالَ لَا أَظُنُّ  
 مِنْ كَرَامَةِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَنْ يَدْعُو عَلَى خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّيَ اللَّهُ  
 مجھے بھی سامنا ہوا تھا بعض علمائے اہل سنت سے اور جب امیر المؤمنین کی بددعا کا  
 بہ نسبت انس کے ذکر آیا جس کو میں نے باب مذکور میں لکھا ہے کہنے لگے کہ مجھے کرامت  
 اور مروت سے حضرت علی کی ایسا گمان نہیں ہے کہ رسول خدا کے خدمتگذار انس پر ایسی  
 دعائے بد اپنے کی ہو اور انس کی نمک حلائی پر کچھ ان عالم صاحب کو لحاظ نہوا۔  
 الْخَامِسُ مِنَ الْآيَاتِ وَعَلَيْهِمْ فُخِّمَ هَذَا الْبَابُ۔ پانچویں قدرت نمائی خدا کی  
 بعوض صبر اور استقامت اہلبیت کے یہ ہے اور اسی پر اس باب کو ختم کرونگا۔ وَظَنُّوا  
 أَنَّهَا ظَهَرَتْ بَعْدَ كُلِّ مَا قَاسَوْهُ مِنَ الْآخِرَانِ فِي ذَلِكَ الْمَشْهُدِ مَعَ إِسَاءَةِ  
 اللَّعِينِ بِشَيَا أَلْحُسَيْنِ مجھے گمان یہی ہے کہ یہ قدرت نمائی خدا کی اس وقت ظاہر  
 ہوئی تھی جب ہر ایک طرح کا رنج اور اندوہ اہلبیت اظہار کو پہنچ چکا تھا اور دندان  
 مبارک امام حسین سے بے ادبی بھی ابن زیاد ملعون کر چکا تھا اور کوئی دقیقہ ظلم اور  
 ستم کا اٹھانا نہ رکھا تھا چنانچہ روایت سے یہی ثابت ہے۔ وَهِيَ رِوَايَةُ الشَّعْبِيِّ  
 رَوَاهُ الدَّرَقُوتِيُّ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِصُورِهِمْ عَنَّهُ اور یہ روایت  
 شعبی کی ہے جس کو ملا در بندہ نے لکھا ہے تاہم کہا ابن زیاد نے کہ ان قیدیوں کو  
 ہمارے سامنے سے یجاؤ۔ فَالْتَأَمَرُ كُلُّهُمْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ تَلَعَّنَا لِي شَخْصٌ  
 وَهُوَ يَقُولُ۔ اْمُكْثُومُ فَرَمَاتِي بَيْنَ كَرِّهِمْ سَبُّ تَوَاسِ حَالَتِ مَيْنَ تَحِي كَرَّ نَاكَاهِ مجھے ایک  
 شخص نظر آیا کہ یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا تھا۔ وَاللَّهِ مَا جِئْتُكَ كَمَا حَقَّتْ بِصُورَتِهِ  
 بِالْظَّفِّ مُنْخَفِرُ الْخَدَّيْنِ مَنْحُوسًا۔ قسم بخدا میں تمہارے پاس کر بلا ہو کر آیا ہوں اور

پانچویں قدرت نمائی خدا کی۔



میں نے دیکھا ہے اُس لاش مبارک کو جس کے دونوں رخسارہ خاک میں بہرے تھے اور  
 اُس کے بعد اُن کا سیراقہ س گردن سے کاٹا گیا ہے۔ قَالَتْ اَمْ كَلُثُمُ مِنْ اَنْتَ۔  
 جناب ام کلثوم نے اُس سے فرمایا تو کون ہے۔ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَحْنِ اَسْلَمْتُ عَلَى يَدِ اَبِيكَ  
 اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَيْتِ ذَاتِ الْعَلَمِ اُس نے جواب دیا کہ میں مرد جتنی ہوں آپ کے  
 پدر بزرگوار کے ہاتھ پر بیڑا علم میں مسلمان ہوا تھا۔ وَقَدْ وَجِبَتْ عَلَيَّ نَصْرُكُمْ فَجِئْتُ  
 وَالْاَمْرُ قَدْ فَاتَ۔ مجھ پر آپ لوگوں کی نصرت اور امر اور واجب تھی لہذا کر بلا میں  
 آیا اور وقت نصرت اور جان نثاری کا فوت ہو چکا تھا۔ فَبَعِثْتُ عَلَيَّ يَا اَل رَسُولِ اللّٰهِ  
 صَلَّيْكُمْ مَا اَصَابَكُمْ۔ مجھ پر سخت ناگوار ہے بے اولاد رسول اللہ جو ایذا اور مصیبت آپ کو  
 پہنچی ہے۔ اَلَيْكَ حَاجَةٌ۔ اے میری خوزادی آپ کو کوئی حاجت ہے۔ مطلب اُس جن  
 کا یہ ہے اگر حکم دیجئے تو ابھی اس گہر کو مع آپ کے دشمنوں کے گروہ برد کر دالوں۔  
 فَقَالَتْ اِمَضِ لثَانِكَ بِاَمْرِكَ اللّٰهِ فَبَكَتْ فَبَكَتْ فَبَكَتْ۔ جناب ام کلثوم نے  
 فرمایا تو اپنے ذاتی کام کو چلا جا خدا تیرے ارادہ میں برکت دے ہماری نسبت یہ جس قدر  
 امور گزرے اور گزر رہے ہیں خدا کے پاک کی مشیت بنظر مصالح یہی ہے۔ اللہ اکبر یہ  
 حوصلہ اور یہ ارادہ اور یہ صبر اور استقلال اور قضاے الہی پر راضی رہنا یہ  
 انہیں حضرات کا کام تھا۔ لَا تَقْدِرُ اَنْ تَذْفَعَ قَضَاكَ۔ ہکو قدرت نہیں ہے کہ  
 خواستہ الہی کو دفع کریں يَذْلِكُ الْخَبَرُ نَارِ سُوْلِ اللّٰهِ اِنْ سَبَّ مَصِيْبَتُونَ كَامَشِيَّتِ  
 اَبِي سَہم پر گزرنا اسکی خبر ہم کو جناب رسول خدا سے گئے ہیں۔ قُلْتُ وَقَدْ خَاصَمَنِي  
 فِي بَعْضِ الْاَنْدِيَةِ جَاهِلٌ عَنِيدٌ حَيْثُ قَالَ اِنْ كَانَ مَا جَرَى عَلَيْهِمْ بِقَضَاءِ اللّٰهِ  
 وَمَشِيَّتِهِ فَمَا مَالَكُمْ تَسُبُّونَ يَزِيدًا وَاَتْبَاعَهُ۔ مجھ سے بعض مجالس میں ایک  
 مرد جاہل دشمن خدا نے یہ گفتگو شروع کی کہ جب یہ مصائب الہیت پر قضاے  
 الہی اور مشیت خدا سے گزرے پھر تم لوگ یزید اور گروہ یزید کو کیوں برا کہتے ہو۔  
 فَقَالُوا اَنْتُمْ كَانُوا لَا يَقْدِرُونَ اَنْ يَذْفَعُوا قَضَاكَ كَذَلِكَ يَزِيدٌ وَاَتْبَاعُهُ  
 اَبْنَاءُ۔ پھر جس طرح الہیت کو قدرت تھی کہ قضاے الہی کو پلٹ دین اس طرح یزید اور



گروہ یزید بھی مجبور تھے۔ وَلِنَعْمَ مَا أَجَابَ بِهِ عَنْ مِثْلِ هَذَا عَلَى مَا حِينَ قُتِلَ  
 عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَذَكَرَ النَّاسُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَقِّهِ أَنَّهُ يُقْتَلُ الْفِتْنَةُ الْبَارِئَةُ  
 کیا اچھا جواب ایسے وسوسہ کا جناب امیر نے دیا تھا جس روز حضرت عمار کو لشکر معاویہ  
 نے شہید کیا اور مسلمانوں کو فرمودہ رسول خدا یاد آیا کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔  
 فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّمَا قُتِلَ عَلَى كَلَانِهِ أَبْدَرَهُ إِلَى الْحَرْبِ سَعَادِيہ نے فریب ہی  
 مسلمانوں کی غرض سے یہ کہا کہ عمار کو تو علی نے قتل کیا ہے اسلئے کہ انہوں نے عمار  
 کو لڑنے بھیجا۔ فَقَالَ عَلَى فَإِذَا نَ يَكُونُ رَسُولُ اللَّهِ قَاتِلَ حِمَزَةٍ أَيْضًا لَآئِنَهُ  
 أَبْدَرَهُ إِلَى الْجِهَادِ هَذَا۔ جناب امیر نے فرمایا پھر تو اب رسول خدا ہی قاتل حضرت امیر  
 حمزہ کے بڑے اسلئے کہ حضور ہی نے تو انکو جہاد کفار کرنے کا حکم دیا تھا یہ قول حضرت  
 تو ہو چکا۔ وَكَذَلِكَ كَلِمَتٌ قُتِلَ ظُلْمًا أَوْ يُقْتَلُ أَوْ يُهْتَنَّتْ أَوْ يُؤْذَى إِلَى يَوْمِ  
 الْقِيَمَةِ فَإِنَّمَا هُوَ بِقَضَاءِ اللَّهِ وَمَشِيئَتِهِ۔ اور اسی طرح جو شخص مظلوم ہو کر شہید  
 ہوا ہے یا شہید ہو گا یا کسی کی ہتک عزت ہوگی خواہ کسی قسم کی ایذا کسی کو قیامت  
 تک پہنچے گی وہ سب قضاء الہی اور مشیت ایزدی سے ہوئی اور ہوگی۔ فَطَلَّ الثَّوَابُ  
 وَالْعِقَابُ وَبَغْشَةُ الرَّسُولِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهُ۔ اب تو مقتول مظلوم کا ثواب  
 پانا اور ظالم کا معذّب ہونا سب بنعوذ باللہ باطل ہو گیا اور پیغمبروں کا آنا بھی بے سود  
 ہوا إِنَّمَا الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِ الطَّاهِرَةِ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا أَنَّ مَشِيئَةَ اللَّهِ فِينَا جَرَتْ  
 لِإِظْهَارِ حَقِّهَا الَّذِي كَانَ قَدْ أَخْفِيَ عَلَى عَوَامِّ النَّاسِ لِإِخْفَاءِ الْفِرَاعِيَةِ مِنْهُمْ۔  
 مراد جناب اُمّ کلثوم کی یہ ہے کہ مشیت الہی جو ہماری نسبت ایسی جاری ہوئی ہے  
 اُس کی مصلحت یہ ہے کہ ہمارا حق امامت اور خلافت نبی جبکہ سرکشان امت نے  
 عوامِ خلائق پر چھپا دیا تھا اُس کا اظہار ہو جائے۔ فَإِنَّ عِلَاجَ كُلِّ دَائٍ إِنَّمَا يَصَحُّ بِضِدِّهِ  
 اسلئے کہ ہر مرض کا علاج اُس کی ضد سے کیا جاتا ہے اخفای مظلوم جوازِ روزِ وفات  
 رسول ہو رہا ہے اب اُسکا علاج یہی تھا کہ اعلانِ مظلوم ہو جائے۔ وَعَدَمُ الْقُدْرَةِ  
 عَلَى الرَّدِّ إِنَّمَا هُوَ لِيَكُونَنَا فَائِزِينَ بِالنَّيَا وَالْبَغَايَا اور عدمِ قدرت کا ردِ قضا



ابھی سے یہ مطلب ہے کہ یہ مشیت جو ہمارے حق میں جاری ہوئی ہے سراسر ہمارے  
مطلب اور مراد کے موافق ہے اور ہمارے مدارج سب پر ظاہر ہوتے جاتے ہیں فَكَيْفَ  
نَعُدُّ مَا يَكُونُ غَايَةً مُنْتَبِهًا وَأَنْتُمْ مُرَادُ لَنَا۔ پھر کیونکہ ہم رد کرین اس خواستہ  
خدا کو جو نہایت آرزو ہماری اور جس سے ہماری مرادیں برآتی ہیں۔ اَوْ لِكُونِهِ  
مِنَ الْعَهْدِ وَالْوَعْدِ فَالْعِصْمَةُ مَا نِعْتُهُ لِكُلِّ ذَنْبٍ فَلَا تَقْدِرُ أَنْ تُخْلِفَنَا۔  
یا یہ مراد جناب اُمّ کلثوم کی ہے کہ ان مصائب اٹھانے کا عہد و پیمان ہمارے جد سے  
ہو چکا ہے ہم اس عہد کے خلاف نہیں کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ کہ یہ باب جب خواہش پورا ہو گیا

## باب یازدہم

در بار بن زیاد میں کیسے کیسے لوگ جمع ہوئے تھے اور انکے اغراض کا بیان

إِذَا تَأَمَّلْتَ يَا أَخِي فَمَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ فِي الْأَبْوَابِ السَّابِقَةِ قَظَمَ لَكَ ظُهُورًا  
بَيْنَنَا أَنْ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ رَأَوْا بِأَعْيُنِهِمْ مِنْ ظُهُورِ الْكِرَامَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ وَلَمْ  
يَتَبَصَّرُوا قَبْلًا كَانَ يَمْنَعُهُمْ عَنْ شِقِّ الْعَصَا۔ جب تم ابواب گذشتہ کو پڑھو گے  
اور ذرا سا بھی تامل کرو گے ضرور تم پر ظاہر ہو گا کہ جس قدر مسلمان کوفہ کے بازار  
اور دربار بن زیاد میں موجود تھے اور اپنی آنکھوں سے انہوں نے یہ معجزات اور  
کرامات دیکھے اور تقریریں اہلبیت کی سنین اور پھر بھی انکی چشم بصیرت داہن ہوئی۔  
پھر اب کون چیز انکو مانع تھی کہ بلوہ کر کے حمایت اولاد رسول پر آمادہ نہوئے وَ هَذَا  
التَّقَاعُ مِنْهُمْ عَنِ النَّصْرَةِ لَا يَخْلُو مِنْ أَسْبَابٍ ثَلَاثَةٍ۔ اور یہ باز رہنا  
انکا اور نصرت اولاد رسول نہ کرنا تین اسباب سے خالی نہ تھا۔ إِمَّا أَنْهُمْ لَمْ  
يَرَوْا مِنْ تِلْكَ الْآيَاتِ وَاحِدَةً مِنْهَا فَيَكُونُ كَلَمًا رَوَوْهُ فِي كُتُبِ السِّيَرِ كَذِبًا  
مُحْصَنًا لَا أَصْلَ لَهُ لَمَّا يَقُولُ الدَّهْرِيُّ وَالْمُكْرُوْنُ لِإِدْرِينَ مُحَمَّدٍ صَلَاحُهُمْ۔  
یا تو یہ بات ہے کہ ان مسلمانوں نے کوئی معجزہ اور کوئی کرامت جو وقت دخول اہلبیت



کو فہ سے لیکر تا دربار ابن زیاد و صاوری ہوئے دیکھا ہی نہ تھا اور جس قدر متواتر اخبار کتب تاریخ  
 میں درج ہیں سب دروغ محض اور بے اصل ہیں جیسا کہ منکرین اسلام اور دہر تہ بیدین  
 یہی کہتے ہیں۔ وَ هَذَا يَرْدُّهُ أَنَّ الشَّوَاهِدَ لِنَتِكَ الْحَاكَاثِ لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ خَاصَّةً  
 وَ إِسْلَامُ بَعْضِ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى إِلَى يَوْمٍ وَرُودِهِمْ بِدَمَشَقٍ۔ اور  
 اس شہسہ کی ردیوں کی جاتی ہے کہ ان معجزات کے راوی فقط مسلمان ہی نہیں بلکہ یہود  
 اور نصاریٰ بھی ہیں چنانچہ تاریخ دنیا کا پڑھنے والا اس کو جان سکتا ہے اور بعض یہود  
 اور نصاریٰ کا ان واقعات کو دیکھ کر مسلمان ہو جانا یہ بھی انکی صحت پر دلیل ہے۔ وَ أَفْضَا  
 الشَّوَاهِدُ الْمُسْلِمُونَ لَمَّا أَكْثَرَهُمْ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا أَعْدَاءَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى الْبَرَاءَةِ الْبَرَاءَةِ  
 اَيْضًا مُسْلِمَانِ اِذَا رَاوِي هُنِ تَوَدُّ هِي لَوْ زِيَادَهُ هُنِ جَوْدُ شَمْنِ خَانْدَانِ نَبِي تَحِيَّ اور  
 جنہوں نے یہ ظلم کئے تھے۔ فَكَانَ يَحِقُّ لَهُمْ أَنْ يُخْفَوْهَا لَا أَنْ يُظْهِرُوهَا۔ انکی  
 لائق تو یہی ہے کہ ان کرامات کو جہان تک اونے ہو سکتا چھپاتے ہیں۔ كَمَا هُوَ  
 دَيْدَنُهُمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا۔ چنانچہ آج تک انکی خصلت اور ان کا شیوہ یہی ہے  
 کہ ذکر فضائل اور مصائب اہلبیت کے چھپانے میں کیسی کیسی کوشش کرتے ہیں۔ وَ لَكِنْ  
 يَا بِيَّ اللَّهِ اِلَّا اَنْ يَسْتَمَّ نَوْمًا وَ كَوْنُهُ الْكَافِرُونَ۔ مگر خدا نے اپنی قدرت نمائی  
 اسی میں رکھی ہے کہ نور اُسکا پورا ہوتا ہے اگرچہ کفار کو برا لگے۔ وَ اِمَّا اَنْ يَكُونُوا كَلَمًا  
 قَدْ خَرَجُوا عَنْ دِينِ الْاِسْلَامِ وَ صَامُوا الْقَاتِلَ مُذَلِّينَ۔ یا یہ بات ہے کہ جس قدر  
 مجمع کوفہ میں لوگ تھے اور نیز دربار ابن زیاد میں حاضر تھے سب کے سب کفار اور مرتد ہو گئے  
 تھے۔ فَمَا بِاللَّهِمْ كَانُوا يَتَكُونُونَ وَ يُولُونُ لِمَا مَرَّ۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ اکثر زن مرو  
 بے تابانہ روتے تھے اور جوش اور ولولہ اُنکے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا چنانچہ بابائے توین  
 میں گزر چکا دایضاً لَمَّا وَجَّهَهُمْ ابْنُ زِيَادٍ إِلَى التَّجْنِ فَقَنَّ بَعْضُ الْمَقَاتِلِ قَالَ الزَّوَالِي  
 فَكُنْتُ مَعَهُمْ فَمَا مَرَّ زَيْدٌ قَائِلًا وَجَدْتُكَ مَلَأْتُ رَجُلًا وَ دَنَا اَيْضًا مَكُونًا  
 وَجُوهُمْ۔ اَيْضًا ابْنِ زِيَادٍ نے اہل بیت کو قید خانہ میں پہنچا بعض مقاتل کی روایت  
 ہے راوی کہتا ہے میں اُن کے ہمراہ تھا کسی کوچہ میں اٹکا گزر رہا اگر زن اور مرو سے بھرا



ہوا تھا اور سب اپنے مونہ پر طمانچہ مارتے تھے وَاِمَّا اَنْ يَّكُوْنُوْا فِي التَّقِيَّةِ فَصَاوُوْا  
 اَنْفُسَكُمْ وَدِمَآئِهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَانْتَظَرُوْا الْيَوْمَ الَّذِيْ اَخْبَرَبِهِ رَسُوْلُهُمْ  
 مِنْ خُرُوْجِ الْمُحَنَّاۤئِ۔ اور تیسری یہ بات ہے کہ اس وقت زور شور دشمنان محمد اور  
 آل محمد کا زیادہ تھا پس جو لوگ دل سے دوستدار تھے انہوں نے اپنی خوف جان اور مال  
 سے تقیہ کیا اور منتظر انتقام لینے کے اُس روز تک رہے جس کی خبر رکھنے نبی نے دی تھی  
 کہ مختار کے ساتھ جہاد کر کے انتقام اس خون ناحق کا لینا۔ كَانَ قَالَ قَائِلٌ اِنَّ بُكَآئِهِمْ  
 وَاِظْهَارَ الْاَسْفِ اَيْضًا بِنَآفِيْ ذٰلِكَ لَا تَفِيْهِ اِظْهَارُ الْمُخَالَفَةِ عَنْ هُوْلٍ لِّلْقَوْمِ  
 پہر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ رونا اور مصائب آل محمد پر تاسف پکار پکار کر کرنا یہ  
 بھی تو خلاف تقیہ تھا اس لئے کہ دشمنان رسول کی مخالفت اس میں بھی ظاہر ہوتی تھی قُلْتُ  
 اِنَّ الْاَسْفَ وَالْتَسَدَ لَمْ يَكُنْ مَخْصُوْصًا بِهِمْ اَمَّا سَمِعْتُ مَا رَوَاہُ الْبُخَارِيُّ  
 فِيْ صَحِيْحِهِ مِنْ قَوْلِ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ۔ میں کہتا ہوں کہ افسوس اور مذمت تو بعد  
 اس واقعہ کے کچھ خاص دوستداران اہلبیت سے نہ ہی تھی بلکہ دشمن بھی اظہار اس کا  
 کرتے تھے گو مفید نہ ہو کیا تم نے صحیح بخاری کی وہ روایت نہیں پڑھی ہے جس میں ابن زیاد  
 اور عمر بن سعد کی گفتگو کے بعد عثمان بن زیاد وبراور عبید اللہ بن زیاد کا قول درج ہے۔  
 قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ وَدِدْتُ اَنْهُ لَيْسَ مِنْ بَنِي زِيَادٍ رَجُلٌ اِلَّا فِیْ عُنُقِهِ خِزَامَةٌ  
 اِلٰی یَوْمِ الْقِيَمَةِ وَاَنَّ حُسَيْنًا لَمْ يُقْتَلَ۔ عثمان براور ابن زیاد نے ہر سر جمع کہہ دیا  
 مجھے پسند یہ بات تھی کہ میرے باپ کی اولاد میں کوئی مرد باقی نہ رہتا کہ اُس کی گردن میں  
 رسی نہ پڑی ہوتی قیامت تک یہ ذلت گوارا تھی مگر امام حسینؑ کی شہادت ہوتی۔ وَقَالَ  
 عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مَا رَجَعْتُ اَحَدٌ بِشَيْءٍ مِّمَّا رَجَعْتُ اَطَعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ وَعَصَيْتُ اللّٰهَ  
 وَقَطَعْتُ الرَّحْمَ وَخَرَجْتُ مَغْمُوْمًا۔ اور عمر بن سعد سے یہی جب ابن زیاد نے کہا  
 اگر میرا خط جو دربارہ قتل امام حسینؑ کے مینے لکھا ہے نہ لایا گیا میں تجھے کچھ انعام نہ دے گا  
 قیامت تک تو عمر سعد بولا قسم بخدا کسی آدمی کا انجام ایسا خراب نہوا ہوگا جیسا میرا ہوا کہ  
 ابن زیاد کی اطاعت کی اور خدا کی نافرمانی کی اور اپنی قرابت کا بھی پاس نہ کیا یعنی قریشی



ہونے کا اور غمناک ہو کر دربار ابن زیاد سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وَهُوَ يَقُولُ ذَلِكَ هُوَ  
 الْخُسْفَانُ الْمُبِينُ۔ عمر سعد یہ آیت پڑھ رہا تھا کہ یہی کہلی ہوئی زبان کا رمی ہے جو  
 مجھے نصیب ہوئی (اے لعنت خدا کی) وَبِالْجُمْلَةِ فَأَمْرُهُ هُوَ لَا وَالْمَلَأَ عَنْهُ لَعْنَتُكَ  
 يُعْجِبُ كُلُّ مَنْ يَسْمَعُهُ فَمَا ظَنُّكَ بِمَنْ كَانَ بِمَحْضَرِهِمْ۔ اور مختصر یہ ہے کہ ان  
 ملعونوں کا عجیب حال ہے جو سنا ہے اسے تعجب ہوتا ہے چہ جاکہ وہ لوگ جو آنکھوں  
 سے دیکھتے ہوئے اُنکا کیا حال ہوتا ہو گا۔ وَلِبَيِّنِ ذَلِكَ الْكَلَامَ الْمُرَدَّدَ بِأَوْحَافِ  
 الْبَيَانِ فَقُولُ۔ اب ہم کو لازم ہے کہ موجودین کو ف کے حالات کی زیادہ تفصیل کر کے  
 اُنکے حالات کو بیان کریں اب ہم کہتے ہیں۔ إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى ثَلَاثِ فِرَقٍ فِرْقَةُ  
 كَانَتْ أَشَدَّ عَدَاوَةً مَمْلُوءَةً حَقًّا وَغِيظًا مِنْ آلِ الرَّسُولِ وَهِيَ الَّتِي  
 نَاصَبَتِ الْحَرْبَ۔ ایک فرقہ پورا دشمن خاندان رسالت کا تھا اور اُس کے دل میں  
 کینہ اور بغض بہرا ہوا تھا وہی لڑائی کا بانی ہوا اور اُسی نے کیا جو کچھ کیا وَاتَّبَعَ  
 تِلْكَ الْفِرْقَةُ قَوْمَ الْآخَرُونَ جَلْبًا لِلْمَنَافِعِ دُنْيَوِيَّةٍ كَمَا كَانُوا مُجْتَمِعِينَ  
 مَعَ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ إِلَى الثَّغْلَبِيَّةِ أَوْ شَرَفٍ۔ اس فرقہ کے ساتھ ہو گئے تھے  
 بدو کثیرے اور غارت گرد نیوی نفع کی غرض سے جیسے کہ امام حسینؑ کے ساتھ یہی  
 ہزاروں آدمی جمع ہوئے تھے منزل ثعلبیتہ یا منزل شراف تک وَفِرْقَةُ الْآخَرِ  
 وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهَا خُصُومَةٌ ذَاتِيَّةٌ لِكَيْتَمَا لَمَّا أَنْكَرَتْ أَمْرَ الْخِلَافَةِ وَ  
 دَخَلَتْ فِي الْجُمُعِينَ عَلَى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ۔ دوسرا فرقہ اگرچہ اُسے کوئی ذاتی  
 خصومت خاندان رسالت سے نہ تھی مگر چونکہ اس خلافت نبی صلعم کا مسئلہ یعنی خلیفہ  
 منصوص کا انکار کر کے اُسی اجماع میں داخل ہو گئے تھے اور خلافت خلفائے گذشتہ کا  
 اعتقاد رکھتے تھے فَلَزِمَهَا الْإِنْكَارُ وَالْإِسْتِبْدَادُ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهَِا۔  
 اب اُسکو اپنے فعل کے باقی رکھنے کی نظر سے انکار امامت امام حسینؑ لازم تھا اور اُسی  
 ضد پر باقی رہنا اور وہی ہٹ پوری کرنی ضروری تھی۔ وَهُوَ لَا هُمْ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ  
 بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ الَّذِينَ سَمِعُوا أَنَّهُمْ لَازِمُوا بِوَيْتِهِمْ وَتَرَكُوا الْجُمُعَ



وَالْجَمَاعَةُ مِنْ يَوْمٍ وَقُوعِ تِلْكَ الْهَائِلَةِ اور یہ وہی بعض لوگ ہیں جو کہ صحابہ اور تابعین میں سے جن کے حالات کتب تاریخ میں سنتے ہو کہ بعد واقعہ شہادت اپنے اپنے گہروں میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے جمہ اور جماعت سب چھوڑ دیا۔ وَيَحْقُقُ عَلَى اللَّهِ سُجْدَانَهُ أَنْ يَأْتِيَ إِلَيْهِمْ بِسُوءٍ وَقَدْ وَقَعَ يَوْمَ الْحَرَّةِ كَمَا آتَى عَلَى الْفِرْقَةِ الْأُولَى اور واجب تھا خدا کے پاک پر کہ انہی ہی وہی سزا دہی کرے جیسے دشمنان اہلبیت کی یعنی فرقہ اول کی فرمائی چنانچہ واقعہ حرہ میں کر دی۔ فَإِنَّهُمْ أَخَفُوا أَمْرَ اللَّهِ وَأَصْرَفُوا عَلَى الْبَاطِلِ۔ اسلئے کہ جو حکم خدا کا تھا جان بوجھ کر انہوں نے چھپایا اور باطل پر اصرار کر کے جمے رہے۔ وَإِنَّمَا تَرَكُوا الْجَمَاعَةَ وَلَمْ يَخْرُجُوا مِنْ بُيُوتِهِمْ لَسَلَا يُكُونُوا مَحْجُوجِينَ عَنْ كِلَا الْفِرْقَيْنِ۔ گہر میں چپ کر جو بیٹھ رہے اسکا سبب یہی تھا کہ انکو دونوں فریق کی جوابدہی میں عجز تھا۔ كَمَا فَضَّلْتُهُ فِي بَابِ يَا نَبِيَّكَ إِنِشَاءُ اللَّهِ چنانچہ اسکو ہم نے ایک جدا گانہ باب میں لکھا ہے جو آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اور پوری تفسیر اُسی کے ملاحظہ سے ہوگی۔ وَفِرْقَةٌ ثَالِثَةٌ مَثَلُهَا كَمَا قَالَ اللَّهُ سُجْدَانَهُ فِي كِتَابِهِ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ۔ تیسرا فرقہ مومنین کا تھا اُسکی وہی مثال ہے جو قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے کہ ایک مرد مومن نے کہا کہ نبی اور قبیلہ فرعون میں سے جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا یعنی تقیہ میں بسر کرتا تھا۔ وَمِنْهَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَفِيفٍ وَمِثْلُهُمْ تَمَّارٌ وَكَامِلٌ مِنَ أَصْحَابِ بَعْدِ وَعَنْهُمْ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ۔ اسی فرقہ مومنین میں سے زید بن ارقم اور عبد اللہ بن عقیف جو آج کے روز تک زندہ تھے اور میثم تمار جبکہ قریب ایک ماہ کے شہید ہونے کو ہو رہے اور کامل نامی دوست اور یار سعد وقاص کے جبکہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کی روانگی کر بلا کے روز شہید کر دیا (دیکھو باب خاص جلد اول کو) فَالْأَخْرَاضُ لِكُلِّ وَاحِدٍ وَاحِدٍ مِنْ أَقْلٍ دَاخِلِ الْفِرْقِ الثَّلَاثِ فِي حُضُورِهِمْ ذَلِكَ الْمَشْهَدِ مُخْتَلِفَةً۔ اب دربار ابن زیاد میں آنے کی غرض میں ہر شخص کی تینوں فرقوں میں سے جدا جدا ہمتیں۔ أَمَّا الْمَعَانِدُونَ فَغَضَبُهُمْ هُوَ الْغَضَادُ وَاللَّدَادُ وَهُوَ ظَاهِرٌ دُشْمَانِ



آل رسول کی غرض تو وہی عداوت اور دشمنی تھی اور یہ بات کہلی ہوئی ہے۔ وَالْتَابُوا  
 لَهُمْ كَانَ غَرْضُهُمْ عَلَى أَنْ يَطْهَرُوا فَسَادُ الْخَرَفَةِ فَشَنُّ الْفَارَاتِ وَنَحْضُ  
 الْأَمْوَالِ اور کٹیرے بدو جو ہمراہ لشکر کے تھے انکی غرض یہی تھی شاید یہاں ہی  
 کوئی نیا مفسدہ برپا ہو جائے اور ہم کو لوٹ مار کا ہر موقع مل جائے اور خوب لوٹیں اور  
 گھسٹیں۔ وَأَمَّا الْفِرَاقَةُ الثَّانِيَّةُ وَفِيهِمْ أَسْنُ بْنُ مَالِكٍ فَكَيْفَ يَخْرُجُونَ  
 الْإِجْمَاعَ الَّذِي سَنُوهُ وَاسْتَدَامُوا عَلَيْهِ - دوسرا فرقہ اور انس بن مالک بھی  
 اُسی میں تھے وہ پہلا اُس اجماع کو کیونکر نوڑ سکتے تھے جو ابتداء کے زمانہ وفات  
 رسول سے گڑھ لیا تھا اور آج تک اُسی پر جے ہوئے تھے انکی حاضری دربار ابن ابی  
 میں اسی غرض سے تھی۔ بَقِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَهُمْ أَقْلَاءُ عَدَاوَةً وَلَمْ أَظْهَرْ  
 بِأَسْمَائِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا غَيْرَ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ وَعَبْدِ اللَّهِ عَجِيفٍ - رہے  
 مومنین انکے نام آج تک مجھے معلوم ہوئے سوائے زید بن ارقم اور عبد اللہ بن عقیف کے  
 فَأَنكَرُوا وَكَانَتْ غَرَضُهُمْ أَنْ يَخْضَرُوا ذَلِكَ النَّذْوَةَ فَحَسَبُوا أَنَّهُ يَهْتِمُ  
 الْمُسْلِمِينَ هَيْجًا أَوْ يَغَارُونَ عَلَى حَرِيمَتِهِمْ فَيَقْتُلُونَ وَيُقَاتِلُونَ - پر اگر  
 اور لوگ اہل ایمان سے حاضر تھے تو انکی غرض یہی تھی کہ ہم بھی چلیں اُس مجمع میں اور  
 شاید مسلمانوں کو اولاد رسول کے ساتھ ایسی ایسی بے ادبی کے دیکھنے سے کچھ ذرا سا  
 جوش آجائے اور کسی قدر شرم اور غیرت اُٹو دامنگیر ہو تو ہم بھی انکے ساتھ لڑنے مرنے پر  
 آمادہ ہوں۔ اور آج ہی سے انتقام شروع ہو جائے فَحَسَبُوا أَنَّهُ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ -  
 پس شاید خدا کے کریم انکے گناہوں کو بخش دے اسلئے کہ یہ تاویل ہم نے مضطر ہو کر کی ہے  
 وَالْأَنظَاهِرُ أَنَّ الْكُوفَةَ وَأَهْلَهَا فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ يَصْدُقُ عَلَيْهَا قَوْلُهُ تَعَالَى  
 فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ - ورنہ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ  
 اندون کو فہ اور اہل کوفہ مصداق اُسی آیت کے تھے جو خدا فرماتا ہے کہ ہم نے اُس قرینہ میں  
 سوائے ایک گھر مسلمان کے دوسرا گھر نہ پایا۔ وَأَمَّا مَا مَرَّ عَنْ سَيِّدِنَا التَّجَادُّ  
 مُحَاطًا لِبَعْضِهِمْ أَيْهَا الْمَلِكُ الْعَدَمَةُ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْخَطَائِبِ بِالْمُسْأَلَةِ



لَا يَغْنَمُ كَلَّهْمَ۔ اور وہ روایت جناب امام زین العابدین سے جو اوپر گزری ہے آپ نے فرمایا اے کو قیان مکار اور بیوفا وہ ارشاد خاص انہیں لوگوں سے ہے جو حضرت کے سامنے چاہو سی کی باتیں کر رہے تھے فَإِنَّ هَذَا إِمَامٌ سَوْفَ يَدْعُو لَهُمُ بِالْخَيْرِ بَعْدَ سِنِينَ عِدَّةٍ لِّتَأْتِي جَاهِدُونَ وَيُقَاتِلُونَ مَعَ الْمُخَارِجِ جِهَادًا نَّشِئَةً الدِّفَاعَ لِجِهَادِ الدِّعْوَةِ۔ اسلئے کہ یہی کوزہ کے سزاروں لوگ ایسے ہیں کہ چند سال کے بعد امام چہارم آنکے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے جب یہ لوگ ہمراہ مختار کے دشمنان اہلبیت سے لڑیں گے اور یہ جہاد ہمارے نزدیک جہاد و دفاع ہے جس میں اذن امام وقت شرط نہیں ہے جہاد و دعوت نہیں ہے چنانچہ ہم اس کو باب حالات مختار میں بیان کریں گے انشاء اللہ و بِالْجَمَلَةِ فَلَمَّا أَنَّ مَرَاتِبَ الْإِخْلَاصِ فِي تَوْحِيدِ اللَّهِ مُنْجَانَهُ مُتَّفَاقَةٌ وَلَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَشَعْرًا۔ خلاصہ مطلب ہمارا اب یہ ہے اور اسی بیان کے واسطے یہ باب لکھا ہے کہ جس طرح سے خدا کی وحدانیت پر ایمان لانا اور خالص موحّد خدا پرست ہونا اس کے درجہ مختلف ہیں اور کسی شخص کو تکلیف خدا اس کی برداشت سے زائد کی نہیں دیتا ہے اور جس قدر جس سے تحمل ہو سکے اسی کی اسکو تکلیف ہے كَذَلِكَ الصِّدِّيقُ بِالْبَيْتِ وَمَوَدَّةُ الْقُرْبَىٰ بِضَالَةٍ مَدَارِجُ وَمَقَامَاتُ يَخْصُ بِهَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا۔ اسی طرح تصدیق نبوت محمد صلعم اور آنکے اہلبیت سے دوستی کرنے کے بھی مدارج مختلف ہیں۔ حَتَّىٰ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ حَسَنَ فِعْلٍ عَمَارِينَ يَا سَيِّدِ فِي سَيِّدِهِ آيَاةٌ بِأَمْرِ مُّشْرِكٍ قُرَيْشٍ لِأَنَّهُ لَمْ يَسْتَبِ بِصَمِيمٍ قَلْبِهِ۔ تا انکہ جناب رسول خدا نے عمار یا سر کے فعل کو اچھا ارشاد فرمایا جب انہوں نے مشرکین قریش کے حکم سے جناب رسول کو برا کہا تھا اسلئے کہ عقیدہ عمار کا ویسا نہ تھا۔ وَأَجَانَرُ أَمِينِ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ الدَّعِيَّ ابْنَ الدَّعِيِّ لِيَدْعُوَكُمْ إِلَىٰ أَنْ تَسُبُّوَنِي وَتَبْرَأُوا مِنِّي أَمَّا السَّبُّ فَافْعَلُوا وَاحْفَظُوا بِذَلِكَ أَنْفُسَكُمْ عَنِ الْهَلَاكِ وَأَمَّا التَّبَرُّءُ فَلَا تَفْعَلُوهُ رَوَاهُ الدُّرُ بْنُ دِي رَح۔ جناب امیر نے فرمایا کہ معاویہ تم لوگوں کو بلا کر مجھے برا کہنے اور مجھ سے بیزار ہو جانے کی تکلیف دینا برا کہنے کی اجازت ہے اپنی جان بجاؤ اور



بیزاری دل سے یہ نہ کرنا۔ فَالْحَصَا فِي ذَلِكَ الْمَشْهَدِ إِذَا رَأَوْا سَمِعُوا مَا جَرَى  
 عَلَى أَهْلِ بَيْتِ الرَّسُولِ وَلَمْ يَدْعُوا عَلَى الظَّالِمَةِ وَاسْكُتُوا فَلَمْ يَكُنْ فَعْلُهُمْ بِمَا أَرَادُوا  
 مِمَّا فَعَلَهُ عَمَّا يُرِيدُ۔ پس جو لوگ دربار ابن زیاد میں حاضر تھے اور دل سے دوستدار  
 اہلبیت بھی تھے جو کچھ انہوں نے دیکھا اور جو کلمات جگر خراش سے اور ظالمین کی کلام  
 کو رد نہیں کیا اور چپ رہے انکا سکوت اُس سے زیادہ تو ہنوکا جو کہ حضرت ہمارے کیا  
 تھا وَلَا أَقْلَ مِنْ أَنْتَهُمْ كَانُوا فِي أَذَى الْمَرَاتِبِ مِنَ الْإِيمَانِ۔ اور کم سے کم  
 یہ ہے کہ اِدْنِ مَرْتَبَةِ إِيْمَانٍ پر ہونگے اگر تقیہ نہ کرنے سے تھوڑا سا ضرر انکو پہنچتا۔ اَمَّا  
 زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ فَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ اِنَّهُ قَدْ زَالَ عَقْلُهُ اجترائی علی منع  
 بن زیاد۔ لیکن زید بن ارقم چونکہ بہت ہی بوڑھے تھے اور گمان بھی تھا کہ عقل انکی زایل  
 ہو گئی ہے انکو اہل بیت ابن زیاد کے منع کرنے پر جرات ہوئی فَقَالَ لَهُ بَنُو زَيْدٍ بَعْدَ بَكَائِهِ  
 اِنَّكَ اللهُ عَيْتُكَ لَوْ لَا اَنَّكَ شَيْخٌ قَدْ خَرِقْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ فَتَبَتْ عَقْلُكَ  
 آخر بن زیاد نے بھی بعد رونے زید بن ارقم کے بھی تو کہا خدا تیری دونوں آنکھوں کو  
 رولائے اگر یہ بات ہوتی کہ تو بوڑھا ہے تیری عقل پٹ گئی ہے یعنی جاتی رہی ہے  
 ضرور میں تیری گردن مارتا۔ فَلَمَّا خَرَجَ وَهُوَ يَأْكُلُ الْعَيْنَيْنِ كَانَ اخْرَجَ كَلَامِهِ عَبْدُ  
 مَلِكٍ حُرًّا اَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَبِيدٌ بَعْدَ الْيَوْمِ جب دربار سے نکلے رو رہے  
 تھے اور آخری کلام انکا یہ تھا کہ غلام کہینہ آج حر اور آزاد قوم کا مالک بن رہا ہے۔ اے  
 گروہ عرب تم آج کے روز کے بعد سے سب غلام بنی اُمیہ ہو کر رہو گے۔ قَتَلْتُمْ ابْنَ فَاطِمَةَ  
 وَامْرَأَتَهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ حَتَّى يَقْتُلَ حَيًّا كَمْ وَكَيْتَعْبِدُ اخْرَاسَ كَمْ رَضِيْتُمْ  
 بِالذُّلِّ فَبَعْدَ الْمِنْ رَضِيَ۔ فرزند فاطمہ کو تم نے قتل کیا اور پسر مرجانہ کو اپنا امیر گردانا  
 اور ایسے اُس کے مطیع ہوئے کہ نیک اور پسندیدہ بندگان خدا کو قتل کر رہا ہے اور آزاد  
 آدمیوں کو غلام بنا رہا ہے اپنی رسوائی پر تم راضی ہوئے دُورِی رحمتِ خدا سے اُس کو  
 ہو جو ایسی باتوں پر راضی ہو اُنتم کد اذیر الی ماصار و الی این سار۔  
 پھر اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ انکا کیا حال ہوا مرگے یا مار گئے اور کہ ہر چلے گئے رحمہ اللہ



وَهَذَا الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي مَنْ تَرَكَ التَّقِيَّةَ وَكَافَرَ بِلِسَانِهِ أَهْلَيْتَ رَسُولِهِ -

بعد واقعہ شہادت کے یہ پہلے بزرگ میں جنہوں نے تقیہ چھوڑ کر زبانی گفتگو میں اپنی جان پر کھیل گئے اپنی نبی کے اہلیت کی شناختی میں وعصمہ من القتل کہتے سنہ علی بادی النظر اور بنظر ظاہری عقل کے لئے قتل ہو جانے سے انکی عمر کے زیادہ ہونے نے روکا۔ وَاَقَامَ عَلَى دَقِيقِ النَّظَرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَذْمُومًا وَقَالَ الشَّهَادَةُ فَلِذَا لَمْ يَتَطَلَّقْ لِسَانُهُ لَمَّا انْطَلَقَ لِسَانُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَفِيْفٍ - اور بنظر دقیق تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شہادت انکے نصیب میں نہ تھی اسی وجہ سے انکی زبان بدگوئی ابن زیاد میں زیادہ نہ چلی جیسے کہ زبان عبد اللہ بن عقیف کی چلی تھی حالانکہ دونوں پیر فرقت تھے وَإِنَّمَا الْمَعْرُوفُ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَةِ وَلِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى - اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر معرفت حق کی ہوتی ہے اسی قدر آدمی عمل نیک ہی کرتا ہے اور جو نیت آدمی کی ہو اسی کی اس کو جزا ملتی ہے۔ وَلَوْ لَا خَوْفُ التَّقِيَّةِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُسْكِلِينَ لَكُنْهُمْ اللَّهُ لَقُلْتُ فِي مَسْئَلَةِ حُبِّ أَهْلِ الْبَيْتِ مَا قُلْتُهِ - اور اگر مجھے خوف علماء دین فقہاء اور مسکین کا مانع نہ ہوتا مسئلہ محبت اہلیت علیہم السلام میں اس وقت کہتا جو کچھ کہتا فقلنی متوجع وصدري منشق وكدري مقيت وقد أرى بعين القلب سيدي وإمامي زين العابدين أنه واقف موقف الدل هكذا وعمامة وأخواته بارزات الوجوه مكشفات الستور - میرا دل دھڑک رہا ہے سینہ شق ہو کر پھٹا جاتا ہے جگر کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں دل کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں ہاتھ ہاتھ میرے سردار امام زین العابدین کیسے خواری کے مقام پر کھڑے ہوئے ہیں ہر وہ بیان اور بہنیں انکی دربار عام میں بے پردہ جکڑی ہوئی ہیں۔ بعضھن متورمہ خدینھا لکثرة اللطم من عذوها - کسی پیاری دختر کے رخسارے سوچے ہوئے ہیں اسنے کہ دشمن بیدین نے طمانچے مارے ہیں۔ وبعضھن مسودة الظهر دامية الأذنين کسی بی بی کی پشت مبارک پر سیاہ نیل پڑ گئے ہیں اور دونوں کانوں سے خون بہہ کر سوکھ گیا ہے گوشوارہ اتارنے کے سبب سے وابن زیاد يضرب بعضہ



مَوْضِعًا يَقْبَلُهُ رَسُولُنَا وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا۔ اور ابن زیاد اس جگہ  
پہنچی رکھے ہوئے ہے جس کو ہمارے نبی چومتے تھے اور کہتا ہے کہ ایسا خوبصورت تو میں نے  
کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ وَأَنْتَ بِنَ مَالِكٍ يَقُولُ مُسْتَهْزِئًا عِنْدِي أَمَا أَنْتَ كَأَنَّ  
أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ كَمَا رَوَاهُ اللَّيْمِذِيُّ فِي صَحِيحِهِ۔ اور انس بن مالک براہِ استہزا  
میرے گمان میں کہہ رہا ہے آگاہ ہو ابن زیاد کہ حسینؑ جملہ اہلبیت میں زیادہ تر مشابہہ  
رسول خدا کے تھے دیکھو صحیح ترمذی کو ۷۰ وَالْمُسْلِمُونَ بِمَنْظَرٍ وَمَجْمَعٍ لَا مِثْلَكَ مِنْهُمْ  
وَلَا مُفَجِّعٍ۔ ان مظالم کو مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جو سخت کلامی  
ابن زیاد کی ہے اور جو تعریض انس کر رہا ہے سب کو سن رہے ہیں نہ کوئی مسلمان ان  
افعالِ قبیحہ پر انکار اور رد کرتا ہے اور نہ کوئی ایسا ہے کہ ان بیچاروں کے حال پر درود  
ہو کر رو اٹھے سوائے زید بن ارقم کے فَيَا أَيُّهَا الْمَوْلَانُ لِرَسُولِ اللَّهِ لَوْ كُنْتُ  
حَضَرْتُ ذَلِكَ لَمَشْهَدًا لَمَّا كُنَّا لَكَ نَفْسِي۔ اے دوستہ اران رسول خدا  
اگر میں وہاں حاضر ہوتا ہرگز ہرگز مجھ سے ضبط نہ ہو سکتا۔ فَمَا كُنْتُ قَدْ قَتَلْتُ بَنَ  
مَرْجَانَةَ أَوْ قَتَلْتُ نَفْسِي بِيَدِي إِنْ لَمْ أَقْدِرْ عَلَى قَتْلِهِ۔ یا تو میں ابن زیاد کو  
قتل کرتا اور اگر یہ نہ ہو سکتا تو اپنے آپ کو ہلاک کر دیتا۔ وَهَذَا هُوَ الْمَرْءُ الَّذِي قَوْلُهُ  
يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ اور شاید یہی مراد ہے اور یہی مطلب ہے  
جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کاش میں بھی اُن حضرات کے ہمراہ ہوتا تو اپنی بڑی مراد پر  
پہنچ جاتا سَوْ لَا يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ مَا يَسْتَدِلُّونَ بِهِ عَنْ فِعْلِ ذَلِكَ لَمَّا لَمْ يَمْنَعْ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَفِيْفٍ۔ اور مجھے اُن دلائلِ لفظی کا سوچنا ابن زیاد کے قتل سے خواہ  
اپنی جان اُن حضرات پر نثار کرنے سے کہی منع نہ کرتا۔ وَلَمْ يَنْضَجِرُوا بِفِعْلِي هَذَا لَمَّا  
لَمْ يَنْضَجِرُوا عَمَّا فَعَلَهُ عَبْدُ اللَّهِ۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرے امام حاضر بلکہ سائر ائمہ  
کہی میرے اس فعل سے رنجیدہ خاطر ہوتے جس طرح کہ عبد اللہ بن عقیف کے شہید ہوجانے  
سے ناراض ہوئے۔ وَكَفَانَا فِي صَحَّةِ ذَلِكَ مَا فَعَلَهُ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُمْ مَعَ  
كُلِّهِمْ مَا دُونَيْنِ بِحِفْظِ نَفْسِهِمْ وَرِمَائِهِمْ رَضَوُا بِأَنْ يُقْتَلُوا وَيُسْتَشْهَدُوا



اور ہم کو اس فعل کے کرنے کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ اصحاب امام حسین علیہ السلام سے زیادہ کون حالت خوف اور تقیہ میں ہو سکتا ہے اور باوجودیکہ امام نے اُنکو اجازت دی تھی کہ تم چلے جاؤ اور اپنی جان کی حفاظت کرو مگر وہ بزرگ اسی پر راضی رہے کہ ہم شہید ہو جائیں اور ساتھ امام مظلوم کا نہ چھوڑا +

## باب دوازدہم

اہل بیت کا کوفہ میں قید ہونا پھر دیارِ بدیار پھرائے جانا اس کے

مصلح اور منافع میں تین اغراض اہم کا بیان

إِنَّ الدَّلَّ وَالْعِزَّ وَالْأَمْرَ مَوْسِرًا عِتْبَارِيَّةً وَكَذَلِكَ السَّتْرُ وَالْهَيْكَلُ أَيْضًا تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَزْمِنَةِ وَالْأَمْلَكَةِ - ذَلَّتْ أَوْ عَزَّتْ أَوْ قِيدَ هُونًا أَوْ رَاسِي طَرَحٍ بِرَدِّهِ أَوْ بَلَدٍ بِرَدِّهِ سَبَّامُ أَوْ عِتْبَارِي هُنَّ جَنِّ مَنَظَرِ اشْخَاصٍ أَوْ زَمَانَةٍ أَوْ جُغَاءٍ كَيْفَ اِخْتِلَافٍ هُوَ تَابِعٌ لِمَنْزِلَتِ كُلِّ وَاقْتِ كَيْفَ وَالْأَمْرُ اِخْتِبَارِي تَتَرَادَا إِرَادَ اللَّهِ بِهَا اِخْتِبَارَ عِبَادِهِ لِصَالِحِ النِّظَامِ فَلَا بُدَّ مِنْ اِنْقَاعِهَا بِمَحِثٍ أَنْ تَكُونَ أَقْرَبَ إِلَى الْأُمُورِ الْحَقِيقِيَّةِ - أَوْ أَمُورِ اِعْتِبَارِيَّةٍ

جب خدا اپنے بندوں کا امتحان لینا چاہے بنظر مصلحت انتظام دینی یا دنیوی ضرور ہے کہ اُنکو اس طرح واقع کرے کہ قریب امور حقیقی کے ہو جائیں وَلَا يُبْطَلُ اَثَرُهَا ذَلِكَ اِلَّا بِاخْتِلَافٍ - اور انکی اثر ذلت خواہ عزت کو یہ اختلاف اشخاص وغیرہ باطل نہ کر سکے - وَهَذَا لَا يَكُونُ اِلَّا بِأَنْ يَجْمَعَ اللَّهُ مُسْتَحَاجَاتَهُ أُمُورًا كَثِيرَةً يَحْصُلُ بِهَا الْغَرَضُ الْمَطْلُوبُ مِنْ آيَتِهَا ذِكْرُ فِي كُلِّ حَالٍ - اور یہ بات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب خدا سے دانا بہت سے امور اُسی قسم کے جمع کر دے جن سے عزت خواہ ذلت ہر حال میں ہر جگہ ہر شخص کی پیدا ہو جائے لِيَكُونَ ذَلِكَ اِلَّا بِاجْتِمَاعِ

کتاب بیان ہے کس جان اللہ



مَتَّبِعًا لِمَا ارَادَ سُبْحَانَهُ۔ تاکہ یہ جمع ہو جانا ایسے امور کا ہی سبب ہو جائے اس بات کے سمجھا دینے کا کہ جو ارادہ خدا نے کیا ہے وہ پورا ہو گیا ثُمَّ اِنْ كَانَ الْغَرْضُ مِنْهُ اَلَا يَتْلَاكَ دُورَ التَّعَذِيبِ فَيَعْرِفُ بِالْمُفَارِقَاتِ الْمَذْكُورَةِ فِي الْبَابِ الْحَادِي عَشَرَ۔ پھر اگر غرض خدا کی اس فعل سے امتحان خلق ہو اور عذاب دہی بندگان کی منظور نہ ہو اُس کی شناخت انہیں امور سے ہوگی جو ہم نے کیا رھوین باب میں لکھا ہے تَامَلْ يَا اَخِي فَمَا جَرَى عَلٰی بَنِي اَيُّوُسُفَ فَاِنَّهُ جُرِدَ اَوْ لَا ثُمَّ ضُرِبَ بِاللَّطَمِ وَالْوَكْرِ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي الْبُئْرِ لِيَمُوتَ ثُمَّ اُخْرِجَ عَنْهَا وَبِيعَ بِثَمَنِ بَخِيسٍ ثُمَّ كَسِبَ اِلَيْهِ بِالزَّيْنِ نَادٍ تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ ثُمَّ حَبِسَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ۔ اب تامل کرو اے برادران اُن واقعات میں جو ہمارے نبی حضرت یوسف علیہ السلام پر گذرے ہیں کہ پہلے تو وہ جناب برہنہ کئے گئے کرتہ بھی بہائیوں نے چھین لیا پھر طمانچے اور گھونٹے مارے کہ جسم نازنین اُس جناب کا تمام ڈوکنے لگا (یہ زیادہ حسین ہونے کا بدلہ تھا) پھر کنوئین میں دھکیل دیا کہ مرجائیں پھر کوئین سے نکال کر غلام بنائے گئے اور تھوڑی قیمت پر بچے پھر معاذ اللہ کس منہ سے کہوں زمانہ کی تہمت اُن پر ہوئی اُسکو بعد چند سال قید ہی رہے۔ فَقَدْ اجْتَمَعَ فِي ذٰلِكَ وَهُوَ اِنْهَ اُمُورٌ يُّصَوِّرُ كَوْنَهَا مَذْلَةً فِي كُلِّ حَالَةٍ۔ حضرت کی ذلت اور خواری کی نظام ایسی باتیں یکجا ہوئیں کہ ہر طرح سے ہر حال میں انہی ذلت دینے میں موثر تھیں۔ وَكَانَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي كُلِّهَا صَابِرًا مُحْتَسِبًا لَا يَشْكُو وَلَا يَدْعُوْ عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْهُ اور وہ جناب ان سبب مصائب کے اوٹھاتے وقت صابر اور امیدوار ثواب کے خدا سے تھے نہ کہہی کسی ظالم کی شکایت کی اور نہ کسی پر بددعا فرمائی یہ کلیجہ انبیا اور اوصیا کا ہے اور کسی کی کیا مجال ہے۔ وَانْ قَالَ اَيْضًا لِاخَوْتَيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِمْ وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئَتَيْنِ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَخْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ۔ اور اگر کچھ فرمایا ہی اپنے تشنہ خون بہائیوں سے جب انہوں نے اقرار کیا کہ ہم ضرور خطا وار ہیں تو یہی فرمایا کہ اب آج تم پر کچھ الزام نہیں یا کہ آج میں تمہاری سرزنش نہیں کرتا ہوں خدا تمہارے اس



گناہ کو بخش دے اللہ اللہ یہ صبر اور استقلال و اِثْمًا عَلِمْنَا لَوْ كُنَّا مِنَ الْمُصْطَفَيْنَ  
 الْآخِيَارِ مَعَ ذُلِّهِ وَهُوَ اِنْ يَدِ هَلْكَأ۔ اور یہ جو ہمو عقیدہ ہے کہ حضرت یوسفؑ  
 خاص بندہ برگزیدہ خدا تھے اور بزرگ مرتبہ تھے باوجودیکہ ایسی ایسی ذلت انکی قرآن  
 مجید میں بھی مذکور ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اَنَّهُ كَلَّمَآ حَدَّثَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَدَثَانِ اَظْهَرَ  
 اللَّهُ مَعَهُ اَوْ بَعْدَهُ بَيْنَ مَا يَسِيرُ اَمَّا دَلَّ عَلَى كَرَامَتِهِ وَعِزِّهِ۔ جب کوئی ظلم  
 تازہ اُس جناب پر گذرا ساتھ ہی ساتھ اُس کے خواہ اُس کے تھوڑے زمانہ کے بعد خدا نے  
 ایک ایسی بات ظاہر فرمائی جس سے انکی بزرگی اور عزت فوراً ثابت ہو گئی كَذَلِكَ يَأْتِي  
 مَا جَرَى عَلَى وَلَدِ بَيْنَنَا مُحَمَّدٍ دَا هِلْبِيَّتِ كَمَا مَرَّ فِي الْاَبْوَابِ السَّابِقَةِ  
 وَيَأْتِي۔ یہی صورت ہے اُن مصائب کی جو ہمارے نبی کی اولاد اور اہلبیت پر  
 گذرے ہین کہ جو بات انکو دشمنوں نے ذلت اور خواری کی اون سے کی ساتھ ہی ساتھ  
 اُس کے قدرت نمائی خدا کی اُس کے برعکس ہوتی جاتی رہی چنانچہ گذشتہ ابواب میں  
 تھوڑا سا بیان ہو چکا اور ابھی بہت کچھ باقی ہے وَ اِثْمًا دَعَى يُوسُفُ اِخْوَتَهُ  
 وَلَمْ يَدْعُ الْحُسَيْنَ اَوْ اَهْلَهُ لِاَعْدَائِهِمْ وَظَالِمِيهِمْ بَلْ دَعَا عَلَيْهِمْ بِالْتَحَذُّبِ  
 اِتِّبَاعًا لِّمَجْدِهِمْ صَلَّحَهُمْ اس مقام پر یہ بھی ضروری بات یاد رہے کہ حضرت یوسفؑ  
 نے جو اپنے برادران کے حق میں دُعائے مغفرت فرمائی اور حضرت امام حسینؑ اور  
 انکے اہلبیت نے اپنے قاتلون اور ظالمون کو دُعائے مغفرت ندی بلکہ بددعا فرماتے رہے  
 اپنے نانا کی پیروی سے اسلئے کہ اُس جناب نے ہمیشہ بددعا ان ظالمون کے حق میں فرمائی  
 ہے تو یہ فعل اُن حضرات کا بے صبری پر محمول نہیں ہے۔ لَانَّ اِخْوَةَ يُوسُفَ ۴  
 فَعَلُوْا اَمَّا فَعَلُوْهُ غَبَطَةً اَوْ حَسَدًا مِنْهُمْ فِي الْاُمُوْرِ الْمُنْزِلِيَّةِ وَالتَّمْدِيْنِيَّةِ  
 وَهِيَ مَوَاسَاةُ الْاَبَاءِ بِالْبَنِيْنَ۔ اسلئے کہ حضرت یوسفؑ کے بہائیوں نے جو  
 بدسلوکی آپ سے کی تھی براہ رشک یا حسد کے امور خانگی دنیاوی میں تھی اور وہ کیا تھا  
 کہ حضرت یعقوبؑ سب اولاد سے زیادہ حضرت یوسفؑ کو پار کرتے تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ  
 يُوسُفُ حَسَنًا بَيْنَنَا مِنَ اللَّهِ وَلَا مَدْعِيًا لِنُبُوْتِهِ كَالْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ كَانَ يَدْعِي



كُونَهُ اِمَامًا وَحُجَّةً۔ جس روز برادران یوسف نے یہ قسادت کی ہے حضرت یوسف  
 نبی نہ تھے اور نہ آپکو دعوے اپنی نبوت کا تھا مثل امام حسینؑ کے اسلئے کہ وہ جناب  
 تو امام تھے اور اپنی امامت اور حجت خدا ہونے کا دعوے باعلان فرماتے تھے فَكَانَ الْعَادُ  
 مِنْهُ لَا مَرَدٍ لِّنَبِيِّ وَمَعَهُ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ دَالَّةٌ عَلَى صِدْقِهِ وَكَانَ اِبْتِلَاءُ اللَّهِ  
 هَذَا اَيْضًا مِنْ تِلْكَ الْحُجَّةِ پس امام حسینؑ اور اُنکے اہلبیت سے دشمنی امر دین میں تھی  
 اور ان حضرات کا مبتلا ان مصائب میں ہونا یہ بھی انہیں دلائل میں داخل ہے۔ جو  
 امام حسینؑ کے پاس دلائل امامت تازمانہ حیات موجود تھیں جن سے اُنکے دعوے کی  
 صداقت ہوتی ہے۔ فَكَانَ تَعْدِيْبٌ قَاتِلِيْهِ وَظَالِمِيْ حَقِّهِ اَيْضًا مِنْ حُجَّةِ اللَّهِ تَعَالَى  
 لِاثْبَاتِ حَقِّهِمْ۔ پس قاتلان امام حسینؑ اور ظالمان حق محمد اور آل محمد کی عذاب  
 یہی ہی خدا کی حجت میں سے تھی تاکہ عام لوگوں پر تاقیامت ثابت ہو جائے کہ وہ  
 بزرگوار اپنے دعوے میں سچے تھے اور اُنکے قاتل اور دشمن سب جھوٹے اور بیدین  
 تھے۔ فَإِنْ كَانُوا يَدْعُونَ لَهُمْ بِالْخَيْرِ فَإِنَّ الْعَرَضَ الْمَطْلُوبَ مِنْ اِبْتِلَاءِهِمْ  
 پہ اگر یہ حضرات اپنے قاتلون اور ظالمون کے حق میں دُعاے خیر فرماتے اور عذاب  
 آتی اُن پر نازل نہ ہوتا جس غرض سے یہ مصائب اُٹھائے تھے کہ حق اور باطل کا فیصلہ  
 ہو جائے وہ سب فوت ہوتے اور وہی شہید جو اور دشمنوں کے معذب ہونے سے  
 بڑھ رہا تھا پہر باقی رہ جاتا۔ نَعَمْ يَا تَيْتُكَ فِي تَضَاعُفِ الرِّوَايَاتِ اِنْ كُتِمْنَ  
 كَانَ يَأْتِي اِلَيْهِمْ بِسُوءٍ مِنْ لِسَانِهِ اَوْ جَوَارِحِهِ وَهُوَ غَيْرُ مُعَانِدٍ  
 لِلدِّينِ فَكَانُوا يَدْعُونَ لَهُ بِالْخَيْرِ وَيَتَرَحَّمُونَ عَلَيْهِ۔ ان ائمہ روایات  
 میں اس کا بیان شافی آتا ہے کہ جو شخص ان حضرات سے کسی قسم کی بدزبانی کرتا تھا  
 خواہ اور کوئی ایذا اُنکو پہونچاتا تھا اور وہ فعل اسکا دینی عداوت سے ہوتا تھا خواہ  
 ناواقف اور جاہل اُنکے مراتب سے کوئی گستاخی یا بے ادبی کرتا تھا اُس کے حق میں  
 بعد ہدایت کے دُعاے خیر بھی فرماتے تھے اور اُسپر مہربانی بھی کرتے تھے۔ فَحُجَّةُ اللَّهِ  
 الْقَاطِعَةُ كَيْفَ يَصُدُّ عَنْهُ اَمْرٌ يُنَافِي الْاِسْدَاءَ۔ پس حجت خدا امام یا نبی



کیونکہ اس سے ایسا امر صادر ہو سکتا ہے جو ہدایت کے خلاف ہو فہذا ہُوَ السِّرُّ فِي  
 عَدَمِ كَوْنِهِمْ ۴ دَاعِيْنَ لَا عَدَايَهُمْ بِالْخَيْرِ پس یہی راز ہے کہ وہ حضرات اپنی دشمنوں  
 کے حق میں دعلے خیر نہیں فرماتے تھے۔ فَإِنْ حَفِظْتَ مَا تَلَوْنَا عَلَيْكَ مِنَ السِّرِّ  
 فَتَكُونَ رَاذِلًا كَثَرَتِ الشُّبُهَاتُ الَّتِي يَرُدُّونَ أَعْدَاكَ فِي أَمْثَالِ هَذَا الْبَابِ  
 پہ اگر تم کو یاد رہا جو کچھ ہم نے اس راز کے بارہ میں لکھا ہے انشاء اللہ اکثر شبہات  
 جو دشمنان دین حضرات کی نسبت بیان کرتے پرتے ہیں سب کو رد کر دینا آسانی سے  
 ممکن ہو گا والحمد للہ۔ وَإِنَّمَا ذَكَرْتُ مِنْ حَالَاتِ يُوسُفَ ۵ هَهُنَا مُلْخَصًا  
 لِأَنَّ مِنْ هَذَا الْبَابِ نَبْدًا مَبَيَّنَ مَا جَاءَ عَلَى آلِ طَهٍ وَبِئْسَ مِنْ  
 سَجْنِ الْكُوفَةِ إِلَى دِمَشْقٍ۔ ہم نے مختصر مصائب حضرت یوسفؑ کے جو اس جگہ  
 لکھے اسکا سبب یہ ہے کہ اب ہم اسی جگہ سے شروع کرتے ہیں اُن اُن مصائب کا  
 بیان جو آل طہ و یسین پر قید خانہ کوفہ سے تا ورودان حضرات کے دمشق میں گذرے  
 وَبِئْسَ مِنْ حَالَاتِ الْمُسْلِمِينَ اَيْضًا اَنْتَهُمْ كَيْفَ كَانُوا يَا تُونَ إِلَيْهِمْ بِخَيْرٍ  
 أَوْ بِشَرٍّ۔ ہم اب یہ ہی بیان کریں گے کہ مسلمان لوگ کوفہ کے باہر جہان جہان  
 گذر حضرات کا ہوتا تھا کس طرح پیش آمد اُن کے ساتھ کرتے تھے۔ وَنَعُوذُ إِلَى  
 شَرِّ مَا أَجْلَمْنَا فِي صَدْرِ هَذَا الْبَابِ فَقَوْلُ۔ اب ہم ہر پلٹ کر شرح  
 اور تفصیل اُس جہاں کی کرتے ہیں جو اس باب کے سرے پر لکھ چکے ہیں۔ اور کہتی ہیں  
 كَمَا أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ جَمَعَ فِي قِصَّةِ يُوسُفَ ۶ أُمُورًا كَثِيرَةً كَذَلِكَ جَمَعَ  
 فِي قِصَّةِ الْحُسَيْنِ ۷ اَيْضًا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً حَيْثُ لَمْ يَبْقَ وَلَا وَاحِدٌ مِنَ  
 الْمَصَائِبِ إِلَّا وَقَدْ أَصَابَهُ وَأَهْلِيَّتُهُ۔ جس طرح خدا نے حضرت یوسفؑ کے مصائب  
 میں بہت سے امور کو جمع فرمایا تھا اسی طرح امام حسینؑ اور اُن کے اہلبیت کی نسبت و چند  
 سے چند امور از قسم مصائب جمع کر دیے جتنے کہ شاید کوئی مصیبت ایسی نہ ہو جو اُن بزرگواروں  
 کو نہ پہنچی ہو۔ وَأَهَمُّ الْأَعْرَافِ فِي ذَلِكَ الْإِبْتِلَاءِ ثَلَاثَةٌ يَخْصُ كُلُّ وَاحِدٍ  
 فَرِيْقٌ مِنْ ثَلَاثٍ فَرَقٍ أَحَدُهَا مُعَادَاةُ الْكِبَرَانِ بِالْإِعْلَانِ۔ اگرچہ ان حضرات



کے مبتلا مصائب ہونے میں بہت سے اغراض خدا کے ہیں مگر تین غرضیں سب سے زیادہ ملحوظ رہی ہیں اور ہر غرض سے ایک فرقہ آدمیوں کا خاص ہے اور استحکام اسلام اُن سے ہوتا ہے پہلی غرض یہ ہے کہ جس قدر دشمنوں اور ظالموں نے ظلم کر کے چپانے میں کوشش کی تھی اُس کے برعکس ان مصائب کا اعلان فرمایا گیا کہ اب کسی طرح چپ نہ سکے۔ اس واسطے ہے وہوم اب اس شور و شین کی جو حسین مکر بنجائیں شہادت حسین کی سَوْنِيْدُكَ فِيْ اِثْبَاتِ مَا اَدْعٰىلَهُ اَنَّ اَلْهَيْتَكَ الَّذِيْ فَعَلُوْكَ بِاللَّسْبَةِ اِلَى حَرَمِ رَسُوْلِهِمْ قَدْ كَانَ يَكْفِيْ لَهُمْ دُخُوْلُهُمْ فِي الْكُوْفَةِ وَمُرُوْسُهُمْ فَاَقْدَاتِ السُّتُوْرِيْنَ فِيْ سِكَكِهَا۔ ہمارے اس دعوے کا اثبات اسی سے زیادہ ہوتا ہے کہ مثلاً بہت حرمت اہلبیت کی جو اون بیدینوں نے کی تھی بس اسی قدر کیا کم تھی کہ شہر کوفہ میں وہ لائے گئے اور ہر بازار بے مقنعہ و چادر اونٹوں پر پہرائے گئے فَلَمْ يَزَلْ يَصْعَدُ بِهِ بَلَّ اَدْخَلُوْهُنَّ فِيْ مَجْلِسِ ابْنِ زِيَادٍ اَيْضًا مَّا رَاتِيْ بَعْدَ اَبْرُوْكَرْنِيْ بِرُوْهِ شَقِيْبَا رَاضِيْ نَبُوْنِيْ مَا يَكُنْ دَرَبَارِ ابْنِ زِيَادٍ كَيْفَ مَجْعَمِيْنَ بَعْدَ اَدْخَلُوْهُنَّ فِي السَّجْنِ وَصَاقُوْا عَلَيْهِنَّ ضَيْقًا تَقْشَعْرُ مِنْ ذِكْرِ جُلُوْدِ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔ پھر انکو قید خانہ میں داخل کر کے ایسی تنگی اور سختی اون حضرات پر کی جس کے یاد کرنے سے رونگٹے بدن کے کھڑے ہوتے ہیں خدا ترس لوگوں کے۔ ثُمَّ كَانَ يَكْفِيْ لَهُمْ اَنْ يُرْسِلُوْهُمْ اِلَى يَزِيْدٍ مِنْ حَيْثُ يَخْفَى مُرُوْسُهُمْ۔ پھر قید خانہ سے انکو نکال کر یزید کے پاس اس طرح بھی روانہ کر سکتے تھے کہ انکی روانگی اٹلے راہ میں کسی پر ظاہر نہ ہوتی۔ لَكِنَّ اللّٰهَ يَزِيْدُ اَظْهَارَ الْفَضْلِ لِمَنْ اِثْبَاتٌ كُوْنُهُمْ مُحَقِّقِيْنَ قَبْدَ اَلِهْمُ اَنْ يَشْهَرُوْهُمْ اَيْضًا۔ مگر خدا کو یہ منظور تھا کہ انکی حقیقت اور بزرگی سب پر ظاہر ہو لہذا اُن ملعونوں کی رائے یہ ہوئی کہ دیار بدیاریہم لوگ پہرتے ہوئے یزید کے پاس نہجے۔ فَكَلَّمَا ظَنُّوْهُ فِيْ اِسَاعَةِ الدَّلِّ وَالْهَوَانِ كَانَ يَزِيْدُ فِيْ فَضْلِهِمْ بِظُهُوْرِ الْمُعْجَزَاتِ وَيُعْلِنُ كَلِمَاتُهَا مِنَ الْمَظَالِمِ۔ پس جو جو انکو گمان میں ان حضرات کی ذلت کے اظہار اور اشتہار میں آتا گیا اور کرتے رہے وہی امور سبب ظہور معجزات



اور کرامات کے انجی بزرگی ہی ثابت کرتے تھے اور جس قدر ظلم ان پر گزرے اور چھپائے گئے تھے  
 انجی ہی صداقت ہو گئی۔ وَذَٰلِكَ غَرْضٌ قَدْ اسْتَوْفَيْنَا ذِكْرَهُ فِي ابْوَابِ شَتَّىٰ اور  
 یہ پہلی غرض تو ایسی ہے کہ اس کا پورا بیان ہم نے چند باب میں کر دیا ہے۔ وَالتَّانِي مِنْ  
 الْاَعْرَاضِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ۔ اور دوسری  
 غرض ان مصائب کے اٹھانے اور اعلان کرانے سے خدا کے متعلق اون لوگوں سے تھی  
 جو مسلمان نہ تھے جیسے یہود اور نصاریٰ وَغَيْرِهِمْ فَانْتَهَمَ كَانُوا اِيْلَٰمِزُونَ بِمَا اَنَّ  
 دِيْنَ الْاِسْلَامِ اِيْمًا هُوَ حِلَّةٌ لِّجَلْبِ الْمَنَافِعِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَالْاٰمِرَةِ لَيْسَتْ فِيْهِ  
 نُوْمَرَانِيَّةٌ اَصْلًا۔ اس لئے کہ یہ کل فرقہ ہم لوگوں کو ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے  
 کہ دین اسلام فقط ایک حید ہے سلطنت اور خلافت لینے کا اور لوٹ مار کر کے ملک لینے کا  
 ذریعہ کر لیا ہے کوئی نورانی بات جس سے خدا شناسی پیدا ہو اس میں نہیں ہے۔ وَلَقَدْ  
 صَدَّقَ ظَنُّهُمْ مَا وُقِعَ فِي الْخِلَافَةِ الْاُولٰٓئِ وَالثَّانِيَّةِ وَالثَّالِثَةِ مِنَ الْخُرُوبِ  
 وَالْغَنَائِمِ وَمُبَاهَاةِ الْمُسْلِمِينَ بِهَا خَاصَّةً اِلَى يَوْمِي هٰذَا۔ اور یہ گمان یہود  
 اور نصاریٰ کا اور بھی سچتہ ہو گیا تھا اور اس کی تصدیق اون امور سے بھی ہوتی ہے  
 جو فتوحات اور غنائم کہ پہلی خلافت اور خاص کردوسری اور کچھ تیسری میں ہوئی تھیں  
 اور عام کردہ مسلمانان اور نہیں فتوحات پر آج تک فخر اور مباہات کر رہے ہیں وَتَحْقِيقًا  
 اَنَّ الْاِسْلَامَ اِيْمًا هُوَ قِتْلٌ وَّاسْرٌ وَهَنْكٌ وَتَحْصِيلُ مَخَازِنِ كَثِيْرَةٍ لَا وَاَللّٰهُ  
 فَلَيْسَ الْاِسْلَامُ هُوَ هٰذَا۔ اور عام مسلمانوں کو آج بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسلام کیلئے کافروں  
 کو پکڑ پکڑ کر قتل کرنا لوٹنا گھسونا قیدی بنانا بے پردگی عورات کی کرنی بہت سی غنیمت  
 اور لوٹ ہاتھ آتی۔ میں قسم شرعی کہا کرتا ہوں کہ اسلام اسکو کہی نہ جانا چاہئے۔ ثُمَّ  
 لَمَّا حَدَّثَ فِي بَعْضِ فَلَكَ الْحُرُوبِ اُمُوْرٌ تَشَاجَرُ فِيْ جَوَازِهَا الْمُسْلِمُوْنَ  
 اَيْضًا لَمَّا بَلَّغَ فِيْ كِتَابِ جَدِّ نَا الْمُسْتَمٰی بِتَشْيِيْدِ الْمَطَاعِيْنَ۔ پھر انہیں لڑائیوں  
 میں بعض امور ایسے ہی واقع ہوئے کہ مسلمان باخود بارہا آپس میں لڑنے مرنے پر طیار  
 ہوئے اور لکھے جائز اور ناجائز ہونے میں خود اہل اسلام نزاع میں واقع ہوئے چنانچہ میرے



جد امجد علیہ اللہ مقامہ کی کتاب سے بہ تشیید المطاعن میں اس کا پورا بیان ہو چکا ہے -  
 فَلَيْلِكَ رَسَخَتْ فِي اَذْهَانِ الْمُنْجَرِّينَ لِدِينِ مُحَمَّدٍ اَنَّ الْاِسْلَامَ هُوَ مَا يَقُولُوْنَ لَهُ -  
 اس آپس کے جھگڑے اور ایک دوسرے کی تکذیب سے اور یہی مخالفین دین محمدی کا عقیدہ جم  
 گیا تھا کہ ہونہ ہوا سلام یہی لڑائی جھگڑا سلطنت کرنے کا نام ہے وَهَذَا ظَنُّهُمْ الْبَاطِلُ  
 وَابْتِكَانٌ بِالنِّسْبَةِ اِلَى جِهَادَاتٍ بَيْنَنَا اَيْضًا كَمَا تَرَى فِي كَلَامَاتِهِمْ - اور یہ بدگمانی  
 یہود وغیرہ کی اگرچہ ہمارے نبی صلعم کے جہادوں کی نسبت بھی تھے جیسا کہ ان کے اقوال دیکھنے  
 سے معلوم ہوتا ہے لِكَلِّهِمْ كَانَ يَذْفَعُهُ بِظُهُورِ الْاِمَامَاتِ وَالْمُجِيزَاتِ - مگر  
 جناب رسول خداؐ انہی اس بدگمانی کو اپنے معجزات اور کرامات سے دفع کر دیتے تھے اور  
 ایسے امور واقع فرماتے تھے کہ جس سے کفار کو چارہ ہوتا تھا کہ انہو موبد من اللہ نہ مانیں  
 وَلَيْلِكَ شَرَطَ عَلَيْنَا فِي جِهَادِ الدَّعْوَةِ حُضُورَ الْاِمَامِ الْمُجِيزِ فَإِنَّهُ يَذْفَعُ  
 كُلَّ شُبْهَةٍ تَعْرِضُ فِي مِثْلِ تِلْكَ الْحَالَاتِ - اسی مصلحت سے ہمارے نبی نے شرط  
 ضروری فرمادی کہ ہم اگر جہاد و دعوت اسلام کریں تو اسی وقت کریں کہ امام معصوم معجز  
 نما موجود ہوں اور ہم کو اجازت یہی دین تاکہ اگر کوئی شبہ جہاد کے امور اور لوازم میں  
 کفار کو خواہ خود مسلمانوں کو پڑے اُسکا پورا پورا دفع امام برحق کر دیں - وَلَمَّا كَانَ جَدُّ  
 الْحُسَيْنِ وَابْنُوهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَظْهَرُوا كَوْنَهُمَا مِنْ حُجَّجِ اللَّهِ فِي الْمُدَاهَنَةِ وَالْبَطْنِ  
 اور چونکہ جدنا مدار امام حسین کے اور پدر بزرگوار آپ کے دونوں حضرات نے اپنا حجت خدا  
 ہونا ثابت کر دیا تھا صلح اور جنگ دونوں حالتوں میں - وَقَدْ صَارَ اِلَى رَفُوحِ اللَّهِ وَ  
 رَيْحَانِيهِ اور دونوں بزرگ جوار رحمتِ الہی کو تشریف لے گئے - وَحَدَّثَ فِي الْاِسْلَامِ  
 حَدَّثٌ لَمَّا تَعَلَّمُوا وَاَعْظَمُ الْحَوَادِثِ هُوَ مَا ذَكَرْتَهُ مِنْ تِلْكَ الظُّنُونِ - اور دین  
 اسلام میں جو جو حادثہ پڑ گئے تھے وہ معلوم ہیں سب سے بڑا شبہ یہی ہے کہ یہود اور دیگر  
 مذاہب کو ایسے ایسے گمان بد ہمارے دین کی نسبت قوی ہو گئے تھے - فَأَقْضَتِ الْحِكْمَةُ  
 الْاِلَهِيَّةُ اَنَّ يُؤَيَّدَ هَذَا الدِّينُ فِي حَالِ كَوْنِ اَحَدٍ مِنَ الْهَدَاةِ مَغْلُوبًا مَقْمُورًا  
 پس بنظر دفع اسی طعن اور شبہ کے خدا کی حکمت اسکی تقضی ہوئی کہ ایک مادی اور راہنما



دین اسلام کا فقط مغلوب اور مظلوم ہو کر دین اسلام کی حقیقت اور نورانیت کو ثابت  
 کرے وَتَكُونُ تَحُلُّ تِلْكَ الْمَظَالِمَ ذَرِيعَةً لَّهُ فِي صُدُورِ الْمُعْجَزَاتِ وَخَوَارِقِ  
 الْعَادَاتِ۔ اور یہی ظلم اور ستم جو اس مادی برحق پر گزیریں انکا تحمل کرنا انکی معجز نمائی  
 کا ذریعہ ہوں وَیُؤْمِنُ بِهِ وَیُبْشِّرُ بِهِ الْمُنْكَرُونَ لِذَنبِهِ وَيُطِيلُ خَلَنَّهُمُ الْكَاذِبَا  
 اسی امام اور پیشوائے رہنما کی امامت اور اس کے نانا محمد صلعم کی نبوت پر وہی منکرین دین  
 اسلام ایمان لائیں اور انکا وہ گمان فاسد جو دین اسلام کی نسبت اوپر مذکور ہوا ہے باطل  
 ہو جائے وَلِهَذَا نَقُولُ اَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ اَمَّ نَفْسَهُ وَعِيَالَهُ لِلْإِسْلَامِ اور اسی سبب  
 سے ہم کہتے ہیں کہ امام حسین نے اپنی جان اور اپنے عیال کی اسلام پر نثار کر دی۔ وَقَدْ  
 اعْتَرَفَ بَعْضُ كِبَرَاءِ الْعُلَمَاءِ مِنَ النَّصَّائِیَةِ اَنَّ السَّبْطَ الْأَصْغَرَ لِهَذَا النَّبِيِّ  
 لَوْ لَمْ يُشْهَدْ لَمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ تَوْحِيدًا۔ ایک بڑے عالم نصرانی نے اب توصاف  
 کہہ دیا کہ اگر امام حسین کی شہادت نہ ہوتی دین اسلام کی نورانیت ثابت نہ ہوتی۔ وَكَيْفَ لَا يَقُولُونَ  
 كَذَا وَقَدْ اثْبَتْنَا فِي الْبَابِ الرَّابِعِ وَالْخَامِسِ اَنَّهُ أُعْطِيَ حَيَوٰةَ اَبَدِيَّةٍ لِاثْبَاتِ  
 دِينِ حَبَدِهِ اِلَى يَوْمٍ رَجَعْتِهِ۔ اور کیونکر ایسی باتیں منصف مزاج ہر مذہب کے  
 نمکین گے ہم نے تو باب چہارم اور پنجم میں اسی جلد کے ثابت کر دیا ہے کہ امام حسینؑ کو  
 جلد و میں ان مصائب او ٹھلنے کے زندگی جاوید خدائے دی ہے جس روز نکاح پر  
 دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں نہ آئیں گے۔ وَالثَّالِثُ مِنَ الْأَعْرَاضِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى  
 مَوْلَانِيهِ وَشَيْعَتِهِ۔ اور تیسری غرض جو امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق ہے  
 آپ کے دوستوں اور آپ کے پیروں کرنے والوں سے ہے وَهُوَ يَخْلُ إِلَى فَوَائِدَ غَيْرِ  
 مُتَنَاهِيَةٍ مِنْ قَضَاءِ حَوَائِجِهِمْ وَدَفْعِ الْكُرْبَاتِ عَنْهُمْ وَشَفَاءِ الْأَمْرَاضِ وَ  
 إِدْخَالِ الْمَشُوبَاتِ وَغَيْرِ ذَلِكَ۔ اور یہ غرض بہت سے فوائد کی طرف رجوع کرتی  
 ہے مثلاً قضا و حاجات اور مصیبت کا حضرت کے ذریعہ سے دور ہو جانا بیماروں کو شفا  
 پانا اور ثواب ملے بشمار کا حضرت کی زیارت کرنے سے خواہ آپ کے مصائب پر رونے سے  
 مٹنا۔ وَلَسَلِيَةِ قُلُوبِهِمْ فِي كُلِّ مُصِيبَةٍ أَصَابَتْهُمْ إِذَا ذَكَرُوا مَا جَرَى عَلَيْهِ



وَعَلَىٰ أَهْلِيَّتِهِ وَاصْحَابِهِ۔ اور پہلے ہی ایک بڑی غرض اُس جناب کے مبتلا سے مصائب  
 ہونے میں تھی کہ جس قدر آپ کے دوست اور پیرو قیامت تک ہوں گے اُنکی تسلی اور  
 تشفی پوری ہو کر گئی اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہوں گے اور ادھر حضرت کے مصائب  
 اٹکوا دیاتے اپنا بچ بھول جائیں گے اور آپکی مصیبت پر دردناک اور گریبان چاک ہوا کرے گا۔  
 وَلَئِكَ رَضِيَ بَيْنَنَا مُحَمَّدٌ بَانَ لَا يَبْقَىٰ مُصِيبَةٌ إِلَّا وَبَيْنَتُنِي بِهَا أَهْلُهُ وَأَقَارِبُهُ۔  
 پہر چونکہ ہمارے نبی اپنی امت پر نہایت درجہ کے شفیق تھے لہذا علو و فائدہ شفاعت بخیر  
 کے تسلی اور تسکین وہی امت کی غرض سے اپنی اولاد اور اہلیت پر کل مصائب کا واقع  
 ہونا گوارا فرمایا اس طرح سے کہ شاید کوئی مصیبت باقی نہ رہی ہوگی جو انپر نگذری ہو۔  
 ثُمَّ لَمَّا كَانَتْ الْمَصَائِبُ عَلَىٰ قِيَمَتَيْنِ أَحَدُهَا أُمُورٌ تَجْرِبِيٌّ مَجْنُونِي الْأُمُورِ  
 الطَّبِيعِيَّةِ وَالْعَادِيَّةِ وَلَيْسَ فِي إِقَاعِهَا وَاحِدَاتُهَا فَضْلٌ مُدَاخَلَةٍ لِفِعْلِ  
 الْعِبَادِ۔ پہر چونکہ مصائب کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ باتیں ہیں جن کے واقع کرنے  
 اور پیدا کرنے میں بندوں کے افعال کو چند ان مداخلت نہیں ہے۔ کَالْمَوْتِ الطَّبِيعِيِّ  
 وَالْفَقْرِ وَالْفَاقَةِ وَالْحَوَادِثِ الْأَرْضِيَّةِ وَالسَّامَوِيَّةِ۔ جیسے وہ موت آدمی کی جو  
 مقتضائے طبیعت ہے یا تشنگستی اور فاقہ کشی خواہ زمین اور آسمان کے حادثہ لمے  
 بشمار فِلسُوْنَتُهَا هُوَ الْإِعْتِبَارُ وَهُوَ أَيْضًا أَمْرٌ عَادِيٌّ۔ ایسے مصائب میں  
 تسلی اسی سے ہوتی ہے کہ اپنے اپنے جنس کے حالات کو یاد کر کے عبرت پکڑی جائے اور  
 یہ عبرت ہی ہماری عادت میں داخل ہے۔ وَالثَّانِي مَالَهُ مَزِيدٌ مَدْخِلٌ فِيهِ  
 الْأَعْيَانُ كَالْقَتْلِ وَالنَّهْبِ وَالْهَتِكِ وَالْأَسْرِ وَالسَّبِّ وَالشَّتْمِ وَغَيْرِهَا۔  
 دوسری قسم مصائب کی وہ ہے جس میں ہمارے فعل کو اُس میں زیادہ مداخلت ہے جیسے  
 قتل کرنا لوٹ لینا پردہ دری کرنی قید کرنا برا کہنا گالیان دینی۔ وَغَيْرَ ذَلِكَ وَالسَّلَوةِ  
 فِيهَا أَيْضًا وَإِنْ تَحْصُلُ لَنَا إِذَا تَصَوَّرْنَا بَعْضَ أَقْرَانِنَا وَآمَنَّا أَنَّهُمْ  
 أُصِيبُوا بِمِثْلِهَا۔ اور ایسے مصائب میں ہی اگرچہ ہم کو تسلی یا دآوری سے اپنے  
 امثال اور اقربان کے مصائب سے ہو جاتی ہے۔ لَكِنْ إِذَا أُصِيبَ بِهَا مَنْ هُوَ



اعظم شأننا و ارفع قدرنا و مقبلۃ فی الدنیا و الآخرۃ بل من خلق اللہ الاکثر  
 و السماء کاجلیہ فی زعمنا۔ مگر جب ایسی مصیبتوں میں وہ شخص مبتلا کیا جائے جس کی  
 شان بڑی ہو اور جس کا رتبہ دنیا اور دین میں بلند ہو بلکہ وہ برگزیدہ خدا ہو جس کے واسطے  
 خدا نے زمین و آسمان ہمارے عقیدے کے رو سے پیدا کیا ہو۔ فیکف لا یكون نذکرنا وقوع  
 تلك المصائب علیہ ساوۃ لنا۔ پھر ان مصائب کی یاد آوری ایسے جناب پر کیوں  
 نہ درجہ ہماری تسلی کا ہوگی ضرور ہوگی۔ فاذا امر من ابن لنا مثلاً و سقم لنا ان  
 نرحل من بلد الى بلد اضطراراً ذکرنا سیدنا و مولانا الحسین و ابنہ  
 علیاً و هو یرید العراق و یخرج من مکتہ حصل لنا السلوۃ و فعلنا ما فعلہ  
 الحسین تاسیاً بہ۔ پھر اگر کوئی ہمارا فرزند بیمار شدید ہو اور کسی ظالم کے خوف سے  
 مثلاً ہجو سفر کرنا ضرور ہو اسوقت ہم یاد کریں کہ ہمارے مظلوم امام حسینؑ کے فرزند جناب  
 سید الساجینؑ بھی کیسے سخت بیمار تھے جسوقت حضور نے بخوف قتل مکہ سے عراق کا سفر کیا  
 آخر حضرت نے انکو اپنے ہمراہ لیا اور بیمار کو سفر میں کیسی شدت ہوئی نہ دوا ملی اور نہ غذا۔  
 جس کے یاد کرنے سے ہمارا کلیجہ موخہ کو آتا ہے پس ہم بھی اُسی جناب کی پیروی کریں گے اور  
 اپنے مریض پر کو ساتھ لیں گے۔ و انکانت لنا بنت مریضۃ و ترکناھا فی  
 بلدنا و حیدۃ فریڈۃ و حملنا کل من کان یمرضھا ذکرنا البنت المریضۃ  
 للحسین و ہی الیٰ ترحلنا فی المدینۃ۔ اور اگر کوئی ہماری لڑکی بیمار ہو اور ہم اسکو  
 تنہا گھر میں چھوڑ جائیں اور بہرہو اگھر او جا کر سوائے اُس کے کوئی اور اس کا خبر گیران  
 وہاں نہ کہیں سے باپ مان چھوٹے بہن چھوٹے برادر چھوٹا۔ اور پھر سفر میں ہم کو اُسی  
 دختر بیمار کی جہر پیری سے یاد آئے کہ مائے اُسپر کیسی گذرتی ہوگی کون دوا دیتا  
 ہوگا کون غذا کھلاتا ہوگا اسوقت ہم فاطمہؑ صغرا و خرا امام حسینؑ کو یاد کریں اور ان کی  
 تنہائی اور بیماری کی مصیبت ہجو یاد کرنی چاہئے۔ فیکون تذکرنا ذینک الفحلین  
 الصادقین عن مولانا الحسین صابراً قالنا عین الجرح و فقد الصبر علی  
 مصائبنا۔ ان دونوں فعل امام حسینؑ کی یاد آوری ہجو بقراری اور بے صبری سے اپنی



مصیبت پر منع کر دی۔ فَيَدْخُلْنَا ذَلِكَ النَّاسِي فِي زُمْرَةِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ  
 وَهُمْ الصَّابِرُونَ فِي الْبَاسِ وَالصَّابِرُونَ فِي الْبَاسِ وَهَذَا أَمْرٌ وَالسَّلَوةُ  
 أَمْرٌ آخَرٌ۔ اُسوقت ہم کو امام کی پیروی فوراً اوسی گروہ صالحین میں داخل کر دی گئی  
 جن کی ثنا قرآن میں یوں فرماتے ہے کہ سختی اور بد حالی میں ہمارے خاص بندے صبر  
 کرتے ہیں اور یہ شرف اور بزرگی ہم کو جو پیروی سے اپنے امام کے حاصل ہوگا یہ ایک  
 نفع ہے اور تسنی اور تشفی جو ہم کو ہوگی وہ دوسرا نفع ہے۔ وَالثَّوَابُ وَالْآبَاءُ الَّذِينَ  
 نَكْتَسِبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ مَصَائِبِهِ أَمْرٌ ثَالِثٌ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاجْزِ ثَوَابَ  
 کثیر ہم کو یاد آوری مصائب اور گریہ و بکا سے امام کی مصیبت پر ہم کو ملیگا وہ تیسرا  
 فائدہ ہے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ (یہ فعل حکیم مطلق کا بنیاد پر ہماری نبی کے  
 ہے کس امت پر ایسا فضل ہو ہے) وَإِنَّمَا قَدْ مَنَّا ذَكَرَ هَذَيْنِ الْفَعْلَيْنِ  
 الْمُتَضَادَّيْنِ الصَّادِرَيْنِ عَنِ الْحُسَيْنِ ۝ لَآ تَلَا الْإِسْلَامَ بِالْأُمُورِ الْمُتَضَادَّةِ  
 مِمَّا يَحْتَمِلُ تَحْمَلُهُ وَالصَّبْرُ عَلَيْنَا سَبَابٌ عَدِيدٌ لَا يَسْعَى الْمَقَامَ بِذِكْرِهِ۔  
 ہم نے مصائب امام ۴ میں پہلے ان دو مصیبتوں کا جو ذکر کیا ہے اور یہ دونوں پسین  
 ایک دوسری کی ضد ہیں پس سبب تقسیم ذکر یہی ہے کہ ایسے امور جو باہم ضد  
 ہوں انہیں مبتلا ہونا سخت مصیبت کا سامنا پیدا کرتا ہے کہ تحمل اس کا دشوار ہوتا  
 ہے اور اس پر صبر کرنا بہت سے اسباب سے نہیں ہو سکتا ہے جن کا بیان ہم اس جگہ  
 نہیں کر سکتے ہیں۔ وَكَانَ سَيِّدُ نَا الْحُسَيْنِ ۝ مُبْتَلًى بِالْأَثَرِ الْمُتَضَادَّاتِ۔ اور ہمارے  
 سردار امام حسین ۴ پر اکثر ایسے ہی مصائب گذرے ہیں جو باہم ضدیت رکھتے تھے  
 وَمَعَذَاتِكَ صَبَبَ وَاسْتَقَامَ فَهُوَ الَّذِي يَقُولُ سَجَانَهُ فِي أَمْثَالِهِ إِنَّ  
 الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ۔ باوجود  
 ایسے مصائب میں مبتلا ہونے کے وہ جناب صابر اور ثابت قدم رہے اور یہی  
 ایسے لوگ ہیں جن کے حق میں خدا فرماتا ہے تحقیق یہ بات ہے کہ جن لوگوں نے خدا  
 کو اپنا رب اور پروردگار مان لیا اور اس کے بعد ثابت قدم رہے اور امتحانات



میں پورے اوتارے اون پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ وَبِالْحَمْلَةِ فَكُلُّ مُصِيبَةٍ  
 تُصِيبُنَا وَكُلُّ مَا يَتَوَقَّعُ كَوْنُهُ مُصِيبَةٌ فَقَدْ جَمَعَ اللَّهُ فِي أَهْلِيَّتِ  
 نَبِيِّنَا۔ اب مختصر یہ ہے کہ جو مصیبت ہم پر نازل ہوتی ہے یا جس امر کو ہم خیال  
 کریں کہ یہ مصیبت ہے اُن سب کو خدا نے ہماری تسلی کی غرض سے ہمارے نبی کی اہلیت  
 میں جمع فرمادیا۔ لَتَحِلَّ بِهِمْ عُقْدُ مَكَارِهِنَا وَتُقْضَىٰ بِهِمْ حَدُّ شَدَائِدِنَا۔  
 تاکہ ہمارے مصائب کی گرہیں انہیں مشکل کشا کے اولاد کی طفیل سے کھلتی رہیں۔  
 اور ہماری سختیوں کی تیز باڑہ کٹنے وسیلہ سے کند ہوا کرے فِرْجَانُنَا وَبِنَاثُنَا  
 وَكُهُولُنَا وَشَبَابُنَا بَلْ صَغَارُنَا الْمُرْتَضِعِينَ مِنْ ثَدْيِ أُمَّهَاتِهِمْ  
 كَحَبْدِ اللَّهِ الرَّضِيعِ رُوحِي لَهُ الْفِدَا كَلِمَنْ يَنْتَلِي بِمُصِيبَةٍ فَبَارِئُهَا  
 مُصِيبَةُ الْحُسَيْنِ عَاخِرَةُ النَّصُورِ اب ہمارے مرد اور ہماری عورات  
 اور اودھیر اور جوان بلکہ چھوٹے شیرخوار بچے جیسے علی اصغر (ہماری جان اُس پلیسے  
 پر فدا ہو جائے) الغرض جس پر کوئی مصیبت پڑے اُس کے مقابل امام حسین کی ایک  
 مصیبت فوراً ہمارے تصور میں آجاتی ہے۔ وَنَكْشِفُ لَكَ هُمُومَنَا سِرًّا لَطِيفًا  
 فِي غَايَةِ الدَّقِيقَةِ وَالْغُمُوضِ۔ اس مقام پر ایک نہایت باریک رمز ہم ظاہر کرتے  
 ہیں جسکی باریکی اور سربستگی درجہ انتہا پر ہے۔ وَهُوَ أَنَّ نَبِيَّنَا اخْرَأَ الْأَنْبِيَاءِ  
 لَمَّا كَانَ خَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبُوَّةَ وَلَا يَأْتِي بَعْدَهُ نَبِيٌّ أَحَرُّ وَيَقْبَلُ أُمَّتُهُ  
 إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ۔ وہ راز یہ ہے کہ ہمارے نبی محمد صلعم چونکہ آخری پیغمبر ہیں اب  
 کوئی نبی ان کے بعد اس دنیا میں نہ آئیگا اور آپکی امت تا قیامت باقی رہے گی۔  
 وَلَا أَرْضِيَّةُ الْمُتَطَاوِلَةِ يَتَجَدَّدُ فِيهَا أُمُورٌ جَدِيدَةٌ لَا يَنْقَطِعُ تَجَدُّدُهَا۔  
 اور زمانہ ثانی دراز میں ہر قسم کے جدید امور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ فَتَجَدَّدُ حَاجَاتُنَا  
 إِلَيْهَا أَيْضًا فَتَجِبُ لَنَا مِنْ أَسْبَابِ وَأُمُومٍ كَافِلَةٍ لِنَهْمَاتِنَا۔ اب ہماری  
 حاجتیں بھی ہمیشہ نئی نئی پیدا ہوتی جائیں گی۔ اب ہمارے واسطے لازم ہے کہ ہمارا  
 پروردگار ایسے امور فراہم کرتا رہے جو ہماری جدید حاجات کی کارروائی میں کارآمد ہوں۔



قَالَ هَادِي لَنَا يَجِبُ أَنْ يَكُونَ جَامِعًا لِكُلِّ مَا نَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ - اب  
ہمارا ہادی اور راہ نمایا ہونا ضرور ہے کہ ہماری حاجت روائی کے جملہ ساز و سامان اُنکے  
پاس موجود ہوں علم بھی اُسکو پورا ہو اور عمل بھی اُسکی ہر طرح سے مل ہو و مِنْجُمَلِ الْأَعْمَالِ  
تَحْمِلُ الْمَصَائِبِ وَالصَّبْرُ عَلَى الْأَذَى وَ مُجَانِبَةُ الشَّكْوَى فِي عُمُومِ الْبَلْوَى -  
اور اعمال میں یہ بھی ایک بڑا سخت عمل ہے کہ وہ ہادی مصائب میں تحمل کرے اور ایندھا ہے  
جسمانی اور روحانی پر صابر رہے اور شکوہ سے کہی زبان اُس کی آشنا نہ ہو گو تمام مصائب  
اُس کے اوپر گزر جائیں - وَكَانَ الْإِبْتِلَاءُ بِبَعْضِ تِلْكَ الْمَصَائِبِ يُنَافِي شَانَ النَّبُوَّةِ  
الْمُطْلَقَةِ فَاجْتَنَبَ اللَّهُ سُبُطَةً وَأَهْلِيَّتَهُ حَامِلًا لِذَلِكَ الْخَطْبِ الْجَلِيلِ - اور بعض  
مصائب میں مبتلا ہونا ہمارے نبی کی شان نبوت کے خلاف تھا اسی واسطے خدا نے اُن کے  
چھوٹے فرزند اور اُنکے اہلیت کو اس عہد جلیلہ پر سرفراز کیا - فَلَمَّا أَنَّ اجْتِمَاعَ الْمَصَائِبِ  
بِاجْتِمَاعِهَا فِي شَخْصٍ وَاحِدٍ لَا يَتَصَوَّرُ إِلَّا بِفِعْلِ الْهَيِّ كَذَلِكَ الصَّبْرُ عَلَيْهَا وَ  
الْإِسْتِقَامَةُ أَيْضًا لَا يُمْكِنُ إِلَّا بِمَنْ اجْتَنَبَ اللَّهُ وَجَعَلَهُ مِنْ خَوَاصِّ عِبَادِهِ  
پھر جس طرح تمام مصیبتوں کا ایک شخص میں جمع ہو جانا کہی عقل میں نہیں آتا ہے بدون اس کے  
کہ خدا ایسا موقع پیدا کرے کہ ہر قسم کی مصیبت جمع ہو جائے اسی طرح انکا بار اوٹھانا اور  
اُسکی برداشت کرنی یہ بھی بدون اس کے نہیں ہو سکتی ہے کہ وہ شخص برگزین بندہ گان خدا  
سے ہو اور خاص بندہ الہی ہو فَاجْتِمَاعُهَا أَمْرٌ مُعْجَزٌ وَالتَّحَمُّلُ عَلَيْهَا أَيْضًا أَمْرٌ مُعْجَزٌ  
اُخْرٌ - بس جس طرح سے اتنی مصیبتوں کا یکجا ہو جانا عقل کو عاجز کرتا ہے اُسی طرح  
اون پر صبر کرنا بھی ایک بڑا معجزہ ہے - فَإِنْ حَاقَ لَنَا إِخْصَاءُ الْمَصَائِبِ الَّتِي أُبْلِيَ  
بِهَا الرُّسُولُ اللَّهُ فَذَلِكَ أَمْرٌ قَوِيٌّ أَوْشِيحٌ - پھر اگر ہم ارادہ کریں کہ جس قدر  
مصائب میں آل نبی مبتلا ہوئے تھے اون سب کو شمار کر لیں - یہ بات تو ہماری طاقت سے باہر  
ہے - بَلْ إِنْ أَرَدْنَا أَنْ نُخَصِّصَ مَا أَصَابَهُمْ مِنَ الدَّلِيلِ وَالْخَبَرِ مِنْ يَوْمِ دُخُولِهِمُ الْكَوْفَةَ  
إِلَى يَوْمِ خُرُوجِهِمْ عَنْهَا فَهُوَ أَيْضًا مِمَّا يَحْسِبُ بَيَانُهُ - بلکہ اگر ہم اس کا ارادہ کریں کہ جس  
روز سے یہ حضرات کو فومین داخل ہوئے اور تا روزیکہ وہ سب کوفہ سے باہر نکلے اور روانہ ہوں



ہوئے یہ بھی دشوار ہے کہ ہم اسکو پورا بیان کر سکیں اور ہرگز ممکن نہیں ہے۔ وَلٰكِنْ نَذْكُرُ  
 اَنَّهُمْ بَعْدَ مَا عَفَىٰ عَنْ زِيَادِ عَن قَتْلِ سَيِّدِنَا السَّجَّادِ اَمَرَ بِاِذْخَالِهِمْ فِي السِّجْنِ  
 مگر اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب ابن زیاد نے جناب سید الساجدین کے قتل کرنے سے درگزر کی  
 پر حکم دیا کہ انکو قید خانہ میں لیجاؤ۔ وَاَمَرَ الْحَرَّاسَ بِاَن يُصَيِّقُوْا عَلَيْهِمْ وَاَمَرَ  
 بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ نَاطِفَہٗ فِی لِسْلَکِ۔ اور نگاہبانوں کو زندان کے کہا کہ قید خانہ میں  
 ان پر سختی زیادہ کرنا اور سراقہ امام حسینؑ کو کوچہ کوچہ پر لے کر کا حکم دیا۔ وَ لَمَّا  
 اُظْفِرَ اِلٰی یَوْمِیْ هَذَا بِرِوَاۃٍ دَالَّةٍ عَلٰی اَنَّهُمْ کَثُرُوْا فِی سِجْنِ الْکُوفَةِ بِاِیَّ  
 حَالَةٍ وَ کَیْفَ مَضٰی عَلَیْہِمْ تِلْکَ الْاَیَّامُ وَ مَا قَدَّرَ زَمَانُ مَلَکِہُمْ فِیْہِ۔ اور آج تک مجھ  
 پوری تحقیق کسی روایت کے ذریعہ سے نہ ہوئی کہ وہ حضرات کوفہ کے قید خانہ میں کیونکر  
 اور کس حالت سے رہے اور کیا کیا اُنہر وہاں گزری اور کسے روز رہے۔ وَلَا کَثِیْرٌ فَاِذْکَ  
 فِیْ ذٰلِکَ فَلَنَقْلُ مَا هُوَ اَھَمُّ الْاَغْرَاضِ اور کچھ زیادہ فائدہ بھی اُس کی تحقیق میں  
 نہیں ہے اب ہم کو لازم ہے کہ جو اہم اغراض ہیں اسکو بیان کریں تاکہ قوت ایمانی بڑھے۔ فقط

## باب سیزدہم

بیان اوں مصلحتوں کا جن کی غرض سے یہ واقعہ کربلا میں

ہوا اور کوفہ کو ترجیح کیا تھی ان واقعات کے وہاں ہونے میں۔

نَقُولُ اِنَّ مَا مَضٰی عَلٰی مَصَائِبِ آلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَعم وَاِنَّکَ اَنْ تُمْکِنَ وَقُوْعُهُ  
 فِی الْمَدِیْنَةِ وَ فِی مَلْکَةٍ وَ فِیْ غَیْرِ تِلْکَ الْبِلَادِ اَیْضًا۔ ہم کہتے ہیں کہ جب مصائب  
 اہلبیت رسول پر کربلا میں گذرے اگرچہ ممکن یہ ہی تھا کہ مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ خواہ اور  
 کسی مقام پر گذرتے۔ لٰکِنْ اِلَّا سَجَّعَ الَّذِیْ هُوَ اَھَمُّ الْاَغْرَاضِ کَمَا مَرَّ لَمْ یُکُنْ یُخْصِلُ  
 فِیْ غَیْرِ هٰذَا الْمَقَامِ کَمَا حَصَلَ هُنَاکَ۔ مگر یہ جمع ہو جانا مصائب کا اور یہ پورا اتمام



کہ جنکو ہم نے باب سابق میں بطور تمہید اسی باب کے مکمل ہے جیسا کہ زمین کر بلا پر اور متصل  
 بکوفہ اور خود کوفہ میں ہوا یہ اور جگہ نہ ہو سکتا۔ فَإِنَّ الْكُوفَةَ كَانَ مُسْتَقَرًّا لِلْخِلَافَةِ عَلَى  
 وَخِلَافَتُهُ هِيَ مَحَلُّ التَّرَاجُعِ مِنْ بَدْءِ الْأَمْرِ۔ اس لئے کہ شہر کوفہ وہی دار الخلافہ علی بن  
 ابیطالبؑ کا ہے اور خلافت جناب امیر کی اور انکی اولاد کی اس میں نزاع ابتدا سے چلی  
 آرہی ہے۔ قَالَ بَلَدُ الَّذِي يَتَّصِفُ بِذَلِكَ الْوَصْفِ يَكُونُ أَرْضُهُ وَدَوَّسُهُ وَ  
 أَبْوَابُ الدُّمُوسِ وَخِطَائُهَا وَسُقُوفُهَا بِلِ الْحِصْنِ وَالرَّمْلُ مِنْ هَذَا الْبَلَدِ يَكُونُ  
 مُذَكِّرًا لِلْكَلِّ مَا يَجِبُ تَذَكُّرُهُ۔ جو شہر اور اُس کے گرد و نواح کے گاؤں وغیرہ اس  
 وصف پر ہوں یعنی وہاں سلطنت ظاہری جناب امیر کی رہی ہو اُس کی زمین اور گہر اور  
 گہروں کے دروازے بلکہ دیواریں چھتیں بلکہ سنگرزہ راہ کے اور ریگ یہ سب یاد دہی کرتے  
 ہیں اُن باتوں کی جکی یاد دہانی نبیؐ اور وصیؑ نبی کو اپنی امت کے واسطے واجب ہے وَ هَذَا  
 أَمْرٌ وَاحِدٌ وَأَمْرٌ آخَرُ لَيْسَ لَنَا حَاجَةٌ إِلَى ذِكْرِهِ وَهُوَ أَنَّهُ لَمْ اخْتَارَ عَلَى  
 الْكُوفَةِ كُونَهَا مُسْتَقَرًّا لِلْخِلَافَةِ۔ یہ تو ایک بات ہے اور ایک بات اور یہی ہے  
 جس کے ذکر کی حالات جناب امام حسینؑ کے ساتھ ہم کو حاجت نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ  
 جناب امیرؑ نے کیوں کوفہ کو اپنا دار الخلافہ قرار دیا تھا مدینہ کو چھوڑ کر جہاں تین خلافتیں  
 ہو چکی تھیں۔ وَ كَمَا أَنَّ هِجْرَةَ بَيْنَنَا عَنْ مَكَّةَ وَاسْتِيطَانَهُ الْمَدِينَةَ لَمْ يَكُنْ  
 إِلَّا عَنْ وَدَاعِيٍّ وَ أَسْبَابِ كَذَلِكَ لِحَقِّهِ ۚ أَيْضًا فِي ذَلِكَ الْفِعْلِ أَسْبَابٌ كَثِيرَةٌ۔  
 جس طرح ہمارے نبی صلعم نے اپنا وطن مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ کو وطن قرار دیا اُس کے اسباب  
 بہت سے تھے اسی طرح جناب امیرؑ کو مدینہ چھوڑ کر شہر کوفہ میں اپنا قیام کرنا اوس کے بھی  
 مصالح بہت سے تھے وَ يَكْفِي لَنَا الْإِشَارَةُ فِي هَذَا الْبَابِ وَ سَيَأْتِي۔ ہکو اشارہ  
 ایک بات کہنی ضرور ہے جس کو آئندہ سطور میں لکھیں گے۔ وَ كَذَلِكَ الْحُسَيْنُ ۚ  
 اسْتَفْتَى رَأْيَهُ أَوْ أَحْجَى إِلَيْهِ اللَّهُ مَشِيَّةٌ فِيهِ أَنْ يَخْتَارَ مَضِجَةً أَرْضَ كَرْبَلَا  
 اسی طرح امام حسینؑ کی رائے چنان آراء خواہ مشیت الہی لکھنے حق میں یہی جاری ہوئی  
 کہ اپنی قتلگاہ اور خوابگاہ زمین مقدس کر بلا کی اختیار کریں۔ وَ قَالَ عَلِيٌّ ۚ بِالنَّسْبَةِ



اِلَى الْكُوفَةِ كَانَتْ بِكَ الْكُوفَةُ مُدَّةً اَكْثَرَ مِنْ ثَمَانِيَةِ اَشْهُارٍ تَعْرِ كُنْتَ عَنِ الزَّلَازِلِ  
 جناب امیر نے کوفہ کے حق میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے تیری نسبت سے کوفہ ایسا معلوم  
 ہوتا ہے کہ جس طرح کہاں چرسہ کی کینچ کر بڑھائی جاتی ہے اُسی طرح تیری زمین ہی کینچی جائیگی  
 اور جس طرح زلزلہ سے شہر اور زمین کی پامالی ہوتی ہے ویسے ہی پامالی تیری ہوگی۔ وَلَا يَخْفَى  
 عَلَى مَنْ يُطَالِعُ كُتُبَ التَّيْسِ أَنَّ الْكُوفَةَ كُنَّا أَظْهَرْتَ الْمَفَاسِدَ الَّتِي كَانَتْ  
 نَتَأَمَّجُ لِمُخَالَفَةِ الْأُمَّةِ قَوْلَ نَبِيِّهَا فِي أَمْرِ الْخِلَافَةِ لَمْ يُظْهِرْهَا بَلَدٌ آخَرَ۔  
 تاریخ اور سیر کے مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں ہے کہ زمین کوفہ نے جس قدر وہ فسادات  
 اور خرابیاں ظاہر کر دیں جو نتیجہ تہین مخالفت قول نبی کی دربارہ امر خلافت کے اس قدر توشیہ  
 کسی زمین پر ظاہر ہوئے ہوں گے۔ فَوَقَّعَ تِلْكَ الشَّهَادَةَ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ وَهَتْكَ حَرِيمَ  
 بَيْتِهَا وَنَهَا أَمَّا كَانَ ذَلِكَ بِالنَّظَرِ إِلَى تِلْكَ الْمَصَالِحِ۔ پس شہادت کا زمین عراق پر  
 واقع ہونا اور ہتک ناموس نبی اسی زمین پر ہونی اور نہیں مصلحتوں سے ہتی جنگو ہم جا بجا  
 لکھ چکے ہیں۔ وَأَمَّا ثَانِيًا فَقَوْلُ إِنْ أَهْلَ الْكُوفَةِ كَانُوا يُسَمُّونَ أَنْفُسَهُمْ  
 بِأَشْيَاعٍ عَلَيَّ، دوسری بات اس جگہ پر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل ان کیان کوفہ اپنے کو نام  
 کرتے تھے کہ شیعیان علی سے ہیں۔ وَإِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ أَيْضًا يُعَرِّفُونَ بِذَلِكَ  
 اللَّقَبِ إِنْ جَاءَ اِبْنُ يَمِنْ بِهِيَ اِسْمِي لَقَبَ سَ شَہور تھے۔ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا فِي  
 وَحْدٍ الْبَرِّ وَالصَّلَاةِ يُضَاهِيُونَ بِأَهْلِ الْكُوفَةِ۔ مگر یہ بھی بڑا فرق ہے اہل  
 یمن پر اس قدر احسانات اور ایسی پرورش خاندان امیر المومنین کی نہ تھی جیسے کہ اہل  
 کوفہ کے زن اور مرد پر تھی۔ وَهَذَا عَلَيٌّ كَانَ يَحْمِلُ عَلَى ظَهْرِ الْحُبُوبِ وَالْعَلَاتِ  
 إِلَى أَرْمِلَيْهَا وَآيَاتِهَا سِرًّا مُؤْتَمِّرًا الْقَوْلَ لَمْ تَنْتَفِ عَنْهَا فَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ بِهِيَ  
 علی بن ابی طالب ہیں کہ باوجود اُس جاہ اور چشم کے راتوں کو چہب چہب کر اپنی پشت مبارک  
 پر جو وغیرہ اور روٹیاں لاد لاد کر کوفہ کی بیوہ اور یتیموں کے واسطے پہرتے تھے بنظر  
 بجا آوری حکم خدا کے کہ اگر کار خیر کو چہب کر کرو یہ امر تمہارے حق میں نیک ہوگا۔ وَالْيَوْمَ  
 نَبَاتُهُ وَأَصَاغِرُ بَنِيهِ كَانُوا يَمُوتُونَ مِنَ الْجُوعِ وَالْعَطَشِ مُدَّةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ



فِي اَرْضٍ يَنْتَوِي وَ قَدْ دُوَا فِي الْكُوْفَةِ اَيْضًا جَارِعَتَيْنِ عَطَا شَاءَ - اور حج کا  
 دن ہے یا اللہ کیون زمین کو کوفہ اولٹ نہ گئی کہ اسی علی کی بیٹیاں اور چھوٹے چھوٹے  
 لڑکے تین روز سے زمین میں بے پروا ہو کر اور پیاس کے مرے جاتے تھے اور اب کوفہ  
 میں ہی پہنچ گئے ہیں اور ضرور پہونچے ہوں گے - وَقَدْ مَرَّ فِي الْبَابِ الْحَادِي  
 عَشَرَ اَنَّ الْكُوْفِيَّاتِ يَرْمُونَ اَيْتَهُمُ التَّمْرَ وَالزَّيْتِيبَ عَلَى سَبِيلِ الْمَصَدَّقَةِ  
 الْحَرَمَةِ آه صد آہ اوپر کے باب گیارھویں میں گزر چکا ہے کہ عورات کوفہ اہلبیت کی طرف  
 چھوڑے اور انکو خشک بطور خیرات کے پھینکتے تھے وَلَمْ يَمُضْ مَا بَيْنَ الرَّمَائِنِ  
 اَزِيدَ مِنْ عَشْرِينَ سَنَةً فَهَذَا اَتَقَلَّبُ اللَّيْلُ النَّهَارَ فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ  
 ابھی میں برس سے زیادہ زمانہ عروج اور سلطنت جناب امیر کوہین گذرا ہے کہ حج  
 یہ نیرنگی زمانہ انکی اولاد کے ساتھ ہے یہ زمانہ کا اولٹ پھیر ہے عبرت کا مقام ہے  
 بلکہ ہمارے ایسے جان وادہ محبت اہلبیت کا تو مرجانے کا مقام بھی ہے - وَ اِلَى هَذَا  
 يُشِيرُ سَيِّدُ نَا السَّجَادِ لِقَوْلِهِ فَلَيْتَ شَعْرِي اِلَى كَمْ ذَاتِجَاذِبْنَا - فَنُوْنُهُ  
 وَ تَرَانَا كَمْ مُجَاذِبُهُ اور اسی طرف اشارہ فرما کے جناب سید الساجدین فرماتے ہیں  
 کاش ہکو معلوم ہو جائے کہ یہ نیرنگی ہمارے زمانہ کب تک ہم سے نزاع کرتی رہیگی اور  
 چشم زمانہ دیکھتی رہیگی کہ ہم کب تک اُس سے مقابلہ کریں گے - قُلْتُ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ  
 يَا اَهْلَ بَيْتِ النَّبُوَّةِ اَنْتُمْ قَدْ خَصَّصْتُمْ بِصَبْرِ الْكَاسِمِ فَعَلَبْتُمْ بِالْمَصَابِرَةِ عَلَى  
 فُتُوْنِ الدَّهْرِ - میں کہتا ہوں سلام ہو تم پر اے اہل بیت نبوت تمکو خدا نے خاص کر دیا  
 کہ بڑے بڑے صابرون نے جو صبر کیا ہے اوس سے بھی تمہارا صبر بڑا ہوتا ہے تم ہی غالب  
 ہو گئے اپنے صبر اور استقامت سے زمانہ کی کجروی پر - کیا محال ہے کہ زمانہ تم سے نیرنگی  
 کر کے تمہارے ثبات قدم میں لغزش کیجے - فَاِنْ كَانَ مَا اَصَابَ بِهِ الْحُسَيْنَ وَ اَهْلِيَّتِي  
 فِي غَيْرِ اَرْضِ الْكُوْفَةِ وَ نَوَاجِهَا فَكَيْفَ يُمَكِّنُ لَنَا اَنْ نَقُولَ فِي حَقِّ سَالِكِيهِ مَا  
 نَقُولُ لَهُمْ فِيهِمْ - پھر اگر یہ مصائب امام حسین اور انکی اہلبیت پر زمین کوفہ اور گرد و پیش  
 کوفہ کے نگر تے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب ہم کو بیان پر دعا اور محسن کش کی



نسبت کہنا چاہتے ہیں۔ وَكَيْفَ يَصِحُّ مَا قَالَهُ سَيِّدُ نَا السَّجَّادِ فِيمَ أَبْنَاءِ الْمَلِكَةِ الْغَدَرَةِ  
 اَنْزِيدُونَ اَنْ يَأْتُوا اِلَيَّ مَا اَتَيْتَهُمْ بِآبَائِي۔ اور کیونکر صحیح ہوتا فرما جناب سید الساجدین  
 کا اے قوم مکار اور فریبی اب تم چاہتے ہو کہ مجھ سے بھی وہی دعا کرو جو میرے باپ دادا  
 سے کر چکے ہو۔ وَمَعَ قَطْعِ النَّظَرِ عَنِ الْكُلِّ فَإِنَّ الْحُسَيْنَ كَانَ قَدْ سَقَاهُمْ وَسَرَّوِي  
 عَطَشَهُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَمَا ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ النَّاسِيعِ عَشْرٍ مِنَ الْمَجْلَدِ الْأَوَّلِ  
 اور قطع نظر اور سب احسانات کے جو اس خاندان سے نسبت اہل بیان کو فہم کے ہوئے خود  
 امام حسینؑ نے تین مرتبہ انہیں کو فیونخی پیاس بجھائی تھی نہایت شدت تشنگی میں چنانچہ  
 ہم نے باب اُمیسویں جلد اول میں اسکو لکھا ہے۔ فَمَعَ ذَلِكَ اِسْتِحْقَاقِ الْمَعَاوِصَةِ  
 مَنَعُوهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْمَاءِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ۔ باوجود اس استحقاق معاوضہ کے تین روز اس  
 جناب کو اور کئے بچوں تک کو پانی نہ دیا۔ كَانَهُمْ عَوَّضُوا الرِّيَّاتِ الثَّلَاثَ بِمَنَعِهِمْ عَنِ الْمَاءِ  
 ثَلَاثَ اَيَّامٍ۔ گو یا کہ تین مرتبہ پانی پلانے کا عوض بھی تھا کہ تین روز ان حضرات پر پانی بند  
 کرین افسوس ہزار افسوس وَلَا يَهْوِي لَكَ مَا يَتَّقُوهُ بِهِ النَّوَاصِبُ اَللَّامُ اَنَّ  
 الْحُسَيْنَ ذَا اَنَاقٍ بِاَيْدِي شَيْعَتِهِ وَمَوَالِيهِ۔ اور تم کو اسے گروہ مومنین  
 کچھ دل میں خطرہ اس کا نگدے اور کچھ ذرا بھی اس سے رنجیدہ نہ ہو جو دشمنانِ اہلبیت  
 کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کو جو کچھ ایذا پہنچی کئے شیعہ اور دوستداروں سے یعنی اہل کوفہ سے  
 پہنچی۔ لَآ اَنَّ الْحُبَّ وَالْبُغْضَ وَالْاِيْمَانَ وَالْكَفْرَ مِنَ الْاُمُورِ الْمُتَغَيَّرَةِ بِالْاَنَاءِ  
 فَيَكْسِبُ الْمَنَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَيُضَيِّعُ كَافِرًا۔ اسلئے کہ دوستی اور دشمنی اور ایمان اور کفر ایسے  
 جھٹ پٹ بدلنے والی باتیں ہیں کہ آنا فنا میں تغیر ہو جاتا ہے شام کو آدمی مومن تھا اور  
 صبح کو کافر ہو جاتا ہے۔ وَرَاقًا يُسْتَدَلُّ عَلَيْهَا بِالْاَفْعَالِ الصَّادِرَةِ عَنَّا۔ کسی کے  
 دوست اور دشمن ہونے پر یا اس کے مومن اور کافر ہونے پر انہیں افعال سے لال کیا جاتا ہے  
 جو ہم سے صادر ہوتے ہیں وَالْكُوفِيُّونَ مَدَنُوكُمُ الْبَيْعَةَ وَقَعَلُوا مَا فَعَلُوهُ بِمُسْلِمِ  
 بْنِ عَقِيلٍ ثُمَّ فَعَلُوهُ بِالْحُسَيْنِ وَاهْلِ بَيْتِهِ قَصَارًا وَكَفَّارًا اَمْرًا نَدِيًّا  
 عَنْ دِينِهِمْ۔ اور کوفہ کے لوگوں نے جس تک بیعت حضرت کی توڑ دالی اور حضرت مسلم کے ساتھ



بد سلوکی اور برجمی کی پہر اوس کے بعد خود امام حسین سے جیسی پیش آمد کی ابتو وہ دین سے  
 پہر مجھے نہ شیعہ رہے اور نہ دوست و ان حَاجِ الْمُسْلِمِينَ أَحَدٌ مِّنْ غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ وَ  
 قَالَ إِنَّ قَتْلَ أَوْلَادِ النَّبِيِّ إِنَّمَا أَرْكَبُهُ الْمُسْلِمُونَ فَمَا يَحْبِسُونَهُمْ عَنْ ذَلِكَ فَهُوَ جَوَابُنَا  
 عَنْ ذَلِكَ الْإِثْرَادِ مُعَارَضَةً۔ اور اگر عام مسلمانوں پر کوئی یہودی یا نصرانی وغیرہوں  
 معترض ہو کہ قتل اولاد نبی کا مسلمانوں نے کیا ہے لہذا دین اسلام بڑھے اس کے جواب میں  
 عام مسلمان جو کچھ یہود اور نصاریٰ کو جواب دینگے وہی جواب بطور معارضہ ہم نواصب کب شیعیان  
 کو کوفہ کی نسبت دیں گے۔ وَ نَعُوذُ إِلَى مَا هُوَ الْمَطْلُوبُ فَنَقُولُ وَ مِنْجَلَةَ الْفَوَائِدِ لَا خِيَارَ  
 الْكُوفَةِ وَ حَوَالَتَهَا تَطْبِيقُ فَعَلِهِ بَطْوََاهِ الْعُقُولِ وَ ظَاهِرِ الشَّرِيعَةِ۔ اب ہم اصل عرض  
 کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ منجہ فوائد کے جو امام حسین نے کوفہ اور نواحی کوفہ کی طرف سفر فرمایا  
 کیا یہ بھی ایک بڑا فائدہ ہے کہ یہ فعل کا عقل ظاہری اور ظاہری شریعت کے بالکل مطابق تھا۔  
 فَإِنَّمَا بَلَدُهُ طَالَمَا كَتَبُوا إِلَيْهِ أَهْلُهَا وَ صَارَ دُنْدُ هَامُذ وَ قَاتِ الْحَسَنِ وَ لَا سِيَّامِينَ  
 يَوْمَ وَ قَاتِ مُعَاوِيَةَ يَأْتِي إِلَيْهِمْ فَانْتَمَ سَامِعُونَ لَهُ مُطِيعُونَ كَامِرِهِ۔  
 اس لئے کہ یہ کوفہ وہی مقام ہے تمام حجاز اور عراق میں کہ اسی شہر کے رؤسا اور نامور لوگوں  
 نے جس روز سے امام حسن شہید ہوئے اور خصوصاً جس روز سے معاویہ کی وفات ہوئی تا زمانہ  
 دیا خطون کا حضرت کے نام پر اور سفیرون کے روانہ کرنے کا کہ آپ بہان ضرور آئیں ہم سب آپ کے  
 مطیع ہیں اور ہماری ہدایت آپ ہی سے ہوگی۔ وَ الْأَنْبِيَاءُ وَ أَوْصِيَاءُهُمْ مَحْكُومُونَ مِنَ اللَّهِ  
 بِأَن يَأْتُوا إِلَى بَلَدٍ أَهْلُهَا يَسْتَحْدُونَ مِنْهُمْ حَيْثُ لَا يَطْنُونَ عَلَى الظَّاهِرِ وَ قَوْعِ  
 الْغَدِيرِ وَ الْخَلْفِ۔ پیغمبر اور ان کے نائب خدا کی طرف سے اسی حکم پر مامور ہیں کہ جب کسی شہر  
 یا دیہات کے لوگ ان سے ہدایت طلب ہوں اور بظاہر انکی درخواست کے مخالف واقع ہونے کا  
 ہرگز گمان نہ ہو ضرور انکو وہاں جانا چاہئے۔ فَكَانَ الظَّاهِرُ مِنْ حَالِهِمْ مَا ظَنَ۔ اور ظاہر  
 حال سے تو کو فیون کے یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ دغا نہیں گے۔ أَمَّا مَا كَانَ يَقُولُهُ بَعْضُ  
 الْمَانِعِينَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَهْلُ الْغَدِيرِ وَ الْخِيَلِ وَ قَاھِلُ مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةِ بَلِ الْمُسْلِمُونَ  
 بِأَجْمَعِهِمْ مَا ذَا اتَّوَابَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ مَذْنُوقًا اللَّهُ لِيَكُنْ يَهْ بَاتِ جَوَازِ مَنَعِ كَرْنُ وَلِ



امام حسینؑ کو سفر عراق سے کہتے تھے کہ کوفہ کے لوگ مکار اور فریبی ہیں پس ذرا انصاف سے دیکھو  
 کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ جگہ تمام دنیا کے مسلمانوں نے از روز وفات جناب رسول خداؐ ان کو ولایت  
 سے کیا پیش آمد کی اور کونسی وفا شاری دکھلائی۔ وَ هَذَا أَحْسَنُ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَدْ  
 كَانَ فِي الْمَدِينَةِ يَوْمَ وَرُودِ كِتَابَةِ يَزِيدَ إِلَى الْوَلِيدِ بِأَمْرَةٍ بِأَخْذِ الْبَيْعَةِ مِنْهُ  
 وَإِنْ لَمْ يَبَايَعْ فَيُقْتَلْ۔ یہی حسینؑ بن میری جان اون پر شمار ہو جائے مدینہ میں تھے  
 جس روز خط یزید کا ولید کے نام آیا کہ بیعت کرین تو کرین ورنہ ان کو قتل کرنا۔ قَهْلَ نَصْرًا  
 أَحَدٌ مِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَهَلْ شَأْنٌ لَكُمْ مَعَهُ فِي صَيَانَةِ عِرْضِهِ وَدَمِهِ۔ کیوں  
 حضرات کسی ایک نے ہی اہل مدینہ میں سے بغیر سعد و دے چند آپ کے عزیز اور اصحاب کے جناب  
 امام حسینؑ کی نصرت اور یاری کی اور آپ کی آبرو بچانے میں اور آپ کی خونریزی کے روکنے میں کوئی  
 ہی شریک ہوا فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ۔ مدینہ سے بخوف جان اور آبرو حضرت نکلے وہی  
 آیت پڑھتے ہوئے جو حضرت موسیٰؑ پڑھ رہے تھے اس امید میں کہ شاید بیت اللہ میں  
 آپ کو پناہ مل جائے۔ ثُمَّ لَا ذِي إِلَى بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ وَأَقَامَ فِيهِ مَخَوِّ امْنِ أَمْرَ بَعْدِ  
 أَشْهُبٍ بِرِ مَدِينَةٍ سَ نَكَلَ كَرَاهٍ جَنَابُ مَكَّةَ مَعْظَمَةٍ مِّنْ تَشْرِيفٍ لَّائِيٍّ أَوْ جَارِ هَيْبَةٍ سَ كَچھ  
 کم باز یا رہہ وہاں ٹہرے رہے۔ حَتَّى حَضَرَ مَوْسِمُ الْحَجِّ وَاجْتَمَعَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ أَقْطَارِ  
 الْبِلَادِ وَقَهْلَ سَمِعَتْ أَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ حَضَرَ عِنْدَ سَبْطِ بْنِ لَهْيَةَ فَأَوْيَا نَصْرَتَهُ۔  
 تاہم موسم حج آپ کو بچا اور اسی تمام حجت کی نظر سے حضرت نے وہاں قیام ہی فرمایا تھا اب  
 جوق جوق مسلمان دور دور کے حج کرنے کو لگے کسی ایک کو ہی تم نے سنا ہے یہ ہی توفیق ہوئی  
 کہ امام اور خلیفہ نہ سہی اپنے نبی کا نواسہ ہی سمجھ کر حضرت کے پاس بغرض نصرت آیا ہوتا۔ فَلَمَّا  
 عَلِمَ أَنَّهُمْ لَا يَنْصُرُوهُمْ وَخَافَ أَنْ يُؤْخَذَ أَوْ يُقْتَلَ خَرَجَ مُبْدِلًا حُجَّتَهُ بِالْعَمَلِ  
 يَوْمَ التَّوْبَةِ وَالْمُسْلِمُونَ يَفْخُخُونَ وَيُلْبِثُونَ وَيَدْخِرُونَ الْحِصْلَى لِرَفِي الْجَبَرَانِ  
 تَبَا لَهُمْ وَأَقْبَلُ لِيَذِيهِمْ۔ جب خوب معلوم ہو گیا کہ مسلمان سرگراہی نصرت کر رہے اور پورا  
 خوف ہوا کہ یا تو قید ہو جائیں گے یا قتل کئے جائیں گے مکہ سے ہی حضرت اُسی خوف میں نکلے جو  
 مدینہ میں تھا مگر اُسے کہہ کر نکلے کہ احرام حج کو عمرہ سے بدل دیا اور یوم ترویہ یعنی آٹھویں



فریجہ کو بچے اور مسلمان قربانی کی فکر کر رہے تھے اور بیک بیک پکار رہے تھے شکر ہے جمع  
 کر کے سامان رمی جمرات کا کر رہے تھے تھکے ایسے مسلمانوں پر اور تھکے برائے نام مسلمان  
 ہونے پر وہل کان حج اَوْ عُمْرَةً اَوْ نَسَكَ يَوْمَئِذٍ اَوْ جَبَّ مِنْ حِمَايَةِ حَرِيمِ نَبِيِّ اللَّهِ  
 کیا اہلبیت اور اولاد رسول اللہ کی حمایت سے آج بڑھ کر کوئی حج اور عمرہ خواہ اور عبادت  
 زیادہ تر واجب تھی۔ وَ هَلْ تُقْبَلُ عِبَادَةٌ وَ يَتْرَكَ مَوَدَّةُ الْقُرْبَىٰ اور کیا کوئی عبادت  
 مقبول ہو سکتی ہے بدون دوستی اہلبیت کے۔ زائد تیری نماز کو میرا سلام ہے۔ بے حد  
 اہلبیت عبادت حرام ہے۔ فَ نَزَلَ عَلَىٰ أَهْلِ مَكَّةَ وَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مِنْ تَرَكِهِمْ نَصْرًا  
 أَهْلِيَّتِ بَنِيهِمْ بَعْدَ أَيَّامٍ قَلِيلٍ مَا نَزَلَ۔ پس قضیہ عبداللہ بن زبیر اور واقعہ  
 حرہ میں اہل بیان مکہ اور مدینہ پر تھوڑے دنوں بعد کیسی آفت نازل ہوئی اپنے نبی کی اولاد  
 کے نصرت نہ کرنے سے۔ فَإِنْ كَانَ الْحُسَيْنُ تَارِيًّا فِي الْمَدِينَةِ أَوْ فِي مَكَّةَ فَهَلْ يَكُونُ  
 أَمِنًا وَلَمْ يُصِبْهُ مَا أَصَابَهُ فِي الْكُوفَةِ وَ نَوَاجِيهَا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر جناب  
 امام حسین مدینہ میں یا مکہ میں رہتے اور سفر عراق کرنے سے جو کچھ حضرت پر کوفہ اور قتل  
 کوفہ میں آکر گذرا اس سے انکو امان ملتی ہرگز نہ ملتی۔ فَالْجَبَّ أَنَّ أَهْلَ الْحِجَازِ كَيْفَ  
 كَانُوا يَتَّقَوْهُونَ بِخَدْرِ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَ هُمْ فِي تَرَكِ النَّصْرَةِ أَيْضًا عَلَى  
 سِلَاطِ الْحَالِ۔ تعجب ہے کہ اہل حجاز کس موہنہ سے کہتے تھے کہ اہل کوفہ غدار اور مکار  
 میں اور خود اپنا یہ حال تھا خود فضیحت بد گیران نصیحت۔ فَإِذَا كَانَ أَهْلُ مَكَّةَ وَ أَهْلُ  
 الْمَدِينَةِ بِلِ الْمُسْلِمُونَ كُلُّهُمْ كَارِهِتِ مِنْ أَنْ يَكُونُوا الْحُسَيْنِ فِي بَلَدِهِمْ۔  
 پھر جب یہ معلوم ہو چکا کہ مکہ اور مدینہ کے لوگ بلکہ تمام مسلمانوں کو ناگوار تھا کہ حضرت  
 امام حسین ان کے شہر اور وطن میں قیام کریں۔ وَ أَهْلُ الْكُوفَةِ وَ لَوْ قَرَّبْنَا هُمْ  
 أَهْلَ الْغَدَبِ وَ الْمَلِكِ لِكَيْتُمْ كَانُوا طَالِبِينَ إِيَّاهُ لِلْهَدَايَةِ۔ اور اہل کوفہ اگرچہ ہم  
 فرض ہی کر لیں کہ وہ غدار اور مکار تھے مگر اس وقت تو وہ طالب ہدایت ضرور تھے۔ وَ  
 أَهْلُ الْحِجَازِ لَمْ يَكُونُوا أَلَدَ لَكَ وَ لَوْ بِاللِّسَانِ۔ اور اہل حجاز ایسے طالب اور راغب  
 نہ تھے کہ زبان ہی ہی۔ فَمَا يَحْكُمُ بِهِ الْعَقْلُ وَ ظَاهِرُ الشَّرْعِ فَهُوَ مَسِيرُهُ إِلَى الشَّهَادَةِ



منہ پس اب عقل ظاہری اور شریعت دونوں کا یہی تقاضا ہے کہ امام اور نبی او نہیں ہو گون  
 کی طرف جہے جو لوگ طالب ہدایت ہوں۔ فَإِنَّ اَتَمَّ اَمَامٍ الْحَجَّةُ يَكُونُ اَزِيدَ هُنَاكَ  
 بِالنِّسْبَةِ اِلَى بِلَادِهِ يَكُونُ اَهْلُهَا كَارِهَيْنَ۔ اسلئے کہ اتمام حجت خدا اُسی جگہ زیادہ ہوگا  
 جہان کے لوگ خواستگار ہدایت ہو کر مادی کو بلائیں اور پیر اُس کی نصرت مکرین خواہ اُس کو  
 ایذا پہنچائیں بہ نسبت ایسے مقامات کے جہان کے لوگ خود ہی مادی کا قیام اپنے شہروں  
 میں نہ چاہتے ہوں۔ اور امام کے سایہ سے پہلے پرتے ہوں۔ بَقِيَ اَنْ يُقَالَ فَمَا بِاللَّهِ لَمْ  
 يَرْجِعْ بَعْدَ عَلَيْهِ بِمَا غَدَرُوا وَنَكَثُوا الْبَيْعَةَ۔ اب یہ اعتراض باقی رہا اگر کوئی یوں کہے  
 پھر جب امام حسینؑ کو خبر غدر اور فریب اہل کوفہ کی پہنچ گئی اور سُن لیا کہ حضرت مسلم کی  
 بیعت کو توڑ دیا اور اُنکو شہید بھی کر لیا اب کیوں نہ حضرت نے کوفہ کی روانگی ملتوی کی اور  
 کسی دوسری طرف کا کیوں نہ رخ کیا۔ فَجَوَابُهُ فِي غَيْرِ الْمَقَامِ مِنْ وَجُوهِ سَيِّدِيَّةٍ  
 وَبَيِّنَاتٍ فِيهِ مَصَالِحُ عِدَّةٍ اِسْ كَا جَوَابِہِمْ كَسِی اور جگہ خد طرح سے استواری کے ساتھ  
 دیگر اُسی جواب میں خد مصلحتیں ہی بیان کریں گے۔ اَمَّا هُمَا فَتَحْنُ مِنْكَ اَيْتُهَا  
 الْبَاهِلُ اَوِ الْمُتَجَاهِلُ بَيِّنَاتٍ لِي اِنَّهُ اِلٰهِي اَيْنَ كَانَ يَرْجِعُ۔ اس مقام پر جواب تو یہی ہے میں  
 تجھی سے پوچھتا ہوں اے شخص جاہل اور نادان واقف حالات امام حسینؑ سے یا کہ جان بوجھ کر نادان  
 بننے والے تو ہی بتا دے کہ آخر امام حسینؑ اگر پلٹنے تو کہاں جاتے۔ وَالِیْ اَيْنَ يَكُوْذُ اور  
 کس شہر یا گاؤں یا پہاڑ کی طرف پناہ لیتے۔ وَهَلْ كَانَ بَيْتُ اَفْضَلَ مِنْ بَيْتِ قَالَ  
 اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فَبَيْنَهُ وَمَنْ دَخَلَ كَانَ اَمْنًا۔ کیا کوئی گھر اور کوئی مقام دنیا میں ایسا  
 افضل اور بزرگ تھا خانہ خدا سے بڑھ کر جس کی نسبت خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جو کوئی  
 اُس میں داخل ہوا امن میں آجاتا ہے۔ وَكَانَ الْحُسَيْنُ قَدْ اسْتَأْمَنَهُ مَذَارِ بَعَةِ اَشْہِ  
 وَلَمْ يُؤْمِنْ فِيهِ۔ امام حسینؑ نے چار ماہ سے اسی میں پناہ لی تھی اور وہ امن بھی اُنکو امن ملی  
 وَبَعْدَ هَذَا الْبَلَدِ مَا مَنِ الْمُسْلِمِينَ بَلَدٌ بَيْنَهُمْ اَعْنَى الْمَدِيْنَةِ وَبَيْتُهُ وَالْحُسَيْنُ قَدْ  
 حَاجَّ اَوْ كَامِنَ بَيْتِ بَيْنَهُمْ خَارِجًا ثُمَّ خَرَجَ مِنْ بَيْتِ اللّٰهِ اَيْضًا كَذَلِكَ۔ اور بعد  
 کہ معطر کے مسلمانوں کے لئے اگر کوئی جگہ پناہ ہے تو مدینہ منورہ اور خاص کربلا سلام کے لئے



نبی کا گھر ہے۔ اور امام حسینؑ پہلے تو اسی نبی کے گھر میں ستائے گئے مثل اپنے مان اور باپ کے اور اسی گھر سے بحالت خوف نکلے اور خدا کے گھر میں پناہ گزین ہوئے وہاں سے بھی خوفزدہ ہو کر آجکے عین ایام حج میں نکلنا پڑا۔ فَبَيَّتَ النَّبِيُّ أَوْ بَيْتَ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَأْمَنًا  
 أَصَلًا۔ پس نبی کا گھر یا خدا کا گھر بہ تو حضرت کے واسطے جگہ پناہ نہ تھا۔ بَقِيَّتْ  
 بُيُوتُ الْمُسْلِمِينَ وَبِلَادُهُمْ فَيَا لِلَّهِ وَالْمُسْلِمِينَ أَذْ قَدْ حَضَرُوا فِي بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ  
 يُؤَفِّقْ أَحَدُهُمْ بِأَنْ يَعْرِضَ عَلَى الْحُسَيْنِ أَنْ يَدْخُلَ إِلَى بَلَدِهِ۔ ہاں اب باقی رہے  
 گھر مسلمانوں کے اور ان کے شہر اور گاؤں فرما رہے خدا سے ایسی مسلمانوں کی۔ مسلمان تو تمام  
 دیار کے حج کرنے آئے تھے کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ امام حسین سے عرض کرنا کہ اے فرزند رسول  
 آپ ہمارے شہر اور بستی میں چلئے۔ فَهَلْ يُزْجِي مِنْهُمْ النَّصْرَ وَالرِّضَاءَ بِكَوْنِهِ نَارِيًا  
 فِي بِلَادِهِمْ وَهُمْ كَارِهُونَ قُدُومَ إِلَيْهِمْ۔ پھر ایسے بیوفا محسن کش مسلمانوں سے  
 امید نصرت اور امداد کی تھی اور کم سے کم اسی بات کی امید ہو سکتی تھی کہ حضرت امام حسینؑ  
 کے قیام کو اپنے شہر اور بستیوں میں بخوشی منظور کرتے حالانکہ آپ کے آنے سے ان کی بستیوں میں  
 ناراض تھے آنا جانا تو کجا۔ ایمان کیا تھا بیع یرید لعین کے ہاتھ + غلہ نہ بیچنا تھا کوئی  
 شاہ دین کے ہاتھ قُبْحًا لِلشَّامِتِينَ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلَيْهِمْ بِتِلْكَ الْحَالَاتِ يَزْمُونَ  
 سَيِّدَنَا الْحُسَيْنَ بِأَنَّهُ لَا يَفْعَلُ كَذَا أَوْ يَفْعَلُ كَذَا خُذَا كِي رَحْمَتٍ مِنْ دُورِي نَصِيبُ  
 اُونِ دِل دکھانے والوں کو کہ باوجودیکہ ان سب حالات اضطرار سے آگاہ تھے اور براہ شہادت  
 بلکہ دل آزاری یوں بدنام کرتے تھے کہ امام حسینؑ یہ نہیں کرتے اور یہہ کرتے ہیں۔ وَهَذَا  
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَى الْحُسَيْنِ كِتَابَةً عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ وَفِيهِ  
 أَمَانٌ لَهُ إِنْ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ۔ یہ دیکھو حضرت عبد اللہ بن جعفر رحمت خدا کی ان پر  
 ہوا انہوں نے عمر بن سعید حاکم مدینہ کی طرف سے امان نامہ بنام حضرت امام حسینؑ لکھوا کر بھیجا۔  
 کہ اگر مدینہ کو آپ ہٹ آئیں تو آپ کی جان کو امان ملیگی۔ وَاعْتَمَدَ عَلَى قَوْلِهِ رَحْمَةً مِنْهُ  
 عَلَى أَخِيهِ الْحُسَيْنِ وَوَلَدِهِ۔ ان بزرگ نے اوس کے قول پر بہرہ ور نہ کر لیا جوش محبت سے  
 اپنے بھائی امام حسینؑ اور ان کی اولاد کی۔ وَأَمَّا الْوَلِيدُ أَطْلَقَ هُوَ الَّذِي عَنْ لَوْ يَزِيدُ



بَعْدَ فَعْلِهِ أَوْ لَا مَخَالَفَةَ قَوْلِ مَرْوَانَ وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ عَلَى حَالِهِ - یہ ولید میر گمان  
 میں وہی شخص ہے جس کو یزید نے حکومت مدینہ سے معزول کر دیا دو خطا کار یوں سے پہلے تو وہی  
 ہے کہ جس نے امام حسینؑ اوس کے پاس گئے تھے اور طلب بیعت یزید اُس نے کی تھی اور آپ نے مجمع  
 میں آنے کو کہا اور رخصت ہوئے مروان نے کہا کہ ایسا موقع پہر نملے گا اور ولید نے درگزر کی -  
 وَثَانِيًا أَنَّهُ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ أَنْ يَشْرَكَ فِي دَمِهِ - اور دوسرا گناہ یہ تھا کہ ولید نے پناہ  
 خدا کی مانگی تھی کہ شریک قتل امام حسینؑ ہو - فَالْيَوْمَ الَّذِي نَبْتَخْتُ فِيهِ عَنْ رُحْوَعِهِ  
 إِلَى الْمَدِينَةِ أَمِيرَ الْمَدِينَةِ عُمَرَ بْنَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ - اب آج کا دن جس میں ہم  
 اس وقت امام حسینؑ کے پلٹ جانے کی بظرف مدینہ کے بحث کر رہے ہیں آج تو ولید کا پتہ بھی  
 نہیں ہے بلکہ عمرو بن سعید پوتا عاص کا مدینہ کا حکمران ہے - وَهُوَ يَتَّبِعُ صَاحِبًا بَعْدَ  
 الْبَدَا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَيَقُولُ هَذِهِ دَاعِيَةُ بَوَاعِيَةِ عُثْمَانَ لِمَا عَنِ  
 الْمُفِيدِ رَحَ وَعَنِ الْمَنَاقِبِ كَانَ يَقُولُ أَنَّهَُا لَذْمَةٌ بِلَذْمَةٍ وَصَدْمَةٌ بِصَدْمَةٍ  
 یہ وہ شقی ازل ہے کہ جب قتل امام حسینؑ کی مدینہ میں منادی گرا چکا کھل کھلا کر ہنستا  
 تھا اور کہتا تھا کہ آج بنی ہاشم میں چلانے کا شور بجوز اُس چلانے کے ہے جو بنی امیہ میں  
 عثمان کے قتل سے اٹھا تھا یہ روایت شیخ مفید رح کی ہے اور صاحب مناقب کہتے ہیں کہ  
 یوں کہنے لگا کہ سینہ زنی اور رخساروں پر طمانچے مارنا کہ بلا میں خواہ مدینہ میں زمان بنی  
 ہاشم کا بعض اسی سینہ زنی اور طمانچے مارنے کے ہے جو عثمان کے واقعہ میں ہوا تھا - فَهَلْ  
 يَجُوزُ عِنْدَ عَاقِلٍ أَنْ يَرْجِعَ الْحُسَيْنُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَالْأَمِيرُ عَلَيْهِمَا عَدْوٌ هَذَا  
 پہر اب کسی عاقل کے نزدیک جائز تھا کہ امام حسینؑ ایسے زمانہ میں مدینہ کو واپس آئیں اور  
 حاکم مدینہ دشمن ہو رہا ہے - فَيَوْمَ خَرَّ وَجْهٌ عَنْ حَرِيمِ الْكُتُبَةِ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا  
 يُوصِلُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ لِكُونِهِ مُطْلَعًا عَلَى مَا مَرَّ - پہر جس روز حضرت مکہ سے باہر  
 نکلے اوس راہ پر نہ چلے جو مدینہ کو جاتی تھی اس لئے کہ اس شقی کے امیر ہونے کی خبر آپ کو  
 تھی کہ مدینہ مخدوش ہو رہا ہے - وَلَمْ يَقِفْ بَعْدُ عَلَى كَوْنِ أَهْلِ الْكُوفَةِ بَغَاةً مُرْتَدِينَ  
 بَلْ كَانَ ظَنًّا بِهَمِّ حُسْنِ الظَّنِّ - ابھی آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ اہل کوفہ بھی پہر گئے ہیں -



بلکہ انکو وہی حسن ظن تھا جو انکے خطوط سے متواتر معلوم ہو چکا تھا۔ ثُمَّ لَمَّا بَلَغَهُ نَكَمٌ  
 وَرَدَتْهُمْ وَلَقِيَہُ الْحُرَّتُ بْنُ یَزِیدِ الرِّیَاحِیِّ وَرَضِیَ بِأَخِذِ النِّصْفِ لَمَّا دَخَلَ الْكُوفَةَ  
 وَلَا بَلَدًا مِّنَ الْبَلَدِ وَلَا قَرْیَةً مِّنَ الْقُرَى - پھر جب انکو کوفہ کی بد عہدی اور انکی  
 بیدینی کی خبر پہنچی اور حر سے بھی ملاقات ہو چکی اور حر اس پر راضی ہو گئے کہ تیسری راہ پر آپ  
 چلیں جو نہ کوفہ کو اور نہ مدینہ کو جاتی ہو جب بھی تو آپ کسی شہر خواہ کسی قریہ میں داخل نہ ہوئے۔  
 بَلْ أَنَاخَ رِکَابَهُ وَأَحْطَرِ حَالَهُ وَخَسِبَ خِیَامُهُ فِی الْبَسِیْدَاءِ الَّتِی لَا فِیْهَا مَاءٌ  
 وَلَا کَلَّاؤٌ - بلکہ اپنی سواری اور بار برداری کے اونٹ بھٹائے اور خیمہ ایسی زمین پر گارے جہاں  
 نہ گھاس تھی اور نہ پانی تھا۔ فَقَتِلَ هَذَا الْغَرِیْبُ الْعَطْشَانُ بَعِیدًا بَلْ مُبْعَدًا  
 عَنِ الْأَوْطَانِ - پس یہ پیاسا مسافر اپنے تینوں وطنوں سے دور ہو کر شہید کیا گیا۔  
 أَمَّا عَنِ الْمَدِیْنَةِ وَعَنِ مَلْکَةٍ فَلِحِفْظِ حُرْمَتِہَا خَاصَّةً وَلِحِفْظِ دِمَائِ قَاطِنِہَا  
 عُمُومًا کَالْبَلَادِ الْأُخْرَى - مدینہ اور مکہ یہ بھی دونوں وطن حضرت کے تھے وہاں سے  
 دور تو آپ اس واسطے چلے آئے کہ حرمت مدینہ اور مکہ کی ضایع نہ ہو اور یہ سبب خاص انہیں  
 دونوں مقدس مقاموں سے تھا اور نیز مدینہ اور مکہ یا کسی اور شہر اور گاؤں میں جو آپ نے  
 قتل گاہ اپنی تجویز نہ فرمائی اس غرض سے کہ وہاں کے باشندہ زن اور مرد کی خونریزی نہ  
 ہو۔ وَأَمَّا عَنِ الْكُوفَةِ فَلِمَا مَرَّ اور لیکن تیسرے وطن کوفہ سے باہر اسی غرض سے  
 ٹہری جو اوپر گزر چکا کہ وہاں کے لوگ سب پہر گئے تھے۔ هَذَا مَا قُلْتُمْ بِنَاءً عَلَى الظَّاهِرِ  
 وَعَلَيْهِ الْمُعْوَلُ فِی الشَّرْعِیَّاتِ - یہ سب باتیں جو میں نے کہی ہیں انکی بنا ظاہر عقل  
 پر ہے اور اسی پر مدار احکام شریعت ظاہری کا ہے۔ یُدْفَعُ بِهِ الشُّبُهَاتُ عَنْ قُلُوبِ  
 السَّامِعِیْنَ عُمُومًا مِّنْ أَهْلِ الْمَلِکِ وَغَیْرِہُمْ - اس بیان واقعی سے بعد مقابلہ کرنے  
 کتب تاریخ کے ہر ایک سننے والے کا شبہ دور کیا جاسکتا ہے کسی مذہب پر ہو خواہ لاند مذہب  
 دہری کیوں نہ ہو۔ وَأَمَّا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ عِندَ دَرْکٍ مِّنْ بَلِیْسِهِمْ  
 فَعَلِیْہُمْ أَنْ یَذْکُرُوا اقْوَالَ نَبِیِّہُمْ وَہِیَ الَّتِی تَوَاتَرَ تَقْلُہَا عَنْ ثِقَاتِ الرَّوَاةِ  
 أَنَّ الْحُسَیْنَ یَسْتَشْہِدُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ وَفِی بَعْضِهَا بِأَرْضِ نَسَمِ بَلْ بَلَدٍ لِّیْکِنْ



وہ مسلمان جب کو اپنے نبی سے بغض اور دشمنی نہیں ہے اور اس جناب کی پیشین گوئی کو صحیح مانتے ہیں اور ان پر واجب ہے کہ یاد کریں اپنے نبی کی متواتر حدیثیں جن کے راوی سب کے نزدیک معتبر اور سچے ہیں حضور نے ہمیشہ خبر دی ہے کہ حسینؑ کی شہادت زمین عراق پر ہوگی اور کسی ایت میں یہ بھی وارد ہے کہ زمین کربلا پر ہوگی۔ فَإِنْ ذَكَرْتُمُوهَا وَآمَنْتُمْ بِهَا فَأَقْبِسْ بِهَا لِلَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَسْأَلُ لَهُمْ عَنْ هَؤُلَاءِ الْمَانِعِينَ لَهُ عَنْ سَفَرِهِ هَذَا مَعَ عَلَيْهِمْ بِإِحْسَانٍ بَنِيهِمْ۔ پھر اگر ان مسلمانوں کو وہ حدیثیں یاد آجائیں اور ان کے سچے ہونے پر ایمان بھی لائیں اب میں ان کو قسم شرعی دیکر پوچھتا ہوں وہ صحابہ اور تابعین جو امام حسینؑ کو اس سفر سے منع کرتے تھے اور الزام لگاتے اور ان کا کیا حال ہے تمہارے انصاف میں اب مجھ کو ضرور ہوا کہ ان کے اقوال بھی اسی جگہ لکھوں اگرچہ اصلی مطلب یعنی بیان روانگی اہلبیت بطرف دمشق کے رہ جائے گا۔

## باب چہارم

تفصیلی حالہ اور لوگوں کے جو حضرت امام حسینؑ کو سفر عراق سے روکتے

تھے اور ان کے اغراض کیا تھے اور حضرت نے ہر ایک کو کیا جواب دیا

اور طرح طرح جوابات دینے کے اسباب

وَلَمَّا انْجَزَ كَلَامُنَا بِتَرْجِيهِ الْحُسَيْنِ مَسِيرَهُ إِلَى الْعِرَاقِ فَيُجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نَبَيِّنَ مَا جَاءَ بَنِيهِ وَبَيْنَ الْمَانِعِينَ مِنَ الرَّدِّ وَالْقَبُولِ۔ اب چونکہ ہمارا کلام اس بارہ میں باضطرار پہنچ گیا کہ امام حسینؑ نے سفر عراق ہی کو ترجیح دی کسی اور طرف کا رُخ نہ کیا لہذا ہم پر واجب ہے کہ ان تقریروں کو بھی بیان کریں اور ان واقعات کو بھی لکھیں جو حضرت سے اور مانعین سفر ہذا کے باہم ہوئی تھیں۔ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الْبَيِّنَاتِ



يُخَلِّدُ بَيْنَ كَرَمَانِ بَصَدِّ ذِكْرِهِ وَهُوَ مَسِيرُ أَهْلِيَّتِهِ إِلَى دِمَشْقٍ - اگرچہ یہ بیان ہمکو اوس مطلب کے بیان سے باز رکھتا ہے جو روانگی اہل بیت کی بطرف دمشق کے ہم کو بیان کرنی چاہئے تھی۔ فَقَوْلُ إِنَّ الْحُسَيْنَ مِنْ يَوْمِ خُرُوجِهِ عَنِ الْمَدِينَةِ إِلَى أَنْ وَصَلَ الْعِرَاقَ لَفِيهِ كَثِيرٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جس روز سے امام حسین مدینہ سے نکلے ناروزیکہ وہ جناب حدود عراق میں داخل ہوئے بہت سے صحابہ اور تابعین حضرت سے ملے (صحابہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے نبی کی صحبت کا شرف پایا اور تابعین وہ لوگ ہیں جنکو حضرت کی صحبت اور زیارت ہوئی۔ مگر آپ کے اصحاب کی صحبت انکو ہی) وَأَيْضًا بَعْضُ أَهْلِ قَرَابَتِهِ۔ اسی طرح بعض عزیز اور رشتہ دار امام حسین کے بھی حضرت سے ملتے رہے۔ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَيْهِ أَوْ لَا بِأَنْ يُخَيَّرَهُمْ عَنِ السَّبَبِ الَّذِي حَدَّثَهُ إِلَى ذَلِكَ الْمَسِيرِ۔ اور یہ سب ملنے والے پہلے تو انکا اصرار ہی ہوتا تھا کہ امام حسین اوکو آگاہ کر دیں کہ عراق جانے کا سبب آپکو کونسا درپیش ہوا ہے۔ وَثَابِتًا يَمْنَعُونَهُ عَنْ ذَلِكَ الْمَسِيرِ۔ اور جب حضرت بیان سبب فرماتے تھے اسلئے کہ اوں سب کو خوب معلوم تھا اور پیشین گوئی نبی کی ہو چکی تھی تب دوبارہ وہ لوگ حضرت کو سفر عراق سے منع کرتے تھے۔ وَهُوَ يُجِيبُهُمْ بِأَجْوَبَةٍ مُخْتَلِفَةٍ دَعَتْهُ الضَّرُورَةُ الَّتِي مَخَّنُ بَصَدِّ ذِكْرِهَا۔ امام حسین ہر شخص کو مختلف جواب دیتے تھے بنظر اسی ضرورت کے جو آپکو درپیش آتی تھی اور اسی ضرورت کے بیان کے درپے ہم اس باب میں ہیں وَلَيْذِكُنْ أَوْ لَا أَسْمَاءُ هُوَ لَا يَلْمَا يَعِينُ عَلَى مَا ظَفَرْتُ بِهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا۔ اب ہم پہلے نام آنکے لکھیں جو سفر عراق سے منع کرتے تھے جس قدر مطالعہ کتب سے ہمکو معلوم ہوئے ہیں وَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ۔ (۲) وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ۔ (۳) وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ۔ (۴) وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ۔ (۵) وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ۔ (۶) وَهَامُ الشَّاعِرِ (فَرَزْدَقِ)۔ (۷) وَعُمَرُ بْنُ بُرْدَانَ۔ (۸) وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ۔ (۹) وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةِ أَخُوهُ۔ (۱۰) وَطَرَمَاحُ بْنُ الْحَكِيمِ۔ یہ سب دس آدمی ہیں۔ وَهُوَ لَا يَلْمَا هُمُ الَّذِينَ تَكَلَّمُوا مَعَهُ عَنِّي ذَلِكَ



البابُ مَشَامَهُ۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دوبارہ حضرت سے اس بارہ میں  
 گفتگو کی ہے۔ وَجَاعَةُ كَثِيرَةٍ مِّثْلُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ غِيَرَةٍ قَدْ كَتَبُوا إِلَيْهِ  
 بِالْمَنَاجِ۔ اور ایک بڑی جماعت اور یہی ہے جیسے کہ سعید بن عاص انہوں نے بذریعہ تحریر حضرت  
 کو سفر عراق سے منع کیا تھا لکنہ لَمْ يَمْتَنِعْ عَمَّا كَانُوا يَمْنَعُونَهُ۔ مگر امام حسینؑ باز نہ  
 اس سفر سے باوجود ان لوگوں کے منع کرنے کے وَلِذَا تَرَى بَعْضَ أَهْلِ السَّيْرِ يَمْنَعُونَهُ  
 بِتَخَافَةِ الرَّايِ مِثْلُ كَمَالِ الدِّينِ بْنِ طَلْحَةَ وَابْنِ حَجْرٍ وَغَيْرِهِمْ اور اسی وجہ سے  
 کہ حضرت نے صحابہ کے قول پر عمل نہ کیا۔ بعض مورخین اہل سنت جیسے کمال الدین بن طلحہ  
 اور ابن حجر مکی (جو صحابہ پر فدا ہیں رسول اور آل رسول سے اُکونہ دنیا میں کام نہ تہا نہ آخرت  
 میں) امام حسینؑ پر طعن اور تشنیع کرتے ہیں کہ معاذ اللہ اسے حضرت کی خراب تھی۔ وَ  
 يَقُولُونَ إِنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ بِهِ ذُو النُّصْرَةِ وَالْجَرِيَّةُ لِلْمُؤْمِنِ وَأَهْلُ الدِّيَارِ  
 وَالْمَغْرِبَةِ كَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِمْ۔ یہ لوگ دشمن اہل بیت اور غلام صحابہ  
 یوں الزام لگاتے ہیں کہ امام حسینؑ کے پاس بڑے سچے نصیحت کرنے والے اور تجربہ کار امور  
 سلطنت اور خلافت اور اہل دیانت اور شناسا آغاز اور انجام امور کے آتے رہے جیسے  
 عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ اور ان کے سوا اور یہی دامن روزگار وَهُوَ لَمْ يَقْبَلْ نَصِيحَتَهُمْ  
 وَلَمْ يَلْنِ أَمْرَهُ عَلَى مَشُورَتِهِمْ۔ اور امام حسینؑ نے کسی کی نصیحت قبول نہ کی اور نہ اپنے  
 کام کو ان کے مشورہ کے مطابق انجام دیا۔ وَقَدْ خَالَفَ الْأَرْاءَ وَاجْتَمَعَ الصَّحَابَةُ وَ  
 التَّابِعِينَ وَفِيهِمْ خَوَاصُّ أَعْيَانِهِ وَأَقَارِبُهُ الَّذِينَ يُسْتَبَعَدُ عِنْدَ الْعَقْلِ كَوْنُهُمْ  
 يَعْشَوْنَهُ بِالنُّصْرَةِ۔ امام حسینؑ نے رائے کی یہی مخالفت کی اور صحابہ اور تابعین کے اجماع  
 سے یہی مخالف ہو گئے حالانکہ انہیں صحابہ اور تابعین میں خاص عزیز قرب ہی حضرت  
 کے تھے جنکی صلاح اور مشورت خواہ نصیحت کرنے میں کسی طرح کا شبہہ لوٹ اور بد نتیجہ  
 کا بنظر ظاہر عقل کے نہ تھا۔ قُلْتُ فَأَقُولُ الْأَمْرُ أَنْ تَذْكُرَ الْأَقَاوِيلَ الْمَرْوِيَّةَ  
 عَنْ هَؤُلَاءِ الصَّحَابِ ذَوِي الْجَرِيَّةِ وَالْأَرْاءِ میں کہتا ہوں اس اعتراض کے جواب  
 سے پہلے یہ کہ لازم ہے کہ ان نصیحت کرنے والوں کے قول کو بیان کر کے انکی نصیحت جو براہ



تجربہ اور عقل کامل تھے اُسکو سارین۔ قَالَ عَلَامَةُ مُحَمَّدٍ بِنِ فَهْدِ الْمَكِّي فِي  
 اِتِّخَافِ الْوَرَى فِي وَقَائِعِ سَنَةِ سِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ اَنَّ حَضْرَاتِ يَهُدَى  
 عَالَمِ اہلسنت علامہ محمد بن فہد مکی نے اپنی کتاب مستتبہ اتخاف الوری میں شہ جری کے  
 واقعات میں یوں لکھا ہے۔ وَفِيهَا خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ۔ اسی شہ جری میں حسین بن علی  
 بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے سفر مکہ کی غرض سے نکلے راہ میں عبد اللہ بن مطیع حضرت سے ملے  
 (اب ذرا چالووسی کی باتیں اُنکی سن لیجئے) فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَيْنَ تَرْيَدُ عَبْدُ اللَّهِ  
 كَمَا مِنْ فَدَاهُونَ اَبٍ بِرْكَهَانِ كَا ارَادَهُ فَرَايَا هُ۔ (یہ نہ پوچھا کیوں گھر چھوڑ کر آپ خوف  
 ہو رہے ہیں اور فدا ہونے کو تو زبان سب کے مونہ میں ہے) فَقَالَ اَمَّا الْاَنَ فَمَكَّةُ  
 وَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَسْتَشِيرُ اللَّهَ۔ حضرت نے جواب دیا کہ اسوقت تو میں مکہ معظمہ کو جاتا  
 ہوں اور بعد وہاں پہنچنے کے پھر خدا سے طلب خیر کرونگا جدہ ہر اس کی مرضی ہوگی اور جہان  
 لیجائے۔ (اس فقرہ سے میرا دل ہل گیا ہے کیسے اضطراب سے آپ نے فرمایا ہے) قَالَ خَارَ اللَّهُ  
 لَكَ وَ جَعَلْنَا فِدَاكَ۔ عبد اللہ نے کہا خدا نیک انجام آپ کا کرے اور ہم سب کو آپ پر فدا  
 کروں (مگر فقط زبانی زبانی) فَاِذَا اَتَيْتَ مَكَّةَ فَاَيَّاكَ اَنْ تَقْرُبَ الْكُوفَةَ۔ پھر  
 جب آپ مکہ میں (بخیر و عافیت) پہنچ جائیں خبردار خبردار کوفہ کے نزدیک ہرگز نہ جائیے گا (کوفہ کا  
 ذکر بھی تو اسوقت نہ تھا یہ علم غیب انکو کیونکر ہوا) فَاِنَّهَا بَلَدٌ مَشْهُومَةٌ بِهَا قَتِلَ  
 اَبُوكَ وَ خِذْلُ اَخَوِكَ وَ اَغْتِيلَ بِطَعْنَةٍ كَادَتْ تَأْتِي اِلَى نَفْسِهِ مَكُوفٌ شَرِيْرًا اور  
 منحوس ہے وہیں آپ کے باپ کی شہادت ہوئی اور آپ کے بھائی کی رفاقت لوگوں نے چھوڑ دی اور  
 اور ناگاہ اچانک ایک ضرب خنجر کی اُنکی ران پر چلی تھی قریب تھا کہ اُنکی جان پر بجائے (مدینہ  
 میں امام حسن کی شہادت آچو یا دہنیں ہے جو امیر معاویہ نے کرائی ہے) اَلْزِمِ الْحَرَمَ فَانَّكَ  
 سَيِّدُ الْعَرَبِ۔ آپ حرم کعبہ ہی میں اپنا قیام دائمی اختیار کریں اسلئے کہ آپ سردار عرب  
 ہیں۔ لَا يَخْدِلُ بِكَ اَهْلُ الْحَجَّازِ اَخْذًا وَ اَبْدًا عَا لِيْكَ التَّكْسُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ  
 آچو چھوڑ کر اہل حجاز کسی کے پاس نہ جائیں گے اور ہر طرف سے آپ ہی کی خدمت میں آئیں گے لَا تَخَافُ



الْحَرَمِ فِدَاكَ عَجَى وَخَالِي - آپ حرم مکہ سے ہرگز جدا ہون میں سے چچا اور مامون دونوں آپ پر  
 فدا ہو جائیں۔ قَوْلَ اللَّهِ لَيْتَ هَلَكْتَ لَسْتَ تَقْتُلُ بَعْدَكَ - قسم خدا کی اگر آپ شہید ہو گئے  
 ہم سب لوگ غلام اور لونڈے بنائے جائیں گے یہ روایت تمام ہوئی۔ اَقُولُ اَمَّا دُعَاؤُهُ  
 لِلْخَيْرِ وَتَاكِيدُهُ بِالْاِزَامِ الْحَرَمِ فَمِنْ دُجْوَةٍ - میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن مطیع نے دعائے  
 خیر جو حضرت کو دی اور حرم کعبہ میں رہنے کی تاکید مکرر کی اس کی چند وجوہ تھیں۔ وَبَيَّنَّتْ  
 هَذِهِ الْاَصَادُ مِنْهُ اَنَّهُ مُطِيعٌ عَلَى الْاَسْرَارِ - اور اسی اصرار اور مکرر کہنے سے بخوبی  
 ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص اسرار سفر ہذا پر بخوبی مطلع اور آگاہ تھا اور اقوال رسول صلعم  
 اسکو یاد تھے۔ اَحَدُ الْوُجُوهِ كَوْنُ بَيْتِ اللَّهِ مَا مَنَّا لِلنَّاسِ عُمُومًا - ایک وجہ تو یہی  
 تھی کہ خانہ کعبہ جیسے پناہ خدا نے تمام خلائق کی کر دی ہے۔ وَالثَّانِي اَنَّ حَبْدَهُ صَلَاحُ  
 اَمْرٍ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ بِالنِّدَاءِ جِهَانًا اَنَّهُ مَنَّ دَخَلَ دَارَ اَبِي سَفْيَانَ فَهُوَ اَمِينٌ  
 دوسری وجہ یہ تھی کہ جناب رسول خدا نے بروز فتح مکہ منادی کرادی تھی کہ جو شخص ابو  
 سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو مان ہے۔ فَتَخَيَّلَ ابْنُ مُطِيعٍ اَنَّهُ يَزِيدُ عَسَى  
 اَن يَذْكُرَ مَا فَعَلَ حَبْدُ الْحُسَيْنِ صَلَاحُ مَجْدِهِ وَيَمْتَنِعُ مِنْ قَتْلِ اِلِ مُحَمَّدٍ فِي دَارِهِ  
 اَوْ فِي الْحَرَمِ - ابن مطیع کو یہی خیال ہوا شاید کہ یزید کو یہی احسان رسول خدا کا یاد آجائے  
 جو آپ نے یزید کے دادا پر کیا تھا اور قتل اولاد نبی سے آنکھیں گہر میں جو مکہ میں ہے خواہ حرم  
 خانہ کعبہ میں باز رہے۔ لَكِنَّهُ قَدْ عَسَى الْاَمْرَ كَاَنَّهُ نَادَى مَنْ دَخَلَ دَارَ مُحَمَّدٍ  
 فَهُوَ مَقْتُولٌ وَلَوْ كَانَ رَضِيْعًا فِي حَجْرٍ اُمِّهِ - مگر یزید نے تو اس حسن سلوک سے  
 برعکس برتاؤ کیا گویا یہ منادی کرانی کہ جو کوئی محمد کے گھر میں ہو وہ قتل کر دیا جائے اگرچہ  
 دودھ پیتا ہوا بچہ مان کی گود میں کیوں نہ ہو۔ وَالثَّالِثُ اَنَّ قَتْلَ اِلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا كَانَ  
 مُخَابَرَةً عَنِ النَّبِيِّ بِالْزَمَنِ الْعِرَاقِي بَلْ بِالْكُوفَةِ وَحَوَالِهَا - اور تیسری وجہ یہ ہے  
 چونکہ قتل اولاد رسول کی خبر دہی رسول اللہ نے زمین عراق پر بلکہ خود کوفہ اور اُس کے  
 گرد و پیش میں فرمائی تھی۔ فَاَرَادَ ابْنُ الْمُطِيعِ اَنَّ الْحُسَيْنَ مَا دَامَ يَكُونُ ثَارًا فِي الْحَرَمِ  
 لَا يَصِيبُهُ اَذًى مِنَ الْقَتْلِ وَالْهَتَاكِ - پس ابن مطیع کا ارادہ یہ تھا کہ امام حسین



جب تک حرم کعبہ میں رہیں گے آپکو قتل کی ایذا اور الموم کی ہتک حرمت نہوگی۔ وَأَضْطَرُّ  
إِلَى قَوْلِهِ إِيَّاكَ وَأَنْ تَقْرُبَ الْكُوفَةَ اور مضطر ہو گیا اور ضبط نہ کر سکا آخر کہ  
اٹھا خبردار آپ کو نہ کے قریب جانے کا (یعنی کر بلا کا) قصد نہ کیجئے گا (وہیں تو ساری قلعی  
ظالمون کی کہلیگی) وَبَيَّنَّ لَكَ عَلَيْهِ الْإِجْرَاءُ كَلَامِيهِ وَهُوَ قَوْلُهُ فَوَاللَّهِ لَئِنْ هَلَكَتِ  
لِنَسْتَرْفِقَنَّ بِعَذَابِكَ۔ اور اسی بات پر اس کا آخری فقرہ دلالت کرتا ہے جو قسم شرعی کھا کر  
اُس نے کہہ دیا کہ اگر آپ ہلاک ہوئے ہم سب لوگ بنی امیہ کے غلام بنائے جائیں گے۔ اسید  
کہ یہ بھی خبر وہی ہمارے نبی کی ہو چکی تھی۔ مَسَاوَقَعٌ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِينَ مِنْ شَهَادَتِهِ  
فِي وَقْعَةِ الْحَرَّةِ۔ چنانچہ تین برس واقعہ شہادت کے بعد مقام حرہ متصل مدینہ کے  
ظہور اسکا ہو گیا۔ وَمَعَذَاتُكَ اَلْعَلَمِ وَكَوْنِهِ رَاجِعًا اَنْ يَجْعَلَ اللهُ فِدَاةً وَمَعَ  
اِقْرَارِهِ بِكَوْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الْعَرَبِ لَمْ يُشَارِكْهُ فِي صُنْكِهِ وَلَمْ يَنْصُرْهُ  
بِنُصْرَتِهِ اَصْلًا۔ اور باوجودیکہ اسکو سب باتوں کا علم تھا اور زبانی فدا ہو جانے کی بھی  
بار بار چاہو سی کر رہا تھا اور یہ بھی اقرار تھا کہ امام حسین سردار عرب ہیں مگر آپکی تنگ حالی  
اور برے وقت میں کسی قسم کی شرکت نہ کی اور نہ کسی طرح کی نصرت اور اعاد پر آمادہ ہوا۔  
فَكَيْفَ نَحْنُ قَوْلُهُ مُطَابِقًا لِأَحْمَدُ قَلْبُهُ۔ یہ ہم کیونکر اعتقاد کریں کہ اسکا  
قول نصیحت آمیز عقیدہ قلبی سے مطابق تھا۔ وَلِكَوْنِهِ كَذَلِكَ لَمْ يُجَاهِدْهُ الْحُسَيْنُ  
بِمَا يُرِيدُ بَعْدَ تَرْوِيلِ مَلَكَةٍ وَسَكَتٍ بَعْدَ نَصِيحَةٍ فَلَمْ يُجِيبْهُ رَدًّا أَوْ قَبُولًا۔ اور  
چونکہ یہ سب باتیں اس کی محض بناوٹ کی تھیں دل میں کچھ بھی نہ تھا اسی وجہ سے  
امام حسین نے اپنا ارادہ جو بعد ورو مکہ کے تھا اس سے نہ کہا اور اس کی چاہو سی کی باتیں  
جس کو براہ نصیحت کر رہا تھا اُس کے رو کرنے یا قبول کرنے کا کچھ بھی آپ نے جواب نہ دیا  
لَكِنَّهُ اَلزَّمِ الْحَرَمَ نَحْوًا زَبَعًا شَهْرًا عَلَى مَا قَالَهُ فَلَمَّا خَافَ اَنْ يُقْتَلَ هُنَاكَ  
خَرَجَ مِنْهَا۔ مگر حرم کعبہ میں قریب چار ماہ کے حضرت مقیم رہے جیسے اُسکی نصیحت تھی  
یہ جب خوف ہوا کہ اُسی جگہ آپ قتل ہو جائیں گے وہاں سے روانہ ہوئے۔ فَكَيْفَ  
يَكُونُ رَأْيُ الْبُصَيْرِ۔ اب کیونکر آپ پر الزام کوئی لگا سکتا ہے کہ عبداللہ بن مطیع



کی نصیحت آجے نہ مانی ایک ناصح کا حال تو گزر چکا۔ تھے قَالَ فِي رِجَالِ الْوَرَاءِ فَلَمَّا  
 ارَادَ الْحُسَيْنَ الْمَسِيرَ إِلَى الْكُوفَةِ اَتَاهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ  
 هِشَامٍ۔ پھر اسی کتاب اتحاف الورے میں لکھا ہے کہ جبوقت امام حسینؑ مکہ سے کوفہ کو پہنچے۔  
 عمر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشامؓ آپکی خدمت میں آئے۔ فَقَالَ لَهُ اِنِّي اَتَيْتُكَ بِحَاجَةٍ  
 اُرِيدُ اَنْ اُذْكَرَ هَا فَيُصَيِّحَ لَكَ۔ عرض کی امام حسینؑ سے کہ میں آپ کے پاس ایک حاجت لیکر  
 آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ بطور نصیحت کے آپ سے کچھ کہوں۔ فَاَنْكَرْتَ تَرَى اِنَّكَ مُسْتَنْصِي  
 قُلْنَهَا وَاَدَيْتَ مَا عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ فِيهَا وَاِنْ ظَنَنْتَ اِنَّكَ لَا تَسْتَنْصِيحَنِي كَفَفْتُ  
 عَمَّا اُرِيدُ۔ پھر اگر آپکی رائے میں یہ بات ہو کہ میری نصیحت کو قبول کیجئے گا تو مجھے جو کچھ کہنا  
 منظور ہے اُسے کہوں اور جو حق نصیحت مجھ پر واجب ہے اُسکو ادا کر دوں اور اگر آپ کو  
 یہ خیال ہو کہ میری نصیحت نہ مانئے گا تو جو ارادہ میرا نصیحت کرنے کا ہے اُس سے باز رہوں۔  
 قَالَ قُلْ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَغْنٰكَ وَمَا اَطْنٰكَ بِشَيْءٍ مِّنَ الْهَوٰى۔ امام نے فرمایا کہ  
 کہ تم کہو جو کچھ تمکو کہنا ہے قسم بخدا میں تمکو نصیحت کرنے میں کسی غرض فاسد سے شہم نہ کرونگا  
 اور نہ مجھے یہ گمان ہے کہ تم کو کوئی خواہش نفسانی نصیحت کا باعث ہے۔ مؤلف کہتا ہے  
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کسی شمار اور قطار میں نہ تھا اور نہ فرقہ بنی اُسیہ سے کچھ  
 اسکو تعلق تھا قَالَ بَلَّغْنِي اَنَّكَ تَرِيدُ الْعِرَاقَ۔ عمر بن عبد الرحمنؓ نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے  
 کہ آپ کا ارادہ عراق جانے کا ہے وَ اِنِّي مُشْفِقٌ عَلَيْكَ اَنْ تَاْتِيَ بِلَدِّ اَيُّهَا عَمَلُ مَوَاطِنُ  
 مَعَهُمْ بَيُوتُ الْاَمْوَالِ۔ اور میں آپکی نسبت خوف کرتا ہوں کہ ایسے شہر میں جائیے جہاں  
 عمال یعنی تحصیل پذیر کرنے والے اور حاکم اولن کے پاس خزانہ ہرے ہوئے ہوں۔ وَ اِنَّمَا  
 النَّاسُ عِبِيدُ الدِّيْنَارِ وَالذَّهْمِ اَدْمٰی دُنْيَا کے روپیہ پیسہ کے غلام ہیں۔ فَلَا اَمْنُ  
 عَلَيْكَ مِنْ عَدُوِّكَ نَعْرَةً وَمِنْ اَنْتَ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِمَّنْ يَقَاتِلُكَ مَعَهُ۔ مجھے آپکی  
 حالت دیکھ کر اور آپ کے دشمن زردار متمول کو دیکھ کر اسکا اطمینان نہیں ہے کہ آپ کے  
 پیار اور مددگار جو آج میں بدوقت لڑنے مرنے کے وہ آپکی طرف رہیں اور روپیہ پیسہ کے  
 طمع سے آپ کے دشمن سے نہ لمبا ہوں۔ مؤلف کہتا ہے یہ شخص اُسی خلافت ظاہری کے



جنگ اور جدل کو یاد کر رہا ہے اور مثل عبد اللہ بن مطیع کے انجام پر اسکو ویسی نظر نہیں ہے۔  
 فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا يَا بَنَ الْعَسَمِ - امام حسین نے اُس سے فرمایا خدا  
 جزا سے خیر تمکو دے اسے میرے بھائی۔ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ مَشِيتَ بِنُصْحِهِ وَتَكَلَّمْتَ بِعَقْلِ  
 مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ تم نصیحت ہی کیوں کرتے ہو اور مطابق ظاہر عقل کے تو نے  
 کلام بھی کیا وَمَهْمَا يَقْضِي مِنْ أَمْرٍ يَكُنْ أَخَذْتُ بِدَلِيلِكَ أَوْ تَرَكْتُ فَإِنِّي  
 عِنْدِي أَخَذْتُ مَشِيرَتَهُ وَأَتَّبَعْتُهُ نَاصِيحَةً۔ اور جو کچھ قضاؤ قدر الہی میں گذرا ہو  
 تمہاری تجویز پر مجھے چلنا پڑے خواہ تمہاری رائے کو ترک کرنا پڑے دونوں حالتوں میں  
 تم میرے نزدیک نیک مشورہ دینے والوں میں ہو اور پوری نصیحت کر چکے۔ قُلْتُ وَإِنَّمَا  
 مَدَحَ الْحُسَيْنِ آيَاتُهُ لِأَنَّهُ اشْفَقَ عَلَيْنَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى فَقْدِ الْمُؤْنِ وَالْإِنْصَارِ  
 میں کہتا ہوں اس شخص کی حضرت نے مدح اور ثنا کی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو حضرت کی  
 کمی انصار اور بے زری کا خوف تھا۔ وَلَمْ يَلْمَهُ عَلَى نَفْسِ الْمَسِيرِ أَوْ عَلَى تَرْكِ الْبَيْعَةِ  
 وَعَيْنِ هَامٍ مِنَ الْأُمُورِ۔ اور اس نے حضرت کی ملامت خواہ آپ کی رائے کی خرابی خاص  
 عراق کے سفر کرنے میں یا کہ بربد کی بیعت نہ کرنے میں کچھ ظاہر نہ کی۔ وَهَذَا أَمْرٌ سَخِيحٌ  
 شَرَعًا وَعَقْلًا اور انصار جان نثار کا ہر دم قابل جمع ہو لینا اسکے ہونے پر جو کچھ  
 خوف کیا جائے شرعاً اور عقلاً سب طرح سے درست اور بجا ہے۔ لَكِنَّهُ كَسَائِقِهِ كَذِيقُ  
 فِي نُصْحِهِ أَنَّهُ إِذَا تَرَكَ الْمَسِيرَ إِلَى الْعِرَاقِ فَإِلَى أَيْنَ لَيْسَ يَدْرِي وَمَاذَا يَحْدُثُ۔  
 مگر یہ شخص بھی مثل ابن مطیع کے اپنی نصیحت میں پہرہ نہ کچھ بولا کہ اگر حضرت عراق کو  
 نہ جائیں پہر کہ ہر جائیں اور کیا کریں۔ وَمِنْ هُمْ نَاظِرُهُمْ أَنَّ نُصْحَهُمَا لَمْ يَكُنْ عَلَى  
 مَا يَنْبَغِي۔ اسی جگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کی نصیحت بجائے خود پوری اور ٹھیک  
 نہ تھی۔ لَكِنَّهُ لَمَّا لَمْ يَبَالِغْ فِي كَوْنِهِ مَقْدَرًا عَلَيْهِ كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُطِيعِ فَلَمْ  
 يَنْزَحِ عَنْهُ الْحُسَيْنُ مِثْلَ أَنْزَاجِ رِجَالِهِ عَنْ سَائِقِهِ۔ لیکن چونکہ عمر بن عبد الرحمن  
 نے بہت جلدی چینی بناوٹ کی باتیں ویسی نہیں کیں جیسے کہ ابن مطیع نے کی تھیں کہ آپ پر  
 فدا ہوں اور نثار ہوں قربان ہوں (جہوٹا) اسی سبب سے امام حسینؑ کو زیادہ دل تنگی



اس کی باتوں سے نہوئی۔ وَلِهَذَا أَجْمَلَ الْقَوْلَ فِي كَوْنِهِ أَخَذًا بِدَائِهِ أَوْ تَارِكًا أَيَّاهُ  
 عَلَى مَا يَقْضَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِيهِ۔ اسی وجہ سے حضرت نے مجلی طور سے ایسی بات فرمائی  
 جس سے اس کی خاطر شکنی ہی نہو اور اپنا ارادہ ہی ظاہر فرمایا اور قضا و قدر کا حوالہ دیا۔

## باب پانزدہم

ابن عباس کے منع کرنے کے حالات امام حسینؑ کو سفر عراق سے  
 اور اُس میں جو کچھ باتیں دشمنان اہل بیت نے بنائی ہیں اور پوری

کیفیت اُن کی اور جوابات امام حسینؑ بروایت فریقین  
 نَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّصَحَاءِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَهُمْ فَتَوَرَّدَ فِي هَذَا الْبَابِ  
 مِنْ مَقُولَاتِهِ۔ ہم کہتے ہیں بڑی معتد نصیحت کنندہ ان معترضین کے نزدیک  
 ابن عباس تھے اب اس باب میں ہم فقط اوہنیں کے نصائح کو لکھتے ہیں۔ وَقَدْ  
 مَرَّ ذِكْرُ النَّاصِحِينَ مِنَ الْعَشَرَةِ وَمَا نَصَحُوا۔ باب گذشتہ میں دو نصیحت  
 کرنے والوں کا حال تو گزر چکا اور جیسے نصیحت انکی تھی اوس کی مخالفت پر الزام لگانا  
 محض بیجا اتہام ہے وہ بھی معلوم ہو چکا۔ ثُمَّ قَالَ فِي إِتْحَافِ الْوَرَعِ وَأَتَاهُ  
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدْ أَرْجَفَ النَّاسُ أَنَّكَ سَائِرٌ إِلَى الْعِرَاقِ فَبَيَّنَ لِي  
 مَا أَنْتَ صَانِعٌ۔ اُسی کتاب اتحاف الورع میں پھر لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عباسؑ امام  
 حسینؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عوام نے خبر غلط اڑائی ہے کہ آپ عراق کو جانے والے  
 ہیں پس آپ مجھ سے تو بیان کیجئے کہ آپ کو کیا کرنا منظور ہے۔ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ  
 قَدْ أَجْمَعْتُ الْمَسِيرَ فِي أَحَدِ يَوْمَي هَذَيْنِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ امام حسینؑ نے  
 فرمایا کہ میں نے روانگی اپنی عراق کی ٹھان لی ہے ان دو دنوں میں سے کسی ایک دن میں  
 انشاء اللہ ضرور جاؤں گا۔ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنِّي أُعِيدُكَ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ۔



ابن عباس نے حضرت سے کہا میں بچا ہوں تم کو قسم بخدا اس سفر سے یا تم کو قسم خدا کی دیکر روکتا ہوں کہ نجاؤ۔ اَخْبَرَنِي السَّيِّدُ اِلَى قَوْمٍ قَتَلُوا اَمِيْرَهُمْ عَلَيْهِمْ قَاهِرٌ عَلَيْهِمْ وَعَمَّالُهُمْ تَحْتَهُ بِلَادُهُ۔ مجھ سے تو بناؤ تم ایسی قوم کی طرف جاتے ہو اور جو اون پر حکمران ہے (نیرید) اُسکا پورا تسلط اون پر ہے کارکن اس کے ایسے ہیں کہ خراج اون بلاد کا جو کوفہ سے متعلق ہیں اونکے پاس چلا آتا ہے اور جمع ہوتا ہے فَاَتَمَادَعَوْكَ اِلَى الْحَرْبِ تَمْكُرُ اَوْنُ لَوْ كُنْ عِنْدَ اَهْلِ كُوفَةٍ اِسَى غَرَضٍ مِنْ بِلَادِهِمْ كَمَا تَمُوتُ مِنْ لُزْمِ الْوَلَدِ وَلَا اَمِنْ عَلَيْكَ اَنْ يَغْرُوكَ وَيَكْتَلِبُوْكَ وَيَخَالِفُوْكَ وَيَخْذُلُوْكَ وَيَسْتَنْفِضُوْا اِلَيْكَ وَيَكُوْنُوْا اَسَدَ النَّاسِ عَلَيْكَ۔ مجھے تمہاری نسبت اون سے ہی خوف ہے کہ وہ تم کو فریب دین گے اور تم کو دعوائے خلافت میں جھوٹلا میں گے تم سے مخالفت کریں گے تم کو چوڑ دین گے اور تم سے لڑنے میں وہی پیش رو ہوں گے وہی تم سے شدت اور سختی کریں گے۔ فَقَالَ الْحُسَيْنُ اِنِّيْ اَسْتَشِيْرُ اللّٰهَ اِمَامَ حُسَيْنٍ نَّهْ فَرَمَا يَاكُمِنْ خَدَا سَعِ طَلَبِ خَيْرِكُمْ وَتَوَكَّلْ (تفاؤل یا استخارہ) اِلَى اَنْ قَالَ الْمَوْجِزُ فَلَمَّا كَانَتْ مِنَ الْعِشِيِّ اَوْ الْعَدَاةِ فَاَنَا هُوَ بَنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا بَنَ عِيْمٍ اِنِّيْ اَقْصِيْرُ وَلَا اَصِيْرُ تَا سَيَكُمِنْ پَرِ اسْتَحَافِ الْوَرَا سَعِ مَصْنُفٍ نَّهْ كَمَا جِ شَامِ هُوَ خَوَاهِ دَوَسَكُ دَنْ صَحْلُو اِبْنِ عَبَّاسٍ پَرِ اِمَامِ حُسَيْنٍ كَيْ بَاسٍ اَكْرُ كُنْ لَكِي مِيْرِي حِجَازِ وَبِهَاقِي مِيْنِ بَرْجِدِ بِنَاوَتْ سَعِ صَبْرُ كَرْتَا هُوْنِ مَكْرُ مَجْهَبٍ سَعِ صَبْرُ نَهْنِ هُو سَكْتَا سَعِ۔ اِنِّيْ اَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ وَهَذَا الْيَوْمَ الْهَلَاكُ وَالْاِسْتِصَالُ مجھے تم پر آج خوف اس کا ہے کہ عراق کو گئے اور ہلاک ہوئے اور جر سے تم کو او کہاڑ کر بھینک دیں گے۔ وَانْ اَهْلَ الْعِرَاقِ قَوْمٌ غَدَرٌ وَلَا تَقْرَبَهُمْ۔ مروان عراق سب قوم غدار ہیں اور تم ہرگز اون کے پاس نجاؤ۔ اَقْبَمَ بِهَذَا الْبَلَدِ فَاِنَّكَ سَيِّدُ اَهْلِ الْحِجَابِ تُمْ اِسَى شَهْرُ مَكَّةَ مِيْنِ رَهْوِ اس سَعِ كَمَا تُمْ سَرْدَارِ اَهْلِ حِجَازِ كَيْ هُو۔ (مگر زبانی زبانی) فَاِنَّكَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَرِيْدُ وَنَكَ لَمَّا زَعَمُوْا فَالْكَتَبَ اِلَيْهِمْ فَلْيَنْفُوْا عَامِلَهُمْ وَعَدُوْهُمْ ثُمَّ اَقْدِمْ عَلَيْهِمْ۔ پَرِ اِگر اهل عراق کا بزعم اون کے ارادہ تمہارے بلانے کا ہے اونکو لکھ دیجو کہ پہلے اپنے عامل اور اپنے دشمن کو اپنے شہر سے نکال دیں جب تک کہ ان میں سے کوئی نہ رہے۔ وَانْ اَمِيْرَتِ اَنْ لَا تَخْجُجَ قِسْرَ اِلَى اَلْيَمَنِ



اور اگر سفر کرنے سے تمکو انکار ہے اور ضرور خروج کرنے کا ارادہ ہے پھر تم یمن کی طرف روانہ ہو۔  
 فَإِنَّ فِيهَا لَحْصُونًَا وَشُعْبًا وَهِيَ أَرْضٌ طَوِيلَةٌ عَمْرٍ نَضْنَةٌ۔ اس لئے کہ یمن میں قلعہ ہمارے  
 مستحکم اور گھاٹیان پہاڑوں کی ہیں اور زمین بھی بڑی لمبی اور چوڑی ہے وَلَا يَنْبَغُ بِهَا شَيْعَةً  
 وَأَنْتَ عَلَى النَّاسِ فِي عُنْ لَةٍ۔ تمہارے باپ کے شیعہ اور دوستہ اردان بہت سے ہیں  
 تم کو وہاں پہنچ کر تنہائی ملیگی۔ فَكُتِبَ إِلَى النَّاسِ وَتَبَيَّنَتْ دُعَاؤُكَ۔ وہاں سے تم خطوط  
 اپنی نصرت کی طلب میں لکھنا اور اپنے سفیر وکیل تمام بلاد میں پھیلانا۔ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ  
 يَأْتِيَنَّكَ عِنْدَ ذَلِكَ مَا تُحِبُّ فِي عَافِيَةٍ۔ مجھے پوری امید ہے کہ اس کا رروائی کے بعد  
 تم کو وہی بات نصیب ہوگی جو تمہارے پسند ہے اور بعافیت تم اپنا کام کرو گے۔ فَقَالَ  
 الْحُسَيْنُ يَا بَنَ عَمِّ إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْصِحُ مُشْفِقٌ وَقَدْ أَرَمَعْتُ وَأَجْمَعْتُ عَلَى  
 الْمَسِيرِ۔ امام حسین نے فرمایا اے میرے عموزاد بہائی میں خوب جانتا ہوں کہ تم براہ نصیحت  
 اور خیر خواہی مجھ سے کہتے ہو اور میری خونریزی سے ڈرتے ہو۔ مگر اب تو پختہ ارادہ سفر عراق  
 کا کر چکا ہوں مؤلف کہتا ہے ابن عباس کی اس تقریر کا بہم جواب کوئی بچہ نہ کرنے  
 والا البتہ دیکھتا ہے اس راوی نے حضرت کو معاذ اللہ بچوں کی مثل بنایا ہے۔ فَقَالَ  
 ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنْ كُنْتَ سَائِدًا فَلَا تَسِرْ بِبَنَاتِكَ وَصَنِيَّتِكَ۔ پھر ابن عباس نے  
 کہا کہ اگر تم ضرور جلتے ہو تو اپنی لڑکیاں اور بچوں کو نہ لے جاؤ۔ فَإِنِّي خَائِفٌ أَنْ تُقْتَلَ  
 كَمَا قُتِلَ عُثْمَانُ وَبَنَاتُهُ وَوَلَدُهُ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ مَجْجَةً۔ تم قتل کئے جاؤ  
 جس طرح عثمان مارے گئے اور ان کے اہل عیال دیکھتے رہے آخر روایت تک۔ قُلْتُ وَهَذَا  
 هُوَ مَوْضِعُ الْمَعْرِفَةِ فِي كَوْنِ الرِّوَايَةِ مَوْضُوعَةً مُفْتَرَاةً مِنَ بَنِي أُمَيَّةٍ۔  
 میں کہتا ہوں بس یہی مقام شناخت کا ہے اور اسی لفظ سے معلوم ہو گیا کہ یہ روایت بنی امیہ  
 کی بنائی ہوئی ہے۔ فَإِنَّ هَذَا الْقَوْلَ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُهُمْ لَا يَقُولُهُ أَحَدٌ۔ یہ عثمان کا  
 جھگڑا پیش کرنا یہ تو بنی امیہ ہی سے خاص ہے وَقَدْ قُتِلَ عَلِيٌّ بِالْشَيْعِ وَالْحَسَنِ  
 بِالْسَمِّ وَلَمْ يُؤْخَذْ بِشَايِ عُثْمَانَ إِلَى يَوْمِئِذٍ۔ جناب امیر تلوار سے شہید کئے گئے  
 اور امام حسن زہر سے شہید کر لئے گئے مگر یہ انرا خون عثمان کے قصاص لینے کا اپنی بات



وَمِنَ الدَّلَائِلِ الْوَاضِحَةِ عَلَى كَوْنِ تِلْكَ الرِّوَايَةِ مَوْضُوعَةً أَنَّ الْأَقْوَالَ الَّتِي  
نَقَلَهَا عَنِ الْحُسَيْنِ فِي جَوَابِ أَقَاوِيلِ بْنِ عَبَّاسٍ تَشْهَدُ عَيْنَانَا أَنَّ كُلَّهَا  
أَكْذُوبَاتٌ مُخَضَّةٌ - واضح دلائل سے اس روایت کے موضوع ہونے پر یہی ہے کہ جس قدر  
قول امام حسین کے نقل کئے ہیں جواب میں ابن عباس کے وہ خود گواہ اپنے جھوٹے ہونے  
پر ہیں - فَإِنَّ كُلَّ مَنْ لَمْ أَذْنِ وَتُوفٍ عَلَى مَا كَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ فِي  
تِلْكَ الْأَيَّامِ مِنَ الْخَوْفِ وَالشَّدَّةِ وَتَفَاقُمِ الْأَلَامِ يَحْكُمُ جَزْماً بِخُرُوجِهِ  
مِنَ الْكُتْبَةِ - اسلئے کہ جو شخص ذرا سی واقفیت رکھتا ہے کہ زمانہ حج میں جس خوف میں  
امام حسین گرفتار تھے اور جس قدر صدمات اور رنج اٹھوا رہے تھے حتیٰ کہ اس کی  
یہی ہو گئی کہ حضرت ومان سے الگ ہو کر کسی طرف کوچے جائیں لَآنَ الْمُسْلِمِينَ قَدْ اجْتَمَعُوا  
لِلْحَجِّ وَلَمْ يُؤَفَّقْ أَحَدُهُمْ بِبَصَرَتِهِ وَيَزِيدُ قَدْ أُرْسِلَ فِي زِيَّ الْحُجَّاجِ جَمَاعَةٌ  
كَثِيرَةٌ لِقَتْلِهِ كَمَا هُوَ مَأْثُورٌ بِالِاتِّفَاقِ - اسلئے کہ مسلمان دور دور کے ومان ادا  
مراسم حج کی غرض سے جمع ہو چکے تھے اور کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ آپ کی نصرت اور امداد پر  
زبان ہی سے اقرار کرتا اور نیرید نے خفیہ طور سے بہت سے آدمی حضرت کے قتل کے واسطے  
عین خانہ کعبہ میں بہ لباس حاجیوں کے بھجے تھے - وَبَعْضُ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا امْتَدَّ كَرِيْنُ  
بِحَنْلٍ أَوَّلِ خُلَفَائِهِمْ وَنَضَبِ عَلِيٍّ بِإِعْلَانِ سُورَةِ التَّوْبَةِ فَيَنْظُرُونَ  
إِلَى الْحُسَيْنِ نَظَرَ الْمَخْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ أَوْ بَعْضُ سُلَمَانَ جُو كَ جَانِدُوهُ مَحْتَشِينَ  
تھے اور کو ہر دم یاد آتا تھا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں پر ابو بکر سورۃ براءت کی تبلیغ سے  
معزول ہو کر جناب امیرِ پدِ بزرگوار امام حسین کے منصوب ہوئے تھے اور اس امر کی یاد آدمی  
سے وہ لوگ حضرت کو ایسی نگاہ سے دیکھ رہے تھے جیسے سکرات کے وقت آدمی کی ٹٹلی بندھ  
جاتی ہو - وَمَا يَذْرِيكَ أَنَّ قَبِيلَةَ مِنْ قَبَائِلِ التَّيْمَنِ لَمْ يَخْضُرْ فِي تِلْكَ السَّنَةِ  
كَأَدَاءِ مَنَاسِكَ الْحَجِّ - اور تم کو کہاں سے معلوم ہوا کہ اس سال منہ بن کوئی قبیلہ میں کے  
قبیلوں میں سے اداے مراسم حج کی واسطے نہیں آیا تھا - فَمَعَ كَوْنِ الْحُسَيْنِ قَدْ أُرْسِلَ  
إِلَيْهِمْ الْكُتُبُ وَالْأَعَاةُ قَهْلُ قَعْلُهُ أَحَدًا أَنَّهُ حَضَرَ عِنْدَ إِمَامِهِ نَاصِلًا لَهُ -



یہ بتگو روایت سے معلوم ہوا ہے کہ یمن کے حجاج بن من سے کوئی شخص اپنے امام کے پاس بغرض  
 نصرت آیا وَاِنْ فَرضًا اَنَّهُ لَمْ يَحْضُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي تِلْكَ السَّنَةِ الْمَشْعَرُ الْحَرَامُ  
 فَهُوَ اَيْضًا مُسَبَّبٌ لِكُوْنِ الْحُسَيْنِ ثَاوِيًا فِيْهِ طَالِبًا لِلنُّصْرَةِ۔ اور اگر یہ بھی فرض  
 کریں کہ یمن کا ایک آدمی بھی امسال حج کو نہیں آیا اسکا سبب یہی ہوگا کہ امام حسینؑ کو یمن  
 ٹہرے ہوئے اپنی نصرت مسلمانوں سے طلب کر رہے تھے اسی خوف سے یمن کے لوگ نہ آئے  
 اور گہروں میں چھپ رہے۔ وَكَانَ الْقِتَالُ فِي حَرِيْمِهِ مُضِيْعًا لِحَرَمَتِهِ اَوَّلَهُ  
 سخطہ اور خاص کر خانہ کعبہ میں خونریزی اور لڑائی سے ہرگز حرمت کعبہ کی ہوتی تھی۔  
 فَاَنْكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ وَيُشَاهِدُ تِلْكَ الْحَالَاتِ ثُمَّ يَصْرُخُ عَلَى اِقَامَةِ الْحُسَيْنِ  
 فِي الْحَرَمِ فَهُوَ اَيْضًا مِمَّنْ يَخْشَاهُ وَيَكْنِيْدُ مَكْنِيْدَةً تَأْتِي عَلَى نَفْسِهِ۔ پھر اگر ابن  
 عباس ان سب حالات کو دیکھ رہے تھے اور بعد اس کے بھی اصرار کرتے تھے کہ آپ حرم کعبہ  
 سے بجائیں پھر تو وہ بھی پورا فریب حضرت کو دے رہے تھے اور ایسا مکر کر رہے تھے کہ جس  
 کا انجام یہی تھا کہ حضرت اُسی جگہ شہید کر دئے جائیں۔ اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ اَذْنِيْ بِصِيْرَةٍ  
 فِي الْاُمُوْر كَمَا يَدَّعُوْنَهُ۔ یا کچھ خاک بھی تمیز ابن عباس فرضی کو امور سلطنت اور  
 سیاست میں نہ تھی وَكَانَ فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ۔ اور نہ اوکو مسائل شرعیہ میں کچھ  
 مداخلت تھی۔ ثُمَّ مَا بَالُ الْحُسَيْنِ مَعَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ صَغِيْرًا غَيْرَ مُمَيَّزٍ۔ بل قد كَانَ  
 مَعَ اَبِيْهِ مُجَاوِلًا لِلْبَطَالِ فَارْسًا ضَرْعًا مَا كَامِلًا فِي فُنُوْنِ الْحَرْبِ وَالضَّرَبِ  
 وَاصُوْلِ السِّيَاسَةِ كَمَا هُوَ فِي يَوْمِ الطَّفِ۔ پھر امام حسینؑ سے مجھے تعجب ہے کہ وہ  
 جناب کچھ کم سن بچے اور غیر متمیز نہ تھے جو کبھی لڑائی کا نام بھی نہ سنا ہو بلکہ اپنے پدر بزرگوار  
 کے ہمراہ صفین اور جمل اور نہروان میں نہرو آزمائی کر چکے تھے بڑے بڑے بہادروں سے  
 لڑ چکے تھے فنون جنگ میں کامل تھے اور قواعد سیاست اور تمدنی پوری ماہر چنانچہ کر بلا میں  
 آپ کی آپکی دلاوری کا حال کھل گیا تمام دنیا پر۔ وَ اَيْضًا لَمْ يَكُنْ سَخِيْفَ الرَّأْيِ  
 قَلِيْلَ الدَّرَجَةِ۔ نیز امام حسینؑ کی عقل بھی ایسی خراب نہ تھی اور سرود و گرم زمانہ کا کچھ  
 کم تجربہ بھی آپ کو نہ تھا۔ وَمَعَ فَرَضِ الْكُلِّ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَمَا بَالُهُ لَمْ يُظْهِرْ



لَا بَيْنَ عَبَّاسٍ مَّا مَدَّ مِنْ نَوَاصِيهِ وَهِيَ كَمَا مَتَّ اور عاذ اللہ یہ سب نقصانات بھی اگر  
 فرض کریں اور خاک بدین گویندہ امام حسینؑ کو بالکل ناجز و کار بھی مان لیں پھر اس کی کیا  
 وجہ ہے کہ آپ نے ابن عباس سے اپنے مصائب اور هجوم افکار کو بیان بھی نہ کیا حالانکہ وہ  
 سب امور صحیح اور واقع تھے۔ وَقَالَ مَرَّتَيْنِ بَعَثْتُمُ الْمُسَيَّبَ وَاجْمَاعِهِ بِلَا رَدٍّ لِكَوَالِ  
 بَنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَلِيكَ كَالْبُلْدَةِ الصَّغِيرِ۔ اور دو مرتبہ بھی ہٹ اور ضد کرتے رہے کہ میں نے  
 تو اب عراق جلنے کی دھن لگالی ہے چلے کچھ ہو میں تو ضرور جاؤں گا اور ابن عباس کی  
 بیجا نصیحت کا کچھ بھی جواب نہ دیا فقط اپنی ضد پر قائم رہے۔ فَمَهَذَا الْقَوْلُ إِنَّمَا يَنْشَبُ  
 إِلَيْهِ مَنْ هُوَ مُدْرِكٌ بِهِ عَدُوُّكَ۔ اس قول محض بیجا کی وہی شخص امام حسینؑ کی طرف  
 نسبت کر رہا جو آپ کو کسی شمار اور قطار میں نہ سمجھے گا اور آپ کی تحقیر اس کو منظور ہے۔ وَ  
 لَسْنَا نَنْظُرُ أَفْضَالًا بَيْنَ عَبَّاسٍ أَوْ قَدْ كَانَ خَرَفًا قَدْ ذَالَ عَقْلُهُ حَتَّى يَتَكَلَّمَ فِي تِلْكَ  
 الْأَيَّامِ بِتِلْكَ الْقَفَوَاتِ وَقَدْ يَرَى سَيِّدَهُ وَأَبْنَ عَمِّهِ مَصَابِيَا تِلْكَ الرَّزَايَا۔  
 ہم لوگ پیروان اہلبیتؑ ابن عباس کی شان بھی ایسی نہیں سمجھتے ہیں کہ ایسی بیہودہ اور  
 محض بے عقلی کی باتیں ایسے وقت کریں کہ ان کے جچا زاد بھائی اور اور سردار ایسے  
 ایسے مصائب میں گرفتار ہوں۔ وَإِنَّمَا هُوَ إِشْمَاتٌ وَإِذْرَاءٌ۔ اور ایسی گفتگو ایسے  
 وقت کرنی اُسی کا کام ہے جو دشمن ہو اور شہادت اور تحقیر کرتا ہو۔ وَأَعْجَبٌ مِنَ الْكُلِّ  
 أَنَّ ذَلِكَ الرَّاَوِي بَعْدَ مَا اتَّمَّ هَفَوَاتَهُ أَفْتَرَى عَلَى بَنِ عَبَّاسٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ وَاللَّهِ  
 الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ إِذَا أَخَذْتَ بِشَعْرِي وَأَخَذْتُ بِنَاصِيَتِكَ  
 حَتَّى يَجْمَعَ النَّاسُ أَطْعَمْتَنِي وَأَقَمْتَ لِفَعْلِكَ۔ اور سب جھوٹی باتوں سے بڑھ کر  
 اس راوی کے افتر ابن عباس پر یہ سنئے اب تو مثل کنجڑے اور قسائی کے ڈار ہی اور پٹ  
 نوچنے گھسٹنے کی نوبت آگئی یہ راوی ابن عباس پر آخری تہمت یوں کرتا ہے کہ آخر  
 درجہ جب کسی طرح امام حسینؑ نے انکی نصیحت نہ مانی ابن عباس نے کہا کہ قسم اُس خدا کی جس کے  
 سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اگر مجھے یقین ہو جائے کہ تم میری داڑھی خواہ ٹپی پکڑو اور  
 میں تمہاری پیشانی پکڑوں اور خوب گھسٹوں مجھ میں اور تم میں ہو کہ لوگ تماشا دیکھنے کو



یکجا ہو جائیں (ایسا تماشا کہی کا ہے کو دیکھا ہوگا کہ دو بنی ہاشم دارھی اور پی پڑے ہو  
 لڑ رہے ہیں واہ واہ) غرض ایسی فوج گھسٹ کے بعد تم میرا کہنا مان لو گے تو میں اے حسین  
 یہ بھی کروں مگر تم اپنی ضد کو بہلا کر چھوڑو گے۔ فَانْظُرْ وَأَيُّهَا السُّلَمِیَّتِ هَذَا تَعْظِیْمٌ  
 وَتَجْبِیْلٌ لِّعِزَّتِكَ۔ اب دیکھو اے مسلمان بہاؤ یہ فریت نبی کی ہے اور یہ  
 تعظیم اور توقیر اس کی ہو رہی ہے۔ وَ عَلَى الْجَلَّةِ فَإِنَّكَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الَّذِي قَالَ  
 مِثْلَ هَذَا الْقَوْلِ وَلَمْ يَكُنْ عَلِیًّا بِمَا فِیهِ الْحُسَيْنُ ۚ فِی تِلْكَ الْأَيَّامِ فَلَسْنَا نَعْرِفُهُ  
 أَنَّهُ مَنْ كَانَ۔ خلاصہ کہ اگر ابن عباس یہ وہی فرضی کوئی شخص ہیں جن کی ایسی ایسی وہی  
 تباہی باتیں اس راوی نے لکھی ہیں اور انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ اُن جچا زاد بھائی امام حسینؑ  
 اور انکی بہنیں زینب اور ام کلثوم اور بہانجے۔ جتنے کسی کسی مصیبت میں آج گرفتار ہیں تو ان  
 ابن عباس کو ہم نہیں پہچانتے کہ وہ کون بازاری آدمی تھے جنکو دارھی پی پڑ کر مثل ار ذال کے  
 رونے میں بھی شرم نہ تھی۔ وَإِنَّكَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الَّذِي رَأَى جَبْرَائِلَ ۚ یَوْمَ نُزُولِهِ  
 مَعَ الْمَلَائِكَةِ یُعَزِّي سَيِّدَنَا رَسُولَ اللَّهِ وَیُرِیهِ تَرْبَةَ قَبْرِ سِبْطِهِ الْأَصْغَرِ  
 كَمَا فِی تَارِخِ اَعْتَمِ الْكُوفِی۔ اور اگر یہ عباس وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت جبرئیلؑ  
 کو دیکھا ہے جس روز جبرئیلؑ مع اور فرشتوں کے تعزیت اور پُر سائے مصیبت امام حسینؑ  
 کا آئے تھے خدمت میں ہمارے نبیؐ کے اور خاک قبر امام حسینؑ ہمارے نبیؐ کو دکھلا رہے تھے جیسا کہ  
 تاریخ اعم کو فی میں منقول ہے اور تمام ماجرا سفر عراق سے بخوبی ابن عباس آگاہ تھے۔  
 وَ اِلَیْهَا هُوَ الَّذِي قَوَّضَهُ عَلَیْ ۚ اَبْعَاسًا عَدِیْدَةً یَوْمَ رُجُوعِهِ عَنْ حَرْبِ صِفَّیْنِ  
 وَ نُزُولِهِ اِلَى اَرْضِ كَرْبَلَا ۚ اَيْضًا۔ اگر یہ ابن عباس وہی بزرگ ہیں جنکو جناب امیرؑ نے  
 چند مسکنیان اونٹ کی زمانہ حضرت عیسیٰؑ کی سپرد فرمائی تھیں۔ جب کہ حضرت جگ حنفین سے  
 پلٹ کر زمین کربلا پر اترے تھے۔ وَقَالَ لَهُ اَحْفِظْهَا فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّهَا صَارَتْ وَمَا  
 فَاعْلَمْ أَنَّ ابْنِی الْحُسَيْنِ ۚ قَدْ قُتِلَ۔ اور فرمایا تھا حضرت نے ابن عباس سے کہ اون کو  
 بحفاظت رکھنا جب دیکھنا کہ یہ سب خون تازہ ہو گئیں یقین کرنا کہ میرا فرزند حسینؑ شہید  
 ہو گیا۔ كَمَا فِی الْبَحَارِ وَغَیْرِہ۔ چنانچہ یہ روایت مجدد وغیرہ کتب میں منقول ہے۔ وَ هَكَذَا



رَوَايَاتُ أُخْرَى تَدُلُّ عَلَى كَوْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَامِلًا لِنَتْلِكَ الْأَسْلَابِ - اسی طرح اور  
 یہی بہت سی روایات دونوں فرقہ شیعہ اور سنی کی ایسی ہیں جسے خوب معلوم ہوتا ہے کہ  
 ابن عباس اسرار شہادت کلگون قبائے آل عباس کے راز دار بھی تھے۔ وَأَنْكَانَ مَعَ عَلَيْهِ  
 مَا نَعَالَهُ عَنْ سَفَرِهِ فَلَا يَخْلُو أَمَّا أَنْ يَكُونَ غَرَضُهُ تَكْذِيبُ رَسُولِهِ فِي ذَلِكَ  
 الْإِخْبَارِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ هَذَا غَرَضُهُ۔ پھر اگر ابن عباس جان بوجھ کر  
 امام حسینؑ کو سفر عراق سے منع کرتے تھے پس یا تو غرض ابن عباس کی یہ تھی کہ اپنے نبیؐ کی  
 پیشین گوئی جو نسبت امام حسینؑ کے ہوئی تھی اُس کا جھوٹا کرانا انکو منظور تھا اور پناہ بخدا  
 ہم ابن عباس کو ایسا بیدین منکر نبوت نہیں جانتے۔ وَأَمَّا أَنَّهُ كَانَ لَمْ يَعْلَمْ بِوُقُوعِهَا  
 فِي تِلْكَ الْمَسِيَةِ كَأَمْرٍ سَلَمَةٍ ر ۱۰ اور یا یہ بات ہے کہ ابن عباس کو یہ علم نہ تھا کہ یہ سائنہ  
 اسی سفر کا ہے جو امام حسینؑ کر رہے ہیں جس طرح جناب ام سلمہؓ کو معلوم نہ تھا اور حضرت  
 کو سفر عراق سے منع فرمایا تھا فَلَمَّا صَرَّحَ الْحُسَيْنُ بِاجْتِمَاعِ أَمْرِهِ وَعَزَمِهِ فَمَّا بِاللَّهِ  
 أَصَرَ وَاسْتَبَدَّ وَلَمْ يَمْتَنِعْ عَنْ مَنَعِهِ كَأَمْرٍ سَلَمَةٍ۔ پھر جب امام حسینؑ نے اپنا عزم  
 جزم ظاہر کر دیا اسوقت کیون ابن عباس مثل جناب ام سلمہؓ کے چپ ہنوئے اور برابر اصرار اور  
 ہٹ کرتے رہے اور دارھی نچوئل کے تجویز میں تھے۔ فَثَبَّتَ مِمَّا تَلَوْنَا عَلَيْكَ أَنَّ ابْنَ  
 عَبَّاسٍ الَّذِي يُنْسَبُونَ إِلَيْهِ تِلْكَ الْأَقَاوِيلَ الْكَاذِبَةُ إِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ مَقْرُوضٌ  
 غَيْرَ الَّذِي هُوَ ابْنُ عِمِّ الْحُسَيْنِ ۲۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابن عباس جس کی طرف  
 یہ جھوٹھی جھوٹھی باتیں روایت کر رہے ہیں وہ محض ایک فرضی آدمی تھے وہ ابن عباس نہ  
 تھے جو امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی تھے۔ وَأَمَّا الَّذِي هُوَ ابْنُ عِمِّ فَهُوَ الَّذِي تَأْمُرُ  
 مَنَعَهُ عَنِ الْمَسِيرِ وَالْحُسَيْنِ يُخْرِجُهُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَنْكِي وَيَأْتِي بِقَلْبِ خُرَيْشٍ  
 لیکن وہ ابن عباس چچا زاد بھائی امام حسینؑ کے یہ وہ بزرگ ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے  
 مثل دیگر اعزہ اور اقربا کے امام حسینؑ کو اُس روز منع کیا تھا جس روز حضرت مدینہ سے سفر  
 کر رہے تھے اور کہرام بنی ہاشم میں برپا تھا ابن عباس بھی زار قطار رو رہے تھے اس لئے  
 کہ انکو معلوم تھا کہ اب امام حسینؑ پہرہ لٹ کر نہ آئیں گے۔ ثُمَّ لَمْ تَمَّا لَكَ نَفْسُهُ وَرَجُلٌ



إِلَى مَلَكَةٍ حُبًّا لِلرَّحِمَةِ - پھر خون کا جوش تھا اور کہو مگر نہ ہوتا ابن عباس سے ضبط نہ ہوسکا  
اور دوڑتے گرتے اپنے تئیں مکہ معظمہ میں پہنچا یا اللہ رے مصیبت امام حسین کی اور امام  
حسین سے اگر مکہ معظمہ میں ملے - وَمَنْعَهُ مَرَّتَيْنِ وَفِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ مَنَعَهُ فِي  
مَلَكَةٍ كَمَا فِي التَّبْرِ الْمَذَابِ وَعَنِ الْمَسْعُودِيِّ وَعَبَّائِرُهُمْ فِي الْمَقَامِ مُخْلِفَةٌ -  
اور دوسری مرتبہ ابن عباس نے مکہ معظمہ میں حضرت کو منع کیا اور عبارت میں لوگوں کی مختلف  
ہیں - وَمَا قَالَ فِي التَّبْرِ الْمَذَابِ فَهُوَ أَحْسَنُ الْأَقْوَالِ تَبْرُ مَذَابِ مِینِ جَوَیْکَہَا  
وہی قول سب سے بہتر ہے - فَقَالَ الْحُسَيْنُ لِابْنِ عَبَّاسٍ يَا بَنَ عَمِّ هَذَا كَتَبَهُمُ  
وَرُسُلُهُمْ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيَّ إِجَابَتُهُمْ وَقَامَ لَهُمْ عَلَيَّ الْحُزْنُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
امام حسین نے ابن عباس سے فرمایا اے چچا زاد بھائی یہ دیکھو خطوط کو فین کے اوتار  
اُنکے بھیجے ہوئے آدمی سب موجود ہیں مجھ پر واجب ہے اُنکے قول ظاہری کی اجابت کرنی  
خدا کے نزدیک اُنکا عذر بروز حشر باقی رہیگا اگر میں اُنکی طرف نہ گیا اور وہ گمراہ رہے  
قُلْتُ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ أَنْ غَدَرَهُمْ كَانَ مُتَيَقِّنًا لِمَا غَدَرُوا مَرَّاتٍ فَقُلْتُ لَيْسَ  
هَذَا يَطْرُقُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ الَّتِي بَنَانُهَا عَلَى الظَّاهِرِ فَإِنَّ الْكَذُوبَ قَدْ يَصْدُقُ  
وَالصَّدُوقُ يَكْذِبُ مِینِ کہتا ہوں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اہل کوفہ کا عذر اور فریب تو  
امر یعنی تھا اس لئے کہ چند مرتبہ فریب کر چکے تھے اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ احکام  
شریعت ظاہری میں جاری نہیں ہو سکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ بڑا جھوٹا بھی کہی سچ  
ہوتا ہے اور بڑا سچا بھی کہی جھوٹا ہوتا ہے - وَأَلَا بَنِيَاءُ وَأَوْصِيَاءُكُمْ لَمْ يَنْسُوا  
مَعْلُومِيهِمُ الْخَاصَّةِ وَالْأَلَمَ يَحْتَاجُونَ فِي فَضْلِ الْقَضَا بِلِی الشُّهُودِ وَغَيْرِهَا مِینِ  
الدَّلَائِلِ الظَّاهِرَةِ - اور انبیا اور اُنکے جانشین امور ہدایت میں اپنے علم خاص پر بنا  
کرنے کے مجاز نہ تھے ورنہ فیصلہ مقدمات متخاصمین میں گواہ اور دیگر وجوہ ثبوت لینے  
کے محتاج نہوتے - وَلَمْ يَطْهَرْ غَدَرُهُمْ إِلَى يَوْمِ خُرُوجِهِ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ وَافَقَ  
يَوْمَ خُرُوجِهِ يَوْمَ جَرَى عَلَى مُسْلِمٍ مِنْ عَقِيلٍ سَلَامٌ عَلَيْهِ مَا جَرَى - اور تاروز  
روانگی امام حسین کوفیوں کا یہ عذر ثابت نہ ہوا تھا اسلئے کہ اتفاق وقت سے جس روز



حضرت محمدؐ کو کچ کیا ہے اُسی روز حضرت مسلمؓ پر کوفہ میں وہ سانحہ گذرا۔ وَفِي مَدِينَةِ الْمَعَاذِ  
 بَعْدَ ذِكْرِ مَتَيْعِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْحُسَيْنِيِّ مِنْ حَمْلِ لِسَائِرِ مَعَهُ اور مدینہ المعجزہ میں روایت  
 کی ہے کہ جب ابن عباسؓ نے المحرم کے بھانے کو منع کیا۔ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنِيُّ يَا بَنَ الْعَمِّ اِنِّي  
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي مَنَامِي وَقَدْ اَمَرَ بِاَمْرِ اَنَا لَا نَقْدِرُ عَلَى اخْلَافِهِ۔ امام حسینؓ  
 نے ابن عباسؓ سے کہا اے میرے چچا زاد بھائی میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے اور مجھے  
 ایک ایسا حکم دیا ہے کہ اُس کی مخالفت پر مجھے قدرت نہیں ہے۔ وَرَأَيْتُهُ اَمَرَ نِي بِاِخْتِ  
 مَعِي۔ اور جناب رسولؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اہل بیت کو یہی اپنے ہمراہ لے جاؤں۔ وَفِي  
 نَقْلِ آخَرٍ اَنَّهُ قَالَ يَا بَنَ الْعَمِّ اِنَّهُمْ وَدَائِعُ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا اَمَنَ عَلَيْهِمْ اَحَدًا  
 وَهَنًا اَيْضًا لَا يَفَارِقُنِي۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اے برادرِ بہم  
 عورات اور لڑکے میری سپردگی میں بطور ودیعت رسول خداؐ کے ہیں انکی حفظ ناموس اور  
 حفظ جان پر مجھے اپنے ہی اوپر بہرہ و سہ ہے دوسرے پر نہیں ہے اور یہ بھی فرما محبت  
 سے مجھکو نہیں چھوڑتے ہیں کیونکہ انکو چھوڑ جاؤں۔ فَسَمِعَ بَنُ عَبَّاسٍ بُكَاءَ اَمْرٍ وَرَأَيْتُهُ  
 وَقَالَ لِي كَقَوْلِ يَا بَنَ عَبَّاسٍ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْوَقَ رَوْنِي كِي اَوَازِ بَسِيتِ سے  
 سنی اور ایک معتمد یون کہہ رہی ہیں (بروایت جناب زینبؓ) اے ابن عباسؓ تیشاؤ  
 عَلٰی شَيْخِنَا رَسِيدَنَا اَنْ يُخْلِفَنَا هُمْ نَاوَيْمُضِي وَخَدَا۔ تم کہتے ہو ہمارے بزرگ  
 قوم اور ہمارے سردار سے (بھائی نہ فرمانے کا سبب خیال کیجئے گا) کہ بھوک چھوڑ جائیں اور  
 تنہا چلے جائیں۔ لَا وَاللَّهِ بَلْ تُخَيِّ مَعَهُ وَتَمُوتُ مَعَهُ وَهَلْ اَبْقَى الزَّمَانُ لَنَا  
 غَيْرَ؟۔ قسم بخدا یہ کہیں نہو گا ہمارا انکا تو جینے اور مرنے کا ساتھ انہیں کے ساتھ زندگی  
 ہے اور انہیں کے ساتھ موت ہے کیون ابن عباسؓ کسی بزرگ خاندان کو زمانہ نے باقی  
 رکھا ہے سو اے اسی مظلوم مسافر کے۔ فَبَكَى ابْنُ عَبَّاسٍ بُكَاءً شَدِيدًا وَجَعَلَ  
 يَقُولُ يَحْزَنُ عَلَيَّ فِرَاقُكَ يَا بَنَ عَمَّا۔ ابن عباسؓ ہی اس معتمد کی بقرار میں دیکھ کر  
 اور سن کر خوب ساروئے اور کہنے لگے اے بھائی تمہاری جدائی مجھ پر از حد ناگوار ہے  
 قُلْتُ وَقَدْ رَأَيْتُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ وَلَعَلَّهُ الْكَامِلُ لَا بَنَ اَنْتِ الْجَذَرِي اَنْ الْحُسَيْنِ







خیمہ مے حرم کے آنے کا نون تک پہنچی فریاد اور رونے کی آواز بلند کی اور چلا چلا کر نہ لگیں۔  
 فَقَالَ الْحُسَيْنُ لَا خَيْرَ الْعَبَّاسِ وَأَبْنِهِ عَلَيَّ أَنْ يَذَّهَبَا إِلَيْنِ وَسَكَنَاهُنَّ -  
 امام حسین نے اپنے بھائی عباس اور اپنے فرزند علی اکبر سے فرمایا جاؤ آنے پاس اور چپ  
 کر دو انکو چلا کر نہ روئیں۔ وَقَوْلُكَ لَهُنَّ أَشْكُنَّ فَإِنَّ الْبُكَاءَ أَمَامُكُنَّ - کہہ دو  
 ان مصیبت کی ماریوں سے چپ رہیں ابھی تو رونے کا وقت آنے سامنے چلا آتا ہے بقول  
 شاعر: خوب سار و یسجیو جب یہ گلا کٹ جائے گا + پر نہیں کا ہے کو کوئی منع کرنے  
 آئیگا + ثُمَّ قَالَ الْجَذْرِيُّ وَقَالَ الْحُسَيْنُ وَلَا يَبْعُدُ بْنُ عَبَّاسٍ - پر جذری کہتا  
 ہے کہ امام حسین کہنے لگے ابھی کچھ دور نہیں ہے وہ دن کہ ابن عباس مجھے منع کرتے  
 تھے کہ ان عورات کو ساتھ نہ لیجاؤ یعنی یہ اَنَّ الْحُسَيْنَ تَأْسَفَ وَنَدِمَ عَلَى تَرْكِ  
 نَصْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَالِهِنَّ - مراد ابن جذری کی یہ ہے کہ امام حسین کو ندامت ہوئی  
 کہ ابن عباس کا کہنا انکے چھوڑ جانے میں کیوں نہ مانا۔ وَهَذِهِ الْكَذُوبَةُ كَسَائِرِ الْاِفْتِرَاءَاتِ  
 الَّتِي جُمِعَتْهَا فِي بَابِ رَاحِدٍ - یہ بھی ایک افتراء ہے محض مثل اور تمہوں کے جھوٹوں کے  
 ایک جداگانہ باب میں جمع کیلئے فَإِنْ كَانَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا قَدْ نَقَلَ هَذَا الْقَوْلَ فِي  
 مَقْتَلِهِ فَلَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا الْمَلِكِدَ تَعْنِيهِمْ فَلَا بُنَالِي مِنْ ذِكْرِهِ - اگر ہمارے کسی عالم نے  
 یہی اس کو اپنی کتاب مقتل میں ذکر کیا ہو اگرچہ آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا ہے تو  
 اس عالم کو دشمنان اہل بیت کا مکریاد نہ ہوگا پس سہو کچھ پروا کرنی چاہئے جب یہ راز  
 کھل گیا نَحْمُ الشَّانَ فِي مَقُولَةِ بَعْضِ الْمُدَّعِيَةِ لِلتَّفَقُّهِ - ان پوری توجہ کرنی  
 ہم کو ضرور ہے اُس قول کے جواب میں جو بعض مدعیان فقہ کہتے ہیں کہ خواب پر بناء احکام  
 شرع کرنی جائز نہیں ہے۔ وَقَدْ مَرَّ مِنَّا الْقَوْلُ فِي الْمَنَامَاتِ الَّتِي رَأَاهَا الْحُسَيْنُ  
 مِنْ يَوْمِ خُرُوجِهِ عَنِ الْمَدِينَةِ إِلَى يَوْمِ عَاشُورَاءَ فِي الْمَجْلَدِ الْأَوَّلِ مِنْ بَابِ  
 السِّتِينَ إِلَى الْبَابِ الْخَامِسِ وَالسِّتِينَ - ہم نے جلد اول میں اسی کتاب کے باب شصتم  
 سے باب شصت و پنجم تک جس قدر خواب امام حسین نے روز روانگی مدینہ سے تا روز عاشورا  
 دیکھے سب کو مفصل طور سے لکھ دیے۔ وَنَقُولُ هُمْ نَا بِالْإِجْمَالِ أَنَّ مَنَامَاتِ سَيِّدِنَا



الْحُسَيْنِ كَانَتْ مُطَابِقَةً لِلْوَصَايَا الَّتِي أَوْصَا بِهَا آيَاةُ نَبِيِّنَا فِي حَيَاتِهِ صَلَوَاتُ  
 يَهَانِ بِرَحْمَةِ مَجْلُ طُورِ سَعِيدَةٍ هُنَّ كَمَا جَوَّجُ خَوَابِ أَمَامِ حُسَيْنٍ لَمْ وَكَيْفِي مَطَابِقَتِي عَمَّا أُسْمِي صَدِيقِ  
 كَمَا جَوَّزَانَهُ حَيَاتِ مِينَ هَمَارِ نَبِيِّ لَمْ أَوْكُو خَوَاهُ أُنْخَنِي بِدَرْ بَرْ كَوَارِ كُو فَرَامِي تَهْنِي - وَلِذَلِكَ  
 قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا لِنَفْسٍ مِّنَ الْحَيِّ كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ الثَّلَاثِ عَشَرَ  
 اِسْمِي وَجَدْتُ سَابِ أُمِّ كَلْثُومٍ لَمْ مَرْدُ جَنِّي سَعِيدَةٍ فَرَمَا بِهَا جَانِحَةَ تِيرِ صَوْنِ بَابِ مِينَ كَذَرِ جَا -  
 وَإِضَافِي الْكَافِي مَا رَوَاهُ سَدِيدٌ مِّنْ أَتْيَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَهُ كُلِّ مِنَ الْأُمَمَةِ  
 يُؤَيِّدُهُ - اِضَافِي كَافِي مِينَ سَدِيدٍ جَوَّزَانَهُ كِي هِيَ كَمَا جَابِ رَسُولُ هَرَامِ كَمَا بِاسِ قَرِيبِ  
 زَمَانَهُ وَفَاتِ لُكْنِي تَشْرِيفِ لَاتِي هُنَّ يَهِي هِي حَدِيثِ قَوْلِ جَابِ أُمِّ كَلْثُومٍ كِي تَأْيِيدِ كَرْتِي هِيَ  
 فَعَلَى الْقَوْلِ بَعْدَ مَحْجِيَّةِ الْمَنَامِ اِضَافًا لِقِيَاسِ أَمْرِهِمْ عَلَى تِلْكَ الْقَوَاعِدِ  
 الطَّبِيعِيَّةِ - بِسِ اَلْجَمِ خَوَابِ كِي حِجَّتِ اَوْرِدِيلِ شَرَعِي هُونِي كَمَا قَالِي نَبِي هُونِ بِهِي هِي  
 اَمْرُهُ كَا حَالِ اِسْ بَارِهِ مِينَ قَوَاعِدِ ظَنِيَّةِ فِقْهِيَّةِ بِرِ قِيَاسِ نَكْرَانَا جَاهِي - فَإِنَّ ذَلِكَ مِّنْ  
 خَوَاصِرِ كَرَامَاتِهِمْ الْخَاصَّةِ - اِسْمِي كَمَا بِهِي خَوَابِ كِي بَشَارَتِ اَمْرُهُ كَمَا خَوَاصِرِ مَعْجَزَاتِ  
 كَرَامَاتِ مِينَ سَعِيدَةٍ - رَجَعْنَا إِلَى بَقِيَّةِ حَالَاتِ ابْنِ عَبَّاسٍ - اِبْنِ هَمِّ بِاقِيْمَانَهُ حَالَاتِ  
 ابْنِ عَبَّاسٍ كُو كَرَمِينَ - فَإِنَّ أَمْرَهُ عِنْدَنَا لَعَجِيبٌ - اِسْمِي كِي هِي هِي هَمَارِ سَعِيدَةٍ سَرَسَرِ  
 عَجِيبِ هِيَ وَالشَّرَاحَةُ مِّنَ الْفَرِيقَيْنِ يَذَوُونَ عَنْهُ أُمُورًا مُّضَادَّةً - رَاوِي رَوْنِ  
 نَذِيرِ كَمَا اِسْمِي مُخْتَلَفِ مَضَامِينِ كِي رَوَايَاتِ كَيْفِي هُنَّ - وَمَا ذَكَرْنَا مِنْ حُصُونِهِ بِمَكَّةَ  
 اِنَّمَا هُوَ نُقْلٌ مُّخْتَصَرٌ - اَوْرِدِ جَوَّجِي هَمَّ لَمْ اِسْمِي مَوْجُودِي كِي مَعْطَمِ مِينَ كِي هِيَ مُخْتَصَرِ رَوَايَاتِ  
 بِرِ مَبْنِي هِيَ - وَاعْجَبْ مِنْهَا اِنَّ بَعْضَ الرِّوَايَاتِ تَدُلُّ عَلَى كَوْنِهِ بِصِيْلَ يَوْمِ مَكَّةَ  
 وَبَعْضُهَا تَدُلُّ عَلَى كَوْنِهِ مَكْفُوقًا بِالْبَصَرِ اَوْرِدِ سَبْعَ زِيَادَةٍ عَجِيبِ تَرْهِي بِاتِ هِيَ كَمَا  
 بَعْضِ رَوَايَاتِ سَعِيدَةٍ هُوَ اِسْمِي كَمَا اَجْرُ كَمَا رُوزِ عَيْنِي رُوزِ رَوَانِكِي اَمَامِ حُسَيْنٍ لَمْ سَعِيدَةٍ اِبْنِ  
 عَبَّاسٍ كِي اَنْجَمِينَ دَرَسَتْ اَوْرِدِ مَبْنِي تَهْنِي اَوْرِدِ بَعْضِ رَوَايَاتِ سَعِيدَةٍ اَوْنِ كَا نَابِيَا هُونَا ثَابِتِ  
 هُوَ اِسْمِي فَغَى الْمُنَاقِبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ قَبْلَ اَنْ يَتَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ  
 عَلَى بَابِ الْكُتَيْبَةِ وَكَلَّمَ جَبْرِئِيلَ فِي كَيْفِيَّةِ وَجَبْرِئِيلَ يَسَارِي هَلِمُوا إِلَى بَيْعَةِ اللَّهِ



مناقب شہر آشوب رح کی روایت ہے ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا دیکھا امام حسین کو دروازہ  
 کعبہ پر کہ جبرئیل کا ہاتھ امام حسین کے ہاتھ میں ہے اور جبرئیل پکار رہے ہیں کہ چلو چلو بیت  
 خدا کرو۔ وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاللَّهِ رَأَيْتُ الْمَدِينَةَ كَأَنَّهَا ضُجْبٌ  
 أَحْيَى يَوْمَ عَاشُورَاءَ۔ اور بعض روایات میں ابن عباس سے منقول ہے قسم کہا کرتے ہیں کہ  
 میں نے بروز عاشوراء بعد قتل امام حسین کے مدینہ کو دیکھا ایسی تاریکی چھا گئی ہے جیسے گہرا  
 پڑتا ہے۔ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّضًا رَأَيْتُ الْأَنْبَاءَ صَارَتْ دَمًا۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ  
 میسکینان اونٹ کی جو امیر المؤمنین نے میرے سپرد کی تھیں خون تازہ ہو گئیں۔ وَفِي  
 رِوَايَةٍ مَحْبُوبَةٍ إِلَى بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ يَوْمَئِذٍ يَقُولُ مَرَرْتُ إِلَى بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ  
 يَتَوَجَّهُ بِي قَائِدِي۔ اور جناب ام سلمہ کے گھر جانے کی روایت اوسے عاشورہ کی یوں  
 ہے ابن عباس کہتے ہیں میں نے جلا ام سلمہ کے گھر کی طرف اور ایک آدمی میرا ہاتھ پکڑے  
 مجھے لئے ہوئے جاتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نابینا ہے وَكَذَلِكَ أُمُورُ الْآخِرِ  
 اِسِي طَرَحَ فِي أَوَّلِهَا أُمُورٌ مِّنْ رِّوَايَةِ أُمِّ سَلَمَةَ مُتَضَادَّةٌ يُوقِفُكَ فِي  
 الرِّبَاةِ عَنْ صِحَّةِ الْمَرْوِيَّاتِ كَذَلِكَ يُغْنِيَا عَنِ الْإِهْتِمَامِ فِي جَوَابِ الْمَوْرِدَيْنِ الَّذِينَ  
 يَبْنُونَ إِتْرَادَهُمْ عَلَى قَوْلِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ پھر جس طرح امور مختلف کی روایات ہم کو  
 شک میں ڈالتی ہیں ان روایات کی صحت میں اسی طرح ہکوبے پرواہ کرتی ہے جواب دینے  
 سے اُس اعتراض کے جس کی بنا پر دشمنان اہل بیت امام حسین کے سفر عراق پر معترض ہوتے  
 ہیں۔ وَمَعَ ذَلِكَ كَلِمَةٌ يَأْتِيكَ فِي آخِرِ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مَا يَشْفِي الْعَلِيلَ وَيَرْوِي  
 الْعَلِيلَ اور پھر با اینہمہ اشتباہ کے جو ابن عباس کے اقوال میں مذکور ہوئے آخر میں  
 ان بابوں کے ایسا بیان آتا ہے اور ایسا جواب ان شہادت کا لکھا جائیگا کہ انشاء اللہ مرض شہادت  
 کی شفا اُس سے ہوگی اور طالب حق کی تشنگی فرو ہو جائے گی۔ وَلَمْ نَذْكُرْ مَا بَقِيَ مِنْ كَلَامِ  
 الْقُصَّاصِ۔ اب ہم کو لازم ہے کہ باقی ماندہ کلام نصیحت کرنے والوں کا یہی کہیں کہ اور لوگوں  
 نے کیا نصیحت کی تھی \*



## باب شانزدہم

عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر کی نصیحت و رہنمائی

### روانگی عراق اور حضرت امام حسینؑ کا جواب

قَالَ فِي انْتِخَافِ الْوَرَى وَآتَاَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَخَذَّ شَأْنَهُ سَاعَةً - انتحاف الوری  
 نہیں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر خدمت میں امام حسینؑ کے آئے اور ایک ساعت تک حضرت  
 سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ ثُمَّ قَالَ مَا أَدْرِي مَا تَزْكُنَا هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ  
 وَكُفْنَا عَنْهُمْ وَنَحْنُ أَبْنَاءُ الْمُهَاجِرِينَ وَوَلَاةُ هَذَا الْأَمْرِ دُونَهُمْ - پھر ابن زبیر  
 کہنے لگے کچھ ہم کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ان مسلمانوں نے خواہ بنی امیہ نے کیوں ہم کو چھوڑ  
 دیا ہے اور ہم کیوں ان سے باز رہتے ہیں یعنی کیوں ان سے اپنا حق نہیں واپس لیتے  
 ہیں حالانکہ مسیح بوجھ تو ہم ہی لوگ مہاجرین کی اولاد سے ہیں اور امر خلافت کے مالک ہم  
 ہی لوگ ہیں بنی امیہ نہیں ہیں۔ قُلْتُ أَنْظِرْ إِلَى بَشَاعَةِ كَلَامِهِ فَإِنَّهُ آتَاكَ لِلتَّصْحِ  
 وَيَدْرِي كَوْنَهُ أَيْضًا مِنْ وُلَاةِ الْأَمْرِ - میں کہتا ہوں ذرا طرز خراب کو باتوں میں ابن  
 زبیر کے دیکھو نصیحت کرنے آئے ہیں اور پہلے تو اپنی استحقاق خلافت کا دعوے کر رہے ہیں  
 وادھر سے ناصح۔ ثُمَّ قَالَ خَبَرْتُ مَا تَزِيدُ أَنْ تَضَعُ - پھر کہنے لگے تم بتلاؤ کہ تمہارا کیا  
 ارادہ ہے کیا کرو گے (اس بے رخی کو بھی خیال کرنا) فَقَالَ الْحُسَيْنُ لَقَدْ حَدَّثْتُ نَفْسِي  
 بِأَنْبِيَانِ الْكُوفَةِ - امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دل میں یہ بات اب طے کر لی ہے  
 کہ میں کوفہ کو جاؤں۔ وَلَقَدْ كَتَبْتُ إِلَى شَيْعَتِي بِهَا وَأَشْرَافِ النَّاسِ - میرے پیرو  
 اور دوست جس قدر کوفہ میں ہیں اور شریف خاندانی لوگوں نے وہاں کے مجھے بلایا ہے  
 وَأَسْتَحْيِي اللَّهَ - اور میں خدا سے استخارہ بھی اپنے جانے بچانے کے باب میں کروں گا۔  
 فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَمَا لَوْ كَانَ لِي بِهَا مِثْلُ شَيْعَتِكَ لَمَّا عَدَلْتُ عَنْهَا -



ابن زبیر نے کہا کہ اگر میرے پیرو اور دوست کوفہ میں مثل آپ کے پیرو اور دوستوں کے  
 رہتے ہیں تو کوفہ سے ہٹ کر کہی کسی اور طرف نہ جاتا۔ (یعنی استخارہ ہی نکرتا) ثُمَّ خَشِيَ  
 أَنْ يَتِمَّ مَكْدُ - پھر ابن زبیر کو خوف ہوا ایسا نہ ہو امام حسین ان پر تہمت و دشمنی کی کریں  
 اسلئے کہ غدیر اہل کوفہ تو معلوم ہے یا یہ تہمت کریں کہ مکہ میں میرا قیام مکہ ناگوار ہے۔  
 فَقَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوَاقِئَتِ الْحَجَّارِ ثُمَّ أَرَدْتَ هَذَا الْأَمْرَ هَهُنَا حَالِفْنَا عَلَيْكَ  
 وَسَاعِدْنَاكَ وَبَايَعْنَاكَ وَنَضَحْنَا لَكَ - پھر کہنے لگے کہ اگر تم حجاز میں رہو اور اپنی  
 خلافت کو جاری کرنا اسی جگہ چاہو ہم عہد اور پیمان تمہاری خلافت پر کریں اور تمہارے  
 زور بازو بنیں تمہاری بیعت کریں اور تمہارے واسطے نصیحت کریں یعنی خالص خیر خواہی  
 تمہاری کریں۔ فَقَالَ الْحُسَيْنُ إِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي أَنَّ بَعْثًا لَيْسَ لِحُجْرٍ مَتَمًّا  
 امام حسین نے فرمایا میرے باپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ میں ایک بھیڑ یا مینڈ  
 ہے جو حرمت خانہ خدا برباد کرے گا۔ فَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْبَكْشُ - پس  
 مجھے پسند نہیں ہے کہ میں وہ مینڈھا بنوں جو حرمت کعبہ کو ضایع کرے گا سَقَلَتْ رِوَايَةُ  
 الْبَكْشِ رِوَايَاتُهَا ابْنُ حَجَرٍ فِي صَوَائِقِهِ أَيْضًا - میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اسی  
 مینڈھی کی صواعق محرقہ میں ابن حجر کی نے بھی لکھی ہے۔ قَالَ (ابْنُ الزُّبَيْرِ) فَأَقِمَّ  
 إِنَّ شِئْتَ وَتَوَلَّيْ الْأَمْرَ قُطَاعٌ وَلَا تَقْصُ - ابن زبیر نے کہا پھر تم یہاں قیام  
 کرو اور کار خلافت میرے سپرد کرو تمہاری اطاعت کی جائے گی اور تمہاری نافرمانی نہ  
 ہوگی۔ قَالَ الْحُسَيْنُ وَلَا أُرِيدُ هَذَا أَيْضًا - امام حسین نے فرمایا کہ میں یہ بھی نہیں  
 چاہتا ہوں (یعنی اجماعی خلافت سے ناراض ہوں۔ ثُمَّ انْتَهَمَا اخْفَتَا كَلَامَهُمَا -  
 پھر ابن زبیر اور امام حسین نے چپکے چپکے کچھ باتیں کیں۔ فَالْتَفَتَ الْحُسَيْنُ إِلَى  
 مَنْ هُنَاكَ وَقَالَ أَتَذَرُونَ مَا يَقُولُ - پھر امام حسین حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ  
 ہو کر بولے تم کو معلوم ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ قَالُوا لَا نَذَرُكَ جَعَلْنَا اللَّهَ فِدَاكَ  
 سبہوں نے عرض کی ہم کو معلوم نہیں کیا کہتے ہیں خدا ہم سب کو آپ پر فدا کر دے۔ قَالَ  
 إِنَّهُ يَقُولُ أَقِمَّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ جَمْعَ لَكَ النَّاسِ - فرمایا حضرت نے یہ کہتا ہے کہ تم



اسی مسجد کعبہ میں ٹھہرو میں تمہارے واسطے آدمیوں کو بطور انصار کے جمع کروں گا۔ ثُمَّ  
 قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ وَاللّٰهُ لَوْ اَنِّيْ اُقْتُلُ خَارِجًا مِنْهَا بِشِيرِ احَبِّ اِلَيَّ مِنْ اَنَّا اُقْتُلُ  
 رِفْئًا۔ پیرام حسین نے ابن زبیر سے فرمایا قسم بخدا اگر میں مسجد کعبہ سے باہر ایک بالشت  
 پر قتل کیا جاؤں بہت پسند ہے مجھے کہ اندر خانہ کعبہ کے شہید کیا جاؤں۔ وَلَٰن اُقْتُلُ  
 مِنْهَا خَارِجًا مِنْهَا بِشِيرِ اَحَبِّ اِلَيَّ مِنْ اَنَّا اُقْتُلُ خَارِجًا مِنْهَا بِشِيرِ۔ اور اگر  
 دو بالشت باہر خانہ کعبہ سے میں قتل کیا جاؤں مجھے بہت پسند ہے کہ ایک بالشت باہر ہوں  
 وَ اِنَّمُ اللّٰهُ لَوْ كُنْتُ فِيْ حُجْرٍ هَآئِلَةٍ مِنَ الْهَوَآءِ لَا سَتَحْجُوْنِيْ حَتّٰى يَقْضُوْا لِيْ  
 حَاجَتَهُمْ۔ قسم خدا کی اگر میں سورخ میں کسی جانور کے بھی ہو گا ضرور اُس میں سے مجھے  
 باہر نکال کر اپنی خواہش کو یہ لوگ پورا کریں گے جو میری نسبت انکو ہے وَاللّٰهُ لَيَعْتَدَنَّ  
 عَلَيَّ كَمَا اَعْتَدَتْ الْيَهُودُ عَلٰى السَّبْتِ۔ خدا کی قسم یہ لوگ مجھ پر وہی ظلم کریں گے  
 جو یہود نے روزِ شنبہ کی ہفت میں کیا تھا۔ قُلْتُ وَلَيْكُنْ مِنْكَ عَلٰى ذِكْرِ اَنِّ الْحُسَيْنِ  
 يُخْبِرُهُمْ بِمَا اخْبَرْتَهُمْ صَلَاحًا وَيُؤَكِّدُ بِالْقَسَمِ الْمُنَافِعَ وَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ  
 میں کہتا ہوں یا در ہے کہ امام حسینؑ ان لوگوں کو اُسی پیشین گوئی کی خبر دیتے ہیں جو انہی  
 خدا نامدار صلعم نے اُن کے حق میں فرمائی ہے اور پے در پے قسم شرعی ہی کھا رہے ہیں  
 اور یہ نصیحت منافقانہ کرنے والے نہیں سمجھتے ہیں۔ قَالَ الرَّاوى فَقَامَ بِنُ الرَّبَّيْرِ  
 مِنْ عِدَّةٍ۔ راوی کہتا ہے کہ ابن زبیر امام حسینؑ کا یہ کلام سُکرا اٹھ کھڑے ہوئے اور  
 چلے گئے ( اپنا انجام انجام بھی تو حرمت کعبہ ضایع کرنے کا معلوم کر لیا ) فَقَالَ الْحُسَيْنُ  
 اِنَّ هٰذَا الْبَسْ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنَّا اَخْرُجَ مِنَ الْحَجَازِ۔ امام حسینؑ نے  
 فرمایا یہی شخص ایسا ہے کہ دنیا کے امور میں اس کو میرے حجاز سے نکل جانے کے برابر کوئی  
 بات پسندیدہ نہیں ہے۔ فَقَدْ عَلِمَ اَنَّ النَّاسَ لَمَّا يَعْدِلُوْنَهُ فَيَفُوْدُوْا اِلَيْهِ اَخْرَجَتْ  
 حَتّٰى يَخْلُوْا لَهُ۔ اس نے خوب جان لیا ہے کہ میری موجودگی میں کوئی آدمی اس کی  
 بیعت پر آمادہ نہ ہو گا لہذا اسے یہ امر پسند ہوا کہ میں نکل جاؤں اور حجاز کا میدان اُس کے  
 واسطے خالی ہو جائے۔ قُلْتُ قَدْ مَرَّ اِلٰى هُمْ نَادٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْفُصَحَاءِ اَرْبَابِ التَّجَرُّبَةِ



وَالْأَرَاءُ وَثَالِثُهُمُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَهُوَ فِي النَّصِيبِ لَمَّا تَوَلَّى - مین کہتا ہوں یہاں تک تین  
اشخاص نصیحت کرنے والوں کا حال تو گزر چکا تبصرے صاحب یہی ابن زبیر ہیں انکی نصیحت  
اور دلسوزی کو آپ لوگ سن چکے - وَمَا قَالَ الْحُسَيْنُ فِيهِ بِأَنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ  
لِخُرُوجِهِ مِنَ الْحِجَازِ - اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اسنے زیادہ کوئی آدمی حضرت کے  
نکل جانے کو دوست نہ کہتا تھا اب جو تھے ناصح کو یہی خیال کیجئے - قَالَ الْوَاقِدِيُّ لَمَّا بَلَغَ  
عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ مَا عَزَمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ مِنَ السَّيْرِ إِلَى الْعِرَاقِ دَخَلَ عَلَيْهِ  
اہل سنت کے امام فن تاریخ واقدی کہتے ہیں جب عبد اللہ بن عمر یعنی خلیفہ دوم صاحبزادہ  
کو خبر پہنچی کہ امام حسینؑ نے سفر عراق کا عزم جزم کر لیا ہے یہ صاحب یہی امام حسینؑ کی  
خدمت میں آئے - وَقَالَ يَا بَنِي وَنَفْسِي لَكَ الْهَدَاءُ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ كُنْ لِي مِثْلَ  
بَابٍ أَوْ خُودٍ مِّنْ أَبِيكَ فَمَا هُوَ فَمَا هُوَ فَمَا هُوَ (ذرا سر سھلا کر بیجا کھلنے کو  
دیکھیئے اس خوشامد کے بعد کیسا کلام سخت کہتے ہیں) سَمِعْتُ جَدَّكَ يَقُولُ مَا لِي  
وَاللَّذْنِيَا وَمَا لِلذَّنِيَا وَلِي - مین نے آپ کے نانا سے سنا ہے فرماتے تھے دنیا سے مجھے  
کیا کام ہے اور دنیا کو مجھ سے کیا تعلق ہے - وَأَنْتَ بَصْعَةٌ مِّنْهُ وَرَيْحَانَتُهُ وَ  
سَيِّدُ مَشَابِيقِ أَهْلِ الْجَنَّةِ - تم بارہ جسم اپنے نانا کے ہو اور پھول اونہیں کے باغ کے ہو اور  
سرور جوانان بہشت ہو (یعنی تم طلب دنیا کیوں کرتے ہو یزید سے دنیا کے واسطے کیوں  
لڑنے جاتے ہو اللہ رے نصیحت واہ کیا کہنا) وَهَذَا أَيْزِيدُ رَأْسُ الضَّلَالَةِ وَمَنْ  
يَكْتَمُ مِنْهُ إِذَا قَاتَلَ وَلَسْتُ أَمِّنُ عَلَيْكَ مِنْهُ - یہ وہی یزید ہے جو گمراہی اور  
ضلالت کا بمنزلہ سر کے ہے کوئی شذوائی نہ کرے گا اُس کے ظلم کی اگر وہ آپ سے لڑنے پر آمادہ ہوگا  
مجھے بخوبی اطمینان اُسکی طرف سے نہیں ہے آپکی جان سے - فَلَمَّا رَأَاهُ مُصِرًّا عَلَى السَّيْرِ  
قَبْلَ بَنِي عَمِيلِهِ وَقَالَ اسْتَوْدِعْكَ اللَّهُ مِنْ قَتِيلٍ - جب ابن عمر نے دیکھا کہ امام  
حسینؑ ہٹ کرتے ہیں عراق جانے پر درمیان دونوں آنکھوں کے بوسہ دیا اور کہنے لگے  
تمہیں خدا کو سپرد کرتا ہوں اے کشتہ یزید - قُلْتُ وَتَرَكَ الرَّادِي مَا أَجَابَ بِهِ الْحُسَيْنُ  
إِيَّاهُ لِيَتَمَلَّنَ إِضْرَارُهُ لَا عَنَ سَبَبٍ - مین کہتا ہوں اس راوی نے وہ ذکر چھوڑ دیا



جو امام حسین نے جواب عبد اللہ بن عمر بن ارشاد فرمایا تھا تا کہ اس راوی کا جو مد علیہ اصرار  
 بیجا آپ کا ثابت رہے وَ بَعْضُهُمْ رُوِيَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يَا بْنَ رَسُولِ اللَّهِ  
 اكْتَفَى لِي الْمَوْضِعُ الَّذِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُقْبِلُهُ مِرًّا أَوْ بَعْضَ رُؤْيَايَا اِبْنِ اِبْنِ سُنْتِ  
 یون روایت کی ہے عبد اللہ بن عمر نے کہا اسے فرزند رسول ذرا وہ مقام کہول دیجے جس کو بار  
 بار جناب رسول خدا چومتے تھے فَكُشِفَ الْحُسَيْنُ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ فَقَبِلَهُ مَوْودَعَهُ - امام  
 حسین نے وہی مقام یعنی گلے مبارک اپنا کھول دیا۔ ابن عمر نے بوسہ دیا اور حضرت کو  
 رخصت کیا۔ وَأَمَّا الَّذِي أَجَابَ بِهِ الْحُسَيْنُ عَنْ قَوْلِهِ فَهُوَ مَا رَوَاهُ السَّيِّدُ رَح  
 حَيْثُ قَالَ اور جو کچھ عبد اللہ بن عمر کی کلام کا جواب امام حسین نے دیا تھا اور یہ راوی  
 اُس کو چٹ کر گیا وہ یہی ہے جس کو سید رح نے ہوف میں ذکر کیا ہے کہتے ہیں فَقَالَ الْحُسَيْنُ  
 لَبَّيْنَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّ مِنْ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ عَلَى اللَّهِ أَنْ رَأْسُ بَغْيِي ثَبِتَ  
 زَكْرِيَّا أَهْدِي إِلَى بَغْيِي مِنْ بَغْيَا بَنِي إِسْرَائِيلَ - امام حسین نے فرمایا تجھے کیا معلوم  
 نہیں اسے ابو عبد الرحمن کہ دنیا کی خواری اور ذلت میں سے جو بارگاہِ خدا کو پہنچی ہے یہ  
 ہی ایک بڑا واقعہ ہے کہ سر حضرت یحییٰ بن زکریا کا بطور تحفہ کے بھیجا گیا تھا ایک زن زانیہ  
 کے واسطے منجملہ زمانِ فاحشہ بنی اسرائیل کے رہیہ تو صاف صاف اپنے سر اقدس کا حال  
 ارشاد فرمایا، أَمَا تَعْلَمُونَ أَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا يَقْتُلُونَ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ  
 إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ سَبْعِينَ نَبِيًّا - کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ بنی اسرائیل صبح صادق کے  
 طلوع سے لیکر طلوع آفتاب تک (جو ڈیڑھ گھنٹہ کا زمانہ تھینا ہے) شتر نبی کو قتل کرتے  
 تھے۔ ثُمَّ يَجْلِسُونَ فِي أَسْوَاقِهِمْ يَبْتَاعُونَ وَيَبْتَاعُونَ كَانَتْ لَمْ يَصْنَعُوا شَيْئًا  
 اور پھر مطمئن ہو کر اپنے بازاروں میں بیٹھ کر خرید و فروخت کے معاملات کرتے تھے جیسے کہ  
 ادھون نے کچھ ہی نہیں کیا ہے۔ كَلَّمَ يُعْجِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ بَلْ أَخَذَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ أَخَذَ  
 عَزِيزٌ ذِي انْتِقَامٍ - اس گناہِ عظیم پر ہی خدا نے اون پر جلد عذاب نازل نہ فرمایا بلکہ  
 بعد زمانہ دراز کے (جب پیمانہ ظلم بے پروا ہو چکا) ایسی سخت گرفت آگئی فراموشیہ کوئی  
 بڑا غالب انتقام لینے والے ظالموں کی گرفت کرتا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ اللَّهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَا



تَدْعَنَ نَصْرَتِي - خدا سے ڈراے ابو عبد الرحمن اور میری نصرت اور امداد کو چھوڑنا  
 حدیث تمام ہوئی۔ وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ أَنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنْ أَعْدَائِ الْأَعْدَاءِ الْحُسَيْنِ  
 وَاهَذَا أَبُو مَيْمُونَةَ بَاقَهُ طَالِبُ الدُّنْيَا - اور پوشیدہ تمہارے کہ یہ عبد اللہ بن عمر سب  
 بڑے دشمن امام حسین ہے اور اسی وجہ سے حضرت پر طالب دنیا ہونے کے طعن کرتا ہے  
 مَعَ كَوْنِهِ مُتَذَكِّرًا بِأَنَّ مَسِيرَةَ هَذَا هُوَ الْمَجْدُ بِهِ عَنْ جَدِّهِ صَلَّيْهِ كَمَا أَظْهَرَ  
 تَقْبِيلُهُ لِنَحْرِهِ - اور باوجودیکہ اسے خوب یاد ہے کہ یہ سفر حضرت کا وہی سفر ہے  
 جس کی خبر آپ کے نامادے گئے ہیں چنانچہ بوسہ گاہ نبی کے چومنے سے بخوبی ثابت  
 ہو گیا کہ یہ جان بوجھ کر دنیا طلبی کا الزام حضرت کو لگاتا ہے۔ وَهَلْ رَوَى عَنْ  
 رَسُولِ اللَّهِ رِوَايَةً أَنَّ الْحُسَيْنَ فِي ذَلِكَ الْخُرُوجِ يَكُونُ طَالِبًا لِلدُّنْيَا - کیا کسی  
 گھڑی ہوئی روایت میں یہ بھی رسول نے فرمایا ہے کہ امام حسین بڑی سے دنیا طلبی کی  
 غرض سے لڑیں گے جانشاہر گز نہیں فرمایا ہے۔ ثُمَّ إِنَّهُ مَعَ كَوْنِهِ مُقَرَّرًا بِكَوْنِهِ  
 بَزِيدَ رَأْسِ الصَّلَاةِ بَايَعَ يَزِيدَ عَلَى كَوْنِهِ خَلِيفَةَ رَسُولِهِ وَلَمْ يَبَايِعْ عَلِيًّا  
 كَمَا فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ - پہر یہ بھی تو خیال کیجئے کہ یزید کو سر غنا گراہوں کا  
 کہتا ہے اور پہر یزید کی بیعت بھی کی ہے خلیفہ رسول قرار دیکر اور جناب امیر کی بیعت  
 ہرگز نہ کی دیکھو بخاری اور مسلم کے قول کو یہ وہ شخص ہے۔ فَكَيْفَ يَكُونُ نَصِيحَتُهُ  
 نَصِيحَةً إِلَى شَخْصٍ كِيَانِيَّتِهِ بَعْدَ غَرَضٍ أَوْ دُوسْتِي بِرْمُولٍ كَمَا هُوَ سَكْتِي نَهِي - وَ  
 لَكَ بِالْعَلَمِ الْحُسَيْنِ فِي تَبْيِيحِهِ فَلَمْ يَتْرِكْ شَيْئًا حَتَّى وَبَحْتَهُ بِهِ - اسی  
 دشمنی کی وجہ سے امام حسین نے بھی اُس کے دم بند کرنے میں پورا اہتمام فرمایا نسبت  
 اُون تینوں نصیحت کرنے والوں کے اور کوئی بات چھوڑی حضرت نے کہ اوس کے  
 ذریعے اس کی سرزنش فرمائی ہو اَمَّا ذَكَرُكَ - قَضِيَّةَ رَأْسِ يَحْيَى - فَرَدَّ  
 لِقَوْلِ الَّذِينَ يَسْتَحْقِرُونَ بِرَأْسِهِ أَنَّهُ دِيرٌ وَأَقْدَى إِلَى يَزِيدَ - لیکن حضرت  
 یحییٰ کے سراقہ میں کا ذکر جو آپ نے فرمایا محض اسی غرض سے تھا کہ اُون دشمنوں کے قول  
 کی رد ہو جائے جو کہیں گے اور استہزا کریں گے سراقہ میں امام حسین پر لایا گیا اور یزید



کے پاس بطور تحفہ کے گیا۔ وَالْمُرَادُ أَنَّهُ قَدْ ابْتُلِيَ بِهِ نَبِيُّ مِنَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَلَمْ  
 يُصْبِهِ بِذَلِكَ ذِلَّةٌ وَهُوَ أَنْ فُكِّفَ يُصِيبُنِي۔ اور مراد حضرت کی یہ ہے کہ  
 یہ فعل مجھ سے پہلے ایک نبی اللہ کے سر اقدس سے ہی ہو چکا ہے اور کچھ انہی شان  
 نبوت میں فرق نہ آیا اور نہ کسی قسم کی ذلت اور رسوائی حضرت پہنچے کی ہوئی میرے  
 سر کے پرانے جانے سے اور یزید کے پاس بطور تحفہ جانے سے کیون ذلت اور خواری  
 ہوگی۔ بَلْ يَظْهَرُ مِنْ رَأْسِي أُمُورٌ مُعْجَنَةٌ تَبْهَتُ الْعُقُولَ تُثَبِّتُ أَنْ قَضِيَّتَهُ  
 إِهْدَاءِ رَأْسِي أَعْظَمُ شَأْنًا مِنْ إِهْدَاءِ رَأْسِ يَحْيَى عِنْدَ الْعَاقِلِ وَالْعُقُولُ الْجَاهِلُونَ  
 بلکہ میرے سر سے ایسے ایسے معجزات ظاہر ہوں گے جن کے دیکھنے سے عقلین تم سب کی  
 دنگ ہو جائیں گی اور یہی ظہور معجزات ثابت کرے گا کہ میرے سر کو ہدیہ بھیجا بہت بڑی  
 شان اور امر عظیم کی بات ہے بہ نسبت ہدیہ بھیجنے سر جناب پیغمبر کے اور ہر ایک عاقل  
 اور فراموش کار جاہل سب پر یہ امر ثابت ہو جائے گا۔ وَأَمَّا تَقْيِيلُ مَوْضِعِ  
 تَقْيِيلِ جَدِّ الْحُسَيْنِ فَهُوَ مَكْنِيَّةٌ عَظِيمَةٌ تُؤَقِّعُ أَشْيَاعَهُ فِي إِدْرِيَابٍ وَ  
 اضْطِرَابٍ۔ لیکن بوسہ دینا ابن عمر کا بوسہ گاہ جناب رسول خدا کو یہ ایک بڑا  
 مکرم اور فریب اوس کا ہے جو اُس کے پیرو اور مریدوں کو شگ اور اشتباہ میں  
 ڈالتا ہے فَإِنَّ حُبَّ الشَّيْءِ يُعْمَى وَيُصَيِّمُ۔ اسلئے کہ محبت کسی چیز کی کیون نہ ہو  
 آدمی کو اندھا اور بدگوئی محبوب کے سُننے سے بہرا کر دیتی ہے۔ مَعَ أَنَّ ذَلَّائِلَ بَعْضِهِ  
 فِي كَلَامِهِ وَاصْحَاحُهُ لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ تَدَبَّرَ۔ حالانکہ اس کے بغض اور عداوت  
 کی دلیلین اسی کی کلام میں واضح موجود ہیں جو اس کے کلام کو تامل کرے فَإِنَّ مَنْ  
 يَخْتَفِدُ بِقَلْبِهِ وَيَقْرَأُ بِلِسَانِهِ أَنَّ الْحُسَيْنَ سَائِرٌ فِي مَسِيرِهِ هَذَا طَلَبًا  
 لِلدُّنْيَا مُخَالَفًا لِسُنَّةِ جَدِّهِ وَيَلُومُهُ عَلَى ذَلِكَ كَمَا مَرَّ اسلئے کہ جو شخص اپنے  
 ولی اعتقاد سے اور زبانی اقرار سے بھی اس کا معتقد ہو کہ امام حسین اس سفر میں نعوذ  
 باللہ دنیا طلبی کر رہے ہیں اور اپنے نام کے خلاف محض دنیا کے پیچھے جا رہے ہیں اور  
 اسی پر امام حسین کی ملامت کرنے آیا ہو چنانچہ اوپر اُس کی تقریر گزر چکی۔ فَكَيْفَ



يَكُونُ الْحُسَيْنُ عِنْدَهُ مِنْ أَشْرَفٍ وَلِدِ رَسُولِ اللَّهِ وَكَيْفَ يَكُونُ عِنْدَهُ مِنْ أَهْلِ  
الْكَرَامَةِ وَالْعِزِّ وَالْفَخْرِ - پھر ایسا دنیا طلب آدمی ابن عمر ایسے زاہد اور تارک الدنیا  
کے نزدیک کیونکر صاحب کرامت اور صاحب بزرگی ہو سکتا ہے - بَلْ إِذَا تَأَمَّلْتَ يَا أَخِي  
فِي كَوْنِهِ مُقَرَّرًا لِلْخِلَافَةِ يَزِيدُ بَعْدَ ظُهُورِ فَسْقِهِ وَفِعْلِهِ مَا فَعَلَ بِالْحُسَيْنِ  
وَأَهْلِيَّتِهِ وَلَمْ يَنْكُثِ الْبَيْعَةَ - بلکہ اگر تامل کرو کہ ابن عمر یزید کی خلافت کا قاتل  
قاتل تھا اور بعد ظاہر ہونے فسق اور بلکہ اون منطالم کے جو اس نے جناب امام حسین پر  
کئے اور ان کے اہلیت پر اور پھر بھی اس نے بیعت نہ توڑی اور یزید کو خلیفہ رسول جانتا  
رہا وَلَمْ يَخَالَفْ سُنَّةَ أَبِيهِ فِي أَمْرِ الْخِلَافَةِ فَإِنَّهُ سَنَّهَا وَابْتَدَعَهَا - اور ابن  
عمر نے اپنے باپ کی سنت جاری کی ہوئی دربارہ خلافت کے مخالفت نہ کی اسلئے کہ خلافت  
کا اجماع سے درست ہونا یہ تو انہیں کے پدر بزرگوار ہی کی گہری ہوئی بات ہے قرآن  
اور حدیث سے تو اس کا پتہ آج تک نہیں ہے - فَعَلَى زَعْمِهِ يَكُونُ يَزِيدُ طَالِبًا  
لِلدِّينِ وَالْحُسَيْنِ عِيَاذًا بِاللَّهِ يَكُونُ طَالِبًا لِلدُّنْيَا فَيَكُونُ مَقْتُولًا بِسَيْفِ حَبِيبِ  
ایسے تارک الدنیا اور مجسم دیندار یعنی ابن عمر کے نزدیک تو یزید اس جہاد میں طالبین  
ہو گا اسلئے کہ آپ کے عقیدہ میں خلیفہ برحق یزید ہی تھا اور امام حسین علیہ السلام معاذ  
طالب دنیا تھے پس اپنے نانا کی تلوار سے مارے گئے - فَيَكُونُ ثَقِيلُهُ إِعْظَامًا  
لِمَوْضِعِ الْقَبْلَةِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ لَا فِيهِ إِعْظَامٌ لِلْحُسَيْنِ - پس بوسہ گاہ حضرت  
رسالت مآب کا چومنا ابن عمر کو اظہار اس امر کا تھا کہ نبی کی تعظیم منظور ہے امام حسین  
کی تعظیم نہیں ہے - وَإِلَى هَذَا يُشِيرُ الْحُسَيْنُ فِي تَخْوِيفِهِ وَتَهْدِيدِهِ  
حَيْثُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ - اسی طرف اشارہ فرمایا - امام حسین نے  
اس کے ڈرنے اور خوف دلانے کی نظر سے چنانچہ کہہ یا خدا سے ڈرے ابن عمر کہ مجھے تو  
دنیا طلب کہتا ہے - وَذَكَرَهُ بِقَضِيَّتِهِ يَحْيَىٰ وَأَنْبِيَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ اور یاد دلایا بطور  
وعظ اور پند کے قصہ حضرت یحییٰ اور پیغمبران بنی اسرائیل کا - فَهَذِهِ أَرْبَعَةٌ  
مِنَ النَّصَحَاتِ وَقَدْ عَرَفْتَ نَصَحَهُمْ وَمَا أَجَابَ الْحُسَيْنُ أَيَّاهُمْ وَمَا كَانُوا يَرْيَدُونَ



یہی چار نصیحت کرنے والے تھے جنکی نصیحت کا حال تمکو اچھی طرح سے معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انکی غرض نصیحت سے کیا تھی اور یہ بھی تمکو معلوم ہو گیا کہ امام حسینؑ نے انکو کیا جواب دیا۔ فَلَا يَلْتَقِي لَاحِدٌ اَنْ يَقُولَ اِنَّهُ لَمْ يَسْتَنْصِحْهُمْ۔ اب کسی کو مناسب نہیں ہے جو امام حسینؑ کی نسبت یہ کہے کہ آپ نے انکی نصیحت نمانی اور اپنی ضد اور ہٹ پر روانگی عراق کی چھوڑی۔ فَاَنْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ كَانُوا يَعْلَمُونَ اَنَّ ذَٰلِكَ الْمَسِيرَ اِنَّمَا هُوَ اَخْبَرَهُ بِتَيْسَا صَلَعَمَ۔ اسلئے کہ یہ چاروں جانتے تھے کہ یہ سفر امام حسینؑ کا وہی سفر ہے جس کی خبر ہمارے نبیؐ نے پہم دی ہے۔ وَلَا خُلِفَ لِقَوْلِهِ فَالْحُسَيْنُ مُطِيعٌ لِّمَا كَرِهِيَ بَارِعُ نَبِيٍّ كَا قَوْلِ غُلَطْ هُوَ كَا پِلَامِ حُسَيْنٍ مُطِيعٌ نَبِيٍّ نَاكِهِتِ

## باب ہفتم

باقیمانہ سفر عراق سے منع کرنے والوں کا حال اور جو کچھ

امام حسینؑ علیہ السلام نے انکو جواب دیا اور طراح بن حکم کی سچی نصیحت کا بیان

اَمَّا الْقَرْذُوقُ الشَّاعِرُ فَقَدْ مَرَّ ذِكْرُهُ وَمَا اجَابَ بِهِ الْحُسَيْنُ اَيَّاهُ فِي الْبَابِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنَ الْجُلْدِ الْاَوَّلِ۔ فرزوق شاعر نے جو کچھ کہا اور جو کچھ امام حسینؑ نے انکو جواب دیا اس کو تو ہم نے باب پندرہویں جلد اول میں لکھ دیا ہے وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ حَنْفِيَّةٍ فَاِنَّ هَذَا تَنَا الْعَرَّ الْبَيَّامِينَ قَدْ اَمَرُوْنَا بِالسَّكْوَةِ فِي امْرِئٍ لٰكِنْ جَنَابُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِيَّةٍ اُنْخِي لَفَسُوْا اور نصیحت پس چونکہ ہمارے ائمہ علیہم السلام نے تمکو حکم دیا ہے کہ انکے بارہ میں سکوت اختیار کرو لہذا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ لَعَنَ قَدْ ثَبَّتَ عِنْدَنَا اَنَّ الْحَسَّادَ وَالْمُعَايِدِينَ قَدْ تَسَبَّوْا اِلَيْهِ اُمُورًا لَا اَصْلَ لَهَا اِهَانَةً لَا بِيْهِ لَمَّا تَسَبَّوْا اِلَى الْخُفَا اَيْضًا مِثْلَهَا۔ ان اتنا ہم پر ضرور ثابت ہو گیا ہے کہ حاسدون اور دشمنان خانوادہ رسالت نے محمد بن حنفیہ



کی طرف ایسے ایسے امور کی نسبت دی ہے جن سے امانت جناب امیر کے ہو اور ہمارے  
 راویوں نے بھی بے سمجھے اُن کی روایت کر دی جیسے کہ امیر مختار کی نسبت بھی ایسا  
 ہی افتر کیا ہے فقط وَ اَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ فَقَدْ مَرَّ بِكَ كَمَا فِيهَا مَكْنَى - اور  
 عبد اللہ بن جعفر جنہوں نے امان نامہ ولید کا لکھوا کر بھیجا تھا۔ اُنکا حال کچھ اوپر  
 گزر چکا۔ وَ يَكْفِي لَنَا اَنْ نَقُولَ اِنَّهُ لَمَّا ثَبَّتَ لَهُ اَنْ اَخَاهُ عَلَى الْحَقِّ فِي  
 مَسِيرِهِ ارْسَلَ مَعَهُ وَ وَلَدَيْهِ لِيَسْتَشْهَدَا بَيْنَ يَدَيْهِ - اور کافی ہے اُنکی  
 نسبت یہی جواب ہمارا کہ جب اُنکو معلوم ہو گیا کہ اُن کے بہائی امام حسینؑ اس سفر میں  
 حق پر ہیں تب اُنہوں نے اپنے دونوں فرزندوں کو آپ کے ہمراہ کر دیا کہ وہ حضرت  
 کے سامنے مشرف بشہادت ہوں۔ وَ لَمْ يَسِرْ مَعَهُ لِكُوْنِهِ مَرِيضًا وَ خَوْفًا  
 امام حسینؑ کے ہمراہ نہ جاسکے کہ از حد بیمار تھے۔ وَ اَمَّا عُمَرُ بْنُ بُرْزَانَ فَهَمَّتْ  
 ذِكْرُهُ فِي الْبَابِ السَّابِعِ عَشَرَ مِنَ الْمَجْلَدِ الْاَوَّلِ - عمر بن بوذران کی نصیحت کا  
 سارا ماجرا باب ہفتم جلد اول میں گزر چکا۔ وَ اِنَّهُ لَمَّا قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ يَا  
 شَيْخُ لَا تَخْفَى عَلَيَّ الرَّأْيُ وَلَكِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلُبُ عَلَى اَمْرِهٖ فَسَكَتَ وَ لَمْ  
 يَجْزِ جَوَابًا - اور یہ بھی اُسی باب میں لکھ چکے ہیں کہ جب امام حسینؑ نے فرمایا کہ  
 اے شیخ ظاہری عقل کی باتیں ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں مگر خدا کے حکم پر کوئی غالب  
 نہیں ہو سکتا ہے یعنی ہم کو حکم خدا یہی ہے کہ بے ساز و سامان اور بد و نضار  
 اور اعداؤں کے اپنے تئیں قتل کرادیں اُسوقت عمر بن بوذران چپ ہو گئے۔  
 وَ لَمْ يَتَجَاسَّرْ عَلَى اَنْ يَسْتَلْهُ عَنْ سَبَبِهِ ظَنًّا مِنْهُ اَنَّ الْحُسَيْنَ يَعْذَرُكَ  
 مِنْ اَكْثَرِ اَزْلٍ بَادِي الرَّأْيِ فَلَا يَكْتَفِ سِرَّةً عَنْهُمْ بِمَرَاكُزَاتٍ وَ جَبَارَاتٍ اس  
 بات کی نہوئی کہ امام حسینؑ سے اس حکم خدا کا سبب پوچھتے اُنکو حضرت کے طرز کلام خواہ  
 از جار طبع سے معلوم ہو گیا کہ مجھے یہ جناب کم رتبہ اور چھوٹی عقل کا آدمی جانتے  
 ہیں اسرارِ الہی کو بہنا مجھ سے کب بیان فرمائیں گے۔ وَ قَدْ بَقِيَ مِنْ هَؤُلَاءِ  
 الْقَوْمِ طَرَفٌ مَّا حَبَّ النَّاسُ اَمَّا الْاَمِينُ وَ الصِّدِّيقُ الْمُنَانِي - اب



ان دنس نصیحت کرنے والوں میں فقط طراح بن الحکم باقی رہے اور یہ سچے ناصح اور  
دوست و فاشعار ہیں انکی کیفیت ضرور قابل سننے کے ہے فَإِنَّ مِنْ حَقِّ النَّاصِحِ  
الصَّادِقِ إِذَا كَانَ نُصْحُهُ لَا لِعَرَضٍ فَاسِدٍ وَهُوَ مُخْلِصٌ الْوَدَّ - اسلئے کہ سچے  
نصیحت کرنے والے کی نصیحت جب کسی غرض فاسد سے نہو اور جس کو نصیحت کرتا ہی اسکا  
دوست خالص ہی ہو منافق نہو۔ فَإِنَّهُ إِذَا عَلِمَ أَنَّ لِعَدَمِ قَبُولِ نُصْحِهِ هُنَاكَ  
عَدُوًّا صَاحِبًا فَيُشَارِكُهُ فِي أَمْرِهِ مِنْ مَالِهِ وَدَمِهِ وَرِعْرِضِهِ وَغَيْرِ ذَلِكَ -  
اسلئے کہ ایسا سچا دوست جب اُس کو معلوم ہو جائے کہ اُس کی نصیحت قبول نہ کرنے  
میں کوئی عُذر صحیح ہے اسوجہ سے یہ نصیحت بیجا ہے تب اُس کو لازم ہے کہ اپنی  
جان اور مال اور آبرو سے اپنے دوست کا شریک ہو جائے اور زبانی باتوں پر کہ  
قربان ہوں اور فدا ہوں نہ ملے۔ وَهَذَا هُوَ الطَّرِيقُ مَاحُ بْنُ الْحَكَمِ مِنْ بَيْنِ  
هَؤُلَاءِ اور ایسے نصیحت کرنے والے طراح بن الحکم تھے ان دسومنین سے قَالَ ابْنُ  
أَثِيرٍ الْجَذَرِيُّ فِي تَارِيخِهِ حَتَّى انْتَهَى الْحُسَيْنُ إِلَى عُذَيْبِ الْهَجَانَاتِ  
(كَانَ بِهَا عَجَائِزُ النَّعْمَانِ تَزْعُمُ هُنَاكَ فَنُسِبَ إِلَيْهَا) ابن اثیر جذری محمد  
علمائے اہل سنت اپنی تاریخ میں جس کا نام کامل ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے چلتے چلتے جب امام  
حسین عذیب ہجانات والی منزل پر پہنچے (اور نسیان ابن نعمان کی اُس جگہ چرا  
کرتی تھیں لہذا اس مقام کا نام عذیب ہجانات پڑ گیا) شاید چشمہ شیرین چوٹا سا  
وہاں ہوگا۔ فَإِذَا هُوَ بِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ قَدْ أَقْبَلُوا مِنْ الْكُوفَةِ عَلَى رَوَاجِلِهِمْ  
يَجْتَنِبُونَ فَرَسَ النَّافِعِ بْنِ هِلَالٍ يُقَالُ لَهُ الْكَاهِلُ - آپ چلے جا رہے تھے  
ناگاد چار آدمی کوفہ کی طرف سے آتے ہوئے نظر آئے اپنی اپنی سوار یوں پر سوار اور  
نافع بن ہلال جس کا نام کامل تھا انکے گھوڑے کو سہکاتے ہوئے آتے تھے۔ وَمَعَهُمْ  
كَذَلِكَ طَرِيقُ مَاحُ بْنُ عَدِيٍّ (قُلْتُ الصَّحِيحُ طَرِيقُ مَاحُ بْنُ الْحَكَمِ) اون چاروں  
کے ہمراہ اونکے راہبر طراح بن عدی ہی تھے (میں کہتا ہوں صحیح نام اُنکا طراح بن الحکم  
ہے بروایت بخاری) فَانْتَهَوْا إِلَى الْحُسَيْنِ - تا ایکہ امام حسین کی خدمت میں آ پہنچے۔



فَاقْبَلِ إِلَيْهِمُ الْحُرَّ وَقَالَ هُوَ لَا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَنَا حَالِي سَهْمٌ أَوْ رَادٌّ هُمْ -  
 حمر بن یزید ریاحی اودن چارون کے سامنے اگر کہنے لگے یہ لوگ کوفہ کے باشندے ہیں  
 اور میں انکو روکوں گا خواہ انکو واپس کر دوں گا مطلب یہ ہے کہ یزید خواہ ابن زیاد  
 کی رعایا میں سے ہیں امام حسین سے انکو کچھ تعلق نہیں ہے - فَقَالَ الْحُسَيْنُ لَا مَنَعَهُمْ  
 مَا أَمْنَعُ مِنْهُ نَفْسِي - امام حسین نے فرمایا جس بات سے میں اپنی حفاظت کرتا ہوں انکی  
 بھی حفاظت کروں گا - اِنَّمَا هُوَ لَا يَدُ النَّصَارَى وَهُمْ يَمْنَنُ لِي مَنْ جَاءَ مَعِيَ -  
 یہ تو میرے انصار ہیں انکی قدر اور منزلت میرے نزدیک ویسی ہے جیسے اور میرے  
 ہمراہی انصاروں کی ہے - (کوفہ سے آئیں خواہ اور کہیں سے) فَإِنْ كُنْتُ عَلَى مَا كَانَ  
 بَيْنِي وَبَيْنَكَ وَإِلَّا نَاجَيْتُكَ - پھر اگر اے حر تو اپنے عہد و پیمان پر قائم ہے تو  
 بہتر ورنہ میں تجھ سے بھڑونگا اور لڑونگا فَكَفَّتِ الْحُرُّ عَنْهُمْ حضرت کی اس مستعدی کرنے  
 سے حر انکے روکنے سے باز رہا قُلْتُ قَدْ مَرَّ مِنَّا الْقَوْلُ فِيهِمْ فِي الْبَابِ السَّادِسِ  
 وَالْعَشْرِينَ مِنَ الْمَجْلَدِ الْأَوَّلِ - میں کہتا ہوں ان چارون انصار کے حالات ہم نے  
 جلد اول کے باب ۲۶ میں لکھ دیے ہیں اُسی باب کو دیکھو فَقَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ  
 أَخْبِرُونِي خَبَرَ النَّاسِ خَلَقَكُمْ - امام حسین نے اودن سے کہا اب کو فیون کے عام  
 آدمیوں کی خبر بیان کرو جنکو دہان چوڑ کر آئے - فَقَالَ لَهُمْ مَجْمَعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 الْعَامِرِيُّ وَهُوَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَشْرَافُ النَّاسِ فَقَدْ أَعْظَمَتْ رِشْوَتُهُمْ - مجمع بن  
 عبید اللہ عامری جو انہیں چارون میں تھے کہنے لگے نامی گرامی لوگ دہان کے اب تو  
 انکی رسن امید یعنی طمع دنیا بڑھ گئی ہے - وَمِلْتُ غَرَائِرَهُمْ فَهَمَّ الْبُؤْسُ وَاحْسَدُ  
 عَلَيْكَ - انکے طبایع اور طبیعت بالکل کینہ سے پھر گئے ہیں وہ تو ضرور دشمن اور بد خواہ  
 آپ کے ہو گئے ہیں - وَأَمَّا سَائِرُ النَّاسِ بَعْدَهُمْ فَإِنْ قُلُوْا بِهِمْ تَهْوَى إِلَيْكَ  
 وَسَيُؤْفِقُهُمْ غَدًا مَشْهُورَةٌ عَلَيْكَ - رہے عوام الناس بعد معززین کوفہ کے انکے  
 دل تو آپ کی طرف آج راغب ہیں مگر کل انکی تلواریں آپ پر کچج جائیں گی وَسَأَلَهُمْ  
 عَنْ رَسُولِهِ قَيْسِ بْنِ مَسْرٍ فَأَخْبَرُوهُ بِقَتْلِهِ وَمَا كَانَ مِنْهُ - امام حسین نے اپنے



فرستادہ قیس بن مسہر کا حال اونسے پوچھا انہوں نے عرض کی کہ وہ شہید ہو گئے اور جو انکی  
 کیفیت گذری تھی سب بیان کی۔ فَتَرَقَّدَتْ عَيْنَاكَ بِاللَّحْمِ وَمَا لَكَ دَمْعَةً  
 آنکھوں میں حضرت کے آنسو بہا آئے اور انکو روک نہ سکے یعنی رخساروں پر ٹپکنے لگے۔ ثُمَّ  
 قَرَأَ فِيهِمْ مَنْ قَضَىٰ نَجْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا پھر اپنے یہ  
 آیت پڑھی جس کا ظاہری مطلب یہ ہے بعض اون میں سے (یعنی ہم میں سے) وہ  
 لوگ ہیں جنہوں نے اپنا وقت زندگی پورا کر دیا خواہ مر گئے اور بعض ابھی منتظر وقت  
 معین کے ہیں اور دونوں مرنے والے اور زندہ کچھ آگے پیچھے اپنے وقت کو بدل نہیں سکتے  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا دَلَمُ الْجَنَّةِ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِي مُسْتَقَرٍّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ  
 رَغَائِبِ مَذْخُورِ ثَوَابِكَ۔ خدایا ہم زندہ لوگ جو مرنے چلے ہیں اور وہ مرنے والے  
 جو ہماری نصرت میں مر چکے ہیں دونوں کو بہشت عطا کر دے اور ہم کو اور ان شہیدوں  
 کو اپنی رحمت گاہ میں یکجا کر دے اور جہان دلیذیر ثواب تیرے فراہم ہو رہے ہیں  
 وَاِنْ هُمْ سَبَّحُوا بِحَمْدِكَ تَجَوزُوا رُحْمًا۔ قُلْتُ هَذَا الدُّعَاءُ تَرْغِيبٌ لِمَنْ مَعَهُ وَ  
 تَنْبِيْهُنَ لِحَالٍ مَنْ مَضَوْا۔ میں کہتا ہوں یہ دُعا رغبت دلانے کی غرض سے اپنے  
 فرمائی تھی اون لوگوں کو جو ہمراہ تھے اور بیان حال شہداء کو فہم بھی تھا۔ وَلَا يَذْهَبُ  
 عَلَيْكَ اَنَّ النَّصِيحَةَ وَالنَّصْرَةَ مُتَلَازِمَتَانِ لَا يَنْفَكُ احْدَاهُمَا عَنِ الْاُخْرٰى  
 پوشیدہ نہی کہ نصیحت اور بھی خواہی اور یاری اور مدد گاری آپس میں لازم اور ملزوم  
 ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی ہیں سَوْفَ تَعْلَمُ اَنَّ هَؤُلَاءِ وَاشْخَاصُ  
 اٰخَرٍ قَدْ سَارُوا مِنَ الْكُوفَةِ اِلَى مَوَلاَهُمْ مَعَ مَا كَانُوا اَيَّدُوْنَ وَيَسْتَمْعُوْنَ  
 مِنَ الْمَقَاسِدِ۔ اور تم کو معلوم ہے کہ یہ چار بزرگوار اور دو چار اور بھی کوفہ سے اپنی  
 امام کی خدمت میں آئے اور حالانکہ ہجرت خود دیکھ چکے تھے اور بتواتر سن رہے تھے  
 جو جو مفسدہ اور طیاریاں قتل امام حسین کی ہو رہی تھیں۔ فَلَمْ يَمْنَعَهُمُ عَنِ النَّصِيحَةِ  
 مَانِعٌ وَلَمْ يَلْتَمِسُوا مِنْهُ لَلْجُوعِ وَالتَّخَنُّعِ عَنِ الْكُوفَةِ۔ باوجود اس آگاہی  
 کے کوئی چیز انکو مانع یاری اور مدد گاری امام سے ہوئی اور نہ انہیں سے کسی نے حضرت



سے درخواست کی کہ آپ ہلٹ جائیں اور کوفہ سے دور چلے جائیں۔ وَلِنَعُدَّ إِلَى بَقِيَّةِ  
 الرِّوَايَةِ۔ اب بقیہ روایت کامل کو ہمیں طراح کے متعلق وَقَالَ لَهُ الطَّرِيقُ مَا مَنَ بَيْنَ عَدِي  
 (حَكِيم) وَاللَّهِ مَا أَرَى مَعَكَ كَثِيرًا أَحَدٍ۔ اور طراح بن عدی (حکم نے جناب  
 امام حسینؑ سے کہا قسم بخدا میں آپ کے ہمراہ کچھ زیادہ بھیڑ بھار نہیں دیکھتا ہوں جنہ  
 ہی لوگ نظر آتے ہیں۔ قُلْتُ وَأَوَّلُ النَّصْرِ أَنَّهُ نَجَّى أَصْحَابَهُ الْآزْبَعَةَ وَأَوْصَلَهُمْ  
 إِلَى الْحُسَيْنِ لِيَكُونُوا دَلِيلًا۔ میں کہتا ہوں پہلے سب سے طراح کی نصرت یہی تھی کہ  
 ان چاروں اصحاب کو حضرت کے پاس تک بخیر و عافیت پہنچا دیا اور ضرر ابن زیاد سے  
 بچایا اس لئے کہ راہبر یہی اُنکے تھے۔ وَهَذَا هُوَ الَّذِي صَيَّرَ ذَلِكَ الرَّجُلَ مِنَ  
 الْأَصْدِقَاءِ وَخَلَّصَ النُّصَحَاءَ۔ اور یہ پہلا امتحان ایسا تھا کہ اُنکو سچے دوست اور  
 بے غرض فاسد نصیحت کرنے والوں میں اُسی نے داخل کر دیا۔ ثُمَّ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ  
 قَبْلَ خُرُوجِي مِنَ الْكُوفَةِ يَوْمَ ظَهَرَ الْكُوفَةُ۔ یہ طراح نے کہا میں نے کوفہ  
 سے نکلنے سے ایک روز پہلے ظہر کوفہ یعنی (میدان) کو دیکھا ہے۔ وَفِيهِ مِنَ النَّاسِ  
 مَا لَمْ تَرَ عَيْنَايَ جَمْعًا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ أَكْثَرُ مِنْهُ لَيْسَ يَرَوْنَ إِلَيْكَ أُنْسِي مَقَامٍ  
 بِرَاسِ قَدَرِ آدَمِي فَرَاهِمُ هُوَ مَنَ كَمِيرِي أَكْثَرُونَ لَمْ يَكُنْ كَثْرَتُ آدَمِيُونَ كِي كَمِيرِي مَقَامٍ  
 بِرَاسِ كَمِيرِي هُوَ مَنَ كَمِيرِي هُوَ مَنَ كَمِيرِي هُوَ مَنَ كَمِيرِي هُوَ مَنَ كَمِيرِي  
 إِنَّ قَدَرْتَ عَلَى أَنْ لَا تَقْدِمَ إِلَيْهِمْ شَيْئًا فَافْعَلْ۔ آپ کو قسم ہے خدا کی اگر  
 ہو سکے آپسے اور آپ کی قدرت سے باہر نہ ہو کہ ایک بالشت بھی اُنکی طرف قدم نہ بڑھائے  
 تو یہی کیجئے اور اُنکی طرف نہ جائیے۔ قُلْتُ وَإِنَّمَا قَيْدَ مَنَعَهُ بِإِقْتِدَارِهِ لِمَا  
 كَانَ الْحُسَيْنُ أَوْ مَا إِلَيْهِ بِقُلَّةِ الْآيَةِ۔ طراح نے شرط قدرت اور امکان کی  
 اسی وجہ سے لگائی کہ حضرت امام حسینؑ آیہ قرآنی پڑھ کر اپنی مرگ حتمی کی خبر دیکھ چکے تھے  
 وَهَذَا هُوَ دَابُّ الْمُخْلِصِينَ الْمُحَافِظِينَ لِحُدُودِ اللَّهِ الرَّاعِينَ لِأَدَابٍ وَ  
 سُنَنِ يَجِبُ مُحَافَظَتُهَا فِي الْخُطَابِ إِلَى مَجْمَعِ اللَّهِ اور یہی طریقہ ادب کا ہے اور  
 لوگوں کا جو خالص مومن ہیں اور جنکو محافظت اور حدود کی ہوتی ہے جو خدا نے مقرر



کی ہیں اور جنگو پاس ادب اور قاعدہ کا ملحوظ ہوتا ہے امام اور نبی سے عرض معروض  
 کرنے میں۔ وَلَمْ يَشْكَمْ بِكَلِمَةٍ مُّوْهِمَةٍ تُبْنِي عَنْ سُوءِ الظَّنِّ إِلَى النَّصَارَةِ  
 كَأَنَّهُ أَقْلَاءٌ عَدَدُ الْغَمْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ۔ طراح نے حضرت کے انصار  
 قلیل کا یہی ادب و لحاظ پورا رکھا اور کوئی کلمہ ایسا نہ کہا جس سے بدگمانی ترک  
 رفاقت اور دشمنوں سے ملجانے کی ادن بزرگوں کی طرف ہوتی جیسے عمر بن عبد الرحمن  
 نے گستاخی کی ہے دیکھو باب سترھویں کو حالانکہ جماعت انصار کم تھی اور بعد منع  
 کرنے کے پر اپنی سمجھ کے موافق یہ ہی کہا۔ فَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَنْزِلَ بَلَدًا  
 يَمْنَعُكَ اللَّهُ مَحْتًا تَرَى رَأْيَكَ وَتَشْتَبِيَنَّ لَكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ۔ پر  
 اگر آپ کا یہ ارادہ ہو کہ ایسی محفوظ جگہ چلے کہ خدا آپ کو ان دشمنوں سے  
 بچائے تاکہ وہاں پہنچ کر جو آپ کی رائے مناسب میں آجائے اور جو کچھ آپ کو بعد  
 سوچنے سمجھنے کے کرنا منظور ہو وہ آپ پر ظاہر ہو جائے اور آج کے اضطرار سے  
 نجات ملے۔ فَبَرَحَ حَتَّى أَنْزَلَكَ جَبَلَنَا (آجاء) آپ میرے ساتھ چلے میں  
 اپنے پہاڑ پر جس کا نام آجاء ہے یحیون۔ فَهُوَ وَاللَّهُ جَبَلٌ اِمْتَنَحْنَا بِهِ مِنْ  
 مُلُوكِ عَسَّانَ وَحَمَيْرٍ وَنَعْمَانَ بْنِ الْمُنْذِرِ وَمِنْ الْأَبْيَضِ وَالْأَحْمَرِ  
 قسم بخدا وہ پہاڑ ایسے امن کا مقام ہے کہ ہم لوگ بادشاہان عسّان اور حمیر کے  
 حملوں سے اور نعمان بن المنذر کی چڑھائی سے اور سپید رنگ یعنی نصارے اور سرخ  
 رنگ یعنی عرب خواہ عجم کے حملوں سے بچتے رہے۔ وَاللَّهُ مَا إِنْ دَخَلْنَا ذَلِكَ  
 قَطْرًا قَسَمَ خُذَاكِي هَمْ كَوْكَبِي زَلَّتْ اور خواری نہوئی اور نہ ہمارے پہاڑ پر کسی کی  
 رسائی ہوئی فَأَسْبِغْ مَعَكَ حَتَّى أَنْزَلَكَ۔ اُس وقت تنہا میں آپ کے ہمراہ چلتا  
 ہوں تاکہ وہاں تک آجوں بخیر و عافیت پہنچا دوں ثُمَّ تَبَعَتْ عُمَيْمٌ بِأَجَاءٍ وَسَلَّمِي  
 مِنْ كُلِّجٍ۔ پہر وہاں سے آپ آجاء کے لوگوں کو اور سلمیٰ کے لوگوں کو جو قبیلہ بنی  
 طے سے ہیں جا بجا روانہ کیجئے گا اپنی یاری طلب کرنے کی غرض سے۔ فَوَاللَّهِ  
 لَا يَأْتِي عَلَيْكَ عَشْرَةٌ إِلَّا يَأْمُ حَتَّى يَأْتِيَكَ كَحَيٍّ رَجُلًا أَوْ رَكْبًا نَابِرًا قَسَمَ بَخْدَا



دس روز بھی نگذریں گے کہ آپ کے پاس بنی طے کے سوار و پیادہ سب دوڑ دوڑ کے آئیں گے۔ ثُمَّ  
 أَقِمْنَا مَا بَدَأَ اللَّهُ - جب انصار جمع ہو جائیں پہر جب تک آپ کا جی چاہے ہمارے گھر  
 میں آپ رہیں۔ فَإِنْ هَاجَبَكَ هَيْجَةٌ فَإِنَّا ذَعِبُكَ لَكَ بِعَشْرِينَ أَلْفِ الطَّائِي بِضَرْبِ  
 بَيْنَ يَدَيْكَ بِأَسْيَافِهِمْ - پہر اگر آپ کو اُمّنگ لڑنے کی آئے میں میں ہزار لڑنے والے قبیلہ  
 طے کے یحیا کرنے کا ذمہ دار ہوں کہ آپ کے سامنے تلوار سے لڑیں گے۔ وَاللَّهِ لَا يُوَصِّلُ إِلَيْكَ  
 أَبَدًا أَوْ فِيهِمْ عَيْنٌ تَطْرُقُ - قسم بخدا آپ تک کہی کسی کا دست رس نہو گا یا ایک آپ کو  
 لڑنے کی نوبت نہ آئے گی جب تک ان لوگوں کی آنکھ میں بینائی ہے۔ فَقَالَ لَهُ جَبْرَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
 وَقَوْمُكَ خِيَلٌ - امام حسین نے اُس سے فرمایا خدا تجھے اور تیری قوم کو جزا سے خیر دے  
 رشا باش مرجاء إِنَّهُ قَدْ كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ قَوْلٌ وَنَسْنَا نَقْدَرُ مَعَهُ  
 عَلَى الْإِنْفِصَافِ - سچ تو یہ ہے کہ ہم سے اور ان گروہ کے لوگوں سے باہم ایک قول و  
 قرار ایسا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ہم بلبٹ جانے پر قادر نہیں ہیں۔ وَلَا تَكْثِرْ مَا  
 تَنْصَرِفُ بِنَاؤِ بِهِمُ الْأُمُورُ فَوَدَّعَهُ اور ہم کو معلوم نہیں کہ قدرتی امور ہم کو اور انکو  
 کہ ہر کہ ہر پہرتے رہیں گے یا کیسے کیسے اولٹے پلٹے ہم کو اور انکو دین گے یہ کہہ کر اپنے طرح  
 بن حکم کو رخصت کر دیا۔ قُلْتُ وَقَدْ صَحَّفَ الْمُؤَيَّخُ قَوْلَ الْحُسَيْنِ تَصْحِيفًا صَحِيحًا  
 حَيْثُ تَرَكَ ذَلِكَ الْإِسْتِصْصَارِ مِینَ كَمَا هُوَ مَوْخِخٌ نَاسِ اس جگہ قول امام حسین کو  
 بگاڑ کر نقل کیا اور اپنے طلب نصرت جو طراح سے فرمائی تھی اسکو مؤرخ صاحب اور اگلے  
 کتار واکا ابن فہارح - چنانچہ ابن فہارح نے اُس کی روایت کی ہے لَیْکِنَّ اللَّهَ الْجَاءُ  
 بِإِظْهَارِ الْحَقِّ فَاضْطَرَّ إِلَى قَوْلِهِ وَوَعْدَهُ أَنْ يُوَصِّلَ الْمُسْرَةَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَعُوذَ  
 إِلَى قَضِيَّةٍ فَفَعَلَ - مگر خدا نے اسی مؤرخ کو بے قابو کر دیا آخر باضطرار لکھ گیا کہ وعدہ  
 کیا طراح نے کہ قوت لایموت یعنی خور و نوش کا سامان جو میرے ساتھ ہے لڑکے باون کو  
 پہنچا کر آپ کی امداد کی غرض سے بلبٹ اوٹکا ففعل ثُمَّ عَادَ إِلَى الْحُسَيْنِ فَلَمَّا بَلَغَ عَذِيبُ  
 الصَّحَابَاتِ لِقِيَّهِ خَبَرَ قَتْلِهِ فَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ طراح اپنے عیال کو خوراک پہنچا کر واپس آئے  
 بغرض نصرت امام حسین جب اسی جگہ یعنی عذیب پہنچا تو پہنچے بغیر شہادت امام کی انکو معلوم



ہوئی پہر گہر پٹ گئے قُلْتُ وَلَیْسَ كُنَّا مَآ قَالَهُ الْحُسَيْنُ فِي جَوَابِهِ عَلَى مَا رَوَاهُ ابْنُ  
 تَمَّارٍ مِّنْ كُتُبِهِمْ ابْنُ وَهْبٍ جَوَابُ سَمِذُكَرِ بْنِ جَوَامِ حُسَيْنُ فِي طَرَاخٍ كُوْدِيَا تَهَا بِرَوَايَتِ  
 ابْنِ نَمَاحٍ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْقَوْمِ مَوْعِدًا أَكْرَهُ أَنْ أُخْلِفَهُمْ إِمَامُ حُسَيْنُ فِي مَرَايَا  
 اے طراح مجھ میں اور ان لوگوں میں ایک وعدہ ایسا (آہی) ہو چکا ہے کہ میں اس وعدہ  
 کے خلاف کرنے کو نہیں گوارا کرتا ہوں۔ فَإِنْ يَدْفَعُ اللَّهُ عَنْنَا فَقَدْ يَمَّا مَا أَنْتُمْ اللَّهُ  
 عَلَيْنَا وَكَفَىٰ پھر اگر خدا ہم سے اس بلا کو دفع کریگا اور یہ امتحان ہمارا نہ لے گا پس ہمیشہ  
 سے خدا کی نعمت وہی ہم پر ہوتی رہی ہے اور وہی خدا ہماری مدد اور نصرت میں کافی ہے  
 (یعنی اسی کمی انصار سے ہم سب کچھ کر لیں گے۔ وَإِنْ يَكُنْ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ فَقَوْمٌ  
 وَشَهَادَةُ انْشَاءَ اللَّهُ اور اگر وہی ہو گا جو ہونا ضرور ہے پس ہم درجات عظیمہ پر پہنچیں گے  
 اور شہید ہوں گے انشاء اللہ۔ قُلْتُ وَهَذَا الَّذِي هَيَّاكَ لِلْضُرِّهِ وَإِفْدَاءِ نَفْسِهِ  
 لِمَوْلَاكَ۔ میں کہتا ہوں یہی فرمانا حضرت کا ایسا مؤثر تھا جس نے طراح کو آمادہ حضرت کی  
 نصرت پر کیا تھا اور اپنی جان فدا کرنے کو اپنے امام پر آمادہ ہوا تھا فَرَجَّحَ وَلَقِيَهُ سَمَاعَةُ  
 بْنُ يَزِيدٍ فِي مَوْضِعِهِ هَذَا فَأَخْبَرَهُ بِالشَّهَادَةِ گہر میں گیا اور پہر پٹ آیا یہاں پر  
 سماعہ بن یزید نے خبر شہادت حضرت کی طراح کو سنائی لہذا واپس کیا یہ اصلی حال اس کا  
 ہے۔ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّاصِحَ عَنْ صَنِيمِ الْقَلْبِ هُوَ الطَّرَاخُ بْنُ الْحَكَمِ مِنْ جَمَلَةِ الْعَشَّةِ  
 اب تم کو معلوم ہو گیا کہ دل سے نصیحت کرنے والا ان دس آدمیوں میں فقط یہی ایک نکلا  
 اور سب اغراض فاسدہ سے بظاہر نصیحت کرتے تھے اور دل میں اغراض فاسدہ تھیں۔  
 أَمَّا قَوْلُ الْحُسَيْنِ بِالْمَوْعِدِ فَإِنَّكَ ظَاهِرٌ يَكُنْ عَلَى مَوْعِدِهِ مِنْهُمْ بِالْكَفْبَةِ  
 أَوِ الْمَوْعِدَةِ الَّتِي وَقَعَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحُرِّ۔ مگر فرمانا امام حسین کا کہ ہمارے ان کے  
 درمیان میں ایک وعدہ ہو چکا ہے اگرچہ ظاہر اوسکا یہی ہے کہ جو وعدہ اپنے مکہ معظمہ میں  
 فرمایا ہے وہی مراد ہو یا کہ یہ معاہدہ جو آپ سے اور حُر سے ہو چکا ہے وہ مراد ہو۔ لَكِنَّ  
 الْحَقَّ أَنَّ يُرَادُ مِنْهُ الْوَعْدُ الَّذِي وَعَدَ بِهِ جَدُّهُ صَلَّيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّحِيًّا  
 یہی ہے کہ وہی وعدہ مراد ہے جو آپ کے جد نامدار نے خدا سے کر لیا ہے۔ وَلِلَّهِ لَيْلٌ تَرْتَمِ



الْحَذَرِيَّ صَحَّفَ لَفْظَ الْمَوْعِدِ بِلَفْظِ الْقَوْلِ - اسی دھڑکے سے ابن جذری موعد کے لفظ کو بدل کر لفظ قول کے لکھ دئے تاکہ آپجی شہادت کی عظمت کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ وَقَدْ بَالِغُ هَذَا الْمَعَانِدُ فَقَالَ اضْلَاكَ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ مَا يَرَوْنَهُ فِي أَمْرِ الْحُسَيْنِ هُوَ الْحَقُّ وَمَا دُونَهُ كُذْبٌ مُحْضٌ بڑا مبالغہ کیا ہے ابن جذری نے اپنی تاریخ میں اور اپنے ہم مذہب کی فریب دہی کی غرض سے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جو کچھ میں حالات امام حسین میں لکھتا ہوں پس وہی سچ ہے اور سب جھوٹا ہے خدا سمجھے اس دشمن سے ۛ

## باب ہشتم

خلاصہ اغراض نصیحت کرنے والوں کا اور سبب کیا تھا جو حضرت

کو سفر عراق اور شہادت سے روکتے تھے

إِنَّ مَثَلَ هَؤُلَاءِ الْعَشْرَةِ مِنَ النَّصَحَاءِ كَالْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ مِنَ الصَّحَابِ الْكِبَرَاءِ پوری مثال ان دس نصیحت کرنے والوں کی یہ ہے جیسے عشرہ مبشرہ بڑے بڑے صحابہ میں تھے فَالْيَسَعُهُمِ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ فَعَلُوا مَا فَعَلُوا وَلَا يَنْبَغِي لَنَا التَّعَرُّضُ بِمَا فَعَلُوا عشرہ مبشرہ میں نوصاحبوں نے جو کچھ کیا وہ کر گئے ہم کو مناسب نہیں ہے کہ اُنکے افعال کا ہم کچھ ذکر کریں۔ نَعَمْ هَؤُلَاءِ النَّصَحَاءُ عَدَا الطَّنْ مَلَحَ الْحَكَمِ كَانَ مِنْ أَهَمِّ اغْرَاضِهِمْ فِي مَنْعِهِمُ الْحُسَيْنَ عَنِ الْمَسِيرِ أَنْ يَبْقَى شَيْعُومُ الْفَاحِشَةِ عَلَى مَا هُوَ الْآنَ۔ مان یہ نصیحت کرنے والے سوائے طراح بن عدی (یا حکم کے اُنکی بڑی غرض یہی تھی امام حسین کو سفر عراق سے منع کرنے میں کہ یہ جو کچھ پچاس برس سے از روز وفات رسول خدا ہو رہا ہے وہی چلا جائے اور امر حق ظاہر نہ ہو۔ وَاللَّهِ الَّذِي دَعَا أَرْبَابَ السَّيْرِ وَالنَّاسِ إِلَى اخْفَاءِ الْوَقَارِ لِحُكْمِ الْأَصْلِيَّةِ اتِّبَاعُهُمْ لِتِلْكَ الْفِرْقَةِ۔ اور وہ راز پوشیدہ جس نے علماء سیر اور



تاریخ کو اصلی واقعات کے چھپانے سے روکا ہے وہ یہی ہے کہ ان مورخین کو پیروی اور نہیں  
ناصحین کی ہے جو واقعہ شہادت کو روکنا چاہتے تھے۔ فَهَذَا فِي أَصْحَابِ السَّيْرِ وَ  
الْمُقَاتِلِ فِرْقَتَانِ وَطَائِفَتَانِ۔ اب اہل اسلام کی تاریخ لکھنے والے اور ماجرے شہادت  
کے بیان کرنے والے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ فِرْقَةُ الْيَذْكُرُونَ وَلَا يَذْكُرُونَ حِينَ يَذْكُرُونَ  
مَقْتَلُهُ رَوَايَةً تَدُلُّ عَلَى كَوْنِ الْحُسَيْنِ مَا مَوْمَرًا مَادُوًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ  
لِذَلِكَ الْمَسِيرِ۔ ایک گروہ مورخین تو وہ ہے کہ جب ذکر شہادت امام حسین کرتا ہے  
کوئی روایت ایسی نہ لکھیگا جس سے بصراحت خواہ اشارہ معلوم ہو جائے کہ امام حسین  
بحکم و اجازت خدا اور رسول کے اس سفر میں روانہ ہوئے تھے وَإِنْ تَذَكَّرْتَ تِلْكَ الْبَشَارَاتِ  
الْمُتَوَاتِرَةَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ۔ اگرچہ بشارات نبی جو متواتر ہوئی تھیں اونکو اور کسی مقام  
پر بیان کر دیکھا۔ مگر بیان شہادت میں اونکو ذکر نہ کرے گا۔ وَأَشَدُّهُمْ إِنْ أُنْذِرَ الْحَدِيثَ  
اور اسی فرقہ میں سب سے سخت ابن اثیر جذری ہے وَفِرْقَةٌ تَذْكُرُ تِلْكَ الْحَالَاتِ  
مَعَ تِلْكَ الرِّوَايَاتِ الْمُتَوَاتِرَةِ اثْبَاتًا لِّكَوْنِ مَسِيرِهِ هُوَ ذَلِكَ الْمَسِيرِ۔ دوسرا  
فرقہ ایسا ہے کہ حالات اور واقعات شہادت کے ہمراہ ان متواتر احادیث کو بھی لکھ دیتا  
جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سفر امام حسین کا وہی سفر ہے جس میں آپ کو شہید ہو جائے  
کا حکم ہوا ہے فَإِنْ تَوَقَّعْتُمْ مَوْتَهُمْ أَنْ كَلَّا الْفِرْقَتَيْنِ لَمَّا حَاوَلَا اثْبَاتِ شَيْءٍ  
أَوْ نَفِي شَيْءٍ يَحْتَقِدُونَ أَوْ يَنْكَرُونَ فَقَدْ يَقَعَ الرَّيْبُ وَالِاشْتِبَاهُ فِي أَقْوَالِ  
كُلِّهِمَا۔ پھر اگر کسی کو یہ توہم اور شبہہ پیدا ہو کہ جب تاریخی حالات کے بیان میں آزادی  
خیال نہ رہے اور ہر فرقہ نے اثبات اور انکار واقعہ کا بحسب اپنے عقیدہ کے کیا اب تو دونوں  
فریق کے قول میں شک اور شبہہ پڑ گیا۔ فَيُذْفَعُ ذَلِكَ التَّوَهُّمُ مِنْ وَجْهِ ابِ يَه  
تو ہم چند طرح سے دفع کیا جائے گا۔ أَمَّا أَوْلَا فَإِنَّ الْاِخْتِلَافَ بَيْنَ الْفِرْقَتَيْنِ إِنَّمَا  
هُوَ فِي مَوْضِعِ النَّقْلِ لَا فِي أَصْلِ الرِّوَايَاتِ پہلی وجہ تو یہی ہے کہ ان دونوں فرقوں میں  
اختلاف اگر ہے تو فقط یہی ہے۔ کہ مقام مناسب میں ان روایات کو ایک فرقہ لکھتا ہے اور  
دوسرا نہیں لکھتا ہے کچھ اصل روایات کا انکار اس کو بھی نہیں ہے۔ وَأَمَّا ثَانِيًا فَبِالنَّظْرِ



اِلَى النَّاسِجِ الَّتِي وَقَعَتْ وَتَقَعُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَمْ يَدْرِ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَبْقَاءًا  
 لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَخْلُوْا زَمَانًا وَلَا يَظْهَرُ اَثَرٌ مِنْ اَثَانِ تِلْكَ الشَّهَادَةِ - اور  
 دوسری طرح سے رفع توہم یوں کر ناجائز ہے کہ نتائج اس شہادت کے جو ہمارے سچے نبی نے  
 بیان فرمائے تھے اور کہہ دیا تھا کہ از روز شہادت تا روز قیامت ظاہر ہوتے رہیں گے انور  
 ویکھو اور ایمان لاؤ جن سے بقائے دین اسلام ہو رہا ہے اور کوئی زمانہ خالی نہیں جاتا  
 ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی معجزہ اسی شہید کا ظاہر ہوتا ہو و نَعُوْذُ اِلَى ذِكْرِ الْمَقْصُوْدِ  
 اب ہم اون نصیحت کرنے والوں کے اغراض کے ذکر کی طرف رجوع کریں - فَتَقُوْلُ اِنَّ  
 الْاَغْرَاضَ الَّتِي دَعَتْهُمْ اِلَى ذَلِكَ اُمُوْرٌ عَدِيْدَةٌ - اب ہم کہتے ہیں کہ جن اغراض سے  
 یہ لوگ حضرت امام حسینؑ کو سفر عراق سے منع کرتے تھے وہ چند امور ہیں وَلَا بَلَدًا لَّنَا قَبْلَ  
 بَيَانِ الْمَقْصُوْدِ مِنْ ذِكْرِ اُمُوْرٍ كَانَتْهَا مُقَدِّمَاتٌ لِاِسْتِجَابَةِ الْمَطْلُوْبِ - اور ہم کفر و  
 ہے کہ اس مطلب سے پہلے چند ایسے امور کو بیان کریں کہ بمنزلہ مقدمہ کے ہیں اس مطلب کے نتیجہ  
 صحیح دینے میں - وَهِيَ اُمُوْرٌ قَلِيْلٌ يَتَصَوَّرُ وَقُوْعَ تِلْكَ الصِّبَةِ الْعُظْمَى ثُمَّ  
 يَرْجِعُ اِلَى فِطْرَةِ السَّلَامَةِ وَلَا يَغْتَرِبُ فِيْ عِنَادٍ اَوْ حُصُوْمَةٍ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُضَاهَاةِ  
 بِهَا فَيُذْنِعُ بِصِحَّةِ مَا تُؤَيِّدُهُ اور یہ ایسے امور ہیں کہ بہت کم دنیا میں کوئی ایسا  
 آدمی ہوگا جو مصیبت عظیم اہلبیت کا تصور کرے اور پہر اپنی عقل فطری کی طرف رجوع  
 کرے اور کچھ اُس کو دشمنی دینی یا دنیوی جھگڑا اِن بزرگواروں سے نہ ہو ضرور یقین  
 کر لے گا کہ یہ باتیں جو ہم آئندہ لکھیں گے صحیح اور درست ہیں فَإِنَّ الْمَعَايِدَ الْمَذْكُورَ  
 لِنُبُوْتِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ اَوْ اَتَى نَبِيٍّ كَانَ فَلَا بُدَّ لَتَلْبِيْهِ وَلَا تِلَّ اٰخِرُ - اس لئے  
 کہ جو شخص منکر ہمارے نبی کی نبوت کا ہے خواہ اور انبیاء کی نبوت سے اُس کو انکار ہے  
 اُس کے چپ کرنے کے واسطے اور قسم کی دلیلین درکار ہیں - فَإِنْ قَالَ مِنْهُمْ قَائِلٌ مِّثْلًا  
 اَنَّ مُحَمَّدًا كَمَا قُتِلَ وَنُهَبَ وَاسْتَرْقَ وَاسْتَعْبِدَ قَوْمًا بِالْقَهْرِ وَالْغَلْبَةِ  
 وَالسُّلْطَانِ كَمَا هُوَ دَابُّ السَّلَاطِيْنَ - مثلاً اگر کوئی منکر نبوت ہمارے نبی کا یوں  
 کہے کہ محمدؐ نے سلطنت دنیوی کی غرض سے جس طرح خونریزی کی اور لوٹا مارا آزاد آدمیوں کو



لوندی عداوت بنایا جیسے بادشاہوں کا دستور چلا آتا ہے کَذَلِكَ الْمَظْلُومُونَ الْمُقْسُورُونَ  
 إِذَا اقْتَدَرُوا فَعَلُوا بِأَهْلِيهِ وَوَلَدِهِ وَأَنْتُمْ وَأَوْحَادُكُمْ أَنْتُمْ۔ اسی طرح  
 سے جن لوگوں کو ایذا ہون کے ساتھ سے پہنچی تھی اور ظلم اور جبر سے اُنکے بڑے چڑھے مارے  
 گئے تھے جب ان کا قابو چلا انہوں نے اپنا پورا انتقام لے لیا اور یہی اولٹ پھیر دنیا کا چلا  
 آتا ہے فَيَقَالُ لَهُ إِنَّ هَذَا تَأْوِيلُ الْفِعْلِ بِمَا لَا يَرْضَى بِهِ قَاعِلُهُ۔ ایسے منکر دین  
 اسلام کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ یہ بناوٹ جو تم کرتے ہو اور یزید کے فعل کو جس غرض  
 سے محمول کرتے ہو یزید اور پیردان یزید تو اس سے انکار کرتے ہیں اور اس پر راضی نہیں ہیں  
 أَمَّا زِيَّ إِلَى قَوْلِ الْغَزَالِيِّ فِي أَحْيَائِهِ حَيْثُ يَقُولُ مَا مَخْصُصُهُ وَيَزِيدُ قَدْ ثَبَتَ  
 إِيْمَانُهُ حَيْثُ ثَبَتَ أَمْرُهُ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بَلْ هُوَ دَاخِلٌ فِي دُعَائِنَا اللَّهُمَّ اغْفِرْ  
 لِلْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْآخِرِ مَا هَجَرَ۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ غزالی نے احیاء العلوم میں کیسے  
 نور شریعت سے لکھا ہے کہ یزید کا ایمان ثابت ہے اور حکم دینا قتل امام حسین کا ہرگز ثابت  
 نہیں ہے بلکہ ہم جو نماز میں دعاے مغفرت مومنین کی مانگتے ہیں ان میں یزید بھی داخل ہے  
 اور آخر تک جو غزالی جو شریعت یزید میں لکھ رہے ہیں۔ فَمَا كَانَ يَزِيدُ عِنْدَهُمْ يَهُودِيًّا  
 وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ خَلِيفَةً مِنْ خُلَفَاءِ الْإِسْلَامِ اسْتَحْلَفَهُ أَبُوهُ وَاجْتَمَعَتْ  
 لَهُ الشَّرَائِطُ كَمَا يَأْتِي فِي بَابِ اسْتِخْلَافِهِ۔ پس یزید ان لوگوں کے عقیدہ میں کوئی  
 یہودی یا نصرانی بادشاہ نہ تھا بلکہ ایک خلیفہ منجملہ خلفاء اسلام تھا جس کے باپ نے یزید کو  
 اپنا جانشین کر دیا تھا اور شروط خلافت جو مسلمانوں نے بنائے ہیں سب اُس میں جمع تھے۔  
 چنانچہ باب آئندہ میں آتا ہے جس میں یزید کے خلیفہ بننے کا ذکر ہے وَهَذَا أَقْوَلُ جَدِّي  
 اور یہ جواب جو ہم نے دشمنان اسلام کو دیا ہے بطور جدل کہ ہے یعنی اگر سب مسلمان پناہ بخدا  
 یزید کو ایسا ہی مومن سمجھیں جیسے کہ غزالی اور اُن کے پیرو سمجھتے ہیں تب درست ہو گا۔ أَمَّا  
 الْبُرْهَانُ فَيَسَائِعُ الْمَشَاهِدَةُ وَالْعِيَانُ مِمَّا يَكُونُ بَعْدَ شَهَادَةِ مَوْلَانَا الْحُسَيْنِ  
 وَقَدْ كَانَ لَكِنْ جَوَابُ بُرْهَانِي بِسُوءِ تَوْشَاهِدِهِ وَأُورَعِيَانِ مِمَّنْ آرَبَا بِهِ جِسْ قَدْرُ مَعْجَزَاتِهِ  
 کرامات از روز شہادت امام حسین تا قیامت ہو رہے ہیں اور ہر چکے اور کچھ معجزات سے حق اور



باطل کا فرق پورا معلوم ہوتا ہے و ہذا امر الہی فی اثبات کل دین و اتمام الحجۃ  
 علی المحدثین۔ اور یہی کام خدا کا ہے ہر دین کی سچائی ثابت کرنے میں کہ صاحب دین یعنی  
 پیغمبر اور وصی پیغمبر کے معجزات سے اس کی حقیقت ثابت کرتا ہے اور حجت خدا منکرین پر  
 ہمیشہ قائم رہتا ہے جب تک اس دین کا باقی رکھنا خدا کو منظور ہے۔ وَلَنَقُلَّ مَا نَحْنُ  
 بِصَدَدِهِ ذِکْرٌ اب ہم جس امر کے بیان کرنے کے درپے ہیں اسے کہنا شروع کریں وَقَدْ  
 مَرَّ اَنْ الْمَایَعِیْنَ عَنْ مَسِیرِ الْحُسَیْنِ اِلَى الْعِرَاقِ کَا نُوَامِنِ الصَّلَاطَةِ وَالتَّابِعِیْنَ  
 وَلَمْ یَكُونُوا کُفَّارًا اَوْ مُشْرِکِیْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِضَمَائِرِهِمْ۔ یہ تو اوپر گزر چکا کہ جو  
 لوگ امام حسینؑ کو سفر عراق سے منع کرتے تھے صحابہ اور تابعین سے تھے کفار اور مشرک نہ  
 تھے اور دلوں کا حال تو خدا کو معلوم ہے۔ وَمَنْ یَذْکُرْ اقْوَالَ بَنِیْنَا وَشِدَّةَ اِهْتِمَامِهِ  
 فِیْ اِحْبَائِیْرِ النَّاسِ عَلٰی مَا لَوْ قُوْعَ تِلْکَ الْهَآئِلَةِ اَلْیَ یَوْمِنَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ  
 بِاَقْوَالِ صَلَاحٍ۔ اور جو شخص آج کے روز جس کو یہی بارہ سو برس سے زیادہ زمانہ ہمارے نبیؐ  
 کے گزرنے کو ہوا ہے ذرا ہی اُن حدیثوں کو یاد کرتا ہے اور ہٹ دھرمی اسے ہو اور یہ بھی  
 خیال کریں کہ نبیؐ کو کس قدر اہتمام اس بارہ میں تھا کہ عوام خلائق کو ساری کیفیت جو  
 گزرنے والی ہے سب معلوم ہے اور یہی مسلمان اسکا ہی معتقد ہے کہ نبیؐ کا فرمانا سچ تھا غلط  
 نہ تھا۔ فَهُوَ لَا یَشْکُ وَلَا یَمْتَنِیْ فِیْ اَنْ کَلَّمَآ وَقَعَ عَلٰی الْحُسَیْنِ وَاهْلِیْہِ فَهُوَ  
 مَا کَانَ اَحَبَّ بِہِ جَدَّہُ صَلَاحٍ اِنْ حدیثوں کا پڑھنے والا کبھی اسے شک اور شبہ  
 اس میں نہوگا کہ جو جو مصائب امام حسینؑ اور اُن کے اہلیت پر گزرے سب وہی تھے جلی خبر اُنکی  
 نمانے دی تھی۔ فَمَا ظَنُّکَ بِالَّذِیْنَ صَحْبُوْہُ وَصَحْبُوْہَا مِنْہُ وَدَعُوْہَا۔ یہ اب  
 تمہارا کیا خیال ہے بہ نسبت صحابہ رسولؐ کے جنہوں نے خود اس جناب کی زبان مبارک سے  
 یہ احادیث پیہم سنی تھیں اور یاد کر لی تھیں وَرَاٰنَا بَلَّغْنَا مَا بَلَّغَ لِرِوَاٰیہِمْ اَیَّاهَا۔  
 ہم کو تو یہ حدیثیں انہیں صحابہ کے روایت کرنے سے پہنچی ہیں۔ فَمَنْ اَشْکَ ذِکْرًا مِنْ  
 ذِکْرِ نَآیَاہَا ہاں ان صحابہ کو بہ نسبت ہمارے کہیں زیادہ یاد ہونگے اور کسی وقت نہ  
 بھولے ہونگے لَا تَلَنَارِ وَاٰیۃٌ وَکَلَّہُمْ دِمَآیۃٌ اُس لئے کہ ہم کو تو سنی سنائی روایت



پہنچی ہے اور اُنکے دید اور شنید کا معاملہ تھا وَلَقُلْنَا فِيمَا مَضَىٰ وَيَأْتِي مِنَ الْأَبْوَابِ أَنَّهُ  
 كَانَ مِنْ شُعَارِ الصَّابَةِ الْأَخْيَارِ تَذَكَّرَهَا فِي أَوْقَاتٍ مَخْصُوصَةٍ۔ ہم نے اسی  
 کتاب کے چند ابواب میں لکھ دیا ہے کہ نیک صحابہ اور مومن کامل جو تھے اُنکی خصلت اور  
 عادت یہ تھی کہ اس پیشین گوئی پیغمبر کو اوقات خاص میں یاد کیا کرتے تھے فَهَؤُلَاءِ  
 الْمَانِعُونَ لَا يَحْكُمُ الْعَقْلُ بِكُونِهِمْ عَنْ ذِكْرِهَا سَاهَيْنَ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ  
 الذَّاكِرُونَ بس یہ منع کرنے والے امام حسینؑ کو سفر عراق سے صحابہ اگر تھے کہی کسی کی  
 عقل تجویز نہ کریگی کہ ان پیشین گوئیوں کو بھول گئے ہوں بلکہ یہی لوگ صحیح یاد کرنے والے  
 ان امور کے تھے وَإِذَا ثَبَتَ أَتَمُّ كَانُوا إِذَا كَرِهِينَ فَلَا يَخْلُو مَنَعُهُمْ مِنْ هَذَا  
 الْمَسِيرِ عَنْ إِحْتِمَالَاتٍ اور جب ثابت ہو گیا کہ یہ صحابہ باوجودیکہ انکو پیشین گوئی یاد  
 تھی اور پھر اس سفر سے منع کرتے تھے اب انکا منع کرنا چند احتمالات سے خالی نہ تھا إِمَّا لَا كَمَقَمٍ  
 كَانُوا قَدْ بَايَعُوا يَزِيدَ وَاجْتَمَعُوا عَلَىٰ كَوْنِهِ خَلِيفَةً لِّمَا أَجْمَعُوا عَلَىٰ الَّذِينَ  
 مَضَوْا یا تو سب منع کرنے کا یہ تھا کہ یہ صحابہ انہیں لوگوں میں تھے خواہ اُنکے پیرو یہ  
 تابعی لوگ تھے جنہوں نے یزید کی بیعت کر لی تھی اور اُس کے خلیفہ ہونے پر اجماع کر لیا تھا  
 مثل خلفاء سابق کے فَكَانَ غَرَضُهُمْ أَنَّ لَا يَخْرُقَ الْحُسَيْنُ لِوِجَاعِهِمْ وَلَا يَفْرَقَ  
 جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ اُنکی غرض کہی ہوئی یہی تھی کہ امام حسینؑ اجماع صحابہ کو نہ توڑیں باطل  
 ہو یا حق پر اور جماعت مسلمانوں کی پریشان نہ کریں۔ وَهَذَا مِمَّا قَالَهُ مُعَاوِيَةُ لِعَالِيَشَةَ  
 لَمَّا مَنَعَتْهُ عَنِ الْإِسَاءَةِ بِالنِّسْبَةِ إِلَىٰ أَرْبَعَةٍ فَفَرَّ وَفِيهِمُ الْحُسَيْنُ أَيْضًا لَمَّا  
 يَأْتِي فِي الْبَابِ الْآلِي اور یہ وہی غرض ہے جس کو معاویہ نے عایشہ سے ظاہر کیا  
 تھا جب عایشہ نے مدینہ میں روکا تھا بری پیش آمد سے بہ نسبت چار لوگوں کے ایک انہیں  
 سے امام حسینؑ ہی تھے چنانچہ آئندہ بالبتخلاف میں کامل ابن اشیر جذری سے اس کا بیان آتا  
 ہے وَآيَظُنُّ أَخْرَجَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَلَكَةٍ وَاعْتَرَضَهُ يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ  
 وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ أَرْسَلَهُمْ عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ إِلَيْهِ۔ ایضاً جب امام حسینؑ مکہ سے نکلے اور  
 یحییٰ بن سعید بن عاص نے حضرت کو روکا جس کے ہمراہ ایک جماعت بدکاروں کی تھی جس کو



عمر بن سعید نے بھیجا تھا اور یہی عمر امیر حج ہو کر یزید کی طرف سے آیا تھا اور درپے قتل جناب  
 امام حسینؑ ہی تھا۔ فَقَالَ لَهُ انْصَرِفْ اِنَّ تَذْهَبُ فَاَبٰی عَلَيْهِمْ وَمَضٰی وَتَدَا فَعِ  
 الْفَرِيقَانِ وَاضْطَرَّ بُوَا بِالْاَسْيَاطِ وَامْتَنَعَ الْحُسَيْنُ اِمْتِنَاعًا شَدِيدًا۔ یحییٰ نے  
 امام حسین سے کہا پلٹو کہاں جاتے ہو حضرت نے پلٹنے سے انکار فرمایا اور روانہ ہوئے اور  
 دونو فریق کوڑوں کی مار پیٹ کرنے لگے اور نہایت دلیری سے امام حسینؑ اودھنے روکنے  
 پر نہ پہرے وہی لوگ بھاگ گئے۔ قَالَ ابْنُ مَعْرُوحٍ وَمَضٰی عَلٰی وَجْهِهِ قَبَادِرُ وَاَوْ  
 قَالُوا يَا حُسَيْنُ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَخْرُجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ وَتَفْرِقُ بَيْنَ هَذِهِ الْاُمَمَةِ۔  
 ابن معراج کہتے ہیں امام حسینؑ نے جد ہر رُخ کیا تھا اُسی طرف چلتے رہے یہ لوگ جلد جلد آپکے  
 پاس پہنچ کر کہنے لگے اے حسینؑ خلعت تم نہیں ڈرتے جماعت یعنی اجماع سے نکلے جاتے ہو اور  
 امت محمدی میں تفرقہ ڈالتے ہو۔ فَقَالَ لِعَمَلِي وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا  
 اَعْمَلْتُ وَاَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ ہمارا عمل ہمارے واسطے ہے  
 اور تمہارے اعمال تمہارے واسطے تم ہماری کردار سے بیزار ہو اور ہم تمہارے کردار سے بیزار  
 ہیں یعنی ہم اجماعی خلافت کو امر دینی نہیں سمجھتے ہیں دنیا کی حکومت اور سلطنت ہی پر ہو۔  
 قَوْلُهُمْ لَا طَائِفَةَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُعَانِدُونَ كَلِمَتٍ يُخَالِفُهُمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ یہی  
 گروہ مسلمانوں میں ایسا پیدا ہوا ہے کہ جو کوئی اسے اس عقیدے کے خلاف اعتقاد کرے  
 اُس کا دشمن ہو جاتا ہے اور قیامت تک یہ جہگڑا مسلمانوں میں جلا جلتے گا جب تک ظہور  
 امام زمانؑ کا نہ ہوگا۔ وَلَا يَطَالُ مُعْتَقِدُهُمْ وَاظْهَارُ تَلْذِيهِمْ مَا سَتَّ الْحَاجَةُ اِلٰی  
 اِقَامَةِ الدَّلَائِلِ وَالْبَرَاهِينِ الْوَاضِحَةِ الْكَثْرَةِ بِالنَّسْبَةِ اِلٰی غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ انہیں کے  
 عقیدہ کے باطل کرنے اور انکا جھوٹا ثابت کرنے کی نظر سے دلائل صریح اور برہان واضح  
 کی زیادہ حاجت ہوئی اسلئے کہ یہ لوگ دشمن جان کے اور راراستین میں اس قدر دلیلوں  
 کی حاجت اور مخلوق کے واسطے نہیں ہے جو مسلمان نہیں ہیں فَتَحْنِيْفُ الْاَيَاتِ وَوَضْعُ  
 الرِّوَايَاتِ وَاخْفَاءُ الْمُحْجَزَاتِ كُلُّ ذَلِكَ اِنَّمَا هُوَ عَمَلُهُمْ۔ آیات قرآنی کو اولٹ دینا ایک  
 جگہ سے دوسری جگہ کر دینا جھوٹی روایتیں اور حدیثیں بنانی معجزات نبیؐ اور نبیؑ کے اوصیا کو



چھپانا یہ سب کام انہیں لوگوں کا ہے وَكَلَّمَآ وَقَعَ مِنَ الظَّالِمِ وَالشَّدَائِدِ عَلَى أَهْلِيهِ  
 نَبِيَّنَا فَإِنَّمَا وَقَعَ لِحُدُوثِ تِلْكَ الْفِتْنَةِ اور جو ظلم اور ستم اور سختی اہلبیت پر ہمارے نبی  
 صلعم کے گذری سب بدولت اسی فرقہ کے گذری وَكَلَّمَآ إِنَّ مِنَ اللَّهِ عَلَيْنَا بِإِعْطَاءِ الْأُمُورِ  
 الْمُخْتَصَّةِ لِهَذَا تَنَاوَلَا سَيِّمًا لِّلْسَيِّدِ نَا الْحُسَيْنِ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْإِسْلَامِ بَقِيَّةٌ - اور  
 اگر خدا نے ہم پر اپنے کرم سے یہ احسان عظیم نکلیا ہوتا کہ ہمارے مادی اور پیشوایان دین کو  
 اور خصوصاً ہمارے سردار دنیا اور آخرت امام حسینؑ کو معجزات کثیرہ عطا فرماتا یقین کرو کہ  
 اسلام کا نام و نشان ہی نہ رہتا۔ وَطَائِفَةُ أُخْرَى مُوَقَّتَةٌ مُسْتَقْبَلَةٌ بِأَنَّ مَا فَعَلُوا  
 وَيَفْعَلُونَ مِنْ أَجْلِ الْقَبَائِمِ وَأَشْنَعُ وَأَشْخَطُ وَأَمَقُّ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنْ رَامُوا لِنَصْرِ  
 الْحَقِّ لَا سَتَطَاعُوا إِلَيْهِ سَبِيلًا - دوسرا فرقہ انہیں منع کرنے والوں میں وہ تھا کہ جسکو  
 پورا یقین ان افعال کے خراب ہونے کا تھا اور خوب جانتا تھا کہ خدا کو یہ ظلم ہرگز پسند نہیں  
 ہے اور عذاب خدا کا مستلزم ہے اور اگر اس فرقہ کے لوگ نصرت حق کا ارادہ کرتے ضرور کر سکتے  
 تھے لَكِنْ اِسْتَهْوَى عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ - مگر شیطان کا انہیں  
 غلبہ ہوا اور یاد الہی کو بھلا دیا۔ ثُمَّ لَمَّا لَمْ يَكُنْ مِنْ مَعْلُومَاتِهِمْ أَنَّ لَوْ قُوعَ تِلْكَ الْهَالِكَةِ  
 هِيَ هَذِهِ السَّنَةُ وَهَذِهِ الْأَيَّامُ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُخْبِرْ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بِذَلِكَ  
 التَّعْيِينَ وَالْأَجَلِ - پہر چونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ وقوع شہادت اسی سال میں  
 اور انہیں ایام میں ضرور ہوگا اس لئے کہ ہمارے نبی صلعم نے باوجود اس قدر اعلان اور خبر  
 دہی متواتر کے تاریخ اور سال کی مدت مقرر نہیں فرمائی تھی لِأَنَّهُ مِنَ الْمَغِيبَاتِ الْخَفِيَّةِ  
 بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ حَيْثُ يَقُولُ وَلَا تَذَرِنِي نَفْسٌ مَّا ذَا تُكْسِبُ غَدًا اسلئے کہ روز  
 وفات کا جانا یہ خاص علم غیب خدا کا ہے قرآن میں فرماتا ہے کوئی شخص نہیں جانتا ہے  
 کہ آئندہ کل کے روز کیا کریگا۔ وَكَذَلِكَ تَعْيِينَ الْمَوْضِعِ أَيْضًا مِنْ حَوَاصِّ عَلَيْهِ تَعَالَى  
 فَإِنَّكَ لَكِنْ لَيْسَ فِي إِظْهَارِهَا مِنْ الْمَفَاسِدِ لَمَّا فِي تَعْيِينَ الْيَوْمِ وَالْوَقْتِ -  
 اسی طرح تعین مقام اور جگہ موت کی ہے اگرچہ خاص علم غیب خدا کا ہے مگر اس کے اظہار  
 میں وہ خرابیاں ہرگز نہیں جو وقت کے معین کرنے میں ہیں وَبِالْجُمْلَةِ فَإِنَّهُمْ لَمَّا كَانُوا



يَعْلَمُونَ أَنَّ بَعْدَ وَقُوعِ الشَّهَادَةِ لَا يَتَقَى خَافِيَةٌ أَخْفَوْهَا وَيُظْهِرُ الْحَقُّ ظُهُورًا وَلَمْ  
يَكُونُوا مُرِيدِينَ لِلنَّصْرَةِ فَحَاوَلُوا أَنْ يُسَوِّفُوا الْأَمْرَ كُلَّمَا اقْتَدَرُوا عَلَيْهِ فَنَعَوْا  
عَنِ الْمَسِيرَةِ - اور خلاصہ یہ ہے کہ ہر گاہ انکو خوب معلوم تھا کہ بعد وقوع شہادت کے کوئی بات  
ظلم اور ستم کی جو آج تک اوسکو چہا رہے ہیں مخفی باقی نہ رہیگی اور ساری قلعی ان سب کی  
کھل جائیگی اور خود انکا ارادہ نصرت اور امداد حق کرنے کا نہ تھا انکا قصد یہی ہوا کہ  
جب تک ٹل سکے ماننا چاہئے فَإِنْ مَا تَوَاقَبَلْ أَنْ يَقَعَ يَقُومُ لَهُمْ عَذْرٌ عِنْدَ اللَّهِ  
أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا أَحْيَاءَ وَلَا أَنْصَرُوا وَلَا كَذَلِكَ عِنْدَ النَّاسِ پہ اگر قبل وقوع  
شہادت کے مر گئے بروز حشر انکو موقع عذر کرنے کا پیش خدا تھا آئیگا کہ ہم تو مر چکے تھے  
اگر زندہ ہوتے ضرور نصرت اور یاری کرتے اور اسی طرح ظالمین کے نزدیک بھی یہ معذور  
ہو جاتے۔ وَلِئِلَكَ الْمَصْلَحَةُ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ نَبِيًّا مِمَّا لَدَّ أَحِبُّ قَالَ إِنَّكُمْ تَبْكُونَهُ وَلَكِنْ  
لَا تَنْصُرُونَهُ۔ اور اسی مصلحت سے ہمارے نبی نے ان لوگوں کو مکرر خبر دی تھی کہ آج تم  
مصیبت حسین کو سہک روٹے ہو مگر جب وہ مصیبت آئیگی انکی یاری اور امداد نہ کرو گے۔  
كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ السَّابِقِ چنانچہ یہ حدیث ہم نے باب گذشتہ میں لکھی ہے  
وَكَذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يَأْتِيهِ لَا يَنْصُرُهُ وَغَيْرَ ذَلِكَ  
مِنَ الرِّوَايَاتِ۔ اسی طرح سے جناب امیر نے براء بن عازب کو خاص کر کہدیا تھا کہ نصرت  
امام حسین نہ کرو گے اور یہی روایات اسی مضمون کی بہت سی ہیں جنکو ہم جداگانہ باب میں  
لکھیں گے انشاء اللہ فَمَاؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ كَانُوا يَمْنَعُونَهُ لِهَذَا الْغَرَضِ دَعَا هُمْ  
إِلَى ذَلِكَ إِمَّا جَبْنَهُمْ عَنْ مُكَافَحَةِ الْأَبْطَالِ أَوْ اشْتِغَالَهُمْ فِي أُمُورِ مَعَاشِهِمْ  
وَصِيَانَةِ عِيَالِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ یہ لوگ جو سفر عراق سے منع کرتے تھے خواہ بسبب  
اور ڈر پوک ہونے کے کہ بہادروں سے لڑنا پڑیگا یا امور معاش میں زیادہ مشغول تھے  
دین رہے یا جائے اور اپنے عیال کی جان اور اپنے مال بچانے کی اپنی پوری خواہش تھی۔  
وَأَمَّا الْقَاعِدُونَ وَهُمْ أُولَى الضَّرِّ مِثْلُ صَعْصَعَةَ بْنِ صَوْحَانَ وَكَانَ  
زَمِنًا أَوْ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ مَكْفُوفَ الْبَصَرِ أَذْ رِيْدِيْنَ زَمَّ وَكَانَ هِمًّا



کَبِيرًا وَغَيْرَهُمْ مِنْ اَرْبَابِ الْاَعْدَاءِ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ حَرَجٌ لِلنَّصْرِ اِنِّي لَيْكُنْ جَوْلُوكَ نَصْرَتِ  
 سے باز رہے اور انکو عذر شرعی تھا جیسے صعصعہ بن صوحان جو مثل اور زمین گیر تھے اور جناب  
 سید الساجدین سے بروز واپسی مدینہ عذر کیا تھا یا کہ عبد اللہ بن عباس جو نابینا تھے یا زید بن  
 ارقم جو بیرون ہو گئے تھے اس طرح اور صحابہ مومنین اون پر کوئی حرج اور الزام نہیں ہے کہ قرآن  
 مجید میں صاف خدا نے فرمادیا ہے وَ اَمَّا اَقَارِبُ مِنَ الرِّجَالِ فَمَا كَانَ غَرَضُهُمْ مِنَ الْمَنَاجِ  
 رَاتِهِمْ وَ رَحْمَتِهِمْ وَ حُرْنُهُمْ عَلَى مَا كَانَ يَجِبُ عَنْهُمْ خَامِسًا اَلَا نُوَامِرُ الَّذِي  
 يَبَا هُوَنَ بِهِ۔ رہے عزیز قریب امام حسین کے وہ آپ کو اس سفر سے باہین غرض منع  
 کرتے تھے ایک تو جوش خون اور محبت قلبی دوسرے ملال اور افسوس اس کا تھا کہ باقیماندہ  
 بہجت پاک میں ہی ایک نور اُنکے گہرون کو نورانی کر رہا ہے یہ بھی اُنکی نظر سے چھپ جائیگا  
 اور انہیں پانچوں بزرگواروں سے انکو فخر تمام دنیا پر ہے اَمَّا تَعَوُّدُهُمْ عَنِ النَّصْرَةِ  
 فَلَمَّا عَلِمْنَا اَنَّ هَذَا سَأَلَهُمْ يُعَاقِبُوهُمْ عَلَيْهِ وَ لَمْ يَذْكُرُوا اَمِنْ ذَكَرُوا اَمِنْهُمْ اِلَّا  
 بِخَيْرٍ فَلَا يَجُوزُ لَنَا اِلَّا لِقَاتٌ اِلَى مَا يَتَوَوَّنَ اَعْدَائُهُمْ مِنَ الْاَكْذُوبَاتِ قَاتٌ  
 اَهْلُ الْبَيْتِ اَبْصَرُ بِمَا فِي الْبَيْتِ۔ اب رہا یہ امر کہ چند عزیزوں نے ہی نصرت آپ کی نہ کی  
 اور بیٹھ رہے پس چونکہ ہمارے ائمہ علیہم السلام جنکا ذکر فرمایا کچھ اون پر ناراضی آپنے ظاہر  
 فرمائی اور جب اوکو یاد کیا تو بخیر یاد کیا لہذا ہم کو جائز نہیں ہے اون روایتوں کی طرف  
 التفات کرنا جو اُنکے بلکہ خاندان نبوی کے دشمن چھوٹ بنا بنا کر روایت کرتے ہیں اسلئے کہ  
 گہر کے لوگ اپنے گہر پر زیادہ بنیاہین جگر جگر اور دگر دگر وَقَدْ مَضَى مِثْلُ الْقَوْلِ فِي  
 الْاَبْوَابِ السَّابِقَةِ وَيَأْتِي فِي ابْوَابٍ يَلْتَقِي بِهِنَّ مِنْ بَيَانِ تِلْكَ الْاَعْرَاضِ وَ ذَوِي  
 الْاَعْرَاضِ۔ ہماری اسی کتاب میں جا بجا گہر چکا ہے اور مقام مناسب پر آتا ہے کہ یہی چند  
 اغراض سفر سے منع کرنے والوں کی تہین اور اُنکے نام کی تصریح ہم نے کر دی ہے۔ هَذَا  
 كَلِمًا قُلْتُهُ مِنْ اَلْبَابِ السَّابِعِ عَشَرَ اِلَى هَذَا اَلْبَابِ فَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الظَّوَاهِرِ  
 اور یہ جو کچھ ہم نے سر صوین باب سے اس باب اکیسویں تک لکھا ہے سب کی بنا قواظی ظاہری  
 پر ہے وَ اَمَّا اَلْاُمُورُ الْخَاصَّةُ الَّتِي عَلَيْهَا بِنَاءُ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ فَلِكُونِ الْخَصِمَ مُنْكَرًا



آیاتہا لا یلتقی بِنَادِ کُرْہَا فِی مِثْلِ الْمَقَامِ۔ لیکن وہ خاص مورجن پر بنا حضرت کی شہادت کی تھی  
 انکا بیان اس مقام پر مناسب نہ تھا اسلئے کہ خصم مقابل او کو بالکل نہیں مانتا ہے اور ان سے  
 قطعی انکار کرتا ہے۔ مِنْہَا مَا رَوٰی عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِیَّةَ اَنَّ اَصْحَابَ  
 الْحُسَيْنِ عِنْدَ مَا مَلَكُوْهُ یُوْنِ بِاَسْکَافِهِمْ وَاَسْمَاءُ اَبَانَتْهُمْ۔ از کجملہ وہ روایات ہیں جو  
 عبد اللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے مروی ہیں جب اونے پوچھا گیا کہ تم کیوں شریک  
 جہاد نہ ہوئے اور نہون نے کہا کہ امام حسین کے رفیق اور یار جان شائے نام اور لکھے باب  
 کے نام ہمارے پاس لکھے ہوئے موجود تھے ہم کو تو وہ درجہ ملنا نصیب نہ تھا وَ کَذٰلِکَ یَقْبِضُ  
 الْمَوَالِیْنِ مِنَ الْحِیْتِ وَالْاِنْسِ وَالْمَلٰئِکَةِ فَاَنْتَهُمْ اِنْ عَزَمُوْا وَسَارُوْا اِلٰی نَضْرَیۃ  
 لِّکِنْ لَّمْ یَصِلُوْا اِلٰی مَا مَلُوْا۔ اسی طرح بعض دوستان اور موالیان حضرت کے جن اور  
 انسان اور ملائکہ کہ اُن لوگوں نے اگرچہ قصد کیا اور آئے تھے امداد اور نصرت کی غرض سے  
 مگر اپنی امید پر فائز نہ ہوئے۔ وَقَدْ ذَکَرْتُ بَعْضَ الْمَصَالِحِ فِی الْبَابِ الْمُنَاسِبِ مِنَ الْجِلْدِ  
 الْاَوَّلِ وَ سَيَأْتِیْ ہِم نے بعض مصلحتیں اس کے باب مناسب جلد اول میں لکھی ہیں اور  
 باقی آئندہ آتی ہیں \*

## باب نوزدہم

خاص پیروان اہلبیت پر اظہار اصلی اسباب کا جو حضرت امام  
 حسینؑ کو مانع بیعت یرید سے اور مصالحہ نہ کرنے پر اور سفر عراق  
 کو اختیار کرنے پر تھے باوجودیکہ عدو کو فیان بھی معلوم ہو گیا ہو  
 فَقَوْلُ دَمَعَ النَّظْرُ عَنِ الْأُمُورِ الْمَذْكُورَةِ فِی الْأَنْوََابِ السَّابِقَةِ إِذَا بَشَّرْنَا  
 أَمْرَ الْحُسَيْنِ عَلَى مَا هُوَ الظَّاهِرُ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ قطع نظر اون امور کے جن کا



بیان ابواب گذشتہ میں ہو چکا اگر ہم ظاہری حالات امام حسینؑ کو خیال کریں وَاَمَّا بَاَنَّهُ  
 وَصِيٍّ مِّنْ اَوْصِيَاءِ مُحَمَّدٍ لَا اَنَّهُ كَانَ مَلِكًا مِّنَ الْمُلُوكِ وَخَلِيفَةً مِّنَ الْخُلَفَاءِ  
 الَّذِينَ يَنْتَظِمُ امْرُهُمْ بِاجْتِمَاعِ الْاُمَّةِ۔ اور ہمارا ایمان اور عقیدہ یہ بھی ہو کہ امام  
 حسینؑ ایک وصی اور خلیفہ مجدد خلفاء منصوص ہمارے نبیؐ کے تھے کوئی بادشاہ یا وراثت  
 و نبوی سے مثل تیمور لنگ یا علاء الدین غوری وغیرہ کے نہ تھے جنہوں نے بغرض سلطنت  
 جہاد کا جیلہ کیا اور نہ امام حسینؑ ایسے خلیفہ تھے جن کی خلافت امت کے اجماع سے درست  
 ہوتی تھی ثُمَّ تَاَمَلْنَا فَمَا وَقَعَ مِّنْ يَّوْمٍ وَقَاتِ يَبِينَا وَرَجَعْنَا اِلَىٰ فِطْرَتِنَا  
 السَّيِّئَةِ وَسَلَكْنَا مَسْلَكَ الْاِضْطِافِ فَخَلَعْنَا مَّا بَاتَ الْحُسَيْنُ كُلَّمَا فَعَلَهُ  
 حِيَانَةً لِّنَفْسِهِ وَنِسَائِهِ اَوْ لَا شَيْءَ مَا فَعَلَهُ حِيَانَةً لِّدِينِ الْاِسْلَامِ فَعَرَفْنَا  
 نَفْسَهُ لِلْهِيَلاٰكِ فَكَانَ هُوَ الْوَاجِبُ عَقْلًا وَشَرْعًا۔ ہر جب تا مل کرین اور تاریخی  
 حالات کتب فریقین سے دیکھیں از روز وفات رسول خداؐ اور اپنی عقلی فطرت کی طرف  
 رجوع کرین انصاف کو نہ چھوڑیں حکم قطعی ہم کو یہی کرنا پڑیگا کہ جو کچھ امام حسینؑ نے پہلے  
 اپنی جان اور اپنی عورتوں کی آبرو بچانے کی غرض سے کیا اور ہر جب کسی طرح نہ بچا سکے  
 دوبارہ دین اسلام کے بچانے کی غرض سے آپ کو ہلاکت ظاہری میں ڈال دیا یہی سبب واجب  
 اور ضروری تھا براہ عقل اور شریعت کے وَنَبَذَ اَمِيْنَ الرَّاسِ فَقَوْلُ اَمَّا اِنْكَارُهُ  
 عَنِ الْبَيْعَةِ فَقَدْ بَايَعَ اَبُوهُ تَقِيَّةً لِّمَصَالِحِ عَدِيْدَةٍ وَاشْتَبَهَ اَمْرُهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ  
 اِلَى يَوْمِي هَذَا اب ہم سرے سے شروع کر کے کہتے ہیں کہ امام حسینؑ نے جو یزید کی بیعت  
 سے انکار فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار نے بنظر مصالح چند بیعت خلفا کی کر لی  
 تھی سو آج تک مسلمانوں کو اشتباہ چلا جاتا ہے اور بڑا جھگڑا دو فرقوں میں اہل اسلام کے  
 یہی پڑ رہا ہے کہ تقیہ سے کی تھی یا صدق دل سے۔ مَعَ اَلَيْهِمْ لَمْ يَكُوْنُوْا مُظْهِرِيْنَ  
 لِلْفُجُوْرِ وَهٰذَا الْاِسْلَامُ وَمَحْوِ الشَّرَائِعِ ظَاهِرًا مِّثْلَ يَزِيْدٍ۔ حالانکہ وہ خلفائے  
 فسق اور فجور باعلان نکرتے تھے اور اس قدر ہنگ اسلام اور احکام شرع کے مٹانے کے درپے  
 نہ تھے بلکہ بظاہر حامی دین اسلام تھے جس طرح یزید نے باعلان شرائع اسلام کے برباد کرنے پر



کہ باندھی تھی۔ فان کان الحسین بايعه فليتبني لاحد من الخلق ريث في ان الاسلام  
 انما هو امر دنيوي وامرأة دنيوية فحسب۔ پھر اگر باوجود ایسے ظہور فسق اور  
 کفر صریح یزید کے امام حسین بھی اس کو خلیفہ رسول قرار دے کر بیعت کر لیتے اب تو کوئی  
 آدمی دنیا میں باقی نہ رہتا جس کو اسی امر کا یقین ہوتا کہ اسلام سے غرض فقط سلطنت اور  
 حکومت دنیاوی ہے وگرنہ صحیح وازداد الیقین بصحة ما ابتد عموہ فی امر خلافة  
 النبي انما قصه بالاجماع ولا يشترط في الخليفة عدالة ولا علم بل ولا اسلام أيضا  
 اور سب کو پورا یقین ہو جاتا کہ خلافت نبوی کی فقط اجماع سے اور بیعت کرنے سے درست اور ثابت  
 ہو جاتی ہے جیسا کہ یہ مسئلہ بنا لیا ہے اور خلیفہ میں ثقہ اور عادل ہونا یا علم میں کامل ہونا  
 بلکہ خلیفہ کا مسلمان ہونا بھی کچھ ضرور نہیں ہے فاطمة الحسین بان للبايعه التي كانت  
 ابوها مخلوقا بها وقعت مكرهة لا عن صميم القلب۔ اب امام حسین نے ترک  
 بیعت سے بخوبی ثابت کر دیا کہ جو بیعت آپ کے والد بزرگوار نے بحکم خدا اور رسول کر لی تھی  
 وہ باکراہ قلبی تھی دلی اعتقاد اس کی صحت پر نہ تھا وایکدنا فعل الحسین هذا انت  
 البر وايات المن وية عن مولانا علیؑ المينة لكونه مكرها فيها كلها صادقة۔  
 اور ہمکو پوری تائید ہو گئی امام حسین کے اس فعل سے کہ جس قدر روایات فریقین اس بار  
 میں وارد ہوئی ہیں کہ جناب امیر انبی بیعت کرنے کو براہ مصلحت فعل تقیہ سمجھتے تھے اور ظہار  
 اپنے حق کا ہمیشہ فرمایا کرتے تھے وہ سب صحیح اور درست ہے اما عدم بئائیه اضرة  
 علی المصالحه فهل یزید علی المصالحه الا ان یباع الحسین جہاراً لکما  
 قاله فی المدينة للولید۔ اب رہا مصالحہ کرنا یا نہ کرنا کوئی عاقل منصف اس کو مان سکتا ہے  
 کہ یزید خالی مصالحہ پر بدون باعلان بیعت کرانے کے راضی ہوتا چنانچہ امام حسین نے یہی بتا  
 مدینہ میں ولید سے فرمائی تھی والبیعة قد مر بیائهما اور بیعت ٹکرنے کا حال تو ابھی ہم

له حق انه كان ينكر الامهات والنسب والاخوات والشرب الخمر ويدع القبولة  
 واقدمی کہتا ہے کہ یزید اپنی مان بہنوں سے جماع کرنا تھا شراب خوری اور ترک نماز



بیان کر چکے وَاِنْ فَرَضْنَا اَنْ يَزِيدَ كَانَ يَرْضَى عَلَى الصَّلَاحِ دُونَ الْبَيْعَةِ فَقَدْ صَالَحَ  
 اَخُوهُ وَلَمْ يَنْجُ مِنْ شَرِّ اَبِيهِ وَقَدْ قُتِلَ بِالسَّيْمِ - اور اگر ہم یہ بھی فرض کریں کہ  
 یزید فقط صلح پر راضی ہی ہو جاتا اور بیعت پر اصرار نہ کرتا پھر امام حسنؑ نے یزید کے باپ  
 معاویہ سے مصالحہ کر کے کونسا اپنی جان بچانے کا نتیجہ اٹھایا آخر زہر دلا کر بعد مصالحہ  
 انکو شہید کر ہی ڈالا اِمَّا التَّحْكِيمُ وَهُوَ اَمْرٌ فَرَضِي لَمْ يَذْكُرْهُ اَحَدٌ مِنَ  
 النَّاصِحِيْنَ وَمَعْمُودٌ فَقَدْ فَعَلَ اَبُوهُ وَلَمْ يَنْجُ - اب رہی پنچایت اور ایک  
 فرضی صورت ہی کسی نصیحت کرنے والے نے امام حسینؑ سے اس کا ذکر نہیں کیا مگر ہم کہتے ہیں  
 کہ جناب امیرؑ نے یہ بھی اتمام حجت زبان بند ہی خلافت کے واسطے فرمایا ہے پھر کیا نتیجہ ہوا  
 بجز اس کے کہ ایک فرقہ خوارج کا سستی اور شیعہ دونوں کا دشمن بڑھ گیا وَلِتَفْصِلَ  
 ذَلِكَ الْبَيَانَ تَفْصِيلاً فَقَوْلُ اِنَّهُ قَدْ بَايَعَ عَلِيَّ اَبَا بَكْرٍ مَلِكُهَا وَلَمْ يَشَأْ مِنْ سَيْفِهَا  
 اب ہم اپنے مختصر بیان کی تفصیل شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے تو جناب امیرؑ نے ابو بکر  
 سے براہ تقیہ بیعت کی اور تلوار نہ کھینچی - وَدَارَاهُمْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّيْهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ  
 وَسَلَّمَ اَلْكَفَّارِ فِي بَدْوَ امْرِئَةٍ - اور جناب امیرؑ نے خلفاء کے ساتھ وہی برتاؤ نرم کیا جیسا کہ  
 جناب رسول خداؐ ابدالے نبوت میں کفار سے برتاؤ فرماتے تھے اور آشتی اور نرمی سے پیش  
 آتے تھے وَيَعْرِضُ عَنْ عَلَيْهِمُ ذِكْرُ اَنْبِيَائِ الْاِسْلَامِ وَكَوْنُهُ نَبِيًّا مُرْسَلًا - اور اسی نرمی کے  
 ساتھ حقیقت اسلام کی ولیلین کفار کو سناتے تھے اور معجزات بھی دکھلاتے تھے اور اپنے  
 نبی برحق ہونے کا ثبوت اون پر ظاہر کرتے تھے - ثُمَّ لَمَّا اسْتَقَامَ لَهُ الْاَمْرُ وَ  
 تَمَّتِ الْحُجَّةُ وَلَمْ يُؤْمَرْ اِلَّا سَبْدًا دَاوَا اِنْكَارًا لِلْحَقِّ عِنَادًا وَاجْتِمَاعَ لَهُ اَعْوَا  
 وَانْصَارًا جَاهِدَ مَعَ الْكُفَّارِ - پھر جب نبی اللہ کا سب کام درست ہو گیا اور حجت  
 خدا پوری ظاہر فرمادی زبانی قائل محقول بھی کر چکے معجزات بھی حسب طلب کفار دکھلا چکے  
 اور پہر بھی ایمان نہ لائے اور محض ہٹ دہرمی اور عداوت سے حق کا انکار اور باطل پر  
 اصرار کرتے رہے اور بہت سے لوگ مسلمان ہو کر آپؐ انصار بھی فراہم ہو چکے اب حضور  
 نے کفار سے جہاد شروع کیا - وَهَكَذَا فَعَلَ عَلِيٌّ تَابِعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّهِ - اور اسی طرح



جناب امیر نے بھی پیروی اور متابعت اپنے نبی کی ہر امر میں فرمائی فَإِنَّهُ دَارَ أَمْعَمٍ مُدَارَاةً  
أَظْهَرَ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ كَوْنَهُ مُحَقَّقًا۔ اس لئے کہ حضرت نے پہلے تو صلح اور رشتہ سے اپنا  
حقدار اور سچی خلیفہ ہونا سب پر ظاہر فرمایا۔ وَأَثْبَتَ فَضَائِلَهُ وَكَوْنَهُ أَعْلَمَهُمْ وَأَبْرَهُمْ  
وَأَتَقَمُّمْ فِي تِلْكَ الْهَدَنَةِ اپنے فضائل انہیں لوگوں کے اقرار سے ثابت کروئے  
اور اپنا علم سب سے زیادہ بروقت حل مشکلات مسائل یہود اور نصاریٰ کے ثابت  
فرمایا اپنی برتری گامی اور نیکو کاری کو اسی زمانہ میں ظاہر کر دیا۔ وَأَظْهَرَ الْمُعْجَزَاتِ  
لِدَفْعِ تَوَهُّمِ الْمُتَوَهِّمِينَ وَأَزَيَابِ الْمُتَابِعِينَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ أَيضًا۔ معجزات  
بھی ظاہر فرمائے بعد وفات رسول اللہ اس کے تاکہ توہم اور اشتباہ لوگوں کا جاتا رہے۔  
فَإِنَّهُمْ عَسَى أَنْ يَكُونُوا فِي رَيْبٍ مِنْ صُدُورِ الْمُعْجَزَاتِ عَنْهُ فِي زَمَنِ  
رَسُولِ اللَّهِ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ مُعْجَزَاتٍ۔ اس لئے کہ زمانہ رسول خدا میں جو  
کرامت اور معجزہ جناب امیر سے ہوا تھا اس میں تو اس کا شبہ ضرور ہو سکتا تھا کہ  
یہ انہی طاقت سے نہ تھا لَئِنْ صَاحِبَ الْآيَاتِ يَقْوَى عَلَى أَنْ يُظْهِرَ هَا مِنْ  
كُلِّ حَيٍّ أَوْ غَيْرِ حَيٍّ كَالْأَنْعَامِ وَالْأَشْجَارِ وَالْمُدْرِكِ وَالْأَجَابِرِ۔ اس لئے کہ  
معجزہ نما کو طاقت ہوتی ہے جس سے چاہے امر معجز کا ظہور کرادے زندہ ہو خواہ مردہ  
جو یا یہ ہو یا درخت و حیوان اور سنگریزہ فَإِظْهَارُهَا بَعْدَهُ صَلَاحٌ وَإِنْكَارُ  
أَيضًا مِنْ كَرَامَتِهِ لَكِنَّهُ يُثَبِّتُ كَرَامَتَهُ مَصْدِرَ هَا لَا مُحَالَةً۔ پس  
بعد وفات رسول اللہ کے جناب کے امور معجزہ اگرچہ وہ بھی کرامت ہمارے نبی کی ہے  
مگر یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے وہ کرامت ظاہر ہوئی وہ بھی صاحب  
کرامت ہے۔ وَبَعْدَ إِيقَاعِ تِلْكَ الْأُمُوسِ الدَّالِّهِ عَلَى كَوْنِهِ عَلَى الْحَقِّ قَاتِلٌ  
وَجَاهِدٌ عَلَى مَا أَوْصَاهُ أَخُوهُ وَنَبِيُّهُ لَمَّا هُوَ مَدْرُوحٌ بِرَجَبِ اسْقَدِ  
اتمام حجت اور اظہار ہر طرح سے فرما چکے اور ثبوت اپنے خلیفہ اور امام ہونے کا  
اظہار حق سے کر چکے اب جہاد بھی اسی طرح کیا صلیب اور نہروان میں جیسا کہ نبی اللہ نے  
فرمایا تھا وَلَمْ يَنْهَهِمْ لَمْ يُفْلِتْ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَيضًا لَا يَنْهَهِمْ۔



کسی معرکہ میں آپکی بھی شکست ہوئی اور نہ کسی لڑائی میں مغلوب ہوئے جیسے ہمارے نبی صلعم نے  
 بھی کسی شکست نہیں پائی تھی وَحَسْبُكُمْ هَذَا أَمْرٌ أَسْوَأُ لِلنَّبِيِّ قَوْمَ كَوَاعِ برادرانِ یحییٰ  
 یہی ایک ہمیشہ فتحیابی اپنے مولائے نبی کے قدم بقدم ہونے پر اُنکے نائب کی کافی ہے۔  
 عَلَى أَنَّهُ بَيْنَ الْفَرَقِ فِي مُجَاهَدَةِ هَذِهِ مِنْ وَجْهِ كَثِيرَةٍ وَبَيْنَ الْمَجَاهِدَاتِ  
 الَّتِي وَقَعَتْ فِي خِلَافَةِ الَّذِينَ مَضَوْا قَبْلَهُ۔ علاوہ برآن جناب امیر نے اپنے جہادوں کا  
 فرق بخوبی ثابت کر دیا اور جہادوں سے جو خلفائے ثلاثہ کے برے نام جہادوں میں تھے۔  
 فَإِنْ أَرَدْتَ تَفْصِيلَهَا فَانْظُرْ إِلَى كِتَابِ التَّيْسِ اگر اس مدعی کی تفصیل دیکھنی ہو کتب سیر  
 کی طرف رجوع کرو وَلَمَّا التَّمَسُّوا مِنْهُ التَّحْكِيمَ رَضِيَ بِهِ وَفَعَلُوا مَا فَعَلُوا۔ اور  
 جب فرق باغی نے پنچایت کی درخواست کی آپ اس پر بھی راضی ہوئے اور اس میں بھی جو مکر  
 اور فریب فرقہ باغی نے کیا وہ ظاہر ہے قَائِمٌ فِي كِلَا الْحَالَيْنِ كَوْنُهُ مُحَقَّقًا مَعْرِجًا جَنَابِ  
 امیر نے دونوں حالات صلح اور جنگ میں اپنا ذی حق اور معجز نما ہونا ثابت کر دیا۔ فَإِنَّهُ  
 مَنْ كَانَ فِي بَطْشِهِ وَسَطَوِيَّتِهِ فِي حَيَاةِ نَبِيِّهِ وَابْتِغَاءَ بَعْدَ وَقَاتِهِ فِي جِهَادِهِ  
 الْخَاصَّةِ هَكَذَا فَكَيْفَ يَصْبِرُ وَيُقَاسِي الْأَحْزَانَ فِي زَمَنِ هَذِهِ هَكَذَا۔  
 اس لئے کہ جو شخص ایسا بہادر اور دلیر زمانہ ثجیات نبی میں ہو کہ ہرگز کسی لڑائی میں نہ بھاگا  
 ہو اور پھر بعد وفات نبی اپنے خاص جہادوں میں بھی شکست نہ پائی ہو اُس سے تعجب ہے کہ  
 زمانہ صلح اور سکوت میں ایسا صبر اور ایسی برداشت کیونکر فرمائے وَمَنْ كَانَ فِي زَمَانِ  
 سَلَوِيَّتِهِ وَأَيَّامِ هَذِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا شَاكِرًا مُبْتَلًى هَكَذَا فَكَيْفَ كَانَ يَصُولُ  
 صَوْلَةً صَنِيعِيَّةً وَيُجَارِبُ حَرْبَةً حَيْدَرِيَّةً هَكَذَا۔ اور جو شخص زمانہ صلح اور مدارات  
 میں اس قدر صابر ہو اور اس قدر اپنے اجر اور ثواب کا پیش خدا حساب کر رہا ہو اور ہر دم  
 سوائے رجوع بخدا اور کچھ اُس کا کام ہی نہ ہو پھر ایسا نرم دل اور برداشت کرنے والا ہر  
 طرح کی سخت کلامی کا ابتدہ اور انتہا میں حملہ شیرانہ اور حرب حیدری کیونکر کرتا تھا وَهَذَا  
 هُوَ أَمْرُ الْمُعْجَزِ الْجَامِعِ لِلْإِصْدَادِ۔ یہی ایسی بات ہے کہ آدمی کی عقل اس کے سمجھنے سے  
 عاجز ہوتی ہے اس لئے کہ دو ضد اور برخلاف چیزوں کا ایک ذات میں جمع ہونا کسی کی سمجھ میں



کیونکر آئے فانت یا مولای یا امیر المؤمنین مظهر عجائب و مضد الغرائب  
 تم ہی اسے میرے مولا امیر المؤمنین عجائب امور کے ظاہر کرنے والے تھے اور تم ہی ایسے  
 برگزیدہ خدا تھے جو غریب امور تم سے صادر ہوئے۔ وَ هَذَا مَا فَعَلَهُ عَلِيٌّ فِي أَيَّامِ  
 عُمُرِهِ حَتَّى قَتَلُوهُ غِيلَةً فَصَارَ إِلَى رُوحِ اللَّهِ وَرَيْحَانِهِ بِهِ خَلَّصَ سِرْكَ شَت  
 ہے امیر المؤمنینؑ آخر کار اس جناب کو مکر اور فریب سے شہید ہی کر ڈالا۔ ثُمَّ الْحُسَيْنُ  
 وَإِنْكَانَ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفٍ مِنَ الْأَعْوَانِ وَكَانَ مُتَمَكِّنًا قَادِرًا غَيْرَ مُحْتَبَسٍ وَلَا  
 مُخَذَّوِلٍ كَأَخِيهِ الْحُسَيْنِ۔ پھر اب دیکھو امام حسنؑ کو کہ اگرچہ چالیس ہزار کے قریب  
 آپ کے انصار اور اعموان تھے اور آپ کو قدرت لڑنے کی پوری تھی کسی نے آپ کو قید نہیں  
 کیا تھا اور تمام مدعیان نصرت نے آپ کو شل کو فیان پر دغل کے اس طرح سے نہیں چھوڑ دیا  
 تھا جیسے اُن کے بھائی غریب مسافر امام حسینؑ کو چھوڑ دیا میری مراد یہ ہے کہ بہتر سے تو  
 بہر گو نہ زیادہ انصار امام حسنؑ کے ہمراہ ضرور تھے۔ وَكَانَ يَنْقُطُ ظَنًّا مُتَأَخِّرًا لِلْيَقِينِ  
 أَنَّهُ رُوحِي لَهُ الْفِدَا إِذَا بَرَزَ إِلَيْهِمْ فَيَقَاتِلُهُمْ كَمَا قَاتَلَ أَبُوهُ لَعَلَّهُمْ وَاقْنَا هُمْ  
 عَنْ آخِرِهِمْ۔ اور امام حسنؑ کو بظاہر گمان قریب یہ یقین ہی تھا کہ اگر لڑیں گے اور  
 مثل اپنے پدر بزرگوار کے جہاد کریں تو غالب ہوتے اور بتائید خدا اپنے دشمنوں کو فنا کر دے  
 لَكِنْ سَبَقَتْ إِلَيْهِ وَصِيَّةُ جَدِّهِ بِأَنَّهُ يُصَلِّحُ بَيْنَ الْفَاسِقِينَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔  
 مگر حضرت کی نسبت آپ کے نانا کی وصیت پہلے ہو چکی تھی کہ یہ میرا فرزند دو گروہ مسلمین  
 کی اسدھ کر دیگا۔ وَلَا يَغْتَرَنَّكَ مَا يُزْجِفُونَ مِنْ أَنَّهُ تَرَكَ أَنْصَارَهُ أَجْمَعُونَ  
 أَلْتَعُونَ لِأَنَّ هَذِهِ الْأَكْذَوْبَةَ نَكَدَ بِهَا مَارُؤِنَاةٌ مُتَوَاتِرًا عَنْ نَبِيٍّ وَقَدْ  
 ذَكَرْنَاكَ۔ تم کو اسے گروہ مومنین قریب ندے یہ چھوٹی افواہ جو دشمن دین اڑاتے  
 ہیں کہ امام حسنؑ کے تمام انصار آپ سے پر گئے تھے اسلئے کہ یہ خبر اس حدیث متواتر  
 کے مخالف ہے جو ہمارے نبیؐ سے منقول ہے کہ دو گروہ میں صلح کرنے پر امام حسنؑ  
 مامور تھے۔ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ يَنْصُرُونَهُ وَيُحَارِبُونَ مَعَهُ عَدُوَّهُ كَيْفَ  
 يَسْتَقِيمُ الْمَعْنَى الْمُرَادُ۔ پھر اگر امام حسنؑ کے ہمراہ اس قدر لگ بھگتے کہ آپ ہی مدد کریں



اور آپ کے دشمن سے مقابلہ کر سکیں دو گروہ کے معنی کیونکر درست ہو سکتے۔ وَالْقَلْبُ  
 اَيْضًا يَا اَبَا قَاتٍ الْعَدُوَّ كَيْفَ يَرْضَىٰ عَلَى الصُّلْحِ اِذَا تَيَقَّنَ اَنَّهُ غَالِبٌ وَ  
 خَصْمُهُ مَغْلُوبٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ اور عقل بھی اتنی کمی انصار امام حسن کو قبول نہیں  
 کرتی ہے اس لئے کہ جو شخص فنون جنگ سے آگاہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ جنگ  
 دوسرے دار کوئی دشمن صلح کرنے پر کبھی راضی نہیں ہوتا ہے اگر اوسکو یقین ہو جائے  
 کہ میرا مرد مقابل ہر طرح سے مغلوب ہو چکا ہے صلح کا ہرگز یہ قاعدہ نہیں ہے۔  
 فَاتَّكَانَ الْحَسَنُ فَقَدْ اَلَا انصاری کا الحسین لَقَتَهُ مَعَاوِيَةَ بِأَشَدِّ قِتْلَةٍ  
 مِنْ قِتْلِ أَخِيهِ ۱۔ وَلَا يَرْضَىٰ بِالصُّلْحِ أَبَدًا كَمَا لَمْ يَرْضَ ابْنُهُ يَزِيدُ  
 پہ اگر امام حسن مثل اپنے بھائی امام حسین کے انصار کی کمی رکھتے معاویہ ابھو امام حسین  
 سے زیادہ تر قتل شدید کرنے کا ورپے ہوتا جس طرح یزید نے کسی طرح صلح کو اختیار  
 نہ کیا چنانچہ ابن زیاد نے صاف کہہ دیا کہ اب صلح کیسی جب ہمارے پنجہ میں گرفتار  
 ہو چکے وَلَمَّا اُخْتِجَ إِلَى الْغَيْلَةِ وَالذَّمِّ بِالسِّمِّ كَمَا اُخْتِجَ إِلَى قِتْلِ أَخِيهِ  
 سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا اور کبھی معاویہ کو اختیار محض طور سے فریب کر کے زبردوانے  
 کی نہوتی جس طرح جناب امیر کو خفیہ طور سے شہید کرایا وَهَذَا أَمْرٌ جَلِيٌّ  
 اور یہ بات جو ہم نے لکھی ہے صاف اور کھلی ہوئی ہے وَالْحِكْمَةُ الْإِلَهِيَّةُ  
 فِي تِلْكَ الْمَصَالِحَةِ أَنَّ الْجِدَالَ وَالْقِتَالَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ كَانَتْ قَدْ  
 أَفْنَىٰ أَعْدَادَهُمْ مُذْ سِنِينَ كَثِيرَةٍ ۲۔ حکمت الہی امام حسن کے مصالحہ کرنے  
 میں یہ تھی کہ چند سال سے مسلمان لڑتے رہے آپس میں اب انکا شمار بہت ہی کم ہو گیا  
 تھا فَإِنْ حَارَبَ الْحَسَنُ اَيْضًا لَمْ يَبْقَ مِنَ الْفَرَسِيِّينَ إِلَّا أَشْخَاصٌ  
 سَلْبَةٌ وَانْفَاقٌ قَلِيلٌ لَا تَفِي عِدَّتَهُمْ لِقِتَالِ الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِينَ  
 إِذَا حَاوَلُوا قِتَالَهُمْ ۳۔ پہ اگر امام حسن بھی مثل اپنے باپ کے معرکہ آرا ہوتے  
 و دونوں گروہ میں بجز تین چار کے باقی نہ رہتے اور وہ اتنے ہوتے کہ اگر کفار اور  
 مشرکین مسلمانوں پر چڑھائی کرتے انکی جماعت قلیل سمجھ کر تو انکے مقابلہ کو باقی



مسلمان کافی ہوتے فاقضت المصلحة الالهية في مثل ذلك الوقت  
 القعود وترك الجهاد وتسلیم الامر الدنیویة الى من يتارعه  
 فيها ابقاء الانفس المسلمين۔ اب ایسے وقت حکمت الہی اسی کی مقتضی تھی  
 کہ امام حسن جہاد نہ کریں اور سلطنت اور امارت دنیوی اپنے دشمن کو دیدین تاکہ  
 چند نام لینے والے اسلام کے زندہ باقی رہیں۔ وَاظْهَارًا بَلْ اِثْبَاتًا لِلْحَقِّ فِي اَمْرِ الدُّنْيَا  
 اَوِ الْاِمَامَةِ اَنْهَا يَسْتَلِخِ لْغَرَضِ الْاِمْرَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ۔ اور بغرض اظہار بلکہ بغرض اثبات  
 اس امر کے کہ نبوت یا امامت دنیا کی سلطنت اور امارت کرنے کی غرض سے نہیں ہے۔ وَ  
 اَيْضًا لِمَا صَالِحِ الْحَسَنِ وَقَوْضِ اِلَى عَدُوِّهِ اَمْرَهَا وَمَعْذَلِكَ لَمْ يُؤْفَ عَدُوُّهُ  
 بِمَا عَاهَدَ وَلَمْ يَمْتَنِعْ عَنْ سَبِّ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَقَتْلِ خِيَارِ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور یہ بھی ایک  
 فائدہ صلح سے ہوا کہ جب امام حسن نے صلح کر کے امور سلطنت اپنے دشمن کو سپرد کر کے اس پر  
 بھی معاویہ نے شرط مصالح کو ادا کیا اور برا کہنے اور کہلانے سے جناب امیر کے اور حیدر  
 اور برگزیدہ مومنین کے قتل سے باز نہ آیا۔ فَتَمَّ اَمْرُ اللَّهِ وَظَهَرَ الْحَقُّ بِاَكْمَلِ الظُّهُورِ  
 وَلَمْ يَبْقَ رَيْبٌ فِي كَوْنِ مُعَاوِيَةَ مُعَارِنًا لِاصْلِ الدِّينِ۔ اب خدا کا جو کام ہدایت  
 اور اتمام حجت کا تھا پورا ہو گیا اور کسی طرح کا شک باقی نہ رہا کہ معاویہ اصل دین کا دشمن تھا۔  
 وَثَبَتَ اَنَّ الْاِجْمَاعَ الَّذِي لَا جِلْدَ لِيَمُوتَ هُوَ كَلَامُ الْجَمَاعَةِ مِنْ يَوْمِ الصَّلَاةِ لَا يَجْعَلُهُ اَهْلُ  
 الْخِلَافَةِ كَغَيْرِهِ۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اجماع پورا جو معاویہ پر ہوا کہ آج ہی کہ روز  
 سے اہل سنت نے اپنے کو لقب اہل سنت و جماعت کا دیا ہے معاویہ کو خلیفہ ہونے کے قابل  
 نہ کر سکا جیسے اور اجماعی خلیفہ کو نہ کر سکا تھا۔ لِيَكُونَ مِنْهُمْ لِقُصُوقِ الطُّغْيَانِ۔ اس لئے  
 کہ معاویہ سے فسق اور فجور بلکہ قتل نفوس مومنین جاری رہا فَابْطَلَ الْحَسَنُ صِحَّةَ قَضِيَّتِهِ  
 الْاِجْمَاعِ بِاَنَّهُ يُمْكِنُ بَلْ يَقَعُ عَلَى خِلَافَةِ الْبَاغِي وَالْعَاصِي۔ پس ثابت کر دیا امام حسن  
 نے صلح کر کے کہ اجماع کا قاعدہ بالکل غلط ہے ممکن ہے بلکہ واقع بھی ہو گیا خلافت پر مرجع فاق  
 اور باغی کے جس کی بناوت کا انکار کوئی نہیں کر سکتا ہے وَلِهَذَا التَّمَعُّمُ يَقُولُونَ اَنَّ  
 مُعَاوِيَةَ بَابُ لِهَذَا الْبَيْتِ اِذَا تَبَرَّأْنَا مِنْهُ دَخَلْنَا فِي الْبَيْتِ فَلَا يَبْغِي أَحَدٌ



الْآنَ تَبَيَّرَ أَمْنُهُ اسی نظر سے اہلسنت کا یہ کلام سنتے ہو کہ بر ملا کہتے ہیں کہ معاویہ  
 بھانٹک ہے اس گہر کا ادھر ہم نے معاویہ سے بیزاری اختیار کی پہر اس گہر (یعنی دار الخلافت  
 میں) کوئی خلیفہ باقی نہ رہ جائیگا جس سے بیزاری اور بد عقیدگی کرنی نہ پڑے فَلَا مَبِيتَ  
 بَابِهِ مُعَاوِيَةَ وَلَنَابَيْتٌ بَلْ مَدِينَةٌ بَابُهَا عَلَيَّ ؎ بس اُن کے واسطے وہ گہر  
 ہے جس کا پہانک معاویہ ہے اور ہمارے پیروان اہلبیت کے واسطے وہ گہر بلکہ وہ شہر ہے جس کا  
 دروازہ علی ہیں۔ ثُمَّ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ أَنْ أَخَذَ الْبَيْعَةَ لِيَزِيدَ مِنَ الْبِلَادِ  
 وَاسْتَخْلَفَهُ وَعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ۔ پہر جب معاویہ مر گیا اور مرنے سے پہلے حجاز اور  
 عراق بلکہ مکہ اور مدینہ سے بھی بیعت یزید کی خلافت پر کرادی اور اپنا جانشین بھی اُسکو  
 کر دیا اجماع بھی پورا کرادیا وَقَدْ تَمَّتْ لَهُ الشَّرُوطُ الثَّلَاثَةُ۔ اب یزید کے واسطے  
 یہ تینوں شرطیں خلافت کی پوری ہو گئیں جو کسی خلیفہ میں نہ تھیں۔ وَحَانَ أَنْ  
 يَقُومَ لَوَازِمِ تِلْكَ الْخِلَافَةِ الْمُبْتَدِعَةِ اب وہ زمانہ آگیا کہ جو جو خرابیاں اسلام میں  
 ایسی گر گئی تھیں خلافت کو لازم ہیں وہ بھی پوری ہو جائیں نَقَضَ الْحُسَيْنُ  
 رُوحِي لَهُ الْفِدَا وَصِيَّةَ الْجَدِّهِ وَإِمْتِشَا لَا لِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى جَدُّهُ۔ اب  
 ہمارے امام اور پیشواے صابریں باب الجنة والنار امام حسینؑ اٹھ کھڑے ہوئے  
 اپنے نانا کی وصیت اور خدا کے حکم کی بجا آوری کی غرض سے وَلَمْ يُشْفِقْ عَلَى نَقْضِ  
 الدُّخُولِ وَلَمْ يَتَّبِعْ نَوَاقِصَ الْعُقُولِ وَلَمْ يَسْتَنْصَحِ الْمُنْصَحَاءَ الْفُجُورَ۔  
 کچھ خوف نہ فرمایا کہ مجھ پر لاکھوں تشنہ خون ٹوٹ پڑیں گے اور ہرگز پیروی نہ فرمائی  
 نصیحت کے دن لوگوں کی جو آپکو از مودہ کا رجاتے تھے۔ حَتَّى قَالَ لِعُصْرَيْنِ لَوْ ذَانِ  
 يَا سَتِيحُ لَا يَخْفَى عَلَيَّ الرَّاحِي وَلَكِنَّ اللَّهَ لَا يَغْلِبُ عَلَى أَمْرِهِ مَا أَيْكَلُ مَنْزِلَ  
 بطن عقبہ پر پہنچ کر عمر بن لوزان سے صاف صاف کہ دیا اے شیخ راے اور قیاس  
 ظاہری مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے یعنی عقل ظاہری تو یہی چاہتی ہے کہ میں کو ف کو بجاؤں  
 مگر خدا کے حکم پر کون غالب آسکتا ہے اَمَّا مَا يَقُولُونَ مِنْ أَنَّهُ تَرَكَ الْبَيْعَةَ  
 فَبَشَاعَتِهِ ظَاهِرَةً مِنْ وَجْهِهِ۔ لیکن یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے تقیہ کیا



اسکی خرابی چند وجوہ سے ظاہر ہے و اقوالہا اِنَّهٗ لَمْ یَكُنْ حَنِیْنًا سَبَبٌ مُّوجِبٌ  
لِلتَّقِیَّةِ اَلْحَفِظُ دَمِہٖ و عَنِ صَنِہٖ وَحِفْظُ دَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَاَوْصِیَاءِ غَیْرِ مُقَدِّمٌ  
عَلٰی حِفْظِ نَامُوسِ دِیْنِہُمْ و شَرْکِ یَعِہُمْ۔ بڑی قوی دلیل ترک تقیہ کی یہ ہے  
کہ امام حسینؑ کو تقیہ کرنے کا کوئی اور سبب نہ تھا بجز اس کے کہ آپکی جان اور آبرو  
بچ جائے اور انبیاء اور اوصیاء کو اپنی جان اور آبرو بچانی دین اور احکام دین کی حفاظت  
پر مقدم نہیں ہے۔ وَلَمْ یَكُنِ الْحُسَيْنُ اَوَّلَ مَقْتُولٍ وَاَوَّلَ مَحْذُولٍ مِنْ  
لَدُنْ اٰدَمَ اِلٰی یَسَیْا عِیْسٰی عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ امام حسینؑ کچھ پہلے شہید اور پہلے  
ستائے ہوئے امت کے نہیں تھے حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیکھو تاریخ  
انبیاء اور اوصیاء کو علی اِنَّہٗ مُحَالٌ التَّقِیَّةِ وَاَلتَّوَرِیۃِ اِنَّمَا هِیَ مِنْ خَوَاصِّ  
مَعْلُوْمَاتِ الَّذِیْنَ یَحِبُّ عَلَیْہِمُ التَّقِیَّةَ عُمُوْمًا اس کے علاوہ تقیہ کرنے کا زمانہ  
اور محل اسکا علم خاص اُسی شخص کو ہوتا ہے جس پر تقیہ لازم ہوتا ہے وَلَیْسَ لِاَحَدٍ اَنْ  
یُنَازِعَہُمْ فِیْ ذٰلِکَ کسی کو جائز نہیں ہے کہ اس بارہ میں چون و چرا کرے وَقَدْ  
مَضٰی مِنْ فِعْلِ اَبِیْہِ وَاَخِیْہِ اَنِّہَا قَدْ فَعَلَا وَاِنَّمَا لِلْحِجَۃِ بِہَا مَرَّزَہُ  
کہ جناب امیر اور امام حسنؑ نے تقیہ کر کے ہی تمام حجت کر لی ہے ثُمَّ اِنَّ الْعَجَبَ الْعَجَبَ  
اَنَّ جَدَّ الْحُسَیْنِ قَدْ اَخْبَرَ بِمَا یَقَعُ عَلَیْہِ وَہُوَ اَيْضًا یُخْبِرُہُمْ بِاَنِّہٗ لَوْ دَخَلَ  
فِیْ ہِجْرَہُمَا لَیَقْتُلُوْہُ لَا مُحَالَہٗ وَہُوَ اَخْبَارُ مُصَدِّقٍ یَقُوْلُ جَدِّہٗ فَمَا  
ہُوَ لَا الْقَوْمَ لَا یَفْقَہُوْنَ۔ پھر یہ بھی دیکھو کہ جناب رسول خدا نے پیشین گوئی  
کردی تھی کہ حسینؑ پر یہ کچھ گزریگا اور خود امام حسینؑ بھی سب سے پہلے کہے جاتے  
تھے کہ اگر میں سورخ میں کسی جانور کے ہی چپ رہوں جب ہی مجھے ضرور قتل کریں گے  
اور گزشتہ پیش آمد باب اور بہانی سے جو ہو چکی وہ بھی اور پیشین گوئی نبی کی سب  
آپ کے تقیہ کے بیکار ہونے پر دالت کرتی تھی پھر یہ لوگ کیا سمجھ کر اعتراض کرتے  
ہیں۔ ثُمَّ لَمَّا ظَہَرَ بِاَمْرِ اللّٰہِ مَا ظَہَرَ وَیُظْہَرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَۃِ مِنْ اَعْظَمِ  
الْبَآہِیْنِ عَلٰی کَوْنِہٖ مُحَقَّقًا فِیْ کُلِّ مَا فَعَلْہٗ فَہُوَ الْجَوَابُ التَّامُّ عَنْ



کُلِّ الشُّبُهَاتِ - پر جبکہ بعد شہادت امام حسینؑ کے سب کچھ حکم خدا کا ہر ہو گیا اور  
قیامت تک ہوتا جاتا ہے کہ بڑی بڑی سخت دلیلیں آپ کے حق پر ہونے کی پیدا ہو رہی  
ہیں یہی مشاہدہ اور عیان ہر شبہ کے جواب میں کافی ہے الحمد للہ

## باب ستم

معاویہ کا یزید کو خلیفہ کرنا اور حجاز اور عراق میں جا جا کر

بیعت لینی اور پیش آمد امام حسینؑ سے بروایت اہل سنت

إِنَّ تِلْكَ الْقَضِيَّةَ هِيَ أَصْلُ الْأَصِيلِ لِكُلِّ مَا وَقَعَ مِنَ الْوَاقِعَاتِ يَه  
معاملہ خلیفہ بنانے کا یہی جڑ ہے کل فسادات کی جو واقع ہوئے فحیبت الاطلاع  
عَلَيْهِ أَوَّلًا لِهَذَا اس واقعہ پر سب واقعات سے پہلے اطلاع اور آگاہی ضرور ہے۔  
قَالَ ابْنُ أَثِيرٍ الْجَذْرُ فِي فَلْتِ أَبِي يَعْرِ لِيَزِيدَ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَخَمْسِينَ أَهْلَ الْعِرَاقِ  
وَالشَّامِ سَارَ (مُعَاوِيَةَ إِلَى الْحِجَازِ فِي أَلْفِ فَارِسٍ ابْنِ أَثِيرٍ جَذْرِي نِي تَارِيخِ مِ  
لکھا ہے کہ جب لشکر ہجری میں یزید کی بیعت معاویہ نے اہل عراق اور شام سے لے لی  
معاویہ حجاز کو ہزار سوار لیکر روانہ ہوا فَلَمَّا دَنَى مِنَ الْمَدِينَةِ لَقِيَهِ الْحُسَيْنُ بْنُ  
عَلِيٍّ أَوَّلَ النَّاسِ جب مدینہ کے قریب پہنچا سب سے پہلے حسین بن علیؑ نے اُس سے  
ملاقات کی (یہ قدرتی تماشا یاد رہے) فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ لَا مَزْجَبًا وَلَا أَهْلًا۔  
جب معاویہ کی نظر حضرت پر پڑی کہنے لگا نہ اچھائی ہے اور نہ بہبودی ہے آپ کے لئے میں  
بَدَنَةٌ يَتَرَقَّرُ دَمُهَا وَاللَّهُ مُهْرِيْقُهَا۔ یہ تو معاویہ اللہ فریب شریعہ سے جس کا  
خون ٹپکتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور خدا اس خون کا بہانے والا ہے (ابا ہلست جان شان  
آل طہ و یاسین آئین اور اس کلمہ کو سنیں فَقَالَ الْحُسَيْنُ مَهْمَا فَإِنِّي وَاللَّهِ لَسْتُ  
بِأَهْلٍ لِهَذِهِ الْمَقَالَةِ۔ امام حسینؑ نے فرمایا جانے دو ایسا نہ کہو قسم بخدا میں اس کلام کے



کہنے کے لائق نہیں ہوں۔ فقال بکی وکثیر منہا معاویہ نے کہا نہیں بلکہ اس سے بدتر  
 کلام کے تم لائق ہو (مطلب یہ ہے کہ تین دن کے بھوکے پیاسے سلتے اپنے اہلبیت کے فوج  
 کئے جاؤ گے) ثم ذکر المؤمن ماکلتہ بعبد اللہ بن زبائیر وعبید الرحمن  
 بن ابی بکر وعبید اللہ بن عمر۔ یہ مورخ یعنی جذری نے وہ باتیں کہیں جو معاویہ  
 نے عبد اللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر سے کہیں۔ الی ان  
 قال حتی دخل معاویۃ المدینۃ فمخّرہا بابا تا ایک مورخ لکھتا ہے کہ معاویہ  
 مدینہ میں داخل ہوا اور چاروں اشخاص اس کی فرودگاہ کے دروازے پر آئے فلم  
 یؤذن لہم علی منازلہم ولم یرقامنہ ما یحبون کسی کو موافق اس کی قدر اور  
 منزلت کے معاویہ نے اجازت اپنے پاس آنے کی نہ دی اور نہ کسی نے اپنے حسب وخواہ پیش  
 معاویہ کی پائی۔ فخرجوا الی مکۃ فاقاموا بہا۔ یہ اشخاص مکہ معظمہ کو چلے گئے اور  
 وہاں جا کر ٹھہرے (یاد رہے کہ اسی طرح امام حسینؑ یزید کے خوف سے بھی دوبارہ مکہ  
 معظمہ کو چلے گئے تھے) وخطب معاویۃ بالمدینۃ فذکر یزید فمدحہ معاویہ  
 نے مدینہ میں ایک خطبہ پڑھا جس میں یزید کا ذکر تھا اور یزید کی ثنا اور صفت کر کے یوں  
 کہنے لگا قال ومن احق منہ بالخلافة فی فضلہ وعلیہ وعقلہ وموضعہ  
 کون شخص آج یزید سے زیادہ مستحق ہے خلافت کا فضیلت میں اور علم میں اور عقل میں  
 اور مقام میں یعنی خلیفہ کا فرزند ہے وما اظن قوما یمتہنین حتی یضربہم  
 بوارق یحشوا صولہم۔ مجھے گمان نہیں ہے کہ یہ لوگ منکرین بیعت یزید اپنی کردار  
 باز آئیں جب تک ان پر وہ بھلیاں چمکتی ہوئی تلواروں کی نہ گرین کہ انکی جڑوں کو اکھاڑ  
 پھینک دیں وقد اذنت ان اغتبت الذر منی نے بطور نصیحت کے آگاہ کر دیا  
 اگر اسی قدر کہنے پر لوگ مان لین فہا ورنہ وہی ہوگا جو کہتا ہوں الی ان قال المؤمن  
 ثم دخل علی عایشۃ وقد بلغہا اذہ ذکر الحسین واصحابہ فقال لا قتلکم  
 ان لم یبا یعوا۔ یہ مورخ لکھتے ہیں کہ معاویہ عایشہ کے پاس گیا انکو خبر پہنچ گئی  
 تھی کہ معاویہ نے امام حسینؑ اور ان تینوں کی نسبت کہہ دیا ہے کہ انکو قتل کرونگا اگر بیعت



یزید مکرین گے فَشَكَاهُمْ إِلَيْهَا فَوَعظَتْهُ معاویہ نے ان چاروں کی شکایت عایشہ سے  
 کی عایشہ نے معاویہ کو پند اور وعظ اور نصیحت کی وَقَالَتْ بَلِّغْنِي إِنَّكَ تُهْدِي دُهُمَ  
 بِالْقَتْلِ اور کہنے لگیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم انکو قتل کی دھمکی دیتے ہو فَقَالَ يَا أُمَّ  
 الْمُؤْمِنِينَ هُمْ أَعَزُّ مِنِّي ذَلِكَ - معاویہ نے کہا اے مادر مومنین انکا مرتبہ ایسا نہیں  
 ہے کہ میں ایسی پیش آمد کروں (واہ کیا کہنا اب تو مومنین کے مامون اور مان دونوں  
 یکجا ہوئے) وَلَكِنِّي بَايَعْتُ لِيَزِيدَ وَبَايَعَهُ غَيْرُهُمْ أَفَلَا تَرِينَ أَنَّ الْقَضَىٰ بَيْعَتُهُ  
 قَدْ تَمَّتْ مگر میں نے اے مادر یزید کی بیعت کرائی ہے اور انکے سوا اور لوگ تو بیعت  
 کر چکے اپنی رائے میں یہ صحیح ہے کہ میں اس بیعت کو توڑ ڈالوں جو تمام اور پوری  
 ہو چکی ہے (مراد یہ ہے کہ تمہارے باپ ابو بکر ہی نے تو یہ سلسلہ جاری کیا ہے مار مار کر  
 بیعت لینے کا پہر تمہارے باپ کی سنت کو میں بدلا ترک کر سکتا ہوں قَالَتْ فَأَرْفِقْ  
 بِهِمْ فَإِنَّهُمْ يَصِيرُونَ إِلَىٰ مَا تَحِبُّ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ عایشہ نے کہا کہ ان سے  
 نرمی دلجوئی سے کام لو انشاء اللہ یہ سب وہی کریں گے جو تمہاری خواہش ہے قَالَ  
 أَفَعَلُ معاویہ نے کہا ایسا ہی کروں گا (اب ذرا دلجوئی اور نرمی کا برتاؤ ہی سننے کے  
 قابل ہے) وَكَانَ فِي قَوْلِهَا مَا يُؤْمِنُكَ أَنْ أَفْعُدَ لَكَ رَجُلًا لِيَقْتُلَكَ وَقَدْ  
 فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ بِأَخِي يَعْنِي مُحَمَّدًا - عایشہ کی منجملہ گفتگو کے یہم بھی ایک بات  
 تھی کہنے لگیں اب اسوقت تم کو کون بچانے والا ہے اگر میں ایک آدمی کو بٹھا دوں کہ تمکو  
 قتل کر ڈالے اور تم نے میرے بھائی یعنی محمد بن ابے بکر سے جو کچھ کیا ہے وہ بھی یاد ہے  
 فَقَالَ كَلَّا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي فِي بَيْتِ أُمِّ قَالَتْ أَجَلٌ - معاویہ نے کہا ایسا  
 نہو گا اے مادر مومنین میں تو ایسے گھر میں اسوقت ہوں جو پناہ کی جگہ سے عایشہ نے  
 کہا مان سچ ہے یہ گھر ایسا ہی ہے قُلْتُ يَعْنِي بِالْبَيْتِ بَيْتَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ مُخْتَصًّا  
 بِمَا سَكَنَتْهُ عَائِشَةُ - میں کہتا ہوں مراد معاویہ کی نبی کا گھر ہے اور شاید اُسی قدر  
 جاے پناہ تھا جس میں عایشہ رہتی تھیں جہاں سے شیطان کا سنگ پھوٹا ہے وَالْأَمْرُ  
 فَقَدْ نَهَبَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ أَيْضًا وَرَزَّ جَنَابَ امِّ سَلَمَةَ



تو اسی گہر میں بعد قتل امام حسین کے لوٹی گئیں و مَا فَعَلَ مُعَاوِيَةُ بِعَائِشَةَ مَكَافَاةً  
 لِهَذَا الْقَوْلِ فَلَا يُعْجِبُنِي ذِكْرُهَا فِي الْمَقَامِ اور جو کچھ اس دہلی کے عوض میں عایشہ  
 سے معاویہ نے کیا مجھے اوس کا ذکر اس جگہ پسند نہیں دیکھو شہید المطاعین کو تھم قال  
 الْجَذْرِي وَمَكَثَ (مُعَاوِيَةُ بِالْمَدِينَةِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ سِرًّا  
 اشیر کہتے ہیں کہ معاویہ مدینہ میں جب تک خدا کو منظور تھا ٹھہرے اور ان سے ہر مکہ  
 معظمہ کو چلے فَلَقِيَهُ النَّاسُ ابْنُ مَكَّةَ کی راہ میں لوگ معاویہ سے ملنے لگے فَقَالَ أُولَئِكَ  
 النَّفَرُ نَلَقَاهُ فَلَحَلَّهُ قَدْ نَدِمَ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ۔ یہ چاروں صاحب جو مدینہ سے  
 بہاگ آئے تھے کہنے لگے چلو ہم بھی معاویہ سے ملاقات کریں شاید اپنی بُری پیش آمد پر  
 کچھ انکو ندامت ہوئی ہو فَلَقَوْهُ بِبَطْنِ (مَكَّةَ) فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيَهِ الْحُسَيْنُ بْنُ  
 عَلِيٍّ معاویہ سے قریب مکہ مقام بطن (مر) پر یہ لوگ ملے اور سب سے پہلے ملنے والے  
 وہی حسین بن علی تھے (جو مدینہ کی آمد معاویہ میں ہی سب سے پہلے دوڑ کر آئے تھے واہ  
 رے راوی کیا کہنا تیری راست گوئی پر رے تو تو سچا ہے مگر جو ٹھٹھے کے اوپر ( )  
 فَقَالَ مُعَاوِيَةُ مَرْحَبًا وَاهْلًا يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ وَسَيِّدَ شَبَابِ الْمُسْلِمِينَ۔  
 معاویہ نے کہا خوش آمدی صفا آوردی واہ واہ کیا کہنا اے فرزند رسول اور اے  
 سردار جوانان اہل اسلام (حدیث نبوی میں تو سردار جوانان بہشت وارد ہے مگر معاویہ نے  
 خواہ مورخ صاحب نے امام حسین کو بہشت جانے والوں میں نہ سمجھا جب تو یہ نیا لقب  
 تراشا) فَأَمَّا لَهُ بِدَايَةِ فَرَكِبَ وَسَائِرَ مَعَهُ معاویہ نے امام حسین کو ایک سواری  
 دلائی امام حسین ہمراہ معاویہ کے چلے (واہ رے سچے راوی (مر) تک امام حسین پا  
 پیادہ دوڑے ہوئے آئے تھے اس توہین کی سزا خدا دیگا) ثُمَّ فَعَلَ بِالْبَاقِينَ مِثْلَ  
 ذَلِكَ۔ پرتینوں باقی ماندہ کے ساتھ ہی ایسا ہی کچھ سلوک معاویہ نے کہا یعنی انکو بھی  
 سواری دی وَأَقْبَلَ يُسَاطِرُهُمْ لَا يَسِيرُ مَعَهُ غَيْرُهُمْ۔ اب تو معاویہ ایسے مہربان  
 ہوئے (مادر مہربان کی نصیحت) کہ انہیں کے ہمراہ راستہ میں چلتے رہے اور کسی کو پاس نہ  
 بٹھکنے دیتے تھے۔ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَكَانَ أَوَّلَ دَاخِلٍ وَآخِرَ خَارِجٍ بِهَا نَكَدٌ كَدَاخِلٍ

۹۱  
 کفر کا قصور  
 زبہ در سر کر دیا  
 ۱۰



کہ ہوئے اب تو انکار سوخ اس قدر بڑا یا کہ سب سے پہلے ہی چارون صاحب معاویہ کے پاس  
 جاتے اور سب کے بعد رخصت ہوتے وَلَا يَخْصِي يَوْمَ إِلَّا وَلِيْمٌ صَلَٰةً کوئی دن ایسا نہ گذرتا  
 تھا کہ انکو صلہ اور انعام نہ ملتا ہو (مالا مال کر دیا اور سب سے پہلے راوی) وَلَا يَذْكُرْ لَهُمْ شَيْئًا  
 حَتَّىٰ قَضَىٰ لِسُكِّهِ وَحَمَلَ اَنْفَالَهُ وَقَرَّبَ مَسَائِرُهَا اِیٰی تَمَّ معاویہ اپنے مطالب کا کچھ  
 اُسے ذکر بھی نہ کرتا تھا تاہنا ایک حج یا عمرہ سے فارغ ہو چکا بار برداری طیار ہوئی اسباب سامان  
 سب لڈ چکا اور روانگی کی تاریخ آہنچی۔ فَقَالَ بَعْضُ اَوْلِيَاكَ النَّفَرِ لِيَعْضٍ لَا تَخْذَعُوا  
 فَمَا صَنَعَ هَذَا الْحَبِيكُمُ ان چارون صاحبون میں کسی نے آپس میں ایک دوسرے کہا کہ فریب میں  
 حضرت معاویہ کے نہ آؤ یہ انعام و اکرام تم سے دوستانہ انکا نہیں ہے (خوب سمجھئے) وَمَا  
 صَحَّهٗ اِلَّا بِرَيْدٍ فَاَعَدُّوا لَهُ جَوَابًا۔ یہ جو کچھ تواضع تعظیم خاطر اور مدارات کی ہے  
 اُسی غرض سے کی ہے کہ یزید کی بیعت کا سوال پیش کر لیا اس کا جواب سوچ رکھو۔ مقرر جم  
 کے گمان میں یہ پیشین گوئی اور ذمات مجتہد لاثانی عبداللہ بن عمر کی معلوم ہوتی ہے فَاتَّفَقُوا  
 عَلَىٰ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُخَاطَبُ لَهُ ابْنُ التَّرَبِيْطِ۔ چارون نے باتفاق یہی قرار دیا کہ جب گفتگو  
 چہرے نو معاویہ سے بات چیت ابن زبیر ہی کریں۔ فَاحْضَرَهُمْ مُّعَاوِيَةُ اَخْرَجَ معاویہ نے  
 چارون کو بلایا وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ سِيْرَتِي فَيَنْكُرُوْا وَحَلِيَّتِي مَا كَانَتْ  
 مِنْكُمْ۔ اور کہنے لگا کیوں صاحب جواب تو تمکو معلوم ہو گیا جیسے میری خصلت اور روش تھا کہ  
 ساتھ ہے اور جیسا میں عزیز پروری تم سے کر رہا ہوں اور جیسے میں نے درگذر تمہاری خلاف ورزی  
 سے کی ہے وَيَزِيْدُ اَخُوْكُمْ وَابْنُ عَمِيْكُمْ۔ یزید کون ہے تمہارا بھائی اور پسر عم ہے۔  
 وَارَدْتُ اَنْ تُقَدِّمُوْهُ بِاسْمِ الْخِلَافَةِ اور میرا ارادہ یہی ہے کہ یزید کو براے نام تم خلیفہ  
 ہونے میں مقدم رکھو وَتَكُوْنُوْا اَنْتُمْ تَقْرَءُوْنَ وَتُؤَمِّدُوْنَ وَتُجَبُّوْنَ الْمَالَ وَ  
 تُقَسِّمُوْنَهُ باقی سارا کام بحال برطرنی حکم احکام جاری کرنا مال خزانہ جمع کرنا تقسیم کرنا سب  
 تم ہی کرو (نکھو یزید بنار ہے) لَا يُعَارِضُكُمْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَسَكْتُوْا۔ تمہارے  
 مخالف کسی امر میں نہ کرے گا یہ کلام سنکر چارون صاحب چپ رہے فَقَالَ اَلَا تُجَبُّوْنَ  
 مَرَاتِيْنَ معاویہ نے دوسرے کہا کیوں صاحبو کچھ جواب نہیں دیتے۔ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ابْنِ



الزُّبَيْرُ فَقَالَ هَاتِ لَعَنِي فِي أَنْتَ مَخْطِئْتُهُمْ پھر معاویہ ابن زبیر کی طرف متوجہ ہو کر  
 کہنے لگا تم بولو قسم اپنی زندگی کی تمہیں ان لوگوں میں بڑے گویا ہو۔ فَقَالَ نَعَمْ فَمِنْ بَيْنِكَ  
 بَيْنَ ثَلَاثِ فِصَالٍ ابن زبیر بولے کہ ہاں درست ہے میں تم کو تین باتوں میں سے ایک پر  
 عمل درآمد کرنے کا اختیار دیتا ہوں قَالَ فَأَعْرِضْهُنَّ معاویہ بولے اُنکی تفصیل بیان کرو  
 قَالَ تَصْنَعُ لِمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لِمَا صَنَعَ أَبُو بَكْرٍ أَوْ لِمَا صَنَعَ عُمَرُ ابن  
 زبیر نے کہا یا تم ایسا کرو خلافت کے بارہ میں جیسا رسول خدا ص نے کیا تھا یا جیسا ابو بکر نے کیا یا  
 جیسا عمر نے کیا۔ قَالَ مَا صَنَعُوا معاویہ نے پوچھا ان تینوں صاحبوں نے کیا کیا قَالَ  
 قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ وَلَمْ يَسْتَخْلِفْ أَحَدًا وَأَرَقَضَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ ابن زبیر نے  
 کہا جناب رسول خدا نے وفات پائی اور اپنا خلیفہ کسی کو مقرر نہ کر گئے لوگوں نے ابو بکر کو پسند  
 کیا مترجم اتنا کہنا ابن زبیر بھول گئے کہ جناب رسول فرمائے تھے کہ تم جسکو پسند کرنا  
 خلیفہ بنا لینا اور فلاں آیت قرآن کی تمہارے خلیفہ بنانے کی سند موجود ہے اور اگر سند  
 نہیں ہے تو خلیفہ اول نے فعل رسول کے برخلاف کیا اور خلیفہ دوم نے رسول خدا اور خلیفہ  
 اول دونوں کے برخلاف کیا مگر خلیفہ چہارم حضرت علی کی خلافت معلوم نہیں کیونکر کو د پڑی۔  
 قَالَ لَيْسَ فَيْكُمْ مِثْلُ ابْنِ بَكْرٍ وَأَخَافُ الْإِخْلَافَ معاویہ نے کہا تم میں کوئی ایسا  
 جامع کمالات نہیں ہے جیسے ابو بکر تھی جن پر سب لوگ متفق ہو گئے مجھے ڈر ہے کہ آپس میں پھوٹ  
 نہ پڑ جائے قَالُوا صَدَقْتَ فَأَصْنَعْ لِمَا صَنَعَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ عُمِدٌ إِلَى رَجُلٍ مِنْ قَاصِيَةِ  
 قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي أَبِيهِ فَاسْتَخْلَفَهُ۔ چاروں نے کہا کہ یہ تو سچ ہے ابو بکر سا ہم میں کوئی  
 نہیں پیر اب تم ایسا کرو جیسا کہ ابو بکر نے کیا تھا اوہوں نے دور کے رشتہ دار قریشی کو جو اپنا  
 جدی رشتہ دار تھا یعنی عمر کو اپنا خلیفہ بنایا مترجم یہ مخالفت فعل رسول خدا کی جو ابو بکر  
 نے کی شاید تخلیہ میں حضرت رسول نے ابو بکر سے فرمایا ہو گا کہ تم میرے فعل کے خلاف اپنا خلیفہ  
 ضرور عمر کو بنانا اجماع کی خلافت تو اسی جگہ سے ٹوٹ گئی فَإِنْ شِئْتَ فَأَصْنَعْ لِمَا  
 عُمَرُ اور اگر اے معاویہ تم چاہو ویسا کرو جیسا کہ عمر نے کیا جَعَلَ الْأَمْرَ شَوْرَةً فِي  
 سِتَّةِ نَفْسٍ لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنْ وَلَدِهِ وَلَا مِنْ بَنِي أَبِيهِ عمر نے کیسی احتیاط اور لاطمی



ظاہر کی ابو بکر سے بڑھ کر کہ چہ آدمی اہل شورے مقرر کئے جن میں کوئی عمر کی اولاد اور نہ کوئی  
انکار دور کا عزیز ہی تھا ان کے مشورے پر خلیفہ بنانا تجویز کیا مترجم عمر نے تو جناب رسول  
اور ابو بکر دونوں کے خلاف کارروائی کی نہ اجماع کو پسند کیا اور نہ خلیفہ کر جانا پسند فرمایا  
اب دونوں صورتیں یعنی اجماع اور استخلاف ان کے فعل سے بگڑ گئیں ان تخلیہ میں وصیت نبی  
کی شاید ایسی ہو گئی ہو قَالَ مُعَاوِيَةُ هَلْ عِنْدَكَ غَيْرُ هَذَا مُعَاوِيَةُ نے کہا اسکو  
سوا اور بھی تمہارے پاس کوئی جواب ہے قَالَ لَا نَشَقُّ قَالَ فَأَنْتُمْ قَالُوا أَقْوَانًا  
قَوْلُهُ۔ ابن زبیر نے کہا اور کوئی عذر ہمارے پاس نہیں ہے اور نہ کوئی جواب ہے پھر  
معاویہ نے باقی ماند تین صاحبوں سے کہا تم اور کچھ کہو گے سبھوں نے کہا جو ابن زبیر  
کہتے ہیں وہی ہمارا قول ہے۔ مترجم اب معاویہ گویا یہ کہتا ہے کہ جب خلافت بنالینے  
میں میں قسم کی کارروائی اپنی اپنی رائے سے لوگوں نے کی اب میں ہی خلیفہ ہوں میں  
اپنی رائے سے کرتا ہوں کسی خلیفہ پر کسی کی پیروی لازم نہ تھی بلکہ نبی کی پیروی ہی لازم نہ  
تھی قَالَ فَإِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَتَقَدَّمَ إِلَيْكُمْ أَنَّهُ قَدْ أَعَدَّ مَرَمًا لَكُمْ  
معاویہ نے کہا میں نے پہلے تو یہی بات پسند کی تھی کہ جو شخص سمجھانے سمجھانے میں کوئی  
دقیقہ فروگذاشت نہ کر چکا ہو اور اس کے بعد دار و گیر کرے وہ معذور سمجھا جائیگا۔ اِنِّي  
كُنْتُ أَخْطُبُ مِنْكُمْ فَيَقُومُ إِلَيَّ الْقَائِمُ مِنْكُمْ فَيَكْذِبُنِي عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ  
فَأَحْمِلُ ذَلِكَ وَأُصَفِّحُ مِثْلَ مَا هُوَ حَالُ رَأْيِ كَمْ كَوْنُ سَمِجْهَاتِهَا تَهَا كَدِيكُو سَبِيْتِ قَبُولِ كَرَوَارِ  
تم میں سے ایک نہ ایک آدمی اُسی جلسہ میں اُٹھ کھڑا ہو کر مجھے جو بٹھاتا تھا کہ یزید قابل  
خلافت کے نہیں ہے اور برسر جمع سب کے سامنے میری تکذیب کرتا تھا اور میں اس کو تحمل  
کرتا تھا بائین نظر شاید اب بھی تم سمجھ جاؤ اور میرا کہنا مان جاؤ مگر تم بہلا کب مانتے تھے۔  
وَإِنِّي قَائِمٌ بِمَقَالَةٍ فَأَقْسِمُ بِاللَّهِ لَئِنْ رَدَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ كَلِمَةً فِي  
مَقَامِي هَذَا لَا تَرْجِعَ إِلَيْهِ كَلِمَةٌ غَيْرُهَا حَتَّى يَسْبِقَهَا السَّيْفُ إِلَى رَأْسِهِ  
اور میں اپنی بات پر جما ہوا ہوں قسم خدا کی اگر اب تم میں سے کسی نے ایک میرے لفظ کا  
انکار اس جگہ پر کیا یا در کہو کہ دوسرے لفظ کہنے نہ پائے گا کہ تلوار اس کے سر پر چلی جائے گی



اور سرکٹا ہوا اُس کا نظر آئیگا۔ فَلَا يَتَّقِيَنَّ رَجُلٌ اِلَّا عَلٰی نَفْسِهِ پہراب کوئی آدمی تم سے  
بجز اپنی جان بچنے یا بچانے کے اور کچھ خوف نہ کرے اور چپ رہے ثُمَّ دَعَا صَاحِبَ حَرْبِيَّةٍ  
بِحَضْرَتِهِمْ فَقَالَ پہر اپنے جوار پاسبان کے افسر کو ان کے سامنے بلا کر کہنے لگا اَقِم عَلٰی رَاسِ  
كُلِّ رَجُلٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ رَجُلَيْنِ وَمَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَيْفٌ دو دو سپاہی ان چاروں  
آدمیوں کے سر پر کھڑے کر دئے تلوار لئے ہوئے منتظر کھڑے رہیں فَإِنْ ذَهَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ  
يُرِدُّ عَلٰی كَلِمَةٍ بِتَصَدِيقٍ أَوْ بِتَكْذِيبٍ فَلْيَضْرِبْهُ بِالسَّيْفِ ہا پہر اگر ان چاروں میں سے  
کسی نے کچھ موہنے سے نکالا میری تصدیق کرے خواہ میرے قول کو جھٹلائے دونوں سپاہی  
اپنی دونوں تلواروں سے ان پر وار کریں یعنی سر اٹکے اور اَدِين (پہی انکی سزا ہے)۔  
ثُمَّ خَرَجَ وَخَرَجُوا مَعَهُ حَتَّى رَقِيَ الْمَنْبَرُ۔ یہ لکھر معاویہ چلا اور یہ چاروں صاحب  
مع ان سپاہیوں کے جو ان پر مسلط کر دئے تھے وہ بھی معاویہ کے ہمراہ چلے اور ممبر پر  
جاء بِمِثْلِهَا فَحَمْدُ اللَّهِ وَلَمْ تَنْتَهِ عَلَيْهِ حَمْدُ خُذَّاجَا لَایَا اور ثنا اور صفت خدا کی ادا کرنے  
لگا اور کہا ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ سَادَةُ الْمُسْلِمِينَ وَخِيَارُهُمْ۔ دیکھو  
مسلمانوں میں یہ چاروں آدمی جنکا ایک گروہ اور جمیع ہے مسلمانوں کے سردار ہیں اور یہی  
سب مسلمانوں میں بہتر اور سب کے پسندیدہ ہیں لَا يَنْتَشِرُ أَمْرٌ دُونَهُمْ وَلَا يَقْضَى  
إِلَّا عَنْ مَشُورَتِهِمْ انے جدا ہو کر کوئی کام اسلام کا نہیں کیا جاتا ہے اور بدون انکی  
صلاح اور مشورے کے کوئی حکم جاری نہیں ہوتا ہے۔ وَإِنَّهُمْ قَدْ رَضُوا وَبَآيَعُوا  
يَزِيدَ فَبَآيَعُوا عَلٰی اِسْمِ اللَّهِ یہ صاحبزادے چاروں راضی ہو گئے اور بخوشنودی  
سہوں نے یزید کی بیعت کی ہے اب تم بھی سب مسلمان خدا کا نام لیکر یزید کی بیعت کر لو۔  
فَبَآيَعَ النَّاسُ وَكَانُوا يَتَرَبَّصُونَ بَبَيْعَةِ هٰؤُلَاءِ التَّغْرِيبُ انھیں۔ اب سب لوگوں نے  
بیعت کی اور انہیں چاروں کی بیعت کرنے کے سب منتظر تھے ظام مورخ کا تمام ہوا اَقُولُ  
لَيْسَ هٰذَا اَوَّلُ قَارُوسَةٍ كَسَرَتْ فِي الْاِسْلَامِ وَلَا اَوَّلُ تَهْدِيدٍ صَدَرَ عَنْ  
رَآيِعِ الْخُلَفَاءِ۔ میں کہتا ہوں یہ پہلا شیشہ اسلام میں نہیں پہوٹا ہے اور نہ پہلی دھمکی  
بجبر بیعت لینے کی خلیفہ چارم حضرت معاویہ نے دی ہے۔ بَلْ هُوَا دَارُ الشَّنَةِ الْبِكْرِيَّةِ



وَالْفَارُوقِيَّةُ بَلْكَ مَعَاوِيَةَ نِيَّ سُنَّتِ خَلِيفَةُ اَوَّلِ اَوْرِ خَلِيفَةُ دَوِّمِ كِي اَسْمِيْن كِي هِي۔ نَعَمْ  
 اِنَّ مَعَاوِيَةَ هَدَدَهُمْ بِالْقَتْلِ وَفَارُوقُهُمْ هَدَدَ عَلِيًّا وَمَنْ فِي بَيْتِهِ بِاِحْرَاقِ  
 الْبَيْتِ عَلَيْهِمْ۔ اُن اَتَنَافِرُقِ ضَرُورِ هِي كِه مَعَاوِيَةَ نِي قَتْلِ كِي دِهْكِي اَمْكُو دِي اَوْر فَارُوقِ  
 يَعْنِي حَضْرَتِ خَلِيفَةُ ثَانِي نِي اَبُو بَكْرِ كِي بَعِيْتِ سِي اَنكَارِ كَرْنِي پَر جَنَابِ اَمِيْرُ كُو اَوْر جُو اُس گُہرِ  
 مِيْن تَحِي مَعَ جَنَابِ فَاطِمَہ اَوْر حَسَنِ سَب كُو گُہرِ مِيْن اَكْ لُگَا كَر جَلَا دِيْنِي كِي دِهْكِي دِي تَہِي  
 بِقَوْلِ اہْلِ سُنَّتِ اَوْر بِقَوْلِ شِيعِيَانِ تُو اَوْر ہِي كُچھ ہوا ہي وَلَا تَحْزَنْ وَفِيْہِ فَاتٌ الْخِلَافَةُ  
 الَّتِي تَكُوْنُ بِمُخَيَّرَةِ النَّاسِ لَا تَلْتَمِزُ اِلَّا بِالْقَهْرِ وَالْغَلْبَةِ لَمَّا هُوَ الْمَشْرُوطُ عِنْدَهُمْ  
 اَوْر كُچھ مَضَاقِقَ اس مِيْن ہِنِيْن اِسْلَمِي كِه جُو خِلَافَتِ اَدَمِيُوْن كِي اَخْتِيَارِ اَوْر اُنْكِ رَا سِي سِي دَرَسْتِ  
 ہوتی ہي اُس مِيْن غَلْبہ اَوْر ظَلَمِ اَوْر جَبْرِ كِي شَرْطِ ہي چنانچہ جِنَا مَذہبِ اِيسِي خِلَافَتِ كِي صَحِيحِ  
 ہونے پَر ہي اُنھُوْن نِي ہِي شَرْطِ ضَرُورِي مَآنِي ہي وَبِالْجَمَلَةِ فَتِلْكَ الْبَيْعَةُ الَّتِي لَقِيْبَا بِعِ  
 فِيْہَا اَحَدٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ اِلَّا رُبْعَةً اِلَّا مَلِكُہَا لَكِنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لَمْ  
 يَنْكُہْہَا۔ خلاصہ کلام ہي ہي كِه ہي بَعِيْتِ جُو مَعَاوِيہ نِي يَزِيْدِ كِي واسطے لي باوجود كِه چارُو  
 صَاحِبُوْنِ نِي جَبْرِ اَوْر اِكرَاہ سِي كِي تَہِي لِيكِن عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَہِيْنِ پُوْر خِلَافَتِ نِي اِس كُو نہ تُوڑَا  
 وَرَضِي بَہَا اَوْر اِسي بَعِيْتِ جَبْرِ پَر رَاضِي رَہي وَكَيْفَ لَا يَرْضٰی فَاِنَّ الْوَلَدَ سِتْرٌ  
 لَا يَبِيْہُ فَلَكَيفَ يُخْرِفُ سُنَّةَ اَجْرَہَا اَبُوہُ فِيْ مَبْدَا الْاَمْرِ كِيُوْنِ رَاضِي نہ رَہي  
 بِيْثَا دِہِي ہي جُو بَاپ كِي نَشَانِي ہُو كِيُو كِه بَدَلْتِي اُس طَرِيقَ كُو جِسے اُپ كِي بَاپ نِي جَارِي كِيَا  
 تَہَا اَوْر اَبَدِ اے خِلَافَتِ اِسي طَرِيقَ سِي ہوتی تَہِي وَآمَّا خِلَافَةُ عَلِيٍّ لَمَّا يَكُنْ عِنْدَہُ  
 عَلٰی تِلْكَ الْاَصُوْلِ فَلِذَا لَمْ يَبَايَعْہُ وَلَمْ يَرْضَ بِہِ كَمَا فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمِ  
 لِيكِن خِلَافَتِ جَنَابِ اَمِيْرُ كِي چُو كِه اِن اَصُوْلِ پَر نہ ہوتی تَہِي لَہٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نِي  
 حَضْرَتِ كِي بَعِيْتِ نہ كِي اَوْر نہ اُپْ كِي خِلَافَتِ سِي رَاضِي ہونے دِيكُھُو صَحِيحِ بَخَارِي اَوْر صَحِيحِ  
 مُسْلِمِ كُو فَقط \*



# باب سبب و حکم

یزید کی شرابخواری مدینہ میں اگر رو برو امام حسینؑ اور باہم سخت گفتگو

اور پیراموں میں العابدینؑ اور مسلم بن عقبہؑ سے جو جو امور واقعہ حرہ میں پیش آئے

هَذَا الْبَابُ جَعَلْتُهُ تَمَثُّةً لِلْبَابِ التَّالِيَةِ تَنْشِيطًا لِلْآذَانِ اس باب کو میں نے بطور تہمتہ باب سابق کے لکھا ہے کہ ذہین آدمیوں کا دل خوش ہو فنقول اما قول معاویہ بالمدينة في مدح يزيد انه من احق منه بالخلافة في فضيلة عليه الخ۔ اب ہم کہتے ہیں کہ مدینہ کے خطبہ میں جو معاویہ نے یزید کی تعریف میں یہ الفاظ کہے تھے جیسا کہ گذرا کہ یزید سے زیادہ کون شخص آج مستحق اس خلافت کا ہے فضیلت اور بزرگی اور علم وغیرہ میں فنوردك بعض فضائله من شرب الخمر في حياة أبيه تصديقاً لقول أبيه۔ ہم بعض فضائل یزید کی شرابخواری میں لکھیں زمانہ حیات معاویہ میں تاکہ یزید کے باب معاویہ کی تصدیق ہو جائے کہ ان سچ کہتا تھا وانما اقلناها في كتابنا هذا لكونها بمحض من سيدنا الحسينؑ اور ان باتوں کو ہم نے اپنی اس کتاب میں اسی مناسبت سے لکھا ہے کہ یہ شرابخواری سامنے ہمارے سردار امام حسینؑ کے ہوئی تھی جن کے حالات میں ہماری یہ کتاب ہے۔ حلی الجذیری فی تاریخہ قال عترة بن شبيب حج يزيد في حياة أبيه علامہ جذری نے اپنی تاریخ میں حکایت کی ہے عمر بن شبيب (یہ بھی بڑے بھاری شخص ہیں) کہتے ہیں کہ ایک سال یزید زمانہ حیات معاویہ میں حج کرنے آیا فلما بلغ المدينة جلس على شرب لہ۔ جب مدینہ منورہ میں پہونچا اس جگہ بیٹھا جو شرابخواری کی جگہ مقرر کر لی تھی (کوئی خاص جگہ امرا اور سلاطین کی ہوتی ہے ہر کام کے واسطے) فاستاذن عليه ابن عباس والحسينؑ ہونے والی بات کہ اسی وقت ابن عباس اور امام حسینؑ بھی آہنچے اور اجازت چاہی دونوں نے یزید کے پاس گئے کی



(واہرے راوی خوب سوچھی) فَقِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّ وَجَدَ رَيْحَ الشَّرَابِ عَرَفَهُ  
 فَتَجَبَّهٗ۔ لوگوں نے یزید سے کہا کہ ابن عباس اگر شراب کی بو اپنے دماغ میں جلنے کی پہچان  
 لیتے اور قلعی کھل جائیگی لہذا ابن عباس کو تو روک دیا کہ نہ آئین وَاِذْنَ الْحُسَيْنِ اور امام حسین  
 کو اجازت دی کہ شراب خانہ میں آنے دو قُلْتُ نِسْبَةُ مَغْرِفَةِ رَيْحِ الشَّرَابِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ  
 دُونَ الْحُسَيْنِ لَا اَدْرِى مَا اِلْتَسَفَتْ فِيهَا۔ میں کہتا ہوں کہ بوسے شراب پہچاننے کی نسبت ابن  
 عباس کی طرف خاص کر جو ان لوگوں نے کی تھی اور امام حسین کو اس سے بچایا اسکا راز ابھی تک  
 مجھ پر نہ کھلا اَمَّا عِنَادُ مِنْهُ كَاتَمُ يَرْمُوْنَهُ بِالْاَمَانِ الْخَنِسِ وَتَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔  
 یا تو ابن عباس سے دشمنی تھی اور یہ لوگ نعوذ باللہ اونکو بھی دایم الخمر سمجھتے تھے اَوْ اَعَزَّ  
 لَهُ فَاِنَّهٗ كَانَ عِنْدَهُمْ عَرِيفًا مَّا هَرَّافِي كُلِّ الْاُمُوْسِ فَيَكُوْنُ اِذْنَ الْحُسَيْنِ اَدْلًا  
 عَلَى كُوْنِهِ مُخْطَاً عَنْ تِلْكَ الْمَدَارِجِ۔ یا ان لوگوں کے نزدیک ابن عباس کی قدر و منزلت  
 زیادہ تھی کہ عالم اور ماہر ہر چیز سے تھے پس امام حسین کو اجازت دینے سے یہ مطلب ہو گا  
 کہ معاذ اللہ یہ بالکل نادان تھے کہ شراب کی بو سے انکو ہرگز شناخت اُس کی نہیں ہو سکتی تھی  
 فَلَمَّا دَخَلَ الْحُسَيْنُ وَوَجَدَ رَايَحْتَهُ الشَّرَابِ مَعَ الطَّيْبِ جب امام حسین داخل ہوئے  
 اور شراب کی بو اور جس چیز سے اوس کو خوشبو کر دیا تھا دونوں آپ کے دماغ میں پہونچیں۔  
 فَقَالَ لِلّٰهِ دَرْطِيْكَ مَا اَطْيَبُ فَمَا هَذَا فَرَمَا حضرت نے خدا کی دی ہوئی یہ تیرے  
 خوشبو چیز ہے اور کیا اچھی بو باس اس کی ہے آخر یہ کیا چیز ہے جو ایسی مہک رہی ہے۔  
 قُلْتُ وَلَيْسَ ظَنُّ اِلَى كَلَامِ الْاِمَامِ وَالْحُجَّةِ حَيْثُ لَمْ يَصِفْ خَمْرًا بَلْ وَصَفَ طَيِّبَةً  
 الَّذِي يُسْتَحَبُّ عَقِيْبَتُهُ شَمِيْعَةُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ وَاِلَيْهِ۔ میں کہتا ہوں دیکھو امام  
 اور حجت اللہ کے کلام کو اپنے شراب کی تعریف نہ فرمائی بلکہ خوشبو کی ثنا فرمائی جس کے سونگنے  
 کے بعد درود پڑھنا مستحب ہے محمد اور آل محمد پر وَفِيْهِ اَيْضًا تَعْرِيفٌ بِاَنَّكَ وَلَوْ  
 اخْفَيْتَ رَايَحْتَهُ الْخَمْرِ بِالطَّيْبِ لِكَيْتَمَا لَمْ تَخْفَ۔ اور خوشبو کے خاص ذکر میں  
 یہ بھی نوک جھونک کرنی حضرت کو منظور تھی کہ اگرچہ تو نے شراب کی بو کو خوشبو اعلیٰ درجہ کی  
 ملا کر چھپایا ہے مگر چپ نہ سکی اور تیسرا فائدہ سہرا قدس کے خوشبو کرنے کا جس کا بیان باب آئندہ



یزید نے کہا کہ میں نے سراقہ سے کو خوشبو کر کے بھیجا تھا فَقَالَ (یزید) هُوَ طِيبٌ يُصْنَعُ بِالشَّامِ  
 یزید نے کہا یہ ایک خوشبو ہے جو ملک شام میں بنائی جاتی ہے فَقَالَ اِسْقِ يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ  
 یزید نے کہا اے حسین تم بھی پیو فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْكَ شَرُّكَ اَيْهَا الْمَرْءُ لَا عَيْنَ  
 عَلَيْكَ مِثْقَلِ - امام حسین نے فرمایا تجھی پر تیری شراب سوار رہے اے مرد شرابی پر خدا  
 مجھے تیری صورت نہ دکھلائے - قُلْتُ لَمْ يَقُلْ هِنَا وَلَمْ يَقُلْ لَكَ وَغَيْرَ مِنْ اَلْاَلْفَاظِ  
 الدَّالَّةِ عَلَى التَّفْجِيعِ بَلْ قَالَ عَلَيْكَ تَوْبِيحًا لَهُ - میں کہتا ہوں حضرت نے گوارا باد با تو  
 یسبحان اللہ کا کلمہ ارشاد فرمایا اور نہ کوئی ایسے لفظ کہ جو نفع پر دلالت کریں بلکہ وہ لفظ فرمایا  
 جس سے سرزنش اور ملامت ثابت ہوئی - فَقَالَ يَزِيدُ اَلَا يَا صَاحِبَ النَّجَبِ + دَعَوْتُكَ  
 ذَا وَلَمْ تَجِبْ + یزید مت نے یہ اشعار پڑھے آگاہ ہو میرے دوست تعجب ہے میں نے  
 تمہاری شرابی دعوت کی اور تم نے قبول نہ کی اِلَى الْفَتَيَاتِ وَالشَّهَوَاتِ وَالصَّنْبَاءِ  
 وَالطَّرَبِ - میں تم کو خوش رو جوان عورت کی طرف اور شراب اور طرب یعنی نشاط و شادی  
 کی طرف بلاتا ہوں - وَفِيهِنَّ الَّتِي تَبْلُتُ + فَوَادِكَ نَمَّ لَمْ تَنْتَبْ - اُنہیں خوش رو جوان  
 عورتوں میں وہ بھی ایک پری پیکر ایسی ہے جس سے تمہارا دل ایسا گرفتہ ہو جاتا کہ پھر کبھی توبہ  
 نہ کرتے اور اُسی کی آرزو وصال میں ہمیشہ رہتے (واہ رے خلیفہ) فَهَضَّ الْحُسَيْنُ  
 وَقَالَ بَلْ فَوَادِكَ يَا بَنَ مَعَاوِيَةَ تَبْلُتُ امام حسین یہ کلمات مانہ کلام سکرادٹھ  
 کہڑے ہوئے اور کہنے لگے تیرا ہی دل اے پسر معاویہ ایسے فعل حرام پر کھتا ہوگا اَقُولُ  
 هَذَا يَزِيدُ رَأْسُ الْفُسْقِ وَالْفُجُورِ يَمْدَحُهُ مَعَاوِيَةُ بِأَنَّهُ مَنْ أَحَقُّ مِنْهُ بِالْخِلَافَةِ  
 میں کہتا ہوں دیکھئے حضرات اسی یزید کے جو سر غنا فسق اور فجور کا ہے معاویہ اسکی یوں ثنا  
 کرتا ہے کہ یزید سے کون زیادہ مستحق اور سزاوار خلافت کا ہے وَلَا بُعْدَ فِي ذَلِكَ فَإِنَّ  
 الْخِلَافَةَ الَّتِي ابْتَدَعُوَهَا بِحَقِّ لَهَا مِثْلُ ذَلِكَ الْقَاسِمِ لَا غَيْرَ اور کچھ دُور نہیں  
 ہے اور نہ کچھ تعجب کی جگہ ہے اس لئے کہ یہ خلافت جس کی بدعت پہلا رکھی ہے اور جس کا  
 پتہ قرآن اور حدیث سے آج تک نہیں ملتا ہے ایسی خلافت کے لائق تو ایسا ہی بدکار شرابخور  
 مردم آزار ہونا چاہئے اور کون ہوگا فَأَهَاشُمَا هَاشُمَا قَدْ ذَكَرْتُ فِي سَاعَتِي



هَذِهِ حِكَايَةُ قَتْلِ شَعْرِي وَبَكْتِ قُوَادِي وَانْشَقَّ كَبِدِي لِفَرْطِ الْهَمِّ وَلَا لِي  
 مَعِي اسْوَقَتْ مَجْهُ اِيكِي حِكَايَتِ يَادَايِ كِي بَالِ بَدَنِ بِرُكْبَرِي هُوَ كُنْهُ اَوْرَدِ سِيْنِي مِي  
 چَاك چَاك هُوَا جَا تَا هِي اَوْر جَا كِي مُكْرِي هُوَرِي هِي نِيَا لَلّٰهُ وَلِلّٰهُ اَصِيْبِ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَكُم  
 هِمَّةٌ دُونَ اَنْ يَسْتَهْزِئُوْا بِاَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَرِيَادِي خُدَا سِي اَوْنِ بِيْدِي نُوْنِ كِي  
 جَن كِي هِمِشِي هِي اَرَزُوْر هِي هِي كِي جِن طَرَحِ هُو سَكِي اَهْلِيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سِي سْتَهْزَا رَكْرِيْنِ اَوْر  
 كُوْنِي رَفِيْقَةُ اُنْجِي ذَلَّتْ كَا اُتْهَانِي رَكْرِيْنِ وَهَلْ يُمَجِّدِي مُسْلِمٌ وَمَنْ لَهْ اَذْنِي حَيَاةُ  
 اَنْ يَفْتَرِي عَلَيَّ وُلْدِ رَسُوْلٍ مَا افْتَرَا اَذَلِكِ الرَّجُلُ الْمُتَهَكِّمُ بِسَيِّدِنَا  
 زَيْنِ الْعَابِدِيْنِ - كِيَا كُوْنِي سَلْمَانِ اِي سِي جَرَاتِ كِي سَكْتَا هِي اَوْر جِن كُو ذُرَا سِي بِي شَرْمِ اَوْر چَا  
 هُو كِي اِي سَا جُوْطِ طُوْفَانِ بَانْدِي سَكْتَا هِي جِي سَا كِي اِس نَا صِي نِي بَرَا هِي سْتَهْزَا جَنَابِ اِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنِ  
 پَر بَانْدِي هِي - وَيَزِيْدِيْهٖ اَبْنُ اَثِيْرِيْهْمُ الْمَلَقُّ بِالْاِمَامِمْ لَمَّا فِي التَّحْفَةِ الدِّهْلَوِيَّةِ  
 اَوْر اِي سِي جُوْطِي حِكَايَتِ كِي رَاوِي كُوْنِ هِيْنِ اَبْنِ اَثِيْرِ خُدْرِي جَلُوْ شَا هِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ صَا حِ  
 دِلْهَوِي اِنْجِي تَحْفَةِ مِيْنِ اِمَامِ كَا لَقْبِ دِيْتِي هِيْنِ قَالِ اَبْنُ اَثِيْرٍ وَلَمَّا اَرْسَلَ يَزِيْدُ مُسْلِمٌ  
 بَنُ عَقْبَةَ الْمُرِّيْ وَادَّصَاكَ يَا وَاَمِيْرِيْهِ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اَبْنِ اَثِيْرِيْ كِي  
 كِيْتِي هِيْنِ كِي جَبِ يَزِيْدِيْهِ مُسْلِمُ بَنُ عَقْبَةَ مَزِيْ كُو مَدِيْنِيْهِ پَر چُرْمَا ثِي كَرْنِيْ بِيْجَا اَوْر اِنْجِي حَكْمِ اَحْكَامِ  
 سَبِ اَوْسِ كُو سَنَادِيْ كِي مَدِيْنِيْهِ كِي لُو كُوْنِ كُو قَتْلِ كَرْنَا (چُنَا نِجِيْ هَزَارِ صَحَابِيْهِ قَتْلِ كِي اَوْر دُوْشِيْزِيْ  
 لُو كِيَا نِ كِي اُنْجِي بَكَارَتِ زَمَانِيْ حَرَامِيْ زَا اِلِ كِي حَتِّيْ قَالِ يَزِيْدُ وَانْظُرْ اِلَيَّ عَلِيْ بَنُ  
 الْحُسَيْنِ فَالْكَفُّ عَنْهُ وَاسْتَوْصِ بِهِ خَيْرًا فَاِنَّهُ لَمْ يَدْخُلْ مَعَ النَّاسِ تَابِكِيْ  
 يَزِيْدِيْهِ مُسْلِمُ بَنُ عَقْبَةَ سِيْ هِيْ هِيْ كِي دِيْ كِي هِيَا كِي دِيْ كِي هِيَا عَلِيْ بَنُ الْحُسَيْنِ كُو هَرِ قَسْمِ كِي اِيْنَا سِيْ بَجَانَا اَوْر  
 اَوْنِ سِيْ بِيْ نِيْ كِي مِيْشِيْ اَنَا اِس لِيْ كِي دِيْ شَرِيْ كِ اَوْسِ بَدِ كَر دَارِيْ مِيْنِ مِيْشِيْ هِيْنِ جُو عَامِ اِهْلِ مَدِيْنِيْهِ  
 نِيْ فَسَادِ بَر پَا كِيَا هِي - وَانْهٖ قَدْ اَتَانِيْ كِتَابُهُ - اَوْر مِيْرِيْ پَاسِ اُنْكَا خَطِ اِي سِيْ مَصْنُوْنِ كَا  
 آچَا هِي - ثُمَّ ذَكَرَ الْمُوْرَخُ مِنْ خَرَابِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اِلَيَّ اَنْ قَالِ - پَر اَبْنِ اَثِيْرِ  
 نِيْ اِهْلِ مَدِيْنِيْهِ كِي خَرَابِيْ اَوْر خُوْنِ رِيْزِيْ كَا حَالِ كِيْتِي هِيْ رُوَايَتِ نَقْلِ كِي هِيْ ثُمَّ اَتِيْ مَرْوَانَ  
 بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَجَاءَ يَمِيْنِيْ بَيْنَ مَرْوَانَ وَابْنِيْهِ عَمِيْدِ الْمَلِكِ حَتِّيْ اجْلَسَ بَيْنَهُمَا



عندکہ مروان امام زین العابدین کو لائے وہ جناب اس کیفیت سے آتے تھے کہ ایک طرف  
آپ کے مروان اور دوسری طرف عبد الملک پسر مروان تھا آتے آتے مسلم بن عقبہ کے پاس اسے  
حلقہ میں بیٹھے فَاَمْسَ مَدَوَانَ بِشَرَابٍ لِيَتَحَيَّرَ بِذَلِكَ - مروان نے حکم دیا کہ ایک  
پیالہ شربت کالاؤ (شراب کا لفظ یاد رہے) اور غرض مروان کی یہ تھی کہ صحت مسلم بن  
عقبہ میں عزت اور حرمت اس کی بڑھے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ مگر جو ہم اپنے ابرو بڑھانے  
کے علاوہ مسلم بن عقبہ کو یاد دہانی اور اس واقعہ کی مد نظر تھی جو کہ یزید اور امام حسین کا  
اوپر ہم نے کچھ چکے ہیں اور برا مطلب یہی تھا۔ فَشَرِبَتْ مِنْهُ لَيْسَ بِرَأْسِ نَاوَلَةٍ مَعْلَى بْنِ  
الْحُسَيْنِ تَهَوُّرًا اَوْ مِنْ مَرَّوَانَ فِي كَرِهَاةٍ سَيِّدِ السَّاجِدِينَ کو دیا کہ میرا جو ٹھٹھا  
پٹین (اگرچہ پہلے پی لینا بغرض دفع اشتباہ اس کے بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں زہر نہیں ملا  
مگر مروان کا جو ٹھٹھا (سور) امام زمان کا پینا یہ کیا زہر پینے سے ہمارے نزدیک کم تھا۔  
(جو جو خدا کہلاتے سونا چاند بکھنا) اب کئی بدی بات کو خیال کیجئے فَلَمَّا وَقَعَ فِي  
يَدَيْهِ قَالَ لَهُ مُسْلِمٌ لَا تَشْرَبْ مِنْ شَرَابٍ - جب پیالہ جناب سید الساجدین کے  
ہاتھ میں آیا مسلم بن عقبہ نے کہا کہ ہماری شراب تم سرگز نہ پینا (مراد یہ ہے کہ تمہارے  
باپ اسی مدینہ میں یزید کی شراب پر یاد ہے کیا کچھ کہہ چکے ہیں) فَارْتَعَدَ كَهْفُهُ وَلَمْ  
يَأْمَنْهُ عَلَى نَفْسِهِ وَأَمْسَكَ الْقَدَحَ - یہ سنتے ہی مظلوم ابن مظلوم کا ہاتھ کانپنے  
لگا اور خوف ہوا کہ اب مجھے قتل کر دیگا اور پیالہ کو ہاتھ میں روک لیا نہ پیا یا مراد یہ ہے  
کہ مسلم نے پیالہ پکڑ لیا فَقَالَ أَجِثْ تَمِثْ بَيْنَ هُوَ لَا يَتَأَمَّنْ عِنْدِي - پھر مسلم بن  
عقبہ کہنے لگا کہ تم ان دونوں کے حلقہ میں اپنا حفظ جان سمجھ کر لے کہ میں تم کو امان دے  
اور قتل نہ کروں وَاللَّهِ لَوْ كَانَتِ الْيَمِينُ الْأَمْرُ لَقَتَلْتُكَ - قسم بخدا اگر انہیں کی حمایت اور  
سفارش نہ بات ہوتی ضرور میں تم کو قتل کرنا۔ وَلَكِنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَوْصَانِي بِكَ مگر  
یزید نے مجھے تمہاری نسبت خاص کہ سفارش کی ہے وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ كَأَنَّكَ تَبْلَسُهُ اور مجھے  
چلتے وقت خبر دی ہے کہ تم نے اپنی صفائی کا خط اس کو لکھا ہے فَإِنْ شِئْتَ فَاشْرَبْ  
فَشَرِبَ بِهَا پھر اب اگر تم ہمارا جی پاتا ہے تو بی تو تب حضرت نے اس کو پیا۔ ثُمَّ اجْلَسَهُ مَعَهُ



عَلٰی السَّيْرِ بِهٖمُ لِكُرْسُلِمُ بْنُ عَقِبَةَ نَے حضرت کو اپنے پاس سخت پر بٹھایا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ  
 أَهْلَكَ فَرَعُوا قَالَ إِي وَٱللَّهِ - پھر کہنے لگا تمہارے گھروالے شاید تمہارے اس طرح آنے  
 سے ڈرے ہونگے حضرت نے فرمایا مان قسم بخدا سب ڈر رہے ہونگے - قُلْتُ وَلَمْ يَقُلْ غَيْرَ  
 هَذَا مِمَّا كَانُوا عَلَيْهِ رِجَالَهُمْ وَنِسَائُهُمْ وَلَا مِثْمَا زَيْنَبُ الَّتِي قَدْ تَعْلَمُ رَضِيَتْ بِأَنْ  
 أَنَّهَا تُقْتَلَ مَعَهُ لَمَّا أَمَدَّ بِنُزْيَادٍ بِقَتْلِهِ فِي الْكُوفَةِ - میں کہتا ہوں اس سے زیادہ  
 حضرت نے حال اضطرابِ اہلبیت کا کچھ بیان فرمایا نہ مردوں کا اور نہ عورتوں کا خصوصاً اضطرابِ  
 حضرت زینب کا جنکی یہ صورت ہے کہ جب ابن زیاد نے جناب زین العابدین کے قتل کا حکم  
 دیا تھا یہ راضی ہو گئی تھیں کہ بھتیجے کے ہمراہ انکو بھی قتل کر ڈالے وَالسَّبَبُ فِيهِ عَلِمَةٌ  
 بِأَنَّ تِلْكَ الْوَقْعَةَ إِنَّمَا هِيَ مُجَازَاةٌ لِلَّذِينَ تَرَكُوا خَصْرَةَ ابْنِهِ مَعَ الْاِخْتِيَارِ  
 وَعَدَمِ الْعُدَّةِ الْمَنَافِعِ مِنْ قُصَصِهِ اور سببِ الحاح اور اظہارِ خوف نہ کرنے کا یہ تھا  
 کہ آپکو معلوم تھا کہ یہ واقعہ حَرٌّ فقط عوض ہے اوسی ترکِ نصرتِ امام حسینؑ کا جو لوگوں  
 نے باوجود قدرت اور اختیار کے اور نہونے کسی عذرِ صحیح کے آپکی نصرت نہ کی وَأَمَّا إِذْ تَقَادُّ  
 كَفَيْهِ وَحِجَّتُهُ بَيْنَ مَرْوَانَ وَابْنِهِ فَهُوَ مِنْ إِفْتِرَائِ الرَّائِدِ - لیکن آپ  
 کا تہہ بین تھر تھری پڑنے اور آپ کا مروان اور پسر مروان (جو دونوں کھلے ہوئے دشمن  
 تھے) کی حمایت سے آنا یہ سب افترا اسی راوی کا ہے فَإِنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ يَزِيدَ وَأَوْضَى  
 يَزِيدَ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِبَةَ فَلَا بَدَّ مِنْ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَيْضًا بِطَائِنِ  
 يَدِهِ اس لئے کہ جب حضرت نے یزید سے خط و کتابت کر لی تھی اور یزید نے مسلم بن عقبہ سے  
 آپکی سفارش کی تھی ضرور ہے کہ آپ کو یہی یزید نے لکھا ہو گا تاکہ آپ کو اطمینان ہو جائے پھر  
 خوف کی کیا وجہ تھی - وَنَعُودُ إِلَى بَقِيَّةِ الرِّوَايَةِ ابْنُ عَقِبَةَ رَوَيْتُ كَوَيْلِينَ قَالَ  
 الرَّائِدِيُّ فَأَمَرَ بِهِ أَبَتُهُ فَأُسْرِجَتْ لَهُ - راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے  
 ایک سواری طیار کرنے کا حکم دیا جب سچ کر طیار ہوئی فُحْمَلَتْ عَلَيْهِ فَدَدَتْهُ وَلَمْ يَلْمِمْهُ  
 الْبَيْعَةُ لِيَزِيدَ عَلَى مَا شَرَّ طَافِلِ الْمَدِينَةِ امام کو اسپر سوار کر دیا اور بیعتِ یزید کی آپ  
 پر لازم نہ کی مہوجب اُسی شرط کے جو اہل مدینہ نے یزید سے کر لی تھی روایت تمام ہوئی وَلَسْتُ



اَدْمِرْنِي اِنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ قَتَلُوا وَهَتَكُوا وَنُهَبُوا فَقُلْ بَقِيَ لَكُمْ عِرْنٌ اَوْ  
 وَقَارُ حَتَّى اَنْفِي يَزِيدُ بِشَرِّ طَرَفِهِمْ۔ اور مجھے تعجب ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ جب اہل  
 مدینہ قتل کئے گئے اور بے آبروی اُنکی اس قدر ہوئی اور لوٹے گئے اب بھی اُنکی عزت  
 اس قدر باقی ہے کہ یزید اُنکی شرط پر امام سے بیعت لینے میں قائل کرتا۔ وَلٰكِنْ مَا يَقْتَضِيهِ  
 الْعَقْلُ وَيَعْلَمُ بِهِ اَنَّ الْاِمَامَ فِي كِتَابِهِ قَدْ اَوْعَدَهُ وَهَدَدَهُ بِاَنَّ اِنْ  
 تَعَرَّضَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَيَاْتِي اِلَيْهِ بِاَمْرِ يُعْجِلُ عَلَيْهِ النَّفْيَ وَالْعَذَابَ فِي يَوْمِهِ  
 هَذَا۔ اور عقل جس امر کی مقتضی ہے اور جو حکم کرتی ہے وہ یہی ہے کہ امام چہارم نے یزید کو  
 اپنے خط میں بالفرض اگر لکھا ہو تو صاف صاف لکھ دیا ہو گا کہ ہم سے بیعت کی چیز چھڑا کرنا  
 وہ زمانہ گزر گیا اور وہ امتحان ہمارا کہ بلا سے دمشق تک پورا ہو چکا اب اگر ذرا بھی کچھ ہم  
 لوگوں سے کریگا ایسی بُری پیش آمد ہوگی کہ فوراً تو مع اپنے لشکر کے گھر بدر کر دیا جاوے۔  
 وَهَلْكَ اَكُنَّا يَفْعَلُوْنَهُ الْاِمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ بِالتَّسْبِيَةِ اِلَى الْخُلَفَاءِ اِذَا ارَادَ وَاِنْ  
 يَأْتُوا اِلَيْهِمْ يَسُوْرٌ قَبْلَ زَمَانٍ مُّدَقِّهِمْ بِهِيَ طَرِيقُهُ اور اماموں کا یہی خلفاء سے جور  
 سے رہا ہے کہ جب کسی خلیفہ بنی امیہ یا عباسی نے چاہا کہ قبل از وقت معین جو ہر امام کا  
 درج صحیفہ تھا کسی قسم کی پیش آمد کا ارادہ کرتا تھا امام وقت فوراً ایسی دھمکی اُسے دیتے تھے  
 کہ یہ شقی باز رہتا تھا دیکھو کتب معجزات ائمہ کو شتم لَمَّا ثَقُلْتُ فِي تِلْكَ الْاَبْوَابِ الْخَمْسِ  
 مِنْ رِوَايَاتِ النُّصَابِ الْمُتَحَرِّشِينَ بِاَهْلِيَّتِ الْبَيْتِ فَضَاقَ صَدْرِي وَاسْتَوْلَى  
 اَقْسَمُ الدُّنْيَا عَلٰى قَلْبِي۔ یہ چونکہ ان دو تین بابوں میں دشمنان اہلبیت کی روایتیں  
 لکھ چکا جو درپے امانت اہلبیت کے ہو رہے ہیں اب میرا سینہ تنگ ہو گیا اور تمام دنیا کا  
 بوجھ بڑھ گیا فَأَرِيدُ التَّلَافِي بِذِكْرِ بَعْضِ الْحَالَاتِ الْمَرْوِيَةِ عَنْ طُرُقَنَا وَاِنْ  
 اُنْكَرْتُمْهَا اَنْفُسُ وَقُلُوبُ۔ اب میں بے تاب ہو کر تلافی کرنا ہوں اور عوض میں ان  
 روایات کے واقعہ حرہ وغیرہ کا جس میں مدینہ لٹا ہے اصلی حال اور معجزہ اپنی روایات سے  
 جناب سید الساجدین کا لکھنا ہوں جس کو میرے قول کی تصدیق میں پورا دخل ہے کہ خلفاء  
 جور کیوں پیش از وقت قتل کرنے اور زہر دینے پر ان حضرات کے جرأت نہ کر سکتے تھے اگرچہ



راویان نواصب ان معجزون کا انکار کریں گے مگر ہمارا عقیدہ یہی ہے۔ عَنِ الْمَفِيدِ رَح  
 مَعْنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ - شَيْخٌ مَفِيدٌ رَح نے  
 ارشاد میں مسند روایت کی ہے عمر بن زین العابدین ۱۴ سے یہ صاحبزادہ کہا  
 کرتے تھے اَلَمْ أَرَسِيئًا مِثْلَ التَّقْدِيمِ فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّ الْعَبْدَ لَيْسَ بِمُحْضَرٍّ  
 إِلَّا جَابَةٌ فِي كُلِّ دَقِيقَةٍ میں نے استقبال اجابت دعا کا ایسا کسی کا نہ دیکھا  
 جیسے دعا والد ماجد کی قبول ہوتی تھی وَكَانَ مِمَّا خَفِظَ عَنْهُ مِنَ الدُّعَاءِ  
 حِينَ بَلَغَهُ تَوَجُّهُ مُسْرِفِ بْنِ عَقِبَةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مِنْجَلِ ادس کے ایک  
 اجابت دعا اُنکو وہ بھی یاد تھی جب مسرف بن عقبہ مدینہ کے لوٹنے کو چلا ہے اور  
 حضرت نے دعا فرمائی بعد اس کے وہ دعا بلفظ کتاب میں لکھی ہے اوس کے بعد روایت  
 یہ ہے فَقَدِمَ مُسْرِفُ بْنُ عَقِبَةَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَ يُقَالُ إِنَّهُ لَا يُرِيدُ  
 عُمَرَ بْنَ الْحُسَيْنِ ۱۴ مسرف بن عقبہ مدینہ میں پہنچا اور لوگ کہتے تھے کہ سو  
 حضرت کے اور کسی کے قتل کا ارادہ ایسا بچتا اوس کا نہ تھا أَمْنَهُ وَالْكَرَمَةُ وَ  
 حَبَاكَ وَوَصَلَهُ - آنے کے بعد حضرت کو امان دی اور تعظیم و تکریم کی اور جائزہ انعام  
 بھی دیا اور دوسری روایت میں یوں ہی وارد ہے قَالَ هَذَا الْخَيْرُ الَّذِي لَاشْتَا  
 فِيهِ مَعَ مَوْضِعِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ وَكَانَ مِنْهُ مَسْرُفٌ أَيْ مُمْشِئُونَ سے  
 کہنے لگا یہ بزرگ وہ خیر محض ہیں جن میں ذرا سا بھی شر اور فساد نہیں ہے اور یہ راوی  
 قرابت اور انکا پایہ جناب رسول خدا کے ساتھ کیسا ہے یہ ایک واقعہ کا حال صلی ہے اب  
 دوسرے کا بھیجے وَرَوَى عَنْ شَهْرِ اشْوَ بِ عَنِ الرَّوَضَةِ سَأَلْتُ لَيْثَ الْخَزَائِمِ  
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ انْقِصَابِ الْمَدِينَةِ اور جناب شہر آشوب نے روضہ سے  
 نقل کیا ہے راوی کہتا ہے میں نے لیت خزامی سے سعید بن المسیب کو مدینہ کے لٹنے کا  
 حال پوچھا قَالَ نَحْمُ شَدَّ الْخَيْلَ إِلَى أَسَاطِينِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ وَرَأَيْتُ  
 الْخَيْلَ حَوْلَ الْقَبْرِ وَانْتَهَبَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَ أَيَّامٍ کہ ان مسجد رسول اللہ  
 کے سترائون میں گھوڑے باندھے اور گرد قبر رسول کے بھی سینے گھوڑے دیکھے اور تین مرتبہ



مدینہ لٹا فکنت انا وعلی بن الحسین ناتی قبر النبی فتکلم علی بن الحسین بکلام کم  
 آقف علیہ میں اور جناب زین العابدین قبر رسول پر آتے تھے اور زین العابدین کچھ ایسے  
 کلمات کہتے تھے جن سے مجھے واقفیت نہ تھی۔ فَيَحَالُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ وَفَضَّلَنِي وَنَرَى  
 الْقَوْمَ وَهُمْ لَا يَدْرُونَ۔ انہیں کلمات کی برکت سے ہمارے اور لشکر کے بیچ میں ایک  
 ایسی آڑ سی ہو جاتی کہ ہم قبر کے قریب نماز پڑھتے اور لشکریوں کو دیکھتے تھے اور وہ لوگ  
 ہم کو نہیں دیکھتے تھے وَقَامَ رَجُلٌ (أَوْ قَالَ حَصَصَ) عَلَيَّ فَرَسٍ مَحْذُوفٍ أَشْتَبَ  
 بِسَيْدِ الْحَرِّ مَعَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ایک آدمی کہرا ہوا (یا راوی نے یہ کہا کہ ایک  
 آدمی سٹن سے آیا) جو دم کٹے ہوئے گھوڑے پر سوار تھا اور رنگ گھوڑے کا سبز خنک  
 تھا تاہم میں اس سوار کے ایک ہتھیار تھا ہمراہ جناب سید الساجدین کے آیا فَكَانَ إِذَا  
 أَوْمَى الرَّجُلُ إِلَى حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ يُشِيرُ ذَلِكَ الْفَارِسُ بِالْحَرَبَةِ فَيَمُوتُ قَبْلَ  
 أَنْ يُصِيبَهُ۔ پھر جب کوئی آدمی بعرف حرم رسول خدا کے اشارہ کسی سٹاخی اور بے  
 ادبی کا کرتا تھا یہی سوار اپنے حربہ سے اُس کی طرف اشارہ کرتا تھا یہی وہ شقی حرم محترم  
 تک پہنچنے نہ پاتا کہ مر کر ٹھنڈا ہو جاتا۔ فَلَمَّا كَفُّوا عَنِ النَّهْبِ دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَى  
 النِّسَاءِ حَبِيبٍ شَرُّ لَوْثُنٍ مِنْ بَازَرٍ يَعْنِي مَدِينَةَ كُوثٍ چکا امام عورتوں میں داخل  
 ہوئے جنکے لوٹنے سے اس سوار نے حفاظت کی تھی فَلَمَّا يَدْرُكُ قُرْطًا فِي أُذُنِ صَبِيٍّ  
 وَلَا حِلِيًّا عَلَى امْرَأَةٍ وَلَا ثَوْبًا إِلَّا أَخْرَجَهُ إِلَى الْفَارِسِ کسی بچہ کے کان میں بندھا  
 اور نہ کسی عورت کے بدن پر زیور اور نہ کسی عورت کے پاس کپڑا بجز ساتر شرعی کے  
 اپنے چوڑا سب اوتار کر اسی سوار کو حضرت نے لا دیا فَقَالَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ إِنِّي  
 مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِنْ شِيعَتِكَ وَشِيعَةِ أَبِيكَ وہ سوار کہنے لگا اے فرزند  
 رسول میں تو فرشتہ ہوں آدمی نہیں ہوں آپکا اور آپ کے باپ کا پیرو اور درستہ ہوں  
 لَمَّا ظَهَرَ الْقَوْمُ بِالْمَدِينَةِ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي نَصْرِ نِكْمَةِ مُحَمَّدٍ فَأَذِنَ لِي  
 لِأَنِّي أَذِخُّهَا أَبَدًا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَعِنْدَ رَسُولِهِ وَعِنْدَكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِلَى  
 يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ جب مدینہ پر ان لوگوں نے چڑائی کی اور غالب ہو گئے خدا سے میں نے اجازت



آپ کی نصرت کی چاہی مجھے اجازت ملی اس غرض سے کہ ثواب اس نصرت کا بطور ذخیرہ کے خدا  
 کے پاس اور اُس کے رسول اور تمہارے پاس قیامت تک جمع رہے میں زیور وغیرہ کیا کرونگا  
 حدیث تمام ہوئی یہ حال دوسرے واقعہ کہے قُلْتُ اَمَّا عَدَمُ مَعْرِفَتِهِ لِلْمَلِكِ  
 فَلَا يُوقَعُ نَكَاحُ رَبِيبٍ مِنْ صَحْبَةِ الرَّسُولِ وَآيَةٌ مِنْ كُنْهَاتِ هُنَّ کہ جناب سید الساجدین  
 کا فرشتہ کو مصلحتاً نہ پہچانا اور زیور وغیرہ لاکر اُسے دینا اسکی نظر سے نکلوا اصل روایت  
 میں کچھ شبہ اور شک نہ کرنا چاہئے فَإِنَّ مِثْلَ هَذَا قَدْ وَقَعَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ  
 صَلَّيْهِ وَسَلَّمَ أَيْضًا وَهَذَا مَخَالِفُونَا اس لئے کہ ایسی کیفیت زمانہ رسول خدا میں بھی چند مرتبہ  
 بظاہر عدم شناخت کے واقع ہوئی ہے چنانچہ فریقین کی روایات میں وارد ہے وَلَقَدْ  
 مَصَّالِحُ عِدَّةٍ فِي مَحَالِّهَا اور عدم شناخت کی مصلحتیں ہر مقام کی جُزْأً مِنْهَا  
 فِي تِلْكَ الْوَاقِعَةِ فَيُمْكِنُ أَنْ نَقُولَ وَهَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ وَمِنْ  
 سَجَايَا أَهْلِ الْبَيْتِ أَنَّهُمْ أَبَدٌ وَاحِدٌ فِي ذَلِكَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الَّذِينَ أَحْسَنُوا  
 إِلَيْهِمْ مُطْلَقًا۔ مگر اس واقعہ خاص میں ممکن ہے کہ ہم کہیں احسان کی جزا جزا احسان کے  
 اور کیا ہے خاص کر جو اُسی قسم کا ہے اور اہل بیت نبی کی خاص عادت ہے کہ وہ سب سے  
 بڑے احسان کرنے اور کامل تر عوض دینے میں تھے جو کوئی اون پر احسان کرے فَمَعَ  
 كُونِهِ عَارِفًا بِهِ أَظْهَرَ أَنَّهُ كَوْنًا أَحَدٌ مِنْ بَنِي آدَمَ لَفَعَلَ بِهِ مِثْلَ فَعْلِهِ۔  
 اگر ہم یہ بھی فرض کریں کہ حضرت نے اُس کو فرشتہ ہی سمجھ کر یہ زیور وغیرہ دیا تھا پس آپکو  
 اظہار آدمیوں پر اُس کا منظور تھا کہ اگر کوئی آدمی ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے پیش آمد  
 ہم اس کے ساتھ کرتے وَقَدْ فَعَلْنَ بَنَاتُ رَسُولِ اللَّهِ بِالْبَشِيرِ فِي يَوْمٍ رَجَوْ عِيَّتَ إِلَى  
 الْمَدِينَةِ۔ جناب زینب اور ام کلثوم نے یہی تو فعل کیا تھا بشیر بن جندل کے ساتھ جب کُتِلَا  
 ہوا قافلہ دمشق سے مدینہ کو آتا تھا وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ الْحَيَّ وَالْأَتَوَابَ لَا يَخْتَاجُ  
 إِلَيْهِ الْمَلِكُ فِي كُلِّ حَالَةٍ اور یہ نیکو کیا معلوم ہے کہ فرشتے محتاج (بغرض دینے فقرا  
 بنی آدم) زیور اور کپڑوں کے کسی حالت میں نہیں ہوتے جو یہ دینا حضرت کا بیکار تھا۔  
 وَعِنْدَ اللَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعْطَى جَزَاءً لِلصَّادِقَاتِ مِنْهُمَا



واقعه حرہ میں اہل حق امام زین العابدین علیہ السلام

بَعَثَتْ دَرَاهِمَ فِي الدُّنْيَا وَسَبْعِينَ دِينَارًا فِي الْآخِرَةِ خَدَّكَ بِاسْمِ خَزِينَةِ مَاءِ زَيْنٍ  
 اور آسمان سب موجود ہیں ہر روز جزا ایک درہم کے عوض دس درہم دنیا میں دیکر ستر درہم آخرت  
 میں دینے کا وعدہ فرماتا ہے۔ وَفِيهِ مَصَالِحُ أُخْرَى لَا نَطُولُ الْكَلَامَ بِذِكْرِهَا بَلْ  
 نَرْجِعُ إِلَى ذِكْرِ الْمَقْصُودِ اور بھی اس فعل میں امام کی مصلحتیں پوشیدہ ہیں ہم طول کلام  
 کیون کرین بلکہ یہاں مقصود کی طرف رجوع کریں کہ واقعہ حرہ میں آپ کی جان اور آبرو  
 کیونکر بچی بموجب روایت اہل بیت کے فِي مَدِينَةِ الْمَعَارِجِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ  
 الطَّبْرِیِّ مُعْتَمِدًا عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَدِينَةُ الْمَعَارِجِ مِنْ اَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ طَبْرِیِّ  
 مورخ سے سلسلہ روایت کے کہ ابراہیم بن سعد کہتے ہیں لَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَّةِ  
 وَاعْتَمَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ جَبَّ وَقْعَةُ حَرَّةٍ هَوَا اور مدینہ تخت تاراج کیا گیا وَجَّهَ بَزْدَعُهُ  
 الْحِمَارُ صَاحِبُ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فِي طَلَبِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ لِيَقْتُلَهُ اَوْ  
 لَتَسْمُهُ يَزِيدُ كِي طَرَفٍ مِنْ جَوَافِرِ الشُّكْرِ هُوَ كَرَّ اَيَا تَهَا اُس نے گلیم کا زین پڑا ہوا گدھا امام  
 زین العابدینؑ کے لئے کیواسطے بھیجا یہ ذیل سواری اسی نظر سے تجویز کی تھی کہ آئین اور  
 اونکو تلوار سے قتل کرے خواہ زہر سے شہید کرے فَوَجَدُوهُ فِي مَنْزِلِهِ فَحَضَرَتْهُ كَوَانِ  
 سِیَاحِیُونَ نَعْلَمُ مِنْ پَایَا فَلَمَّا دَخَلُوا رَكِبَ السَّحَابَ وَجَاءَ وَوَقَفَ فَوْقَ رَاسِهِ  
 جب وہ اشتیاقاً گہر میں حضرت کے داخل ہوئے حضرت باعجاز ایک ٹکڑا ابر کا بلا کر اوس پر  
 سوار ہوئے اور آئے تارینکہ اسی افسر کے سر پر آپ نے وہ لکھ ابر کا ٹھہرایا جس پر حضورؐ سوار  
 تھے۔ وَقَالَ اَيُّمَا احَبَّ اِلَيْكَ تَكُفُّ اَوْ اَمْرُ الْاَرْضِ اَنْ تَبْلُغَكَ اور فرمایا حضرت  
 نے کیون اے شقی اب کیا تجھے پسند ہے اور کیا چاہتا ہے میرے قتل اور ایذا ہی سے باز رہیگا  
 یا زمین کو حکم دوں کہ تجھے نکل جائے۔ قَالَ مَا اَرَدْتُ اِلَّا اَكْرَمَكَ وَالْاِحْسَانُ  
 اِلَيْكَ اُس کی روح فنا ہو گئی کہنے لگا میں نے تو آپ کو اور کسی غرض سے نہیں بلایا تھا فقط یہی  
 غرض تھی کہ آپ سے بہ نیکی پیش آؤں اور آپ کی تعظیم اور تکریم کروں ثُمَّ نَزَلَ عَنِ  
 السَّحَابِ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ پھر حضرت ابر پر سے اتر کر اُس شقی کے سامنے  
 بیٹھے۔ فَقَرَّبَ اِلَيْهِ اَقْدَاحَ فِيْهَا مَاءٌ وَلَبَنٌ وَعَسَلٌ۔ پھر آپ کے پاس چند پیالے



رکھے گئے زمین پانی اور دودھ اور شہد بھرا ہوا تھا فَأَخْتَارَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ لَبَنًا وَعَسَلًا  
 جَنَابِ سَيِّدِ السَّاجِدِينَ دودھ اور شہد کو پسند فرمایا اور تناول کیا ثُمَّ غَابَ مِنْ  
 بَيْنِ يَدَيْهِ حَيْثُ لَا نَعْلَمُ۔ پھر اوس کے سامنے سے آپ غائب ہو گئے اور ایسی جگہ  
 چلے گئے کہ معلوم نہوا کہاں گئے۔ قُلْتُ فَهَذَا مَا جِئْتُ فِي تِلْكَ الْوَأَقِعَةِ وَ  
 اِقْمَا نَجْحِي مِنْ اِظْهَارِ الْأَمْرِ الْمُحْجِجِ۔ میں کہتا ہوں یہہ اصلی بات ہے جو واقعہ قرہ  
 میں واقع ہوئے اور اسی معجزہ کے اظہار سے آپ کی جان بری ہوئی وَإِلَّا فَهَلْ يَحْكُمُ  
 الْعَقْلُ أَنْ يُقْتَلَ الْكَارِذِلُ وَالْأَشْرَفُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَيُعْفَى عَنْ سَيِّدِهِمْ  
 وَأَمِيرِهِمْ وَرَنَہ کسی کی عقل گوارا کرے گی کہ رذیل اور شریف مدینہ کے تو قتل ہوں اور لوٹے  
 جائیں مسجد اور قبر نبویؐ سے بے ادبی ہو اور سردار اور سرغنای اہل مدینہ کو ضرر نہ پہنچے  
 جس سے خاص دشمنی تھی۔ وَلَمْ يَبْقَ هُنَاكَ إِلَّا أَنْ يَقُولَ الْجَاهِلُ قَوْلًا إِنَّهُ إِذَا  
 كَانَ إِمَامُكُمْ يُقْتَلُ عَلَى الْمُحْجِجِ اتَّهَكَدَ أَقْمَا بَالَهُ لَمْ يُصْدِرْ مُعْجِزَةً مِنْ  
 الْكُوفَةِ إِلَى دِمَشْقَ وَأَقِيدَ ذَلِيلًا كَمَا تَرَوْنَهُ اب اس جگہ فقط یہی بات  
 باقی رہی ہے شاید کوئی جاہل کہہ دے کہ جب امام زین العابدینؑ اس قدر اظہار معجزات پر  
 قادر تھے پھر کوفہ سے دمشق تک انہوں نے کوئی معجزہ کیوں نہ دکھلایا اور قید کی ذلت  
 اٹھاتے رہے فَجَوَابُهُ أَنْ يَقُولَ فَمَا بَالُ اِبْرَاهِيمَ وَيَحْيَى وَعِيسَى وَجَرَجِيسَ  
 وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ حَرِّقُوا وَقُتِلُوا وَصَلَبُوا اس کا جواب یہی ہے کہ  
 حضرت ابراہیمؑ کیوں آگ میں جلانے کی غرض سے پھینکے گئے حضرت یحییٰؑ اور جرجیسؑ کیوں  
 قتل کئے گئے حضرت عیسیٰؑ کیوں سولی پر چڑھے وَنَبِينَا مُحَمَّدٌ لِمَا اخْتَفَى تَارَةً  
 فِي شُعْبِ ابْنِطَالِبٍ وَتَارَةً فِي الْغَارِ وَلِمَا صَالَحَ بِأَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ اور ہمارے  
 نبی کیوں ایک مرتبہ شعب ابیطالب میں چھپے اور دوبارہ غار میں اور پھر حدیبیہ میں صلح  
 کیوں کر لی فَأَنْتَ أَيُّهَا الْجَاهِلُ الْعَيْنِدُ إِنَّ لَمْ يَقْنَعَكَ الشَّدُّ بِنَفْسِي مَا جِئْتُ  
 عَلَيْهِمْ فَمَا نَحْتَجُّ عَلَيْكَ وَمَا نَقْنَعُكَ۔ پس تمہکو اے جاہل اسرار الہی جب ان انبیاء  
 کرام کے حالات سوچنے سے بھی تسلی نہوئی اب کیونکر ہم تجھ پر کسی دلیل سے غالب ہوں اور



کس دلیل سے تجھے چپ کرائیں تُو کَیْفَ ظَنَنْتَ اَنْ سَيِّدَنَا السَّجَّادَ لَمْ يَنْجُ عَنْ الْهَلَاكِ  
وَالْقَتْلِ فِي الْكُوفَةِ وَدَمِشَقِ الْاَمْنِ اِظْهَارِ الْاُمُورِ الْمَعْنٰی بِمَا ذَكَرْنَا هَا فِي  
تِلْكَ الْاَبْوَابِ۔ اور پھر تجھے کیونکر اس کا گمان ہوا کہ جناب سید الساجدین نے اپنی جان کو کوفہ  
اور دمشق میں بدون ظاہر کرنے معجزات کے بچائی چنانچہ اُن ابواب میں جن میں کوفہ اور دمشق  
کا ذکر ہے ہم نے وہ معجزات بھی لکھے ہیں وَ عَلٰی الْجُمْلَةِ فَلَمْ تَكُنِ الْاَنْبِيَاءُ وَلَا الْاَوْصِيَاءُ  
مَا مَوْرِيْنَ فِي كُلِّ الْاَوْقَاتِ بِاَبْقَاءِ نَفُوسِهِمْ وَصِيَانَةٍ عَنْ ضَرِّهِمْ۔ خلاصہ یہ ہے کہ  
انبیاء اور اُن کے وصی ہر وقت اور ہر جگہ اُن کو خدا کا حکم یہ نہ تھا کہ ہمیشہ اپنی جان اور اُبرو  
بچا یا کریں اور معجزات بھی دکھلایا کریں بَلْ كَيْفَمَا تَقْتَضِي الْحِكْمَةُ الْاِلَهِيَّةُ فِي اَمْرِ  
الْهِدَايَةِ بَلْ كَيْفَمَا تَقْتَضِي الْاِلَهِيَّةُ الْحِكْمَةُ الْاِلَهِيَّةُ فِي اَمْرِ  
اِبْرُو پھر بھی کچھ ہو بہدایت خلق کی پوری ہو الحمد للہ +

## باب بست و دوم

قیامت آنے کی خبر وصی اور شہادت امام حسینؑ کی خبر دی خدا نے  
انبیاء کو فرمائی اس کے کیا اسباب ہیں اور کس قدر مناسبت دونوں

### واقعہ میں ملحوظ تھیں

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَوَجُوْبِ اِقَامَةِ الرُّسُلِ فَهُوَ يَوْمِنَ لَا مَحَالَةَ بِالْكِتٰبِ  
الْمُنَزَّلَةِ عَلٰی الْاَنْبِيَاءِ۔ جو شخص خدا پر ایمان لایا ہے اور یہ بھی اوس کا عقیدہ  
ہو چکا ہے کہ خدا کو پیغمبروں کا بھیجنا ہدایت خلق کے واسطے ضرور ہے پس جس قدر کہ میں  
خدا نے انبیاء پر اتاری ہیں اُن پر بھی ایسے دیندار کو ایمان لانا ضرور ہو گا وَلَمَّا  
اٰمَنَ بِهَا ثُمَّ تَلَامِيْنَ الْاٰيَاتِ الَّتِي فِيْهَا اِجَارُ بِوُقُوعِ السَّاعَةِ وَاجَارُ مِنَ اللّٰهِ



أَنْبِيَائِهِ مَا يَقَعُ عَلَى الْأَصْفِيَاءِ مِنْ ذُرَارِي مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ فَيُنْذِرُ عَنْ  
 بِالْأُمُورِ الَّتِي تَحْتَ نَذْرُهُ فِي هَذَا الْبَابِ جَبْ كَتَبَ آسَانِي بِرَأْيَانِ لَا جُحَا أَسْ كَبَدِ  
 أَهْلِيْنِ مَقْدَسِ كِتَابُونِ مَن پُرْ هَمَّ گَا اَوْسِ پَشِیْنِ گُوئی کو جو خدائے انبیاء کے اہم پر کی ہے  
 بِسَبْتِ مَشْرِوْشَرِ اَوْرَاوْنِ وَاَقْعَاتِ اَوْرِ مَصَابِ كِے جو ذَرِیْتِ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی  
 پَر گَزْرُنِے والی تَحْصِیْنِ پَر تو اَوْسِ کو پُور اِیقِیْنِ ہو جائیگا اُونِ بَاتُونِ کا جُكُوْهَمِ اِسِ بَابِ  
 مِیْنِ بَیَانِ كَرْنَا چاہتے ہيں وَهِيَ اُمُورٌ كَثِیْرَةٌ نَذْرُ مَنَّا اَلْاَهْتَمُّ فَاَلْاَهْتَمُّ اَوْرِیْمِ  
 بَہْتِ سِی بَاتِیْنِ ہيں اَوْمِیْنِ سے جو زیادہ ضروری اور بکار آمد ہيں اَوْنِ كُوْهَمِ بَیَانِ كرتے ہيں  
 فَنَقُولُ اِنَّا لَمَّا عَلِمْنَا مِنْ فَضْلِ اِهْتِمَامِ رَبِّنَا فِي اِخْبَارِ الْاُمُورِ الْاَتِیَّةِ  
 لَاَنْبِیَاءِیْہِ فِی اَمْرَیْنِ اَحَدُھَا اَمْرُ السَّاعَةِ وَمَا يَقَعُ فِیْہِ مِنَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ  
 وَغَیْرِھَا اَبْہَمِ کہتے ہيں كہ ہم كُوْجِبِ مَعْلُومِ ہوا كہ بڑا اِہْتِمَامِ خدائے كُوْ دُوْ وَاَقْعَاتِ اَیْنِدِہ  
 كِیْ خَبَرِ دِہی مِیْنِ ہے ہمیشہ لُطْفِ اِپْنِے اَنْبِیَاءِ كِے رہا ہے اِیْكِ تُو قِیَامَتِ كِے آنے كِیْ خَبَرِ دِہی ہے  
 اَوْرِ دُو بَارِہِ زِنْدِہ كَرْنَا حَلِیْقِ كَا اَوْرِ حَسَابِ كِتَابِ سَزَا اَوْرِ جَزَا اَوْرِ جِسْ قَدَرِ اُمُورِ بَرُوْرِ قِیَامَتِ  
 وَاَقْعِ ہونگے كہ اِنِ سَبِ كِیْ خَبَرِ دِہی خدائے ہر اِیْكِ پَنجِیْمِ كُو فرمائی اَوْر اِنِ وَاَقْعَاتِ كِے ہونے  
 پَر كِسْ قَدَرِ زَوْرِ دِے دِے كَرِ خَبَرِ دِہی وَ اَثْبَتَ عَلَيْنَا بِالْبَرَاهِیْنِ وَالْاَمْثَالِ اِمْكَانَ  
 وَ قُوْعِیْمَا - اَوْرِ بَعْدِ خَبَرِ دِہی كِے اَوْنِ اُمُورِ كِے وَاَقْعِ ہونے كُو دَلِیْلِ سے خَاصِ لوگوں كُو  
 اَوْرِ مَثَالِیْنِ بَیَانِ كَر كِے عَامِ لوگوں كُو سَبْھَا یا حَتّٰی قَالَ سُبْحَانَہُ ضَرْبَ لَنَا مَثَلًا  
 وَ لَئِیْ خَلَقَہُ قَالَ مَن یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِیْمٌ یہاں تَكْ خدائے فرمایا كہ ہا ہِی  
 قَدْرَتِ نَمَائِیْ پَر دُو بَارِہِ زِنْدِہ كَرْنِے كِیْ مُنْكَرِ حَشْرِے بَاتِیْنِ بِنَائِیْنِ اَوْرِ اِپْنِے پہلی پیدائش  
 كُو پہلِ گِیَا یہ مُنْكَرِ کہتا ہے كہ بوسِیْدِہ بڈِیَانِ جو پُر اِنِ ہونگئی ہيں كُونِ اَوْنِ كُو زِنْدِہ كَرِیگا  
 قُلْ يُحْیِیْہَا الَّذِیْ اَنْشَأَھَا اَوَّلَ مَرَّةٍ كَہدِ دِے مُحَمَّدِ كِے دِہی اِنِ بڈِیُونِ كُو زِنْدِہ  
 كَرِیگا جِسْ نے پہلے اُنْ كُو پید اِیَا تھا۔ قُلْتُ وَلَمَّا كَانَتْ نَشْوُھَا اَوَّلَ فِی الْاَزْوَاجِ  
 وَ یَكُوْنُ النَّشْوُ الشَّأْنُ فِی الْاَرْحَامِ فَاخْتَلَفَ النَّشْوُ وَالْاَحْیَاءُ مِیْنِ  
 کہتا ہوں جو كُنْہ پہلے حَلَقْتِ اُنِ بڈِیُونِ كِیْ رَحْمِ مِیْنِ ہوئی تھی اَوْرِ دُوسری حَلَقْتِ رَحْمِ مِیْنِ



ہوگی پس دونوں خلقیں جدا جدا ہوئیں فلذا ارادے بقولہ وھو بکل خلق عظیم۔  
 اسی دفعہ دخل کی غرض سے بعد اس کے خدا نے فرمادیا کہ وہ خدا بر خلق کا بخوبی جاننے والا  
 ہے جس طرح چاہے پیدا کر دے رحم میں پیدا کرنے کا محتاج نہیں ہے امثا وصدقنا  
 والثانی من الامرین اخبارہ تعریک المصائب انبیائہ من ادم الى نبینا  
 محمد کما مرّ بآئہ فی ابواب عدیدہ۔ اور دوسرا امر جس کی پیشین گوئی میں  
 خدا نے بڑا اہتمام فرمایا ہے یہی مصائب امام حسین کے ہیں جن کے واقع ہونے سے حضرت  
 آدم سے لیکر ہمارے نبی صلعم تک کیسے کیسے شد و مد سے خبر دی ہے چنانچہ ہم نے اس کو چند  
 باب میں لکھ دیا ہے وھذا الاھتمام من الحکیم العالم یرشد مخلوقاۃ ما لہ  
 یقعاً انہ لا بد من وقوعہما۔ اور یہ اہتمام خدا کا جو حکیم ہے اور بڑا دانہ ہے خلق  
 خدا کو تازمانیکہ دونوں امر واقع نہ ہوں اس کی ہدایت کرتا ہے کہ ضرور دونوں واقع ہوں گے  
 واذا وقع واحد منهما یؤکد وقوع الثانی منهما۔ اور جب کہ ایک انہیں واقع  
 ہو گیا جس طرح خدا نے خبر دی تھی پس دوسرا مرقیامت کا جو باقی رہ گیا ہے اس کے  
 واقع ہونے کی پوری تصدیق اور پوری تاکید کریگا وھذا من اجل الفوائد الّتی  
 اراد اللہ سبحانہ من وقوع شہادۃ سلاّم اللہ علیہ اور یہ بھی ایک بڑا  
 فائدہ ہے امام حسین کی شہادت کے واقع ہونے کا منجملہ اون فوائد کے جو خدا کی مصلحت میں  
 گذرے تھے فالأصل الرابع من اصول دیننا الجنس اعنی الامامة کیف شہد  
 اللہ سبحانہ بہ الأصل الخامس من وقوع شہادۃ ثالث الامم۔ پس  
 جو تھی اصل ہمارے اصول دین کی یعنی امامت اس نے کس قدر استواری اعتقاد اور صحت  
 وقوع اصل پنجم یعنی معاد اور قیامت کی تیسرے امام کی شہادت سے کی ہے وکیف دفع  
 ازنیاب المّتابین وازاح شکوک السالکین وقطع شہات المنکرین بظہور  
 خوارق الامور من یوم وقوعہا الى ان تقوم الساعة اور کیسے عدم طرح  
 سے خدا نے شک اور شبہات اور انکار منکرین کو دفع کر دیا اس شہادت کے واقع ہونے  
 چونکہ خوارق امور اور معجزات کا ظہور بکثرت ہونے لگا اور قیامت تک ہر تار ہے گا لہذا



خلائق کی زبان بندی ہر وقت ہو رہی ہے اور یقین ہمارا خدا کی قدرت نمائی پر روز افزون  
 ہوتا جاتا ہے بہ نسبت معاد کے وَذَلِكَ الْغَرَضُ وَانْكَانَ قَدْ حَصَلَ مِنْ ظُهُورِ  
 الْمُعْجَزَاتِ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مَضَوْا مِنْ قَبْلُ أَيْضًا۔ اور یہ غرض خدا کی یعنی  
 قیامت کا آنا اور جزا اور سزا کا ضروری ہونا اگرچہ انبیاء کرام کے معجزات سے بھی پوری  
 ہوئی تھی اس لئے کہ ہر نبی نے جب خبر روزِ حشر اور نشر کی دی تو اپنے بیان کی تصدیق  
 اور پیشین گوئی کے واقع ہونے سے بھی فرمائی وَلَكِنْ كَانَتْ ذَلِكَ التَّصْدِيقُ دَرَايَةً  
 فِي زَمَنِ حَيَاتِهِمْ وَصَارَتْ رَوَايَةً بَعْدَ مَمَاتِهِمْ۔ مگر یہ تصدیق زمانہ حیات میں  
 اون حضرات کے تو چشم دید کے اقسام سے تھی اور بعد وفات اون بزرگان دین کے  
 محض روایت ہو گئی۔ وَكَانَتْ تِلْكَ الرِّوَايَاتُ يَقُولُ الْكُفَّارُ فِيهَا إِنَّ هِيَ  
 إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۔ اور ایسے ہی قصص اور حکایات کی نسبت کفار ہمیشہ  
 سے کہہ رہے تھے کہ پرانے دہرائی باطل قصہ کہانیاں ہیں جنکو ہمیشہ اگلے زمانے  
 والے یوہن کہتے چلے آئے ہیں یعنی کہی نہ اُنکا ظہور ہوا اور نہ کہی ہوگا وَلَمَّا ظَهَرَ  
 وَيُظْهِرُ صِدْقَ الْخَيْرِ دَائِمًا بِوَقَائِعِ يَوْمِ الْحَشْرِ إِلَى أَنْ يَقْرُبَ وَقُوعُهُ  
 مِنْ ظُهُورِ مُعْجَزَاتِهِ فَتَكُونُ ذَلِكَ الْأَخْبَارُ عَنْهُ دَرَايَةً دَائِمًا۔ اور  
 جب کسی خبر دینے والے قیامت کی سچائی روزانہ تار و زیکہ قیامت قائم ہو ظاہر  
 ہوئی اور ہوتی رہیگی جس طرح امام حسینؑ کی خبر وہی قیامت آنے کی اور اپنے قاتلون  
 کے عذاب میں گرفتار ہونے کی۔ اُس جناب کے معجزات پیہم ظاہر ہو کر اُن کے سچے  
 برگزیدہ ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں وَكَذَلِكَ أَخْبَارُكَ بِالرَّجْعَةِ وَمَا يَقَعُ  
 فِيهَا فَإِنَّهُ أَيْضًا مُصَدِّقٌ بِهَا يَوْمٌ مِنْ يَوْمِهَا مَنْ آمَنَ بِهِ وَيُنْكِرُ هَذَا  
 مَنْ يَنْكِرُ كَوْنَهُ إِمَامًا وَحُجَّةً۔ اسی طرح خبر وہی امام حسینؑ اور اوسنے جد  
 نامدار اور دیگر ائمہ کے وقوع رجعت میں کہ اس کی بھی تصدیق آپکی معجزہ نمائی کر رہی  
 ہے رجعت پر ہی ایمان وہی لاتا ہے جو آپکو امام اور حجت خدا مانتا ہے اور اسی رجعت  
 سے انکار وہ شخص کرتا ہے جو امام حسینؑ کو امام اور حجت نہیں جانتا ہے وَافْتَادَ هَذَا



بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى انْكَارِ الرَّجْعَةِ (وَعَلَيْهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ الْقُرْآنِيَّةِ وَ  
 أَحَادِيثِ أَهْلِ الْبَيْتِ مَا هُوَ أَشْهُرُ مِنْ أَنْ يُذَكَّرَ) كَوْنُهَا مُظْهِرَةً لِفَسَادِ كَلِمَاتِهَا  
 اِعْتَقَدُوا فِي أَمْرِ خِلَافَةِ بَيْتِهِمْ - مسلمانوں کے بعض فرقہ جو منکر واقعہ رجعت کے ہو گئے  
 حالانکہ قرآن اور احادیث اہلبیت سے رجعت ہونے کے شواہد اس قدر مشہور ہیں جن کے  
 بیان کی ہم کو اس کتاب میں حاجت نہیں ہے (دیجیو کتب عقاید کو) بہر حال باوجود اس کثرت  
 شواہد کے بعض مسلمان جو منکر مسئلہ رجعت کے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ جو خراب عقیدہ  
 انکو خلافت نبی میں ہوا ہے وہ بالکل زائد رجعت میں باطل کیا جائے گا بلکہ زیادہ تر ضرورت  
 رجعت کی اسی عقیدہ کے بالکل کرنے کی نظر سے ہے رَجَعْنَا إِلَى أَصْلِ الْأَمْرِ اب ہم اصلی  
 مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ تو کچھ اور ہی ذکر چھڑ گیا فَإِذَا تَلَّوْا مَعِيَ ذِكْرَ الْعَادِ  
 وَمَقْتَلِ الْحُسَيْنِ فِي أَخْبَارِ اللَّهِ أَنْبِيَاءَهُ مِنْ بَدْوٍ وَالنَّشْوِ فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ  
 بَيْنَهُمَا أُمُورٌ تُورِثُ اللَّزُومَ - پہر جب قیامت کا ذکر اور شہادت امام حسین کا  
 ذکر خبر دہی میں خد نے اپنے پیغمبروں کو باہم لازم ٹھہرایا اور برابر اہتمام خبر دہی میں دونوں  
 واقعات کے ہمیشہ رہا اب ضرور ہوا کہ قیامت کے سانچہ اور واقعہ شہادت امام حسین میں کچھ  
 ایسے امور ہوں جن کی وجہ سے ایک کے واقع ہونے سے دوسرے کا واقع ہونا لازم سمجھا جائے  
 وَيَجِبُ أَنْ لَا تَكُونَ تِلْكَ الْأُمُورُ مِنَ اللَّزُومَاتِ الْعَامَّةِ الْمَوْجِبَةِ لِلْعَقَابِ  
 وَالشَّوَابِ - پہر یہ ہی ضرور ہے کہ جن امور کی وجہ سے قیامت اور شہادت کے واقعہ میں  
 لزوم پیدا ہوا ہے وہ امور مثل عام امور کے ہوں جن کی وجہ سے ثواب اور عقاب تمام خلایق  
 کا بروز قیامت ہوگا بَلْ لَهَا مِزْيَةٌ اخْتِصَاصٍ تُوجِبُ مَعِيَّةَ الذِّكْرِ بَلْ شَهَادَتِ  
 إِمَامِ حُسَيْنٍ مِثْلُهَا اِیسی خصوصیت ہو کہ قیامت کی خبر دہی اور شہادت کی خبر دہی کو ساتھ  
 ہی کرنی مناسب بلکہ واجب ہو جیسا کہ عنوان اس باب کا ہم نے گردانا ہے وَهِيَ أُمُورٌ  
 كَثِيرَةٌ أَحَدُهَا أَنَّ قِيَامَ السَّاعَةِ وَمَا يَفْعَلُ فِيهِ مِنَ الْغَرَائِبِ وَالْعَجَائِبِ لَمْ تَكُنْ  
 كَانَتْ مِمَّا يَأْبَاهُ الْعَقْلُ الظَّاهِرِيُّ لَمْ تَكُنْ قَالِ الشَّاعِرُ - اور یہ بہت سے امور ہیں جنکی  
 نظر سے دونوں واقعات کا ذکر ساتھ ہی خد نے برابر کیا ہے پہلا امر یہ ہے کہ قیامت کا



قائم ہونا اور جو امور بروز قیامت ہوں گے وہ سب ایسے ہیں کہ عقل ظاہری ہماری اُن کو  
 قبول نہیں کرتی ہے چنانچہ مُردوں کے قبر سے اِدھانے کی نسبت شاعر کہتا ہے وَالَّذِي  
 حَارَتِ الْبَرِّيَّةُ فِيهِ + حَيَوَانٌ مُسْتَحْدَكٌ مِّنْ جَمَادٍ + جس چیز میں تمام خلایق کی  
 عقل حیران ہے کچھ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا وہ یہی ہے کہ زندہ آدمی قبر کی مٹی سے پیدا ہوگا  
 فَإِنَّ الْجَادَ لَا فِيهِ قُوَّةٌ نَّامِيَةٌ فَضْلًا مِّنْ أَنْ يَكُونَ حَسَاسًا بَلْ إِنَّمَا نَأْسِلُ  
 کہ مٹی یا پتھر اوس میں تو قوت نامیہ ہی نہیں ہے اور اِدھانے درجہ پر اجسام کے ہے پھر اُس سے  
 افضل مخلوقات یعنی انسان کیونکر پیدا ہوگا کَذَلِكَ حَارَتِ الْعُقُولُ فِي أَمْرِ الْحُسَيْنِ  
 إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَعَزِّ أَبْنَاءِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ فَكَيْفَ أَبْلَاهُ اللَّهُ بِتِلْكَ الْبَلَايَا الَّتِي فِيهَا  
 وَهْنٌ ظَاهِرٌ لِنَبِيِّهِ اسی طرح ہماری عقلیں حیران ہو رہی ہیں کہ جب امام حسین نہایت  
 عزیز فرزند ہمارے نبی محمد صلعم کے تھے پھر خدا نے کیونکر اُن پر ایسی ایسی مصیبتیں گوارا فرمائیں  
 جن سے بظاہر ذلت صریح ہمارے نبی کی ہوتی ہے فَإِذَا رَجَعَ أَحَدُ مَنَا إِلَى الْعَقْلِ الصَّحِيحِ  
 وَظَهَرَ لَهُ وَجُوبُ النَّشْرِ لِلْمَجَازَاتِ - پھر جب کوئی ہم میں سے منجملہ مخلوقات الہی اپنی  
 عقل صحیح کی طرف رجوع کرتا ہے ضرور اُس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ جزا اور سزا کی غرض سے دوبارہ  
 دُندہ کرنا بروز قیامت واجب ہے کَذَلِكَ إِذَا رَجَعَ أَحَدُ مَنَا إِلَى عَقْلِهِ الصَّحِيحِ وَ  
 تَأَمَّلَ فِيمَا حَصَلَ مِنَ النَّاتِجِ الْعَظِيمَةِ لِتِلْكَ الْمَصَائِبِ وَأَمَّنْ بِمَا أَخْبَرَ  
 بِهَا هَذَا إِنَّمَا يَذَعْنُ بِكَوْنِ وَقُوعِهَا مِنْ مَّهْمَةِ الْوَقَائِعِ - اسی طرح جو شخص  
 ہم میں سے عقل صحیح کی طرف رجوع کرے اور سوچے کہ حضرت کے شہید ہونے سے کیسے  
 کیسے عمدہ نتیجہ دین اسلام کی بقا اور ترقی میں ظاہر ہو چکے اور اوس کو یقین ہو جائے  
 اُون نتائج کے واقع ہونے پر جن کو ہمارے پیشوایان دین نبیؐ اور ائمہ ظاہرین نے بیان  
 فرمائے ہیں پھر تو اُسے ہی پورا یقین ہو جاتا ہے کہ اُن بیشک حضور کی شہادت کا واقعہ  
 بہت بڑا ضروری امر تھا تمام واقعات میں اس دُنیا کے وَأَمَّا الْإِسْتِبْعَادُ الَّذِي  
 أَعْدَى الْجَهْلَاءَ وَالْمُتَجَاهِلِينَ أَوْ يَعْتَرِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي أَنْ  
 الْحُسَيْنِ كَيْفَ أَلْقَى نَفْسَهُ وَأَهْلَهُ إِلَى التَّهْلُكَةِ فَقَدْ مَرَّ مَنَا الْقَوْلُ



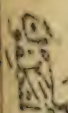
فِي دَفْعِهِ مِرَارًا لَيْكِنْ يَتَعَجَّبُ اَوْ بَعِيدًا زَقِيَّاسٍ نَاقِصٍ هُوْنِ كَاشِهٍ جَوْزَانِ  
 وَقَوَعِ شَهَادَتِ مِیْنِ جَاهِلُوْنَ كُوْخَوَاحِ بِنِیْ هُوْنِ جَاهِلُوْنَ كُوْ عَارِضٍ هُوَا هَتَا یَا كَه قِیَامَتِ  
 كَتَّ عَارِضٍ هُوْكَ كَا اِمَامِ حُسَيْنٍ نِیْ كِیُوْنِ اِنِیْ جَانِ اُوْر اِنِیْ عَزِیْزُوْنِ كِیْ جَانِ بِلَاكَتِ  
 مِیْنِ دَالِیْ اِسْ كَا جَوَابِ تُوْ هِمِ نِیْ بَهِتِ سِیْ اَبْوَابِ مِیْنِ اِسِیْ كِتَابِ كِیْ اِجْجِیْ طُوْرِ سِیْ  
 لَكْهَیْ یَا هِیْ وَكَذَلِكَ اُمُوْرٌ كَثِیْرَةٌ یُبْطَلُ بِهَا اِلَا سَتَبْعَادُ الَّذِیْ یَعْتَرِیْ  
 اَلْعِبَادَ فِیْ اَمْرِ السَّاعَةِ لَسْنَا نَذْكُرُهَا فِی الْمَقَامِ - اِسِیْ طَرَحِ بَهِتِ سِیْ  
 اُمُوْرِ مِیْنِ جُوْ نَظْهَوْرِ مَعْجَزَاتِ اِمَامِ حُسَيْنٍ سِیْ بِنْدِ كَانِ خُدا كِیْ شَهَادَتِ كُوْ دَاقِعِ قِیَامَتِ كِیْ  
 هُوْنِیْ مِیْنِ بَاطِلِ كِرْجِیْ مِیْنِ اُوْر كِرْجِیْ مِیْنِ اُوْ كُوْ هِمِ اِسْ جَلِیْ بَیَانِ نَه كِرْجِیْ گِیْ وَ  
 اِنَّمَا یَحِیْثُنَا فِیْ هَذَا الْبَابِ اَنْ نَذْكُرَ مَا یُبَیِّنُ سَبَبَ اِجْمَاعِ اللّٰهِ بِتِلْكَ  
 الْوَاقِعَةِ مَعَ وَقَعَةِ السَّاعَةِ - هَامِیْ خَوَاشِشِ اِسْ بَابِ مِیْنِ اُوْ سِیْ سَبَبِ كِیْ  
 بَیَانِ كِرْجِیْ كِیْ هِیْ جِسْ كِیْ وَجْهِ سِیْ خُدا نِیْ قِیَامَتِ كِیْ خَبَرِ دِیْ هِیْ اُوْر شَهَادَتِ كِیْ خَبَرِ  
 دِیْ پُرْ پُوْرَا اِهْتِمَامِ فَرْمَا یَا هِیْ فَإِنَّهُ یَجْعَلُنَا عَلٰی یَقِیْنٍ مِّنْ اَنْ لِّذَلِكَ  
 الشَّهِیدِ الْمَظْلُوْمِ كَفْلٌ تَامٌ فِیْ ذَلِكِ الْیَوْمِ مِنَ الْجَزَاءِ وَالتَّوَابِ -  
 اِسْ لَیْ كِیْ یَا طَرِزِ بَیَانِ خُدا كَا شَهَادَتِ اِمَامِ حُسَيْنٍ كَا ذِكْرُ اُوْر قِیَامَتِ كَا ذِكْرُ سَا تَهْ سَا تَهْ  
 جُوْ اَنْبِیَا سِیْ فَرْمَا یَا بَطُوْرِ لَزُوْمِ كِیْ اِسْ كِیْ خِیَالِیْ سِیْ تُوْ اِیْسَا مَعْلُوْمِ هُوْ تَهْ كِیْ دَاقِعِ قِیَامَتِ  
 سِیْ اِسْ شَهِیْدِ مَظْلُوْمِ كُوْ پُوْرَا حَقِّقِیْ مِیْنِ وَالا هِیْ جُوْ اُوْر كِیْ سِیْ نِیْ اُوْر وَصِیْ نِیْ كُوْ نَهْ مِیْلِیْ كَا  
 اُوْر جَزَا اُوْر ثَوَابِ خَوَاحِشِ اُوْر عَذَابِ كِیْ جُوْ اُمُوْرِ بَرُوْرِ قِیَامَتِ پِشِیْ هُوْنِ گِیْ اُوْنِ مِیْنِ سِیْ  
 زِیَادَهْ هَامِیْ اِمَامِ حُسَيْنٍ كُوْ بِنَسَبِ اُوْنِ كِیْ دُوسْتِ اُوْر دُشْمَنِ كِیْ زِیَادَهْ تَعْلُقِ هُوْكَ  
 ثُمَّ لَمَّا كَانَ الْحُسَيْنُ تَابِعًا لِّلْجَدِّ فِي تِلْكَ الْبَلَايَا يُرِيدُ اِبْقَاءَ دِیْنِهِ  
 وَشَرِیْعَتِهِ وَكُلَّمَا مَنَعَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ الْمَفَاحِیْرِ وَالْفَضَائِلِ فَهُوَ  
 اِعْتَارُ الْجَدِّ - پُرْ چُكْ اِمَامِ حُسَيْنٍ اِنْ مَصَائِبِ اُوْ تَهْلُیْ مِیْنِ اِنِیْ نَانِ كِیْ تَابِیْ  
 تَهْ اُوْر اَنْهِنِیْ كِیْ دِیْنِ اُوْر شَرِیْعَتِ كِیْ بَقَا كِیْ غَرَضِ سِیْ یَا مَصِیْبَتِیْنِ اِنِیْ نِیْ گُوْ اَرَا فَرْمَا  
 اُوْر جُوْ شَرَفِ اُوْر بَزَرْگِیْ خُدا نِیْ اِمَامِ حُسَيْنٍ كُوْ دِیْ بَطْرِ اَعْزَا اُوْر اَكْرَامِ اُوْ كِیْ نَانِ كِیْ دِیْ



جیسا کہ طریقہ نائب اور منوب عند کا جاری ہے فَلَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَكُونَ يَوْمَ  
الْقِيَمَةِ نَبِيَّنَا مُحَمَّدٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَهُوَ الْاَوَّلُ فِي كُلِّ ذَلِكَ۔ اب  
ضرور ہے کہ جو جو امور کہ مذکور ہوئے اُن سب کے استحقاق میں ہمارے نبی مقدم  
اور سردار ہوں اُن کے بعد اُن کے نائب اور جانشین کا منصب ہے فَالْخَصَّاصُ  
الَّتِي يَخْتَصُّ بِهَا نَبِيَّنَا يَوْمَ الْحَشْرِ وَهُوَ الشَّفِيعُ الشَّافِعُ تَقِفُ عَلَى جَمَلَتِهَا فِي غَيْرِ  
الْكِتَابِ سب خاص امور جسے ہمارے نبی بروز قیامت متصف ہونگے او کو تو سوائے ہمارے  
اس کتاب کے اور کتب تفسیر اور حدیث اور قیامت نامہ میں پڑھو لیکنہ قَالَ كُلُّ نَسَبٍ  
وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اِلَّا النَّسَبُ وَالسَّبَبُ۔ مگر ایک فضیلت کا لکھنا یہاں  
مجھے ضرور ہی فرمایا ہمارے نبی نے کہ ہر ایک علاقہ نسبی اور سببی بروز قیامت قطع ہو جائیگا  
مگر میرا نسب اور میرا سبب کہ یہ باقی رہیگا یعنی بِهٖ اَدَّهٗ كُلُّ مَنْ يَتَّصِلُ اِلَيْهِ بِالنَّسَبِ  
اَوْ بِالسَّبَبِ كَالْاَزْدِ وَاجٍ وَغَيْرِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ مُتَّصِلٌ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَيْضًا  
حضرت کی مراد یہ ہے کہ جو شخص براہ نسب یعنی شجرۂ ولادت خواہ براہ سبب مثلاً نکاح  
وغیرہ کے آپسے دنیا میں پیوند حاصل کر چکا ہے اور تو اُلح نسب کا مرتکب نہیں ہوا ہے  
وہ بروز قیامت بھی آپ سے متصل ہوگا وَ الَّتِي خَصَّ اللَّهُ بِهٖ الْحُسَيْنَ فِي ذَلِكَ  
الْيَوْمِ وَاُمُّهُ وَاَبَاؤُهَا فِیْہِ اَيْضًا اُمُّوْا کَثِیْرًا۔ اور جو جو باتیں کہ اُن سے  
امام حسینؑ اور انکی مادر گرامی اور پدر بزرگوار بروز قیامت معزز اور ممتاز ہوں گے  
وہ بھی بہت سی ہیں اور ہم اُن کو بیان کریں گے پہلے اپنا اصلی مطلب لکھ لیں انشاء اللہ

## باب بست و سوم

واقعہ قیامت اور واقعہ کربلا دنیا میں کون کون سی مشابہت پیدا  
ہوئی اور کس قدر تعلق اُن میں ہے



لَيْسَ كَلَامُنَا فِي النَّاسَبَاتِ الشَّعْرِيَّةِ وَالتَّشْبِہَاتِ الْفَرْصِيَّةِ الَّتِي يَتَكَلَّمُ بِهَا



ہم اون مناسبات شاعرانہ اور تشبیہات فرضی میں کلام نہیں کرتے ہیں جو بناوٹ کر کے خیالی امور سے لوگ اس واقعہ کو دوسرے واقعہ سے تشبیہ دیتے ہیں بَلِ الْأَمُورِ الَّتِي لَا بَدَّ مِنْهَا أَنْ يُقَرَّرَ وَيُتَرَفَّ بِهَا كُلُّ مَنْ سَمِعَهَا إِذَا تَامَ مَلِكُهَا۔ بلکہ اون باتوں کا بیان کریں گے جو مسکرا اور اُٹھیں تامل کر کے ہر شخص اور نکار کر گیا اَحَدُهَا الْعَطَشُ الْكَبِيرُ الَّذِي أَقْبَحَ لِلَّهِ بِهِ الْحُسَيْنُ وَاهْلِيَّتُهُ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔ ایک شاہدِ یوم قیامت سے اس واقعہ کو پیاس سے ہے جس سے خدا نے امام حسینؑ اور اُنکے اہلبیتؑ اور صحابہؑ کا امتحان لیا وَلَا سِيَمَاءَ الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْحَىٰ إِلَىٰ بَنِي آدَمَ فِي بَيَانِ عَطَشِهِ أَنَّهُ يَجُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَالدُّخَانِ خصوصاً جناب امام حسینؑ کی پیاس جس کی نسبت حدیث میں وارد ہے کہ حضرت آدمؑ سے خدا نے بیان فرمایا کہ انہی پیاس اس غضب کی ہوگی اور اس قدر بنجارات مظلم سینہ سے اُس پیاس کے اُٹھیں گے کہ مرضِ سدر کا پیدا ہوگا یعنی جب آسمان کی طرف نظر کریں گے دھواں سا آنکھوں کے سامنے پیدا ہو کر مانعِ بصر ہوگا۔ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ الْبَلَاءُ تَعَذُّبًا وَلَا تَارِدِيًّا بَلِ لِلتَّحْصِيلِ الْإِسْتِحْقَاقِ عَذَابًا مِنْهُ فَقَدْ سَتَّ أَسْمَاءُهُ وَكَثُرَتْ آلَاكُهُ۔ اور یہ امتحان امام حسینؑ کا معاذ اللہ کسی معصیت کی عذاب وہی کا نہ تھا اور نہ براہِ ادب وہی تھا بلکہ فقط اسی غرض سے تھا کہ حضور کو تشنگانِ یومِ محشر کے سیراب کرنے کا عہدہ سپرد ہوگا اور عدلِ خدا اسی کا مقتضی ہے کہ استحقاقِ ظاہری ہی پیدا ہو جائے پاک ہیں سب نامِ خدا کے خوردہ گری سے اور بے شمار ہیں اُس کی نعمتیں دُنیا اور آخرت میں فَلَمَّا أَصْبَرَ وَصَبَرَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ رَوَاهُمْ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا كَمَا مَرَّ فِي الْبَابِ الشَّعِينِ مِنَ الْمَجْلَدِ الْأَوَّلِ وَنَجَّاهُمْ عَنِ الْعَطَشِ الْكَبِيرِ يَوْمَ الْحَشْرِ۔ پھر جب امام حسینؑ نے اور اون کے اصحاب اور اہلبیتؑ نے ایسی پیاس پر صبر کیا خدا نے اون شہدا کو دُنیا میں قبل اس کے کہ جان بحق تسلیم کریں اپنی رحمت سے سیراب کر دیا دیکھو باب (۹۰) جلد اول کو اور روزِ محشر کی پیاس سے انکو نجات دے کہ سیراب اُٹھیں گے اور پیاس نہوں گے انشاء اللہ وَالثَّانِي تَطَوُّلُ النَّفَارِ وَسَاعَاتِهِ إِمَّا حَقِيقَةً كَمَا يَدَّعِيهِ بَعْضُ وَلَمْ أَقْبَلْ عَلَىٰ



مُسْتَنْدَلًا مِنْ أَحَادِيثِ الْأَئِمَّةِ - دوسری مشابہت یوم عاشورا کو یوم محشر سے دراز  
 میں دن کے ہے یعنی گھنٹہ دن کے بڑھ گئے جیسا کہ بعض مصنفین کتب مصائب کا دعویٰ  
 ہے اور مجھے کوئی حدیث ائمہ علیہم السلام کے اس دعویٰ کے سند میں نہیں ملی ہے پس یہ  
 دن کا بڑا ہونا یا نوسج مچ تھا وَإِمَّا مَجَازًا وَهُوَ أَهْمُ مَجَازٍ - اور یا مجازاً اور  
 براہ معجزہ دن اگرچہ اونٹنا ہی بڑا تھا جو بنظر طول اور عرض بلد کر بلا کے اس روز ہونا چاہیے  
 مگر معجزہ نمائی کی راہ سے سب واقعات اسی قلیل زمانہ میں واقع ہو گئے فَإِنَّ سَعَةَ  
 النَّظَرِ زَمَانًا كَانَ أَوْ مَكَانًا يَجِبُ أَنْ يُطَابِقَ بِالْمَظْرُوفِ عَلَى مَا هُوَ الظَّاهِرُ  
 اس لئے کہ گنجائش زمانہ کی اور مکان کی ضرور ہے کہ مطابق ہو اس چیز سے جو اس  
 زمانہ خواہ مکان میں پایا جائے۔ قَالَ مُؤَرِّرُ الْوَاقِعَةِ فِي يَوْمِهِ هَذَا مِنْ مُحَارَبَاتِ  
 الشُّهَدَاءِ وَغَيْرِهَا وَهِيَ كُلُّهَا زَمَانِيَّاتٌ تُلْحِقُنَا إِلَى هَذَا الْقَوْلِ إِنَّ أَمَّا  
 بِلَوْ قُوَّعَهَا - اس لئے کہ جس قدر لڑائیاں اور دیگر امور بروز عاشورا زوال آفتاب سے  
 لیکر آخر عصر تک ہوئے اور یہ سب ایسے امور ہیں کہ زمانہ مخصوص میں ہونے چاہئیں  
 بہو مجبور کرتے ہیں کہ ہم اسی کے قائل ہوں کہ دن بڑھ گیا تھا سچ مچ خواہ معجزہ ہو کہ  
 حاجت مطابقت طرف اور مطروف کی نہ رہی۔ وَقَدْ وَفَّقَ مِثْلُ ذَلِكَ فِي قِصَّتِهِ  
 إِرْمِيَا النَّبِيِّ لَمَّا ذَكَرَهُ اللَّهُ مُنْجَانَهُ - یہ قدرت نمائی خواہ اسی کی مثل اور بھی  
 واقع ہوئی ہے دیکھو قصہ حضرت ارمیا کو جس کا ذکر خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَلَا  
 يَذْهَبَنَّ حِلْمُكَ الشَّيْطَانُ - شیطان کے بہکانے میں نہ آؤ جو کہتا ہے کہ یہ سب  
 باتیں یوم عاشورا کی غلط ہیں اتنی دیر میں اتنی باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں۔ فَإِنَّ  
 الْمُقْتُولِينَ مِنْ عَسْكَرِ يَزِيدَ قَدْ عَلِمَ إِعْدَادُهُمْ وَدُفِنَتْ أَجْسَادُهُمْ وَأُتِمَّتْ  
 أَوْلَادُهُمْ وَغُنِبَتْ أَرْوَاحُهُمْ - اس لئے کہ اس معرکہ میں جس قدر آدمی لشکر یزید کے  
 قتل ہوئے سب کی گنتی مورخین نے لکھی ہے اور عمر سعد نے سب کو دفن کر دیا تھا اوں کے  
 جنازے پر نماز پڑھی تھی انکی اولاد یتیم ہو گئی تھی جس کو سب جانتے تھے اوں کی زوجہ  
 بیوہ ہو گئی تھیں۔ وَإِنَّمَا عَدَدُ نَاطُولِ النَّهَارِ مِنْ جُمْلَةِ الْمُنَاسَبَاتِ لِأَنَّ يَوْمَ



الْحَشْرِ يَطُولُ طُولَ أَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ - ہم نے روز عاشورا کا طولانی ہونا  
 روز قیامت کے مناسبات اور مشابہ امور سے جو شمار کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ روز محشر  
 جیسا کہ قرآن میں ہے ہزار ہزار برس اور پچاس ہزار برس کا ہوگا جیسے برس ہم شمار کرتے  
 ہیں۔ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ يَطُولُ هَكَذَا بِسَاعَاتِهِ أَوْ بِأَعْرَاضِهِ الْآخِرِ يَشْقَى  
 جَمْلُهَا عَلَى الْفَجَّارِ مِنَ أَهْلِ الْخَشْرِ دُونَ الْأَكْبَرِ مِنَ أَهْلِ الْهَلِيَّةِ - اور خدا کو خوب  
 معلوم ہے کہ یہ طولانی ہونا روز محشر کا اس کی گہڑی اور ساعتوں کے طولانی ہونے  
 سے ہوگا یا کہ سخت ایذا اور تکلیف کے امور ایسے اُس دن واقع ہوں گے جنکی برداشت  
 گناہگار ان تباہ کار پر دشوار ہو کر ایک گہڑی کو مثل ایک برس کے کر دیگی اور نیکو کار کو  
 کو یہ ایذا مطلق معلوم نہوگی خصوصاً جو لوگ سایہ میں لو اے حمد کے ہونگے جو ہمارے  
 نبی صلعم کا نشان ہے فدا ہو جان ہماری اوس علم اور علمدار پر فَإِنْ قُلْنَا إِنَّ  
 يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَمْ يَطُلْ سَاعَاتُهُ حَقِيقَةً وَطَالَ إِعْجَازًا أَوْ قَدْ وَقَعَ  
 فِيهِ مِنْ قَبْلِ الْفَجْرِ اللَّسَامِ مَا وَقَعَ - پھر اگر ہم اسی کے قائل ہوں کہ روز  
 عاشورا کے گہٹنے اور گہڑیان طولانی ہوئیں اور یہ سب کشت و خون بدکاران لشکر  
 یزید کا اُسی زمانہ میں ہو گیا وَلَمْ يَوْزِ طَوْلُهُ الْمُحْجَنُّ بِأَوْلِيَاءِ اللَّهِ وَأَوْدَادِهِ  
 بِأَدِيَّتِهِ مَمَّا كَانُوا يَوْزِي طَوْلَ يَوْمِ الْخَشْرِ بِمِثْلِهِمْ كَذَلِكَ فَقَدْ تَمَّ  
 التَّقَرُّيبُ فِي التَّشْبِيهِ اور طول مجازی اعجازی روز عاشورا نے دوستان  
 خدا شہداء کو بلا کو کسی طرح کی ایذا نہ پہنچائے جیسے روز محشر کا طولانی ہونا بھی  
 دوستان خدا کو کچھ ایذا نہ لگا پھر تو ہماری تشبیہ طولانی ہونے میں روز عاشورا  
 کے وجہ خاص سے تمام ہو گئی وَالثَّالِثُ الْهَمُّ وَالْفَنَاءُ وَالْخَوْفُ لَمَّا يَخْتَرِي  
 أَهْلُ الْخَشْرِ حَتَّى قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا  
 أَرْضَعَتْ تیسری مشابہت روز عاشورا کو قیامت سے رنج اور خوف کی ہے  
 قیامت کا خوف تو اس قدر ہوگا کہ خدا فرماتا ہے اُس روز دودھ پلانے والی  
 عورت مان ہو کہ دایہ ہو اپنے بچہ کو بھول جائے گی اللَّهُمَّ احْفَظْنَا بِحَمْدِكَ



وَالِهَ كَذَلِكَ اعْتَصِمِ بِالْهَمِّ وَالْخَوْفِ عَلَى سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ وَاهْلِيَّتِهِ  
وَأَشْتَدَّ الْهَمُّ عَلَيْهِ حَتَّى أَبْيَضَ الْكَثْرَةُ الشَّعْرُ مِنْ رَأْسِهِ وَلَحِيتِهِ -  
اسی طرح خوف اور ہرج ہمارے امام حسین اور ان کے اہلیت پر بروز عاشورا طاری  
ہوا تھا اور اس کی حد کا درجہ یہ ہے کہ صبح سے لیکر تا زوال بہت بال حضرت کی داری  
اور سر کے سپید ہو گئے تھے وَكَيْفَ لَا يَفْنَعُ وَلَا يَخَافُ عَلَى أَهْلِهِ وَنِسَائِهِ  
وَقِيَّتِهِ ابْنَتَانِ مِنْ بَنَاتِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَهَامِنْ وَدَائِعِ حَبْلِهِ يَجِبُ  
عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حِفْظُ حُرْمَتِهِمَا فَضْلًا ظَنَّاكَ بِالْحُسَيْنِ وَهُوَ أَخٌ لَهْمَا -  
اور کیونکر خوف اور ہراس نہوتا امام حسین کو اپنی عورات کی پردہ درمی کا حالانکہ  
دو خوزادی اُن میں نواسیان ہمارے نبی کی تہین جو بطور و ولایت اور امانت  
کے تہین اور جن کی پرداری ہر مسلمان پر واجب ہے چہ جائے کہ امام حسین جو او کو  
حقیقی بہائی تھے اُن پر تو سب سے زیادہ واجب تھی۔ وَكَانَ مِنْ مَسَاءِ  
يَوْمٍ تَأْسُوْعًا إِلَى ذَلِكَ الْوَقْتِ يُتَخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّ أَعْدَاءَهُ لَا يَأْلَوْنَ  
فِي هَتَاكِ حَرَمِهِمْ وَأُورُنِينَ تَارِيخِ كِي شَامٍ سَ جُوسَاخِ جُرْمَاتِي لَشَكْرٍ كَا جُوسَا  
تھا اوس کو خیال کر کے حضرت کو پورا اندیشہ تھا کہ یہ دشمنان دین کبھی کچھ پر واز  
کرین گے اپنے نبی کی ہتک حرمت کرنے میں بلکہ ضرور اسی پر آمادہ ہیں وَلِذَلِكَ  
أَضْرَمَ النَّارَ حَوْلَ الْخِيَامِ فِي لَيْلِيَةِ هَذِهِ وَلَمْ يَخَفْ مِنْ حَرِّهَا وَلَمْ  
يَخْشَ مِنْ أَنَّ عَطَشَهُمْ يَزِيدُ أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً مِنْ أَضْرَمِ النَّارِ  
حَوْلَ خِيَاهُمْ - اور یہی خوف پردہ درمی کا اپکو باعث اس کا ہوا تھا کہ شب  
عاشورا کو آگ گرد اس خندق کے بڑکادی تھی جس میں مخدرات عصمت رونق افروز  
تہین ہائے وہ گرمی کر بلا کی اور وہ تین دن کی پیاس اور اس پر یہ آگ  
کی بڑک پردہ درمی کے روکنے کی غرض اسکا کچھ خوف آپکو نہوا وَهَذَا الْخَوْفُ  
هُوَ مَحَلُّ الْأَسْتِدْلَالِ وَالْإِحْتِجَاجِ لَنَا عَلَى مُحَاَلِفَتِنَا أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ  
قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ مِنَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ الْأَيُّهُ هُوَ بَلَاءٌ سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ



اور یہی خوف اور نیز تقیہ ائمہ علیہم السلام کا اسی سے ہم استدلال کرتے ہیں اپنے مخالفین  
 پر کہ خدا نے جو قرآن میں فرمایا ہے کہ ہم ضرور تمہارا امتحان لین گے بڑی بہوک پیاس اور  
 خوف سے اس سے مراد وہی امتحان ہے جو امام حسینؑ کا بروز عاشورا خدا نے لیا اور پوری  
 آیت کے آپ ہی مصداق ہیں وَآتَ الْمُرَادَ مِنْ آيَةِ الْاِسْتِخْلَافِ وَفِيهَا وَعَدَ اللهُ  
 سُبْحَانَهُ بِقَوْلِهِ لَنَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ اِلَى قَوْلِهِ وَلَنَبَدِّلَ لَكَ مِنْ بَعْدِ خَوَافِهِمْ  
 اَمْنًا اِنَّهُ هُوَ الْوَعْدُ بِالرَّجْعَةِ اور یہ بھی ہم دلیل لاتے ہیں آیہ استخلاف میں  
 خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو لوگ ایسے خوف میں رہے انکی بادشاہی اور خلافت دنیا  
 میں زمانہ رجعت میں ہولے گی تب قیامت آئیگی۔ وَهَذَا الْمَدْعَى قَدْ فَصِّلَ فِي  
 الْكُتُبِ الْكَلَامِيَّةِ اور یہ مطلب کتب علم کلام میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ اَمَّا  
 هُنَا فَنَقُولُ اِنَّهُ لَمَّا اَمْتَحَنَ اللهُ سَيِّدَنَا الْحُسَيْنَ وَاَهْلِيَّتَهُ وَاَصْحَابَهُ  
 بِالْفَرْجِ الْاَكْبَرِ فِي ذَلِكَ الْبَلَاءِ فَجَبَّ عَلَيْهِ اَنْ يَأْمَنَهُمْ مَنْ فَرَّعَ يَوْمَ الْمُحْشَرِ  
 فَيَوْمَئِذٍ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور اس جگہ تو ہم یہی کہتے ہیں کہ جب خدا نے  
 امام حسینؑ اور انکے اہلبیتؑ اور اصحاب کا بروز عاشورا خوف شدید سے امتحان  
 لے لیا اب سزاوار ہے روز قیامت کے خوف سے اوکو بھی خوف کر دے اور اُس دن  
 یہ سب حضرات محسور ہوں گے کسی طرح کا خوف انکو ہوگا اور نہ کچھ رنج اور ملال  
 ہوگا وَهُمْ مِنْ فَرْجِ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُونَ اور یہی بزرگوار خوف سے روز قیامت کے  
 بیخاطر اور مامون ہوں گے۔ بَلْ يَحْشُرُ الَّذِينَ دُفِنُوا فِي جَوَارِهِ وَهُوَ الْحَارُّ  
 وَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا مَظْلَمَةَ لِمَا هُوَ مِنْ رِوٰی عَنْ مَوْلَانَا عَلِيِّ وَهُمْ مِنْ  
 فَرْجِ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُونَ۔ بلکہ امام حسینؑ کی طفیل سے زمین مقدس کربلا کو خدا نے  
 یہ بزرگی عطا فرمائی کہ جو لوگ آپکے حاضرین دفن ہوں گے وہ بھی بشرط ایمان  
 ضرور بے حساب اور بے مواخذہ قرون سے بروز قیامت محسور ہوں گے چنانچہ  
 جناب امیرؑ نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے اسی ضمن میں کہ۔ وَالرَّابِعُ ظُهُورُ الْاَيَّانِ  
 وَالْحَاوِيَةِ الْاَرْضِيَّةِ وَالْجَوْوِيَّةِ وَالْمَاوِيَّةِ مِنْ يَوْمِ عَاشُورَا اِلَى اَرْبَعِيْنَ



يَوْمًا صَبَاحًا وَمَسَاءً لَيْلًا وَنَهَارًا۔ چوتھی مشابہت واقعہ شہادت امام حسینؑ  
کو واقعہ قیامت سے ظاہر ہونا ایسے امور کا جن سے خوف طاری ہوتا ہے اور یہ امور  
زمین کی خشکی اور تری بلکہ پہاڑ پر اور نیز درمیان آسمان اور زمین اور خود آسمان پر  
روز عاشورا سے چالیس روز تک صبح اور شام اور رات اور دن قال الذر بندی  
مَا مَلَخَصَهُ قَهْلٌ تَسْتَبْحِدُ ذَلِكَ وَأَنْتَ غَافِلٌ عَنْ تَحْقُلِ مَا وَقَعَ فِي يَوْمِ  
عَاشُورَا بَعْدَ شَهَادَةِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ ملا در بندی ۷۷ اسرار میں باین خلاصہ  
کہتے ہیں کیا تم کو بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے اور تم کو غفلت ہے اور ان واقعات کے  
سوچنے سے جو بروز عاشورا بعد شہادت امام حسینؑ واقع ہوئے تھے مِنْ صَيْحَةٍ  
جَبَلٍ يَثُلُ وَمَشْيِهِ فِي الْمَيْدَانِ بَالِيًا نَائِمًا حضرت جبرئیل نے جدا کر نعرہ  
مارا تھا اور میدان کر بلا میں روتے اور نوحہ کرتے ہوئے چلے تھے وَكُسُوفِ الشَّمْسِ  
وَعَلْبَةِ الظُّلُمَةِ وَطَيْرَانِ التَّجْوُمِ وَإِعَادِ السَّمَاءِ وَامْطَارِهَا دَمًا عَيْطًا  
آفتاب کو گہن لگا تھا تاریکی پھیل گئی تھی ستارے آسمان سے ٹوٹ ٹوٹ کر برابر  
گرتے تھے بادل گرج رہا تھا آسمان خون تازہ برسا رہا تھا وَوُجُودِ الدِّمَاءِ  
الْعَيْطَةِ تَحْتَ حَجَرٍ وَمُدَمٍ وَكَوْنِ جَذَرَانِ بَيُوتٍ جُمْلَةٍ مِنَ الْبُلْدَانِ  
کامل لاجیف المعصفرۃ۔ ہر پتھر اور دھیدے کے نیچے خون تازہ پایا جاتا تھا  
بعض شہرین کی دیواریں ایسی رنگین ہو گئی تھیں جیسے چادر کسوم کے رنگ میں  
دوب کھائے ہوئے ہوں وَزَلْزَلَةِ الْأَرْضِ وَبُكَاءِ الْمَوْجُودَاتِ مِمَّا  
يُرَى وَمِمَّا لَا يُرَى۔ زمین کو جنبش اور زلزلہ ہوا تھا موجودات عالم جبکہ ہم  
دیکھ سکتے ہیں یا نہیں دیکھ سکتے ہیں سب میں رونے سے کمرام برپا تھا (مگر  
بصرہ اور دمشق) وَتَلَاطِمِ الْبَحَارِ وَخُرُوجِ الْحَيَّاتِ مِنْهَا إِلَى الْأَرْضِ  
دریاؤں میں تلاطم پیدا ہوا تھا مچھلیاں تڑپ تڑپ کر دریاؤں سے زمین پر نکل  
آئی تھیں وَظُهُورِ الْعَلَامَاتِ الْعَجِيبَةِ قُلْتُ وَمِنْهَا هَتَفُ الْهَوَافِ  
وَفَوْحِ الْحِقِّ الطَّيَّارِ وَسُقُوطِ الطُّيُورِ مِنَ الْهَوَاءِ إِلَى الْأَرْضِ



اور یہی علامات عجیبہ ظاہر ہوئی ہیں اور میں کہتا ہوں ہاتھ کی صدائیں جا بجا سنی جاتی ہیں کہ حسینؑ شہید ہو گئے جن کی قسم جو گیارہ ہے اونکا نہ حصہ برابر ہے میں آتا تھا پرندے آشیانوں کو چھوڑ کر زمین پر گر پڑے تھے اور زبان خاص میں بین کر رہے تھے آب و دانہ کی فکر سے جدا ہو گئے تھے۔ یہاں واقعات کو خیال کر کے بقول ملا مختشم سے کہ خواہش قیامت دنیا بعید نیست + این رستخیز عام کہ نامش محرم است۔ وَكُلٌّ ذَٰلِكَ إِنْشَاءٌ مِّنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ أَنَّ خَلِيفَةَ النَّبِيِّ وَتَالِثَ الْخُلَفَاءِ هُوَ الْحُسَيْنُ لَا الَّذِي سَمَّيْتُمُوهُ تَالِثَ الْخُلَفَاءِ أَعْنَىٰ عُثْمَانَ اور یہ سب قدرت نمائی اور حشر کا برپا ہونا زمین اور آسمان میں تہلکہ پڑنا اسی مطلب کے ثابت کرنے کے واسطے خدا کی طرف سے تھا کہ دیکھو ہمارے نبیؐ کا تیسرا خلیفہ حسینؑ مظلوم ہے جس کے قتل کرنے سے یہ یہ حادثے زمین اور آسمان میں ہو رہے اور جس کو تم نے برائے نام خلیفہ بنا لیا ہے یعنی عثمان وہ خلیفہ نبیؐ نہیں ہے وَقَدْ ذَكَرْتُ الْمَفَارِقَاتِ فِي بَابِ خَاصٍّ۔ میں شہادت امام حسینؑ اور قتل عثمانؓ میں جن جن امور سے فرق ہے اوس کا ایک باب جدا گانہ لکھا یا ہے وَهَذِهِ الْأُمُورُ وَالْحَوَادِثُ مَتَوَاتِرَةٌ بِالْغَنِيِّ مَنَقُولٌ مَّا تَوَاتَرَتْ يَرْوِيهَا الْمُخَالِفُ وَالْمُؤَالِفُ۔ اور یہ سب امور اور حادثے ہوش ربا بتواتر منقول ہیں اور انکو دوست اور دشمن بلکہ غیر مسلم بھی روایت کرتے ہیں بلکہ جو لوگ مرکب اس ظلم کے ہوئے وہ بھی اسکو نہ چھپا سکے اور بیان کر گئے وَكَثُرَ مَا يَقَعُ فِي قُرْبِ زَمَانِ السَّاعَةِ وَفِي يَوْمِ السَّاعَةِ قُبَّتِ التَّمَثِيلُ وَظَهَرَ لَزُومُ الذِّكْرِ۔ اور اکثر یہی ڈرانے والی باتیں قرب زمانہ قیامت اور خود بروز قیامت واقع ہونگے اب تو ہماری تشبیہ و دونوں واقعہ شہادت اور قیامت کی ثابت ہو گئی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ خبر وہی خدا کی دونوں واقعات کے ساتھ ہی ساتھ جو الزام ہوئے تھے اوس کی وجہ یہی ہے کہ دونوں میں ایسے ہی امور واقع ہونگے وَلَا يَنْتُكَ مِثْلُ خَيْرٍ اور پورے واقفکار یعنی خدا سے بڑھ کر کون تم کو سچی خبر دے سکتا ہے خدا یہ تو ہو چکا اور اب بھی بہت کچھ باقی ہے۔ ثُمَّ الْجَنَّةُ الْأُولَى وَيَتْلُوهُ الْجَنَّةُ الْآخِرَةُ إِنَّ اللَّهَ



## خاتمہ از مصنف

یہ پہلا حصہ جلد دوم ثاتین کا جو نہایت ضروری اور مفید مضامین پر  
شامل ہے لہذا اسکو اسی جگہ پر ختم کر کے امید خدا سے رکھتا ہوں کہ بقیہ  
حصص کو بھی جلد شائع کروں گا۔ مومنین رؤسا اور عمائد اور علما  
اور ذاکرین اور واعظین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس میری کوشش  
اور دماغ سوزی پر نظر توجہ کر کے مجھے دُعاے خیر سے یاد فرما دینگے۔

راق  
سید غلام حسنین کاظمی کنتوری

## اعلان

تصانیف جناب علامہ فہامہ مدظلہ العالی

ثاتین فی مقتل الحسین علیہ السلام جلد اول ہر دو حصہ قیمت .. .. ع

انتصار الاسلام طبع دوم قیمت .. .. ع

ثاتین جلد دوم حصہ اول .. .. ع

لائف جناب علامہ کنتوری .. .. ع

کشف الحقائق سونچ عمری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مصنفہ جناب قبلہ {

مولانا سید مظہر حسن صاحب دام ظلہ العالی .. .. ع

رسالہ میراث ایک آنر، حضرات شایقین کو اور جس کتاب کی ضرورت ہو پتہ

ذیل پر شوق سے طلب فرمادین۔

مولوی غلام عباس - لاہور لوہار مینڈی - پہلہ نمائندگی



